بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ لکھ رہا ہوں اس رجل عظیم کی
تکمیل ہو رہی ہے بذبحِ عظیم کی

مناقب آل بیت رسول
و
شہادت جگر گوشہ بتول

13-171

اے خاک کربلا تو اس احسان کو نہ بھول
لیٹے ہیں تیری خاک میں جگر گوشہ بتول

تصنیف وتالیف
حافظ محمد حبیب اللہ قریشی الہاشمی
پھگواڑی۔ مری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ لکھ رہا ہوں اس رجل عظیم کی
تکمیل ہو رہی ہے بذبحِ عظیم کی

مناقب آل بیت رسول
و
شہادت جگر گوشہ بتول

اے خاک کربلا تو اس احسان کو نہ بھول
لیٹے ہیں تیری خاک میں جگر گوشہ بتول

تصنیف و تالیف
حافظ محمد حبیب اللہ قریشی الہاشمی
پھگواڑی۔ مری

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

85056

نام کتاب	مناقب آل بیت رسول وشہادت جگر گوشہ بتول
نام مصنف	حافظ محمد حبیب اللہ
کمپوزنگ	حاجی خالد پرویز جنجوعہ
صفحات	400
اشاعت اول	اکتوبر 2007ء
تعداد	500
ہدیہ	300/=

ملنے کا پتہ

حافظ حبیب اللہ قریشی الہاشمی پھگواڑی تحصیل مری

Marfat.com

عنوانات کا اجمالی خاکہ

ابتدائیہ۔ ماخذ کتب، فہرست عنوانات، شرف انتساب، نذرانہ عقیدت، مقدمہ، تعارف وتبصرہ، روئے سخن

باب اول۔	از آدم تا وصال سید لولاک ﷺ آزمائشوں کا دور
باب دوم۔	فضائل اہل بیت و پنجتن پاک
باب سوم۔	خلافت راشدہ
باب چہارم۔	داستان خونچکاں، واقعات کربلا
باب پنجم۔	شام غریباں، چاک ہے گریباں اہل بیت اور دامن ہے لہولہو
باب ششم۔	رنگ لاتا ہے شہیدوں کا لہو، خدا کی لاٹھی مختار ثقفی کی شکل میں

سخن ہائے گفتی

سلام بحضور، امام عالی مقام

Marfat.com

بارگاہ خداوندی میں عاجزانہ التجا

علامہ اقبال کے زبان وقلم سے

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر، روز محشر عذر ہائے من پذیر
درحسابم را تو بینی ناگزیر، از نگاہ مصطفی پنہاں پذیر

بہ پایاں چوں سید ایں عالم پیر، شود بے پردہ ہر پوشیدہ تقدیر
مکن رسوا حضور خواجہ مارا، حساب من تر چشم او نہاں گیر

Marfat.com

ماخذ کتب

نام کتاب	نام مصنف
القرآن الحکیم	تنزیل من الرحمٰن الرحیم
تفسیر کبیر	علامہ فخر الدین رازی ؒ
درمنثور	علامہ جلال الدین سیوطی ؒ
روح البیان	علامہ محمد اسماعیل حقی ؒ
جلالین شریف	علامہ جلال الدین سیوطی ؒ
خازن	علامہ علی محمد خازن ؒ
تفسیر عزیزی	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ؒ
مظہری	علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ؒ
ضیاء القرآن	پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری ؒ
تبیان القرآن	علامہ غلام رسول سعیدی صاحب ؒ
بخاری شریف مترجم	ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری ؒ
مسلم شریف مترجم	حضرت مسلم بن حجاج قشیری ؒ
عینی شرح بخاری	علامہ بدر الدین عینی ؒ
فتح الباری شرح بخاری	علامہ ابن حجر عسقلانی ؒ
مرقاہ شرح مشکوۃ	ملا علی قاری ؒ
اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ	شاہ عبدالحق محدث دہلوی ؒ
زرقانی علی المواہب	علامہ زرقانی ؒ
البدایہ والنہایہ	حافظ عماد الدین ابن کثیر ؒ
طبقات ابن سعد	حضرت محمد عبداللہ محمد عبداللہ نیشاپوری ؒ

Marfat.com

حاوی للفتاوای	علامہ جلال الدین سیوطیؒ
مسند احمد	امام ابوعبداللہ احمد بن حنبلؒ
خصائص کبریٰ	علامہ جلال الدین سیوطیؒ
موارج النبوت	شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ
معارج النبوت	ملا واعظ کشفیؒ
شواہد النبوت	عبدالرحمٰن جامیؒ
دلائل النبوت	علامہ بیہقیؒ
نزہتہ المجالس	مولانا عبدالرحمٰن صفویؒ
رحمتہ اللعالمین	قاضی سلیمان منصور پوریؒ
تاریخ الخلفا	علامہ جلال الدین سیوطیؒ
الفاروق	شبلی نعمانی
تاریخ اسلام	عبدالرحمٰن شوق
ضیاء النبی	پیر کرم شاہ الازہریؒ
سیرت النبی	علامہ شبلی نعمانی
جذب القلوب	شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ
طی الفراغ الیٰ منازل البرازح	مولانا ذوالفقار علی بھوپالی
فلسفہ شہادت	علامہ طاہر القادری
سیرت علی المرتضیٰ	محمد الیاس عادل
شہید ابن شہید اول	صائم چشتی
زلف و زنجیر	علامہ ارشد القادری
صباح آرزو	عرفان رضوی

Marfat.com

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ نمبر
عنوانات کا اجمالی خاکہ	iii
بارگاہ خداوندی میں التجا	iv
ماخذ کتب	v
فہرست عنوانات	vii
شرف انتساب	1
شہنشاہ ارض وسماء کے حضور نذرانہ عقیدت	2
مقدمہ سید محمد اسحاق نقوی	5
تعارف وتبصرہ	12
روئے سخن۔ مصنف	21
تیرا وجود الکتاب	26
باب اول	27
حضرت آدم علیہ السلام پر آزمائش	28
حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آزمائش	32
پہلی آزمائش نار نمرود	32
حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دوسری آزمائش	33
حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا مانگتے ہیں	34
حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تیسری آزمائش	36

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت ایوب علیہ السلام پر کڑی آزمائش	39
حضرت ذکریا اور یحییٰ علیہ السلام پر آزمائش	41
آزمائشوں کا دور	42
خاندان بنوہاشم اور بنوامیہ کا اختلاف	45
جناب سرورکائنات کا آخری ایام	47
ایک شبہ اور اس کا ازالہ	49
حدیث قرطاس یا وصیت نامہ	50
حضور جو بات لکھوانا چاہتے تھے وہ کیا تھی؟	53
ظاہری حیات کا آخری دن	58
وصال سید لولاک ﷺ	59
آخری لمحات ﷺ	59
باب دوم۔ فضائل اہل بیت	63
الا المودة فی القربیٰ	64
ویطهر کم تطهیراً	65
وازواجہ امہاتھم	70
ام المومنین کا آخری وقت	74
سیدۃ الزہرہ جگر گوشہ بتول رسالت مآب کی آمد	80

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
سیدہ خاتون کی شادی	86	حضرت علی المرتضیٰ کی شان	
حضرت علی دربار نبی میں	87	ولایت	126
رضائے فاطمہ	88	ایک غلط استدلال	127
سیدہ طاہرہ کا نکاح آسمانوں پر	88	کرم اللہ وجہہ کی وجہ تسمیہ	128
واللہ غالب علیٰ امرہٖ	89	علم کا دروازہ حضرت علی المرتضیٰ	129
سیدہ کا نکاح زمین پر	89	ایک عجیب فیصلہ	135
خطبہ نکاح	90	عیسائی پادری کے سوالات	136
دعوت ولیمہ	91	یہودی عالم کے سات سوالات	138
شادی کے وقت عمریں	92	ایک نوجوان اور ماں	139
شہزادی کونین کی رخصتی	93	میاں بیوی۔ ماں بیٹا	140
بنت رسول کا جہیز	94	حضرت علی کی شان سخاوت	143
سلیمان کی بیٹی کی شادی اور اس		حضرت علی کی شان شجاعت۔	146
کا جہیز	94	پہلا معرکہ	146
سیدہ زہرا کی ایک شادی میں	96	حضرت علی کا دوسرا معرکہ	147
شرکت		تیسرا باب۔ خلافت راشدہ	151
شہزادی کونین کے آخری لمحات	99	خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ	152
ناقہ رسول دروازہ زہرا پر	102	خلافت صدیقی	152
سیدہ کا خواب	103	خلافت خلیفہ ثانی	158
غسل اور جنازہ کی وصیت	105	فتوحات فاروقی کی وسعت	161
غسل کی دوسری روایت	106	بے مثل فاتح	162
تاریخ وصال سیدہ	107	خلیفہ ثالث سیدنا عثمان بن عفان	163
گلشن فاطمہ کے دو پھول	108	سازشوں کا دور	163
گلشن فاطمہ کا دوسرا پھول	110	خلیفہ ثالث کی شہادت	165
شاہکار رسالت شاہ ولایت	120	خلیفہ چہارم سیدنا علی ابن ابی طالب	167

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
قصاص کی تیاریاں	168	فیصلے کا اعلان	189
بصرہ کا سفر	169	سیاست جیت گئی۔ شرافت ہار گئی	190
سیدنا علی المرتضیٰ کی پیش قدمی	169	شہادت عظمیٰ	190
سفارت کی ناکامی	170	قاتلوں کا اتفاق	191
حضرت امام حسن کی کوفہ روانگی	171	خارجیوں کا عملی منصوبہ	191
لوگوں کی آمادگی	172	عبدالرحمٰن بن ملجم	191
مصالحت کی کوشش	172	تاریخ شہادت	193
جنگ جمل	173	تجہیز و تکفین	194
حضرت طلحہ	175	خلافت و شہادت امام حسنؓ	195
زبردست جنگ	176	شرائط صلح	196
دارالخلافہ کوفہ منتقل ہو گیا	177	آپ کو زہر دے دیا گیا	198
مصر کی امارت	178	خلافت راشدہ کی مدت	200
سیاسی دماغ	178	باب چہارم۔	
حضرت علی کی غلط فہمی	179	داستان خونچکاں	203
صلح کی کوشش	180	شہید اعظم حضرت امام حسین کی	
امیر معاویہ کا جوابی خط	181	شہادت پر ایک طائرانہ نظر	203
خلافت سے بغاوت	182	بدبخت یزید	212
جنگ کی تیاریاں	183	شاعر مشرق اور بدبخت یزید	215
جنگ صفین کا آغاز	183	بچھو کا زہر اور یزید	218
پانی پر شامیوں کا قبضہ	184	شہادت امام حسین کا پس منظر اور	
خونریز معرکے	185	معرکہ حق و باطل	221
جنگی اور فریبی چال	187	وصیت امیر معاویہ	222
منصفوں کی تقرری	188	وفات امیر معاویہ اور یزید کی تخت	
اقرار نامہ	189	نشینی	224

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
مدینہ منورہ کی جدائی اور امام حسین	225
ماں کے مزار پر خدا حافظ	225
امام عالی مقام حضور کے آستانے پر	227
اہل بیت پر آزمائشوں کا دور	229
حق و باطل۔ خیر و شر آمنے سامنے	229
امام عالی مقام کی مدینہ پاک کو سے روانگی	230
امام مسلم کی مکہ مکرمہ سے کوفہ کو روانگی	232
بھیڑیا شیر کی شکل میں کوفہ میں داخل ہو گیا	233
حضرت ہانی کا قتل	237
آل بیت اطہار پر آزمائشوں کا دور	242
پہلی آزمائش حضرت مسلم کی شہادت	242
دو مظلوم شہزادے	245
مشکور کی شہادت	248
حبشیہ کنیز کا آنا	250
حضرت مسلم کے بچوں کی شہادت	254
خدا کی بے آواز لاٹھی حرکت میں آ گئی	256
ظالم کو ظلم کا بدلہ مل گیا	256
امام حسین کی مکہ مکرمہ سے روانگی	257
سیدنا امام حسین جواب دیتے ہیں	261
کربلا کا خونیں میدان شہادت گاہ اہل بیت	265
محرم کی دسویں رات	266
کربلا کی خونی داستان۔ قیامت سے پہلے قیامت	268
تاریخ رقم ہو رہی ہے بذبح عظیم کی	273
یزیدی فوج اور حسینی لشکر آمنے سامنے	275
جنگ شروع ہو جاتی ہے۔	279
حضرت حر کی شہادت	279
حضرت وہب بن عبداللہ کلبی کی شہادت	282
دو ننھے شہزادے عون و محمد کی شہادت	286
شہادت حضرت عباس علمدار	293
حضرت قاسم کی شجاعت و شہادت	298
حضرت علی اکبر شجاعت و شہادت	303
شہادت شیرخوار علی اصغر	312
امام عالی مقام کے حضور سلام	320

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
تکمیل شہادت۔ تکمیل ہو رہی ہے بذبح عظیم کی	321
شہادت حسین۔ مشہود بالنبی	336
شہادت کے بعد گواہی	337
کٹے ہوئے سر کی گواہی	338
پورے گھرانے کی قربانی	338
باب پنجم۔ شام غریباں	341
چاک گریباں اہل بیت اور دامن لہولہو	342
جان سوز منظر	342
تاراج و نیم بسمل قافلہ، قدم قدم پر خون بکھیرتا ہوا کوفہ کی طرف رواں دواں	343
امام عالی مقام کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے	347
سیدہ زینب کا خطاب یزید کی مجلس میں	351
سیدہ زینب کے حضور ان کی جرات پر ہدیہ عقیدت	355
کشتگان خنجر و تسلیم کی دربار رسول پر حاضری	357
شہادت امام حسین پر جنات کی نوحہ خوانی	359

عنوان	صفحہ نمبر
یزیدی حکومت کی تباہ کاریاں	361
مدینہ منورہ پر حملہ	663
مکہ مکرمہ پر حملہ	366
رنگ لاتا ہے شہیدوں کا لہو	369
خدا کی لاٹھی مختار ثقفی کی شکل میں	369
یزید بن معاویہ کا انجام	370
ابن زیاد کا انجام	371
عمرو سعد کا انجام	372
دیکھ عمرو بن سعد بیدار تو نہیں	373
شمر لعین کا انجام	374
خولی بن یزید کا انجام	375
حکم بن طفیل کا انجام	375
حرملا کا انجام	376
مالک بن شبیر کا انجام	376
سنان بن انس کا انجام	376
مسلم بن عقبہ کا انجام	376
عذاب عبد الرحمٰن بن ملجم	377
اہل بیت کا احترام اور اس کا انعام	384
سخن ہائے گفتنی	378
شہنشاہ ولایت کے حضور نذرانہ عقیدت	388
سیدنا امام حسین کی خدمت میں	389
شہیدان کربلا کے حضور سلام عقیدت	390

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
گلستان فاطمہ کے پھولوں کے نام	391	اس عاجز کی طرف سے سلام عقیدت	392
مظلوم کربلا کے حضور	392	مصنف کی دیگر کتب	393

Marfat.com

شرف انتساب

اس ذات قدسی کے نام جس کا خلق خلق قرآن ہے
اس مقدس خاتون کے نام جو سب سے پہلے حضور پر ایمان لائی
اس شیر خدا کے نام جن کا مرتبہ من کنت مولاہ فعلی مولا ہے
اس جگر گوشہ رسول کے نام جو سیدۃ النساء العالمین ہے
گلشن فاطمہ کے ان جگر پاروں کے نام جن کا مقام سیدالشباب اہل الجنتہ ہے
اس شہزادی ایران کے نام جس نے قصر سلطانی کو چھوڑ کر فقر و فاقہ کو ترجیح دی
سیدہ زینب کے ان جگر پاروں کے نام جنہوں نے معوذ اور معاذ کی یاد تازہ کر دی
گلشن فاطمہ کے اس پھول کے نام جو کھلا ضرور مگر کھل کر مسکرا نہ سکا
پھر ان شہداء کربلا کے نام جنہوں نے جان تو دے دی مگر باطل کے آگے نہ جھکے
ان شہیدان اسلام کے نام جنہوں نے امیر کارروان کی کشتی کو ساحل آشنا کیا
پھر ان ہستیوں کے نام جن کی نگاہ فیض و کرم سے اس مسکین کو کتاب لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

Marfat.com

شہنشاہ ارض وسماء کے حضور

نذرانہ عقیدت

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ و آلہ

بلب مسیح شفائے او۔ بید کلیم عطائے او
بسر خلیل عطائے او۔ ہمہ عالم است گدائے او

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ و آلہ

ہمہ نوریاں بثنائے او۔ ہمہ عرشیاں بدعائے او
ہمہ فرشیاں بولائے او۔ ہمہ فرش وعرش برائے او

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ و آلہ

Marfat.com

اظہار تشکر

صحافتی دنیا میں محترم محمد الماس عباسی صاحب چیف ایڈیٹر روزنامہ ''اذکار'' کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ میلاد کی محافل کا انتظام و انصرام کرنا ہو، یا مساجد و مدارس کے حوالے سے تعاون، ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں۔ دین اور دینداروں سے محبت بالخصوص مسلک حقہ اہل سنت کے مشائخ و علماء سے ان کی عقیدت و احترام ان کی پہچان رہی ہے۔

میں موجودہ کتاب ''مناقب آل بیت رسولؐ و شہادت جگر گوشہ بتول'' کی اشاعت کے سلسلہ میں محترم محمد الماس عباسی صاحب کے خصوصی تعاون پر تہہ دل سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اللہ رب العزت سے ان کی درازئ عمر، صحت اور کاروبار میں مزید ترقی کے لئے دعا گو ہوں۔

اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار سے محبت اور عقیدت کے بدلے اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

(مصنف)

Marfat.com

Marfat.com

مقدمہ

رشحات قلم۔علامہ سید محمد اسحاق نقوی ایم اے۔بی ایڈ۔
مظفرآباد آزاد کشمیر

الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ. وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

بادی النظر میں کسی بھی کتاب کا مصنف یا مولف اپنی تصنیف وتالیف کی خصوصیات بذات خود بیان نہیں کرتا اور نہ ہی اپنا تعارف خود کرواتا ہے اور نہ ہی وہ مناسب سمجھتا ہے تاہم تقریظ۔دیباچہ،پیش لفظ،پیش گفتار اور مقدمہ وغیرہ چونکہ دوسروں کے قلم سے ہوتا اور اس میں بطور نمونہ مشت از خروار کتاب کی خصوصیات اور مصنف کا تعارف پیش کیا جاتا ہے تاکہ قارئین مطالعہ میں دلچسپی لیں۔مشہور مقولہ ہے کہ کتاب ایک بہترین ساتھی ہے اور زمانہ بہترین استاد ہے جس طرح دوست کے انتخاب میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح اچھی کتاب کے انتخاب میں بھی احتیاط درکار ہے جس طرح برے دوست کی دوستی نقصان دہ ہوتی ہے اسی طرح مخرّب اخلاق کتب کا مطالعہ بھی قاری کے قلب وذہن کو بری طرح متاثر کرتا ہے۔

قارئین کرام! آپ کے ہاتھوں میں یہ کتاب مناقب آل بیت رسول وشہادت جگر گوشہ بتول نواسہ احمد مختار سیدنا امام حسینؑ کے نام سے موسوم ہے اسکے مصنف محترم مولانا حافظ محمد حبیب اللہ قریشی الہاشمی ہیں جو تحصیل مری کی یونین کونسل پھگواڑی کے سکونت پذیر ہیں۔(مناقب آل بیت رسول۔وشہادت جگر گوشہ بتول)

مولانا صاحب علم وفضل میں فہم وفراست سے مزین اور بہترین کردار کے حامل ہیں۔زندگی کی پچانویں بہاریں دیکھ چکے ہیں۔فی زمانہ پچانوے برس کی عمر بڑی طویل عمر ہے۔اس عمر کا آدمی کا کوئی محنت طلب کام نہیں کرسکتا کیونکہ ضعف پیری سے اسکی کمر خمیدہ نظر

Marfat.com

دھندلا، اعضا مضمحل، اعصاب کمزور اور بدن سست پڑ جاتا ہے ہاتھ کانپنے لگتے ہیں اور حافظہ ساتھ چھوڑ جاتا ہے اور آدمی کی کیفیت یوں ہو جاتی ہے۔ لکیلا یعلم بعد علم شیاً (النحل ۷۰) کہ وہ جانتے ہوئے بھی کچھ نہیں جان سکتا اگر بالغرض کسی معمر شخص میں یہ معارض نہ بھی ہوں تو بھی بڑھاپا بذات خود ایک عارضہ ہوتا ہے اور اس عمر میں کسی بھی صاحب قرطاس وقلم کے لئے تصنیف وتالیف کا کام انجام دینا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ لیکن بفضل تعالیٰ مولانا حافظ محمد حَبیبَ اللہ صاحب کا معاملہ اپنے ہمعصر علما اور دیگر اشخاص سے بالکل مختلف ہے موصوف اپنی رفتار میں، گفتار میں، اور روزمرہ کے معمولات میں حسب معمول مستعد و مستحکم رہتے ہیں مولانا کی فکر بلند، عزم مصمم، مطالعہ کتب، اخبار بینی اور لکھت پڑھت مولانا کا محبوب مشغلہ ہے۔

مولانا نے اپنی دائیں آنکھ میں نظر میں کمی محسوس کرتے ہوئے آپریشن کرایا تھا وجوہ چند یہ آنکھ رو بہ صحت نہ ہو سکی اور اسکی بینائی بالکل سلب ہو گئی اب بائیں آنکھ ہی سے مطالعہ کا سلسلہ قائم ہے اس عمر اور اس کیفیت میں تقریباً ساڑھے چار سو صفحات کی کتاب بار بار لکھنا اور اس ضخیم کتاب بعنوان بالا مرتب کرنا کسی کرامت سے کم نہیں ہے۔ مولانا موصوف نے قبل ازیں عقائد کی درستگی، اعمال کی پختگی، کردار کی شگفتگی پر سات کتابیں تصنیف کی ہیں جو زیور طباعت سے آراستہ ہو کر مقبول عام ہو چکی ہیں ان کتب کی تفصیل اس کتاب کے آخر میں درج ہے۔

قارئین کے لئے یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مولانا کے بیٹوں، پوتوں، پوتیوں اور پڑپوتیوں اور پڑپوتوں اور ان کے فروع کی تعداد مولانا کی عمر کے مساوی ہو چکی ہے۔ اور مولانا کا یہ سارا خاندان پھلے پھولے باغ کی طرح سرسبز وشاداب ہے جس کے بڑوں اور چھوٹوں میں علم وادب، شرافت، تواضع، سادگی اور انکساری اور دینداری موجود ہے اللہ تعالیٰ مزید کرم فرمائے۔ جب مولانا سے اس فضل کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو ان کا جواب ہوتا ہے۔

Marfat.com

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور کی بندہ پروری ہے

راقم نے مولانا موصوف کی کتاب کا قلمی مسودہ شروع سے آخر تک پڑھا ہے معلوم ہوا کہ مولانا نے حب رسول ﷺ اور حب آل رسول ﷺ سے سرشار ہو کر یہ کتاب مرتب کی ہے اور اسکی بنیاد فرمان الٰہی اور فرمان رسالت مآب ﷺ پر رکھی گئی ہے۔

فرمان الٰہی۔(۱) انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو! تم سے ہر ناپاکی کو دور کر دے۔ اور تمہیں پاک کر دے جیسا حق ہے پاک کرنا کا۔(۲) قل لا اسئلکم علینہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔ اے محبوب آپ فرمائیں میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت والوں کی محبت۔

حضرت سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے کہ قرابت والوں سے مراد حضور ﷺ کی آل بیت ہے نیز قرابت داروں سے مراد حضرت علی حضرت فاطمہ اور حضرت حسن و حسین ہیں۔

فرمان رسالت مآب ﷺ انی تارک فیکم الثقلین. کتاب اللہ وعترتی ما ان تمسکم بھما لن تضلو بعدی۔ میں تمہارے درمیان دو اہم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اہل بیت۔ جب تک تم ان کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط رکھو گے میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔

نبی اکرم ﷺ کو اپنی فراست، بصیرت اور نور نبوت سے معلوم تھا کہ جس طرح کتاب اللہ کے ساتھ میری سنت کی پیروی لوگوں کے لئے کامیابی و کامرانی کا ذریعہ بنے گی۔ اسی طرح کتاب اللہ کے ساتھ میری آل سے مضبوط تعلق میری امت کے لئے گمراہی سے بچنے کا ذریعہ بنے گی کیونکہ میری آل میری نسبت سے اپنی سیرت و کردار اور علم و فضل سے لوگوں کے لئے مینار نور اور مشعل راہ ثابت ہو گی اسی طرح کی دیگر احادیث مبارکہ جو پنجتن پاکؑ کے اس ارشاد کہ ''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اے اللہ جو حسین سے محبت

Marfat.com

رکھے تو اس سے محبت رکھ"۔

مولانا نے حرز جان سمجھ کر جگر گوشہ بتول نواسہ رسول سیدنا امام حسینؓ کو اپنا آئیڈیل بنالیا اور ان کی پاکیزہ سیرت اور شہادت عظمیٰ جو ذبح عظیم کہلاتی ہے پر ایک یادگار کتاب مرتب کر کے حب دامان حسینؓ کی فہرست میں اپنا نام شامل کرا لیا انشاء اللہ عزیز اپنے آئیڈیل (محبوب ترین غنیمت کی سچی اور سچی محبت میں مولانا کی یہ کاوش، محسن محمود اور مقبول ہو گی اور مولانا کے لئے ذریعہ نجات اور وسیلہ بخشش ہو گی۔

سانحہ کربلا اور شہادت امام عالی مقامؑ پر متعدد کتب لکھی گئی ہیں جن کے مصنفین مولفین نے اپنی اپنی عقیدت کا اظہار اپنی اپنی محبت و بساط سے کیا ہے ان کتابوں کی شان بہر گل را رنگ و بوئے دیگر است ہے ان میں سے جس کسی نے امام عالی مقام کی سیرت کو موضوع بنایا اس نے شہادت کا اجمالی تذکرہ کیا اور جس نے شہادت کو موضوع بنایا اس نے سیرت کا سرسری تذکرہ کیا لیکن حافظ صاحب کی یہ کتاب بایں صورت اپنی مثال آپ ہے کہ اس میں امام عالی مقام کی سیرت کے تمام پہلو اور شہادت کے سارے واقعات تفصیلاً بیان کئے گئے ہیں نیز امام عالی مقام کے برادر اکبر حضرت حسنؓ کی سیرت و شہادت والد ماجد سیدنا علی کرم اللہ وجھہ کی سیرت و خلافت اور شہادت والدہ ماجدہ سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہراؓ کی سیرت نانی صاحبہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے حالات اور نانا جان حضرت آقاؐ کا اسوہ حسنہ کا اجمالی تذکرہ بھی کیا ہے مزید برآں امام عالی مقام کی دادی محترمہ فاطمہ بنت اسدؓ اور دادا محترم حضرت ابوطالب کا ذکر بھی کیا ہے۔

اہل بیت اطہار کے ساتھ مصنف کی والہانہ عقیدت تو بدرجہ اتم موجود ہے لیکن اس غایت کی درجے کی محبت میں نبی کریم کے جاں نثار صحابہ کو بھی فراموش نہیں کیا حسب موقعہ ان کا تذکرہ بھی احترام سے کیا ہے بالخصوص حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت کے حالات و واقعات کو بھی تاریخ کے آئینے میں بیان کیا ہے۔

خلفائے راشدین کے بعد خلافت سے ملوکیت کی طرف سفر کا آغاز ہوا تو مسلمانوں کی قیادت

Marfat.com

دو حصوں میں بٹ گئی سیاسی قیادت ان لوگوں کے ہاتھوں میں آ گئی جن کے شب و روز اپنے اقتدار کو مضبوط اور مستحکم کرنے کی تدبیروں میں بسر ہونے لگے جو مسلمانوں کی گردنوں پر محض اس لئے سوار ہو گئے کہ ان کے پاس قبائلی عصبیتوں، مکارانہ چالوں اور قوت و دولت کا سرمایہ وافر مقدار میں تھا وہ اپنے اقتدار کی شب تاریک کو طول دینے کے لئے سب کچھ کر گذرنے کی اہلیت رکھتے تھے جو کہ فریب، عیاری، مکاری، ترغیب و تحریص، جور و جفا، وحشت و بربریت ان کا معمول بن گیا تھا حتیٰ کہ ایمان فروشی بھی ان کے لیے فائدہ مند ہوتی تو اس سے بھی دریغ نہ کرتے۔

دوسری طرف وہ بزرگ تھے جن کا سرمایہ حیات خدا خوفی، صبر و توکل، تسلیم و رضا، تقویٰ فقر و فاقہ، محاسبہ، تزکیہ نفس، امانت و دیانت، اعلائے کلمتہ الحق، قرآن و سنت کی پاکیزہ تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت، اہل اسلام کی سربلندی، شعائر اسلام کا تحفظ، انسانوں کی اصلاح و خدمت ان کی زندگی کا مشن تھا اور وہ اس سلسلہ میں کسی قسم کی کمزوری کا مظاہرہ کرنے والے نہیں تھے اور وہ ان مقاصد جلیلہ کی تکمیل کے لئے سچے جذبوں اور والہانہ عشق سے سرشار تھے۔ ان ہی حالات میں خانوادہ اہل بیت اور محبان اہل بیت پر مظالم ڈھائے گئے اور سانحہ کربلا پیش آیا۔ مصنف کتاب نے سانحہ کربلا کے اسباب و محرکات اور اسکے پس منظر میں بعض سربستہ رازوں کو مستند و معتبر کتب سیر و تاریخ کے حوالوں سے طشت از بام کیا ہے اور اس سلسلہ میں جس نے جو کچھ کیا اور جس انداز سے کیا اسے من و عن بغیر کسی تردد کے ضبط تحریر میں لایا ہے۔

واقعہ قرطاس کے حوالے سے شیعہ حضرات نے جو اشکال پیدا کئے ہیں مولانا نے انہیں بڑے روشن استدلال سے دور کیا ہے اسی طرح بعض سنی علماء حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اقتدار میں حضورﷺ کا نماز ادا کرنا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مولانا نے معتبر حوالوں سے اسے سعی لاحاصل قرار دیا ہے اور بڑے مدلل انداز میں اس شے کا ازالہ کیا ہے بایں ہمہ مولانا موصوف کی اس کتاب کے مطالعہ سے سنی اور شیعہ دونوں مکاتب فکر کے طلبہ، اساتذہ، آئمہ،

Marfat.com

خطبا، واعظین اور دیگر قارئین بھی استفادہ کرسکیں گے۔حافظ صاحب نے اس کتاب کی تیاری میں بیش بہا کتب، معروف تفاسیر، مشہور کتب احادیث، مستند کتب سیر، معتبر کتب تاریخ اور دیگر مقبول عام کتب سے استفادہ کیا ہے ان کی جامع فہرست مع اسماء مفسرین، محدثین، مفکرین، مورخین اور مولفین کتاب کے شروع میں درج ہے۔

عنوانات نے بڑی مشقت، عرق ایزی، جانفشانی، شب بیداری اور جہد مسلسل سے کام لیا ہے نیز عنوانات کی مناسبت سے موقع ومحل کے تحت حضرت سیدنا معین الدین چشتی اجمیری، حضرت شیخ سعدی شیرازی، حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی، قبلہ پیر مہر علی شاہ صاحب، گولڑوی، ابوالاثر حفیظ جالندھری، جوش ملیح آبادی، سیماب اکبرآبادی، مولانا ظفر علی خان مفکر ملت مصور پاکستان عاشق رسول، محبّ اہل بیت علامہ اقبال کے اردو و فارسی کلام کا انتخاب اور دیگر شعراء کے اشعار شامل کر کے کتاب کے حسن و جمال کو دوبالا کر دیا ہے اور یقیناً اسے قارئین کی دلچسپی میں مزید اضافے کا باعث بنادیا ہے یہ مولانا کے شوق مطالعہ اور ذوق استحسان کی روشن دلیل ہے۔

کتاب کے آخری صفحات پر محترم عرفان رضوی کا نذرانہ عقیدت اور منقبت بحضور جناب مدینۃ العلم سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ الکریم۔منقبت بحضور سید الشھداء حضرت امام حسینؓ اور سلام عقیدت برائے شہیدان کربلا رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین شامل کر کے حافظ صاحب نے اس خوبصورت کتاب کے اختتام کو خوب سے خوب تر بنا دیا ہے۔

اس کتاب کے عمیق مطالعہ سے قارئین کو تاریخ کے آئینے میں سانحہ کربلا کا حقیقی پس منظر معلوم ہو جائے گا فکری جلا ملے گی۔علم وادب میں اضافہ ہوگا۔سطحی کتب وکیسٹ ودیگر مختلف عوامل سے پیدا شدہ ابہام واشکال دور ہوگا۔(انعام یافتہ طبقات، انبیا صدیقین، شہداء وصالحین کے مقام ومرتبہ کو سمجھنے ان کے مشن سے آگاہ ہونے اور ان کی راہ جو صراط مستقیم ہے کو اختیار کرنے اور اس پر چلنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔پنجتن پاک کی محبت پیدا ہوگی جو جزو ایمان ہے اور شہادتوں کے دردناک واقعات پڑھ کر شہیدان کربلا کے حضور سلام عقیدت اور

Marfat.com

آنسوؤں کی سوغات پیش کرنے کی سعادت میسر آئے گی۔

مصنف کتاب قبلہ حافظ صاحب نے اپنی اس شاہکار تصنیف کا مقدمہ لکھنے کے لئے مجھ جیسے بے بضاعت کا انتخاب کیا ہے یہ ان کا حسن ظن ہے اللہ انہیں جزائے خیر دے مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ اس کتاب کے شایان شان جس قدر لکھنا چاہیے تھا نہ لکھ سکا۔

رب کریم بحق محمد و آل محمد ﷺ مولانا کی اس کتاب کو شہرت دوام اور مصنف کو رحمت دوام سے نوازے۔ اور اس کتاب کی نسبت سے میری ان سطور کو بھی قبول فرما کر میرے قلم میں سرعت، حافظے میں برکت، مطالعے میں رغبت، تحریر میں جدت اور وسائل میں وسعت، دارین میں عزت اور پنجتن پاک کی دائمی محبت میں استقامت بخشے اور قارئین کرام کو اسکے مطالعے کی برکات سے بہرہ ور فرمائے آمین الٰہی آمین۔

اللھم صل وسلم و بارک علی سیدنا و مولانا محمد و الہ و عترتہ و صحبہ بعدد کل معلومات لک۔

خادم شرع مصطفوی سید محمد اسحاق نقوی

ایم اے، بی۔ ایڈ، فاضل اردو، فاضل عربی، فاضل تنظیم المدارس اہل سنت و فاضل مطالعہ اسلامک لا، فاضل صحافت، مدیر اعلیٰ ہفت روزہ قلم، مہتمم مدرسہ ابوتراب تعلیم القرآن و خطیب مرکزی جامع مسجد گوجر بانڈی، چناری ہٹیاں بالا، ضلع مظفر آباد۔ آزاد کشمیر

۲۶ ستمبر ۲۰۰۵ مطابق الاشعبان المعظم ۱۴۲۶ھ بروز پیر۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

تعارف وتبصرہ

ازقلم حضرت علامہ سید غلام یٰسین شاہ صاحب
دھیرکوٹ۔آزاد کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد و نصلی و سلم علی رسولہ الکریم . اما بعد فا عوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم .ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی. یا ایھا الذین آمنو صلو علیہ وسلمو تسلیما.

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ.

کتاب مسمیٰ بہ مناقب آل بیت رسول۔ وشہادت جگر گوشہ بتول۔مؤلفہ فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا حافظ محمد حبیب اللہ قریشی الہاشمی مختلف مقامات سے ملاحظہ کی گئی ماشاءاللہ فاضل مصنف کی لیاقت اور علمی استعداد کے ساتھ ساتھ کتاب کے عنوانات اوراس کا مواد حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کی اہل بیت اطہار کی مودت وعقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آفتاب احمد دلیل آفتاب۔

اللہ تعالیٰ کے حضور التجا ہے کہ مصنف کی کوشش کو قبول فرماتے ہوئے انہیں دارین کی سعادتیں عطا فرمائے۔آمین!

قارئین کرام! واقعی ہی یہ دنیا دارالابتلا ہے یہاں پر ایک کو آزمایا جاتا ہے جن کے مراتب جتنے بلند ہوتے ہیں ان کا امتحان اتنا ہی سخت ہوتا ہے انبیا کرامؑ چونکہ خلیفۃ اللہ کے مقام پر فائز ہیں اس لئے نیابت الٰہی کا فریضہ ادا کرنے میں انہیں سخت امتحانات سے گذرنا پڑتا ہے اورانہیں انتہائی جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔اعلائے کلمۃ الحق اوراحکامات خداوندی کے ابلاغ اوراس پر عمل کرانے کے لئے انبیا کرامؑ اوران کے جانشینوں اور متبعین کو بڑے بڑے

Marfat.com

جانکاہ مراحل سے گذرنا پڑتا ہے۔حق و باطل کے اس معرکے میں اپنی جان کی بازی لگا کر حق کو سر بلند رکھتے ہیں اور شہید ہو کر ابدی زندگی چاہتے ہیں موت وحیات کا خالق انہیں پاک پاکیزہ اور ابدی زندگی کا مژدہ جانفزا سناتا ہے۔سچ ہے۔

زندہ ہوتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے دو سلسلے شروع فرمائے ایک انبیا کرام علیھم السلام کی زوات قدسیہ کو مبعوث فرمایا اور دوسرا اپنی طرف سے دین متین نازل فرمایا۔ یہ دین مقدس حتمی مرتبت حضور نبی کریم سیدالانبیاء خاتم لانبیاء علیه الحتیته و الثنا پر مکمل ہوا اب دین متن کی اشاعت وترویج کی خاطر خود آنجناب علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرام علیھم الرضوان اور اہل بیت اطہار نے بے شمار قربانیاں دیں اور مقدس شخصیات کی قربانیوں کے طفیل آج دین اسلام اپنی اصلی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

دنیا سے تشریف لے جاتے ہوئے حجۃ الوداع سے واپسی پر خم غدیر کے مقام پر تقریبا ایک لاکھ سے زائد صحابہ کے مجمع میں آپ نے اعلان فرمایا۔ کہ لوگو میں بھی ایک انسان ہوں ہوسکتا ہے اللہ کی طرف سے کوئی بلانے والا آئے اور میں جانے کے لیے تیار ہو جاؤں ہاں میں جاتے ہوئے تمہیں بے یارومددگار نہیں چھوڑے جا رہا ہوں میں تم میں دو بڑے مرتبہ والی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اور دونوں مقام ومرتبہ میں ایک دوسرے سے بڑھ کے ہیں اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے ایک اللہ کی کتاب ہے اسمیں ہدایت اور نور ہے اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے اب ہم دیکھتے ہیں کہ تم ان دونوں سے کیا سلوک کرتے ہو۔ (ترمذی ۔مشکوٰۃ)

جہاں تک اہل بیت کے فضائل وکمالات کا تعلق ہے تو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم

Marfat.com

تطھیرا (الاحزاب) اللہ تعالیٰ کا ارادہ بھی یہی ہے کہ ہر طرح کی ناپاکی کو اے اہل بیت آپ سے دور کر دے اور آپ کو ایسا پاکیزہ رکھے جیسا پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔ بکثرت روایات میں صراحت سے موجود ہے کہ اہل بیت سے مراد اہل بیت نبی یعنی حضرت علی حضرت فاطمہ اور حضرت حسن و حسین ہیں۔ رسول خدا علیہ التحیة والثنا مسلسل امت کے سامنے آیت کریمہ کا مطلب بیان کرتے رہے۔ اور انکو بتاتے رہے تاکہ امت اس نور ہدایت کو اپنا چراغ راہ بنا کر چلے جیسا کہ فرمایا۔ نزلت هذه لاية في خمسة. في وعلي وفاطمه وحسن وحسين۔ (ترمذی شریف)

یعنی یہ آیت کریمہ پانچ افراد میرے علی فاطمہ حسن وحسین علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر کشاف۔ درمنثور۔ ابن کثیر تفسیر کبیر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی قل لا اسئلكم عليه اجرا الاالمودة في القربىٰ (الشوریٰ) تو صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ من قرابتک الذين وجبت عليهاالمودة قال علي و فاطمه وحسن وحسين۔ یعنی اے اللہ کے رسول ارشاد فرمائیں کہ آپ کے یہ قرابت دار کون ہیں جنکی محبت ہم پر واجب ہے تو ارشاد فرمایا وہ حضرت علی فاطمہ اور حسن وحسین ہیں۔ (تفسیر کشاف۔ روح المعانی)

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رات کے وقت کسی کام کے سلسلے میں رسول کریم صلی اللہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ باہر تشریف لائے آپ نے ایک چادر اوڑھ رکھی تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ اسکے نیچے کچھ ہے اپنی معروضات پیش کرنے کے بعد رخصت لینے سے قبل میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول۔ یہ کیا ہے۔ فكشفه فاذا هو الحسن والحسين آپ علیہ السلام نے چادر اتاری تو وہ حسن اور حسین علیہما السلام تھے آپ نے فرمایا۔ اسامہ۔ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ پھر آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی یا اللہ میں ان دونوں سے محبت

Marfat.com

کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ اور اس سے بھی محبت فرما جو ان دونوں سے محبت کرے۔

سبط پاکش ہم حسین ہم حسن۔ گوشوار عرش منی زوالمنن۔

اہل سنت و جماعت کے اکابرین ہمیشہ سے اہل بیت کی محبت اور ان کے ادب و احترام کو جزو ایمان سمجھتے رہے ہیں۔ چنانچہ خود امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی اہل بیت کی محبت میں ہوئی۔ اور اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ تو اہلبیت کی محبت میں سرشار تھے فرماتے ہیں۔ لو کان رفضا حب آل محمد فلیشهدالثقلان انی رافض۔ یعنی اگر آل محمد کی محبت کا نام رفض ہے تو تمام جن وانس اس بات پر گواہ ہیں کہ میں سب سے بڑا رافضی ہوں۔

نیز فرماتے ہیں۔ آل النبی زریتی وهو الیه وسلیتی. از جو مجهماعظمی غدر بیداالمبینن صحفتی . آل بیت میری بخشش کا ذریعہ ہیں۔ اور آل بیت نبوی بارگاہ الٰہی تک رسائی کے لئے میرا وسیلہ ہیں اور ان کے وسیلہ سے امید رکھتا ہوں کہ کل قیامت کے دن میرے دائیں ہاتھ میں میرا نامہ اعمال دیا جائے گا۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی آل بیت کے وسیلہ سے اس طرح دعا کرتے ہیں۔

خدایا بحق بنی فاطمہ، کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ

اگر دعوتم ردکنی ور قبول، من و دست و داماں آل رسول

اور شب و روز آل محمد ﷺ کے وسیلہ سے امت مسلمہ کا دعا مانگنا معمول ہے حضرت مولانا عبدالرحمٰن حاجی اپنی نیازمندی کا اس طرح اظہار کرتے ہیں۔

بصدق و صفا گشت بے چارہ جامی

غلام غلامان آل محمد

حضور نبی کریمؐ نے بھی ارشاد فرمایا احبو الله عایفذ و کم من نعمة۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کرو اس لئے کہ اس نے تمہیں نعمتیں عطا فرمائیں ہیں۔ در حبونی لحب الله۔ اور میری اہل بیت سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے۔ جیسے بھی ہیں میری اہل ہیں۔ ان سے تمہارا محبت کرنا میری محبت کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے امام احمد رضا خان بریلوی سپاس گذار ہیں۔

Marfat.com

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ سیدہ ام الفضل بنت حارث فرماتی ہیں کہ میں امام حسین کو لے کر حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو امام حسین کو آپ کی گود میں رکھ دیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہﷺ کی آنکھوں سے لگاتار آنسو بہہ رہے ہیں تو میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں آپ کو کس کو کس چیز نے رلا دیا ہے تو اس پر آپ نے مجھے فرمایا کہ مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ میرے اس بیٹے کو میری امت شہید کرے گی۔ پھر جبریل نے مجھے اس کی شہادت گاہ کی سرخ مٹی دی۔

مشکوٰۃ شریف میں ہی ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں میرے گھر میں حضرات حسن و حسین کھیل رہے تھے تو جبریلؑ نے آ کر عرض کیا کہ آپ کے بعد آپ کے اس بیٹے کو آپ کی امت شہید کرے گی اور جبریلؑ کا اشارہ حضرت امام حسینؑ کی طرف تھا اور آپ کی خدمت میں تھوڑی سی مٹی پیش کی تو آپ نے اس مٹی کو سونگھا اور فرمایا کہ اس میں سے رنج و بلا کی بو آتی ہے اور مجھے بلا کر فرمایا کہ اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ میرا یہ بیٹا شہید ہو جائے گا پھر میں نے اس مٹی کو شیشی میں بند کر رکھا۔

صواعق محرقہ میں ہے حضرت ابو عبیدہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا امر (حکومت) عدل کے ساتھ قائم رہے گا یہاں تک پہلا شخص جو اسے تباہ کرے گا وہ بنو امیہ سے ہوگا اور اس کا نام یزید ہوگا۔ اور ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریمﷺ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے پہلا وہ شخص جو میرے طریقہ کو بدلے گا وہ بنی امیہ سے ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جو اہل مدینہ کو ظلم سے خوفزدہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے خوفزدہ کرے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے قیامت کے دن نہ اس کی فرضی عبادت قبول ہوگی اور نہ نفلی۔

Marfat.com

یزید کے ہم عصر صحابہ کرام وتابعین کا یزید کے متعلق بیان

حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم یزید کے خلاف اس وقت کھڑے ہوئے جبکہ ہمیں یہ خوف لاحق ہوگیا کہ اس کی بدکاریوں کی وجہ سے ہم پر آسمان سے پتھر نہ برس پڑیں کیونکہ یہ شخص (یزید) ماؤں، بیٹیوں، بہنوں کے ساتھ نکاح جائز قرار دیتا تھا شراب پیتا اور نمازیں چھوڑتا تھا تاریخ الخلفا، طبقات ابن سعد علامہ ابن جوزی، امام قرطبی اور امام طبرانی رحمھم اللہ نقل فرماتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے بعد یزید نے اپنے چچازاد بھائی عثمان بن محمد ابوسفیان کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا اور اسے کہا کہ اہل مدینہ سے میری بیعت لے۔ اس نے مدینہ طیبہ آ کر وفد تیار کیا اور اس کو بغرض بیعت یزید کے پاس بھیجا یزید نے ان کے بدلے تحفے دیئے مگر بایں ہمہ اس وفد کا بیان یزید کے متعلق یہ ہے پس جب وہ وفد واپس لوٹا تو انہوں نے یزید کی برائیاں ظاہر کیں اور کہا کہ ہم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہیں جس کا کوئی دین نہیں وہ شراب پیتا اور طنبورے بجاتا، گانے بجانے والے اس کے پاس بیٹھے رہتے ہیں اور وہ کتوں کے ساتھ کھیلتا رہتا ہے ہم تمہارے ساتھ گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اس کی بیعت توڑ دی۔

عبداللہ بن ابی عمرو ابن حفص مخزومی نے کہا اگرچہ یزید نے مجھے صلہ وانعام دیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ شخص دشمن خدا شرابی ہے اور میں اس کی بیعت سے اس طرح الگ ہوتا ہوں جس طرح اپنا یہ عمامہ اپنے سر سے الگ کرتا ہوں اور یہ کہہ کر اپنا عمامہ سر سے الگ کر دیا ایک اور شخص نے کہا کہ میں اس کی بیعت سے اس طرح نکلتا ہوں جس طرح میں اپنی اس جوتی سے نکلتا ہوں پھر سب اس طرح کرنے لگے یہاں تک کہ عماموں اور جوتیوں کا ڈھیر لگ گیا۔ (وفاء الوفا باحوال دار المصطفیٰ)

حضرت عمر منذر بن زبیرؓ نے علی الاعلان لوگوں کے سامنے کہا ہے بے شک یزید نے مجھے ایک لاکھ درہم دیئے ہیں مگر اس کا یہ سلوک مجھے اس امر سے باز نہیں رکھ سکتا کہ میں

Marfat.com

تمہیں اس کا حال نہ سناؤں خدا کی قسم وہ شراب پیتا ہے اور اس سے اس قدر نشہ ہو جاتا ہے کہ وہ نماز ترک کر دیتا ہے۔ (ابن اثیر) اور یہی وجہ ہے کہ اس کے ملعون ہونے پر علما محدثین، مفسرین، متکلمین، محققین کا اتفاق ہے (روح المعانی)

عسیتم آلایتہ۔ کی تفسیر میں ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے ان کے بیٹے نے کہا کہ قوم ہماری طرف منسوب کرتی ہے کہ ہم یزید کے دوست اور حمایتی ہیں آپ نے فرمایا اے بیٹا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے کیا وہ یزید کی دوستی کا دم بھر سکتا ہے اور میں اس پر لعنت کیوں نہ بھیجوں جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت بھیجی ہے میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے کس جگہ اپنی کتاب میں یزید پر لعنت بھیجی ہے تو آپ نے فرمایا اپنے اس ارشاد میں فھل عسیتم الآیتہ۔ پھر تم سے یہ توقع ہے کہ اگر تم حکمران بنا دیئے جاؤ تو زمین میں فساد برپا کرو اور قطع رحمی کرو اور ایسا کرنے والے وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے بہرہ کر دیا اللہ تعالیٰ نے انہیں اور اندھا کر دیا ہے ان کی آنکھوں کو۔ کہ کیا قتل سے بڑھ کر بھی کوئی فساد بڑا ہے۔

علم عقائد کی مشہور کتاب شرح عقائد نسفی میں ہے کہ اور حق یہ ہے کہ یزید کا حضرت امام حسین کے قتل پر راضی ہونا اور اہل بیت نبوت کی اہانت کرنا ان امور میں سے ہے جو تواتر معنوی کے ساتھ ثابت ہیں اگر چہ ان کی تفاصیل احاد ہیں تو اب ہم توقف نہیں کرتے اس کی شان میں بلکہ اس کے ایمان میں۔ اللہ کی لعنت ہو اس پر اور اس کے مددگاروں پر۔

امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں رقمطراز ہیں۔ جس طرح علامہ سعد الدین تفتازانی نے نقل کیا ہے کہ بہت سے علمائے کرام نے یزید پر لعنت بھیجنے کا قول نقل کیا ہے کیونکہ وہ سیدنا امام حسین کے قتل سے دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا اور سب علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جس نے آپ کو قتل کیا اور جس نے آپ کے قتل کا حکم دیا اور جس سے آپ کو قتل کرنے کی معاونت کی اور جو اس قتل پر راضی ہوا اس پر لعنت بھیجنا جائز ہے اور حق یہ ہے کہ یزید امام حسین کے قتل سے راضی ہوا اور اس پر وہ بہت خوش ہوا اور اہل بیت کی اہانت کی یہ ایسی

Marfat.com

باتیں ہیں جو یقیناً متواتر ہیں اگرچہ ان کی تفاصیل احاد ہیں اور ہم اس کے بارے میں اور اس کے کفر کے بارے میں ذرا شک نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس پر اور اس کے دوستوں پر اور اس کے مددگاروں پر لعنت بھیجے۔

علامہ ابن خلکان نے اپنی مشہور کتاب دفیاۃ الاعوان جلد دوم میں ابوالحسن علی بن محمد المعروف بالکیا الراسی جو عماد الدین کے لقب سے ملقب تھے کا فتویٰ نقل کیا ہے جو درج ذیل ہے الکیا الراسی سے یزید کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ وہ صحابہ میں سے نہیں تھا۔ کیونکہ اس کی ولادت عہد فاروقی میں ہوئی اور اس پر لعنت بھیجنے میں سلف صالحین سے منقول ہے کہ اس بارے میں امام احمد بن حنبل کے دو قول ہیں تلویح اور تصریح۔ یعنی کنایہ لعنت یا صراحتاً امام مالک کے بھی دو قول ہیں تلویح اور تصریح اور امام ابوحنفیہ کے بھی دو قول ہیں تلویح اور تصریح۔ اور ہمارا یعنی امام شافعی کا ایک ہی قول ہے یعنی تصریح۔ اس پر صراحتاً لعنت بھیجی جائے اور ایسے کیوں نہ کیا جائے کہ وہ شطرنج کھیلتا ہے لومڑیوں کے لئے شکار کرتا تھا ہمیشہ شراب پیتا تھا اور شراب ہی کی تعریف میں اس کے اشعار مشہور و معروف ہیں چنانچہ انہوں نے چند اشعار بھی لکھے ہیں گویا آئمہ اربعہ میں سے کوئی بھی یزید پر لعنت نہ بھیجنے کا قائل نہیں ہوتا فرق صرف صراحت اور کنایہ میں ہے۔

ہر دور میں باطل کے خلاف آواز بلند کرنا علماء حق کا شیوہ رہا ہے اور یہ بات مسلمہ ہے کہ علم شریعت کے ساتھ جن کو طریقت اور روحانیت کی دولت حاصل نہ ہو اس وقت تک بندہ اسلام کی چاشنی سے محروم رہتا ہے اور بزرگان دین اور علماء متقدمین کا اتفاق ہے کہ روحانیت کا مدار، حب آل بیت رسول ہے بغیر حب آل محمد ﷺ روحانیت کا فخر۔ ایں خیال است ومحال است وجنوں۔

فاضل مصنف کو اللہ تعالیٰ دارین میں اجر جزیل عطا فرمائے کہ انہوں نے اس فتنہ پروازی کے دور میں اہل بیت رسول ﷺ کی بارگاہ ناز میں اپنی عقیدت و محبت کا گرانقدر تحفہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ان کے دونوں جہان اچھے فرمائے۔ آمین!

صاحبزادہ سید غلام یٰسین شاہ بخاری صدر جماعت اہل سنت آزاد کشمیر
وصدر تنظیم المدارس آزاد کشمیر و بانی و مہتمم دارالعلوم رضویہ چشتیہ
دھیر کوٹ و خطیب جامع مسجد دھیر کوٹ ضلع باغ آزاد کشمیر
۱۶ ذوالحج ۱۴۲۶ھ بمطابق ۱۷ جنوری ۲۰۰۶ بروز منگل

☆☆☆☆☆

Marfat.com

روئے سخن

از مصنف

اللہ رب العزت نے ابتدائے آفرینش سے حضرت انسان کو شرف انسانیت سے نواز کر ولقد کرمنا بنی آدم کا تاج فاخرہ عنایت فرمایااور **علم آدم الاسمآء کلھا** کے زیور علم سے ممتاز فرما کر مسجود ملائکہ ہونے کا شرف بخشا اس وقت سے لے کر آج تک حق و باطل اور خیر و شر کا سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو بھی خیر و شر کا مرکب بنایا ہے ملکوتی اور آفاقی قوتوں کے ساتھ شیطانی و طاغوتی عناصر بھی اس دنیا میں زور آزمائی کرتے رہے ہیں۔

حق و باطل کی قوتوں کا ایک رنگ یہ تھا کہ جو لوگ کھلم کھلا کافر تھے مسلمانوں کے ساتھ برسر پیکار رہے۔ مگر اس کا دوسرا رنگ یہ تھا کہ مسلمانی لبادہ اوڑھنے والے کچھ افراد یا گروہ قوت ایمانی کو کمزور کرنے اور دین اسلام میں رخنہ ڈالنے کی بھرپور جدوجہد کرتے رہے ہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانے میں فتنہ رونما ہوا۔ منکرین زکوٰۃ اور جھوٹے مدعیان نبوت کے پیروکار پیدا ہوئے اور پھر حضرت عمرؓ کی شہادت اسی فتنہ گری کی شاخسانہ تھی اور پھر حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم کی شہادت اور پھر حضرت امام حسینؓ جیسی شہادت کبریٰ اور واقعات اسی فتنہ گری کی مثالیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آخری امت کے لئے بھی یہی آزمائش رکھی جیسے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قل هو القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذاباً من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعاً و یذیق بعضکم باس بعض (انعام ۶۵)

ارشاد ہوتا ہے پیارے محبوب فرما دیں کہ میرا رب اس بات پر قادر ہے کہ تم پر عذاب اوپر سے یعنی آسمان کی طرف سے بھیجے۔ آسمانوں سے زور کا مینہ برسا کر اولے برسا کر تند و تیز آندھی اور باد و باران سے پتھر برسا کر عذاب بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے۔

Marfat.com

سیلاب سے زلزلہ سے عذاب دے۔ اور اللہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ تمہیں ایک دوسرے سے لڑا کر ایک دوسرے کا خون بہا کر عذاب دے۔ اس آیت کریمہ میں تین اختیارات کا ذکر فرمایا ہے جو امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں حضرت رسول خدا ﷺ کو دیئے گئے اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبی لکھتے ہیں۔

عمر بن دینار جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نے فرمایا اعوذ بو جہ اللہ۔ پھر جب آخری ٹکڑا نازل ہوا او یلبسکم شیعاً و یذیق بعضکم باس بعض تو حضورؐ نے فرمایا۔ ھاتان، اھون، یعنی پہلے دو طرح کے عذاب زیادہ سخت تھے اس لئے حضور ﷺ نے ان کی اللہ کی پناہ لی۔ اور تیسری ابتلا کی دونوں صورتیں نسبتاً ہلکی تھیں اس لئے اسے قبول کیا گیا۔ (جامع احکام القرآن۔ جلد صفحہ ۱۱)

امام قرطبی ہی بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضورؐ نے اسے معافی چاہی حضرت جبریل نازل ہوئے اور بشارت دی کہ پہلے دو طرح کے عذابوں سے نجات ہوئی اور جب تیسرے عذاب سے نجات کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ آلمٓ o احسب الناس ان یتر کو ان یقولو آمنا وھم لا یفتنون ۔یعنی تیری آزمائش اس امت کے لئے لازم کردی گئی یعنی تیرا رب اس بات پر قادر ہے کہ تم پر عذاب اوپر سے بھیجے۔ آسمانی آفتوں سے یعنی۔ سیلاب وغیرہ سے یا زمینی زلزلوں سے یا تمہیں ایک دوسرے سے لڑا کر عذاب دے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر امت کے لئے آزمائش رکھی اور آخری امت کے لئے بھی ابتلا اور آزمائش ہے کہ وہ فرقوں میں بٹ کر ایک دوسرے کی ایذا رسانی کرتے رہیں۔ تمام فرقو کے واقعات وحالات کتابوں میں محفوظ کر لئے گئے ہیں تاکہ آئندہ نسلیں ان سے ہوشیار او خبر رہیں چنانچہ زیر نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

یوں تو اس موضوع پر بے شمار اور ان گنت کتابیں موجود ہیں ہر مصنف اور مو

85052

Marfat.com

نے اپنی ذوق طبع اور استعداد کے مطابق خوب جولانیاں دکھائی ہیں لیکن ہر گل را رنگ بوئے دیگراست ہر قلم کار کا اپنا طریقہ کار اپنے ہی اسلوب بیان ہوتا ہے یہ دعویٰ قطعاً نہیں کہ اس کتاب میں کوئی کمی یا خامی نہیں رہنے دی لیکن کچھ گوشے ایسے بے نقاب کیے ہیں کہ آج تک کسی مورخ یا مصنف نے توجہ نہیں دی۔ شہیدان کربلا کا عنوان انتہائی نازک ترین عنوان ہے ایک طرف اہل بیت اطہار کا ادب واحترام ہے تو دوسری طرف ناموس صحابہ کا عنوان چکی کے دو پاٹوں سے صحیح سلامت نکلنا آسان کام نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تلوار کی دھار پر چلنا تو آسان ہے لیکن شہیدان کربلا کا عنوان لکھنا مشکل نہیں تو آسان بھی نہیں۔ اس مقام پر علمائے اہل سنت بھی تذبذب میں پڑ جاتے ہیں کسی کا میلان طبع ناموس صحابہ کی طرف مائل ہے اور کچھ محبت واحترام وادب آل بیت اطہار کو ترجیح دیتے ہیں اس لئے اس عنوان کو قلمبند کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے اس لئے کہ آل بیت اطہار خلاصہ کائنات بھی ہیں اور جان کائنات بھی۔ ہادیان دنیا بھی ہیں اور رہنمایان عقبیٰ بھی۔ ان کی

محبت کے بغیر ایمان اور عبادت نامکمل اور ان کی اطاعت کے بغیر زندگی بے معنی اور لاحاصل ہوتی ہے۔ حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ میری اہل بیت کشتی نوح کی مانند ہے جو اس میں سوار ہوا وہ پار ہو گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ ڈوب گیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور پر دین کی تکمیل فرمائی اپنی تمام نعمتیں عطا فرما کر اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور امام عالی مقام نے ایمان کی تکمیل بھی فرمائی اور شہادت عظمیٰ کی تکمیل بھی فرمائی جس کی ابتدا حضرت اسماعیلؑ سے ہوئی اور تکمیل سید الشہداء امام حسینؑ نے فرمائی۔

تکمیل ہو رہی ہے بذبح عظیم کی۔

اسی جذبے کے تحت دل سے آواز آئی۔ حافظ اٹھ۔ قلم سنبھال اپنی محبت کا عملی ثبوت دے۔ جان قربان نہیں کر سکتے شہیدوں کا مقام حاصل نہیں کر سکتے تو ان کے غلاموں

Marfat.com

میں شامل ہو جاؤ داستان خونچکاں اور لرزہ خیز واقعات قلمبند کروان کی کشتی میں سوار ہو جاؤ تا کہ تیری دنیا بھی سنور جائے اور آخرت بھی انہی کے سہارے اور وسیلے سے تیرا بیڑا پار ہوگا۔ (یقیناً)

اس کتاب سے نہ کوئی دنیاوی مقصد ہے اور نہ شہرت مقصود۔ اگر میری یہ کاوش امام الانبیاً اور ان کی آل بیت اطہار قبول فرمائیں تو میری دنیا بھی بے مثال اور آخرت میں کامیابی کا ضامن ہوگی۔ یہ اپنی طرف سے عقیدت کا اظہار ہے خوشنودی آل بیت اطہار۔ جن کے در کے ہم غلام ہیں یہاں تاجور بھی آتے ہیں اور گداگر بھی۔ سب اپنی اپنی جھولیاں بھر کر لے جاتے ہیں اس در سے خالی کوئی نہیں جاتا یہ سخیوں کا گھرانہ ہے یہاں اولیائے کاملین غوث ابدال علماء۔ فضلا اپنی گردنیں جھکاتے ہیں اور سب یہاں سے فیض حاصل کرتے ہیں۔

میں بھی اس در کا گدا ہوں کہ جس میں۔ مانگتے تاجدار پھرتے ہیں۔

بہت ممکن ہے بلحاظ بشریت اور کم علمی میدان صحافت میں میرے قدم ڈگمگا گئے ہوں لیکن مجھے شاہ سواران علم و ادب اور مورخین قابل قدر سے امید ہے کہ وہ میری ان مشکلات میں ازراہ ہمدردی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔

آخر میں میری اپنے مخدومان قوم اور قابل قدر مورخین سے گذارش ہے کہ میرے قلم سے جتنی بھی کوتاہیاں اور خامیاں نظر آئیں تو ازراہ کرم بجائے طعن و تشنیع کے مطلع فرما کر مشکور فرمادیں تاکہ آئندہ ان کی درستگی کی جاسکے۔ مجھے یہ بھی امید ہے کہ جب تک یہ کاغذی صفحات اور ان درخشندہ ستاروں کا نام روشن رہے گا ان کے ساتھ مصنف کا نام بھی مدت تک زندہ و تابندہ رہے گا۔ راقم مرنے کے بعد قبر کے کسی گوشے میں آسودہ خاک ہوگا لیکن اس کے ہاتھ کی جنبش نے جو گلکاریاں کی ہوں گی ان کی بہار سدا قائم و دائم رہے گی انشاءاللہ۔

یلوح الخط فی قرطاس دھرا. و کاتبہ رمیم فی التراب۔

Marfat.com

آخر سعدی شیرازی کے دعائیہ کلمات پر ختم کرتا ہوں۔

خدایا بحق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامان آل رسول

وما توفیقی الابا اللہ. علیہ توکلت و الیہ انیب

حافظ محمد حبیب اللہ قریشی الہاشمی
پھگواڑی، مری

☆☆☆☆☆

Marfat.com

تیرا وجود الکتاب

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کر دیا تو نے طلوع آفتاب
شوکت سنجرو سلیم تیرے جلال کی نمود
فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب
شوق تیرا اگر نہ ھو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو عشق حضور اضطراب

اقبال علیہ رحمتہ

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب اول

حضرت آدم علیہ اسلام

تا وصال سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم

آزمائشوں کا دور

گر ارض وسما کی محفل میں لولاک کا شور نہ ہو
یہ نور نہ ہو سیاروں میں یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت آدم علیہ السلام پر آزمائش

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ و السلام علیٰ سید المرسلین سیدنا و مولانا محمد وعلی آلہ الطیبین الطاھرین وعلیٰ اصحابہ المقربین وعلیٰ اولیاء امتہ اجمعین. اما بعد۔

فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم .بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الم.احسب الناس ان تیر کو ان یقولو آمنا. وھم لا یفتنون .ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیغلمن اللہ الذین صدقو ویعلمن الکاذبین. (العنکبوت۔ا۔۲)

کیا گمان کرتے ہیں لوگ کہ ہم انہیں چھوڑ دیں کہ وہ ایمان لائیں اور ہم انہیں نہ آزمائیں اس سے پہلے بھی ہم نے لوگوں کو آزمایا سو ہم نے جان لیا کہ کون سچے ہیں (جو ہماری آزمائش میں پورے اترتے ہیں) اور کون لوگ ہیں جو اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں اور ہماری آزمائش میں ناکام رہے۔

انسان کو کیا پیدا کیا جملہ مصائب وابتلا کے لئے وقف کر دیا گیا ابھی آدم صفی اللہ کتم عدم سے منصۂ شہود میں نہ آئے تھے کہ زبان ملائکہ کے طعن سے مجروح ہوئے فساد وخونریزی کا ارتکاب انہیں کے سر تھوپا گیا مگر انی اعلم مالا تعلمون کی آواز نے انہیں خاموش کر دیا حتیٰ کہ آدم صفی اللہ کا وجود قضا وجود میں آیا لیکن تنہائی ایسی نہ کوئی اپنی جنس نہ ساتھی۔ حور وغلمان موجود، فرشتے صف بستہ حاضر، لیکن وہ نوری اور یہ خاکی۔ کیا نسبت۔ دعا کی الہیٰ میرا ساتھی میری جنس سے ہی مجھے عنایت فرما۔ دعا قبول ہوئی نیند سے بیدار ہوئے تو سامنے حضرت حوا نظر آئیں۔ دربار احدیت سے زینت بخش عالم ہوئیں۔ حضرت حوا کی وہ جوانی اور خوبصورتی اور جوبن جنیں دیکھ کر حوریں بھی شرما گئیں۔ سر ندامت سے جھک گئے پھر رہائش اور سکونت جنت میں ملی۔ حکم ہوتا ہے یہ تمہاری زوجہ ہے یہ تمہاری رفیقہ حیات ہے تم اس سے اور وہ تم سے سکون

Marfat.com

حاصل کر، جنس نے جنس کے ساتھ کشش کی حوا کو ہاتھ لگایا تو حکم ہوتا ہے۔ نہیں نہیں۔ ابھی نکاح ہونا باقی ہے نکاح کیسے ہوا نہ کوئی آدم اور نہ کوئی آدم زار۔ چنانچہ صاحب معارج النبوۃ لکھتے ہیں۔

آدم علیہ اسلام نے اللہ رب العالمین سے دریافت کیا یارب! ماھذا احسن الجمیل الذی آنستنی بقربه۔ اے رب یہ کیسا حسن ہے جس کو تو نے میرے لئے پیدا فرمایا اور مانوس کیا رب العالمین نے فرمایا۔ یہ میری بندی ہے اور تم بھی میرے بندے ہو تمہارا نام آدم اس لئے رکھا گیا کہ تمہاری خلقت ادیم زمین سے ہوئی اور اس کا نام حوا رکھا گیا ہے۔ یہ سن کر آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ یارب! فقد رق بها قلبی بها حتی کانها عسالته کبدی فما هی یا رب۔ میرا دل اس کی جانب اس طرح مائل ہے گویا یہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے یہ بات کیا ہے۔ رب کریم نے فرمایا اس کو تمہارے ذہنی سکون واطمینان کے لئے پیدا کیا اب تم باقاعدہ اس کی طلب کرو۔ تاکہ میں تم پر مہربانی کروں آدم علیہ اسلام نے عرض کیا کہ تیری بارگاہ سے اس کی طلب کرتا ہوں۔ لک الحمد ولک الشکر۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ اسلام کے لئے جواہرات سے مرصع کرسی بچھانے کا حکم دیا جس پر آدم علیہ اسلام کو بٹھایا گیا تمام ملائکہ نے آپ کو گھیرے میں لے لیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب رسمی طور پر حوا کو طلب کرو۔ آدم علیہ اسلام نے رسمی طور پر ان سے شادی کو کہا حق تعالیٰ نے اس طلب کو قبول فرمایا اور حوا کو آدم کی زوجیت میں دے دیا گیا اور اس عقد کو اپنی حمد وثنا سے مزین فرمایا نبی آخر الزمان کے نام نامی کا ذکر اس عقد کا مہر قرار دے دیا گیا اس عقد آدم وحوا علیہ اسلام پر مقرب فرشتے گواہ ہوئے اور مبارکباد بھی سلام ہدایا اور تحت بارگاہ الہیٰ کے تحیات پیش و نچھاور ہوئے اور باری تعالیٰ نے اپنی خودی سے خطبہ پڑھایا۔ خطبہ کے الفاظ یہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدثناء ی وانکبیر ائی والعظمته اوزائی والخلق کلهم عبدی واما ئی

Marfat.com

ومحمد حبیبی ورسولی انی قد زوحت الاشیاء لیذفو به علیٰ وقد النبیی ،اشهد وملائکتی وسکان سمٰوتی وحمله العرشی انی قد زوحت امتی جوابدیع فطرتی وصنع قدرتی آدم علیه اسلام بصداق تسبیحی، تصلیلی وتنزیهی وتقدیسی وهی شهادة ان لا اله الا الله وحده لا شریک له یا آدم ویا حو االتکنا جنتی وکلاِ من تمرتی ولا تقربا شجرتی واسلام علنکما ورحمتی.

پھر حکم ہوتا ہے۔یا آدم اسکن انت وزوجک الجنته وکلا منها رغدا حیث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة۔کی بشارت نے ساکنان جنت کو ہر قسم کی نعمتیں کھانے پینے کی اجازت دے دی لیکن ولا تقربا هذه الشجرة نے اس درخت کے نزدیک جانے یا کھانے سے منع کر دیا گیا۔ وہ کون سا درخت تھا جس کے نزدیک جانے یا کھانے سے منع کر دیا گیا مفسرین نے اپنی ذوق طبع کے مطابق خوب جولانیاں دکھائی ہیں کسی نے گندم کا درخت لکھا کسی نے انجیر اور انگور کا لکھا لیکن کسی حتمی نتیجہ تک نہ پہنچ سکے۔ حالانکہ الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں نہ گندم کا درخت مراد ہے اور نہ ہی انجیر اور انگور کا۔ بلکہ ہٰذہ کی ضمیر یہ ظاہر کر رہی ہے کہ درخت بہت قریب تھا علمائے کرام صرف روایات پر ہی انحصار کرتے ہیں خود تحقیق کی تکلیف گوارا نہیں کرتے یہ نہ جان سکے کہ انسان کو بھی درخت سے تشبیہ دی جا سکتی ہے اس سے مراد حوا ہیں۔شجرۃ۔کی ''ۃ'' تانیث کو ظاہر کرتی ہے دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے فلما ذاقا الشجرة۔میں جب دونوں نے مزہ چکھ لیا۔حکم تو یہ تھا کہ اے آدم وحوا آپ جنت میں رہ کر ہر نعمت سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں لیکن خبردار آپس میں قربت (مباشرت) نہ کرنا کیونکہ یہ جنت ہے اور جنت میں ان باتوں کی اجازت نہیں۔

اب شیطان لعین کو موقعہ مل گیا وہ اسی موقعہ کا منتظر تھا وہ اپنی بے عزتی کو کب برداشت کرنے والا تھا اس کو موقعہ مل گیا اس نے خدا کو بھی چیلنج کر رکھا تھا مجھے تیری ہی عزت و جلال کی قسم جس آدم کی وجہ سے تو نے مجھے جنت سے نکالا اسے بھی جنت سے نکال کر دم لوں گا

Marfat.com

چنانچہ وہ حضرت آدم علیہ اسلام کے پاس خضر صورت بن کر آیا اور خدا کی قسمیں کھانے لگا کہ میں تمہاری بھلائی کی بات کر رہا ہوں اگر آپ نے جنت میں رہنا ہے تو یہ کام کر گذرو۔ آدم اور حوا ابلیس لعین کی جھوٹی قسموں کے فریب میں آ گئے اور وہ کام کر دیا جس کی ممانعت تھی اب وہ ننگے ہو گئے جنت کا جو لباس تھا وہ اتر گیا اور آپس میں شرمانے لگے جنت کے درخت کے پتوں سے اپنے ستر چھپانے لگے مگر شیطان کا مقصد پورا ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ نے پکار کر کہا کہ اے آدم میں نے تمہیں اس کام سے منع نہیں کیا تھا کہ تم اس درخت (زوجہ) کے قریب نہ جانا قربت نہ کرنا یہ بھی کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے اس سے بچ کر رہنا۔ پھر آدم علیہ السلام شرمندگی کے ساتھ پکار اٹھتے ہیں کہ اے رب کریم ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم خسارہ پانے والوں سے ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ واستغفار کے بعد فرمایا کہ تم دونوں جنت سے نکل جاؤ۔ ان کے ساتھ شیطان اور ان کے معاونین کو بھی نکل جانے کا حکم دیا۔ پہلے لفظ اھبطا آیا ہے یعنی تم دونوں اتر جاؤ۔ زمین پر چلے جاؤ ان کے ساتھ معاونین کو بھی نکل جانے کا حکم دیا۔ اھبطو۔ سب اتر جاؤ۔ جنت میں تمہاری جگہ نہیں ہے۔

حضرت آدم علیہ اسلام کو بقول مفسرین سراندیپ میں اتارا گیا اور حوا کو جدہ میں۔ پھر اپنے کئے پر نادم ہوئے اور شرمندہ ہو کر مدتوں روتے رہے توبہ وگریہ زاری کرتے رہے پھر جب اللہ نے چاہا تو بوسیلہ میرے مصطفی ﷺ دعا قبول ہوئی گناہ بخشے گئے اور ان کی پھر ملاقات ہوئی پھر زندگی کا نظام چل پڑا اور مشیت ایزدی بھی یہی تھی نائب (خلیفہ) زمین کے لئے بنائے گئے تھے انی جاعل فی الارض خلیفہ کا مقصد پورا ہو گیا یعنی پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا آپ بہت بڑی آزمائش سے آزمائے گئے آپ اس آزمائش میں پورے اترے اور سرخرو کامیاب ہوئے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ اسلام صرف ایک آزمائش سے دوچار ہوئے اور انہیں کئی سو سال تک اس کی قیمت دینی پڑی حضرت ابراہیم علیہ اسلام نے تمام انبیا کرام کا جد اعلیٰ بننا تھا اس لئے ان پر آزمائشیں بھی زیادہ آئیں۔

پہلی آزمائش نار نمرود

حضرت ابراہیم علیہ اسلام کا بتوں کو توڑنا، نمرود سے مناظرہ و مجادلہ، جب نمرود کی کوئی بھی حکمت عملی کام نہ آئی تو سختی پر اتر آیا۔ آگ کا الاؤ کئی دن تک تیار ہوتا رہا۔ حضرت ابراہیم علیہ اسلام کو آگ میں ڈال دیا فرشتے حیران ہیں۔ الٰہی یہ ماجرا کیا ہے بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق، اس عشق حقیقی کو فرشتے کیا سمجھیں پھر فرشتوں کے دستے جوق در جوق مدد کو آتے ہیں کوئی پانی پر معمور فرشتہ آ رہا ہے کوئی ہوا پر معمور فرشتہ اپنا تعاون پیش کر رہا ہے کوئی فرشتہ بجلی پر معمور ہے ہر ایک کی خواہش ہے کہ میں اس جلیل القدر پیغمبر کی مدد کروں پھر فرشتوں کا سردار آتا ہے کہتا ہے اے ابراہیم خلیل اللہ آپ حکم کریں تو اس آگ کو ایک پھونک سے بجھا کر رکھ دوں اور اس سرزمین کو زیر وزبر کر دوں ابراہیم علیہ اسلام جواب دیتے ہیں کہ تم کس کے حکم سے آئے ہو فرشتے جواب دیتے ہیں ہم اپنی طرف سے حق وفاداری نبھانے آئے ہیں تو ابراہیم علیہ اسلام جواب دیتے ہیں پھر مجھے تمہاری ضرورت نہیں میرے لئے اللہ کافی ہے واہ رے ابراہیم خلیل اللہ تیری ہمت اور استقامت پر قربان، تیری اولوالعزمی پر فدا، اللہ تعالیٰ بھی یہی آزمانا چاہتا ہے کہ میرا خلیل کتنی ہمت اور استقامت رکھتا ہے جب ہر طرف سے ابراہیم علیہ اسلام نے مدد لینے سے انکار کر دیا تو دریائے رحمت جوش میں آیا۔ رب کائنات آگ کو حکم دیتے ہیں یا نار کونی برداً و سلاماً علیٰ ابراھیم ۔(الانبیاء۔۶۹)

اے آگ میرے خلیل کو کسی قسم کی تکلیف ہرگز نہ پہنچے، ٹھنڈی ہو جا، گل گلزار ہو جا آگ ٹھنڈی

Marfat.com

ہوگئی۔ ابراہیم خلیل اللہ ہنستے مسکراتے آگ سے باہر نکل آئے پھر رب کائنات نے نمرود سے انتقام لینا شروع کیا اللہ تعالیٰ نے نمرود کی قوم پر ایسا عذاب نازل کیا کہ اس کی قوم پر مچھروں کی یلغار بھیج دی تمام لشکر تباہ ہوگیا اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے ایک مچھر نمرود کے دماغ میں داخل کر دیا اب اس کا عذاب شروع ہوگیا اس مچھر نے بناوٹی خدا کو اتنا تنگ کیا کہ لوہے کے ہتھوڑوں اور جوتوں سے اپنے سر کو پٹواتا تھا چار سو سال تک اس کو یہ سزا ملتی رہی آخر اسی سزا سے وہ واصل جہنم ہوا (1)۔ حضرت ابراہیم علیہ اسلام پہلی آزمائش میں کامیاب اور کامران ہوکر سرخرو ہوجاتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ اسلام پر دوسری آزمائش

حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی عمر ۱۰۰ سال کے قریب ہوگئی ہے اولاد سے محروم ہیں دعا کرتے ہیں الٰہی مجھے نیک اولاد سے نواز۔ دعا قبول ہوئی حضرت ہاجرہ علیھا اسلام کے بطن سے رب العالمین نے حضرت اسماعیل علیہ اسلام کو پیدا فرمایا۔ آپ ابھی شیر خوار تھے کہ آزمائش کا وقت آ گیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اے ابراہیم اپنے اس اکلوتے اور پیارے فرزند کو ایک بیابان اور چٹیل میدان میں چھوڑ آؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ اسلام نے حکم کی تعمیل کی حضرت اسماعیل اور ان کی والدہ اور اپنی پیاری رفیقہ حیات کو لے کر چل پڑے زاد راہ کے لئے کچھ خورد ونوش کا سامان لیا اور ایک چھاگل پانی کی لی۔ سفر اختیار کیا آخر وہاں پہنچے جہاں آج مکہ المکرمہ ہے۔ حکم ہوتا ہے یہاں ہی بیوی اور بچے کو چھوڑ و اور خود تشریف لے جائیں آپ بیوی اور بچے سے رخصت ہوتے ہیں تو بیوی دامن پکڑ کر سوال کرتی ہے کہ اے میرے سرتاج ہمیں کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو حضرت خلیل اللہ فرماتے ہیں۔

کہ میرے مالک اور خالق کائنات کا یہی حکم ہے حضرت ہاجرہ خاتون اللہ کی رضا پر راضی ہو جاتی ہے حضرت ابراہیم علیہ اسلام نے وہاں دو نفل ادا کیے پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

1۔ تبیان القرآن اول ص986

Marfat.com

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم۔

(ابراہیم ۲۷)

حفیظ جالندھری نے یہ نقشہ یوں پیش کیا۔

یہ وادی جو بظاہر ساری دنیا سے نرالی تھی
یہی اک روز دینِ حق کا مرکز بننے والی تھی
یہ وادی جس میں سبزہ تھا نہ پانی تھا نہ سایہ تھا
اسی کی جستجو کرنے کو ابراہیم آیا تھا

حضرت ابراہیم علیہ اسلام دعا مانگتے ہیں

کہ اے مالک عمل کو تابع ارشاد کرتا ہوں
میں بیوی اور بچے کو یہیں آباد کرتا ہوں
اسی سنسان وادی میں انہیں روزی کا ساماں دے
اسی بے برگ و سامانی کو شان صد بہاراں دے
اسی وادی مین تیرا ہادی موعود ہو پیدا
کرے جو فطرت اسلام کو تیرے نام پر شیدا
بشارت تیری سچی ہے تیرا وعدہ بھی سچا ہے
بس تو ہی محافظ ہے یہ بیوی ہے یہ بچہ ہے
جنابِ ہاجرہ بیٹھی تھیں اس وادی محشر میں
سنبھالے طفل عالی شان کو آغوش الفت میں
یہاں صحرا ہی صحرا تھا چٹانیں ہی چٹانیں تھیں
جنابِ ہاجرہ یا ایک بچہ دو ہی جانیں تھیں
نہ دانہ تھا نہ پانی تھا بھروسہ تھا فقط رب پر

Marfat.com

بڑھی جب دھوپ کی گرمی تو جان آنے لگی لب پر
صفا و مروہ پر ہر سو تلاش آب میں دوڑیں
بلند و پست ہو کر شئے نایاب کو دوڑیں
کبھی اس سمت جاتی تھیں کبھی اس سمت جاتی تھیں
خیال آتا تھا بچے کا تو فوراً لوٹ آتی تھیں
تڑپتے دیکھ کر بچے کو بڑھ جاتی تھی بے تابی
ٹپک پڑتی تھی اشک یاس سے پانی کی بے تابی
بہت ڈھونڈا نہ کچھ آثار پانی کے نظر آئے
جدھر اٹھتی تھی نظر جھلسے ہوئے ٹیلے نظر آئے
یوں ہی بس سات بار آئی گئیں پانی نہیں پایا
چٹانیں سرخ پائیں دشت شعلہ آفریں پایا
قیامت کی گھڑی تھی پڑ گئے تھے پاؤں میں چھالے
جلی جاتی تھی آنکھیں آب میں بچے کے دل ڈالے
دل نے سنی آواز ننھے کی بلکنے اور رونے کی
تڑپ اٹھیں کہ ساعت آ گئی ہے جان کھونے کی
پلٹ آئی تو دیکھا دور سے ننھا تڑپتا ہے
کہ جس پتھر کے سائے میں لٹایا تھا وہ تپتا ہے
رگڑتے ایڑیاں دیکھا زمیں پر اپنے بچے کو
پکارا کانپ کر ہاجرہ نے اللہ سچے کو
قریب آئیں تو پر کھولے ہوئے جبریل کو پایا
انگوٹھا چوستے سائے میں اسماعیل کو پایا
کھٹک کر رہ گئیں اک اور نظارہ نظر آیا

Marfat.com

قریب پائے اسماعیل فوارہ نظر آیا
جہاں پر ایڑیاں بچے نے رگڑی تھیں یہ نا چاری
ہوا تھا چشمہ آب سرد شیریں کا وہاں جاری

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ اسلام کو دوسری آزمائش میں بھی پوری طرح مستقل مزاج پایا۔

حضرت ابراہیم علیہ اسلام پر تیسری آزمائش

حضرت ابراہیم علیہ اسلام محواستراحت ہیں۔خواب سے بیدار ہوتے ہیں تو اپنے فرزند دلبند حضرت اسماعیل علیہ اسلام کو فرماتے ہیں۔اے جان پدر۔آج رات میں نے عجیب خواب دیکھا ہے۔انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فا انظر ماذا تریٰ.(1)

حفیظ جالندھری نے اس نقشہ کو یوں پیش کیا ہے۔

پدر بولا کہ بیٹا آج مین نے خواب دیکھا ہے
کتاب زندگی میں اک نرالا باب دیکھا ہے
یہ دیکھا ہے کہ میں خود تجھ کو ذبح کرتا ہوں
خدا کے نام پر تیرے لہو سے ہاتھ بھرتا ہوں
سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمان باری پر
زمین و آسمان حیراں تھے اس طاعت گزاری پر
کہا فرزند نے اے باپ اسماعیل حاضر ہے۔
خدا کے حکم پر بندہ پئے تعمیل حاضر ہے
پچھاڑا اور گھٹنا سینۂ معصوم پر رکھا
چھری پتھر پہ رگڑی ہاتھ حلقوم پر رکھا

1۔ صافات

Marfat.com

زمیں سہمی پڑی تھی آسماں ساکن تھا بے چارہ
نہ اس سے پیشتر دیکھا تھا یہ حیرت کا نظارہ
مشیت کا مگر دریائے رحمت جوش میں آیا
کہ اسماعیل کا ایک رونگٹا کٹنے نہیں پایا

حکم ہوتا ہے۔ ونادیناہ یا ابراھیم قد صدقت الرویا. انا کذالک تجری المحسنین۔(1)

اللہ تعالیٰ نے پکار کر فرمایا اے ابراہیم کہ تو نے خواب کو سچا کر دکھایا ہم ایسے لوگوں کو بہت اچھی جزا دیتے ہیں اس لئے کہ ان ھذا لھو البلاء المبین۔ ابراہیم یہ بہت بڑی آزمائش تھی جس پر تم پورے اترے ہو۔ ہم نے اسماعیل کے بدلے جنت سے دنبہ برائے قربانی بھیج دیا ہے تم دونوں کا جذبہ ایثار وقربانی پسند آیا۔ پھر انی جاعلک للناس اماماً۔ ہم اس کے بدلے آپ کو تمام جہانوں کے انسانوں کے لئے پیشوا اور امام بنایا ہے۔

ابراہیم علیہ اسلام اس پیشوائی اور امامت کے لئے اپنی اولاد اور ذریت کی سفارش کرتے ہیں۔ قال ومن ذریتی. قال لاینال عھد الظالمین ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تیری اولاد اور ذریت سے جو تیرا راستہ چھوڑ دے گا وہ اس پیشوائی کا اہل نہیں ہو گا اور اس پیشوائی سے محروم رہے گا ان کے لئے کوئی وعدہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ اسلام کو یہ فضیلت بخشی کہ تمام انبیائے کرام کے جداعلیٰ کہلائے اور قیامت تک نماز میں حضور علیہ اسلام کے درود کے ساتھ آپ پر بھی صلوٰۃ وتحیت کے نذرانے پیش ہوتے رہیں گے۔ ابراہیم علیہ اسلام کو بیٹے کی قربانی کا حکم نہیں ہوا تھا بلکہ آپ نے خواب پر عمل کیا اس قربانی کو دیکھ کر فرشتے بھی حیرت میں آ گئے تھے اس خونی منظر کو دیکھ کر حوران بہشتی جنت کے جھروکوں سے اس بے نیازی کا مشاہدہ کر رہی تھیں اور محو حیرت میں آ کر فرشتے بھی جناب باری میں عرض کر رہے تھے کہ ابراہیم تیرا صابر بندہ تیری رضا میں

1- صافات 401تا407

Marfat.com

سر تسلیم کر گیا۔ آگ میں کود گئے اب اپنے نونہال گلشن نبوت کو تیری رضا جوئی میں اپنے ہاتھوں بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ فرشتو! تمہیں عشق و محبت کا کیا علم۔ تمہارا کام صرف تسبیح اور تہلیل ہے اسی لئے میں نے کہا تھا انی اعلم مالا تعلمون۔ فرشتے یہ سن کر ساکت ہو گئے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت ایوب علیہ اسلام پر کڑی آزمائش

حضرت ایوب علیہ السلام بھی مصائب و آلام برداشت کر کے مدارج عالیہ پر فائز ہوئے۔ حقیقت ہے کہ درد محبت کے بغیر دوائے وصل محبوب نہیں مل سکتی یہ وہی ایوب ہیں کہ پیغمبری کے علاوہ آرام و آسائش دنیوی میں بلند مقام رکھتے تھے کہ متواتر چالیس سال ناز ونعم میں رہے بارہ فرزند دلبند چار سو غلام کوئی بکریوں کے ریوڑ پر مامور ہے کوئی اونٹوں کی قطار در قطار کا محافظ ہے چالیس باغ ہیں۔ میوہ دار درختوں سے آراستہ بے شمار کنیزیں اور چار بیویاں خدمت گار موجود ہیں

ایک دن جبریلؑ حاضر ہوئے اور فرمایا مدت گزر گئی آپ ناز ونعم میں زندگی گزار رہے ہیں اب حکم الٰہی ہے آپ کو بلا اور مصیبت میں مبتلا کیا جائے یہ نعمتیں چھین لی جائیں کیا آپ پھر بھی اس کی اسی طرح عبادت کریں گے آپ نے فرمایا کہ رضائے مولا از ہمہ اولیٰ کوئی فکر نہیں ہے جبریلؑ یہ جواب سن کر واپس ہو گئے ایک روز شام کی نماز سے فرصت پا کر محراب کی طرف پشت کئے تشریف فرما تھے اور وعظ ونصیحت فرما رہے تھے کہ چیخ و پکار کی آواز بلند ہوئی آپ حیران ہوئے اتنے میں ایک غلام آیا اور رو کر کہنے لگا کہ حضور دریا میں طغیانی آئی اور دریا تمام بکریوں کو بہا کر لے گیا ابھی آپ جواب نہ دینے پائے تھے کہ دوسرا غلام آیا اور رو رو کر کہا کہ اچانک باد سموم نے تمام اونٹ ہلاک کر دیئے یہ سن ہی رہے تھے کہ محافظان باغ چیختے اور کپڑے پھاڑتے ہوئے کہ حضور ابھی بجلی گری اور تمام درختوں اور باغ کو جلا گئی آپ یہ سب واقعات نہایت اطمینان سے سنتے رہے اور زبان مبارک پر تسبیح و تحلیل جاری کرتے رہے اتنے میں صاحبزادگان کا اتالیق سینہ کوٹتا ہوا آیا اور چیخ مار کر پکارا کہ اے پیغمبر خدا۔ صاحبزادے جو مہمانی میں گئے ہوئے تھے اچانک صاحب خانہ کے مکان کی چھت گری اس میں سب دب گئے کچھ کھا رہے تھے کچھ پی رہے تھے یہ سن کر حضرت ایوبؑ کچھ مضطرب

Marfat.com

ہوئے مگر فی الفور سجدے میں گر گئے اور ہمت کر کے فرمایا کچھ پروانہیں اگر محبوب حقیقی کی محبت دل میں ہے تو سب کچھ ہے۔

جب مال ومنال کا یہ حشر ہو چکا انواع واقسام اور مختلف قسم کی بلائیں اور آفات آپ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہوئیں حدیث میں ہے کہ چار ہزار کیڑے آپ کے جسم میں پیدا ہوئے وہ اعضاء مبارک کو کھاتے رہے آپ کی چار زوجہ محترمہ تھیں سوائے ایک کے سب ساتھ چھوڑ گئیں وہی خدمت کرتی ہاتھ پاؤں دھلاتی ادھر ادھر سے کھانا مانگ کر لاتی موقع ملتا تو مزدوری بھی کرتی اہل شہر آپ کو بیروں شہر چھوڑ گئے ۔ کہ سارے شہر میں وباء نہ پھیل جائے آپ زمین شام میں عہدہ نبوت پر فائز تھے آپ کا شجرہ نسب حضرت اسحٰقؑ سے ملتا ہے جو اس طرح ہے۔ ایوب بن لوص بن عیص بن اسحٰقؑ آپ کے ساتھ ایک ہی بیوی رحمت تھی آپ اس حال میں کتنے سال گرفتار رہے مختلف روایات کے مطابق تیس سال گزارے کیڑوں کی تکلیف اور اولاد کا صدمہ نا قابل برداشت ہو گیا آپ کے وجود میں سوائے ہڈی کے کیڑوں نے کچھ نہیں رہنے دیا اب کیڑوں کو غذا نہ ملنے کی وجہ سے ایک دوسرے کو کھانے لگ گئے اب صرف دو کیڑے رہ گئے ایک نے دل پر حملہ کیا اور دوسرے نے زبان پر۔ اس وقت حضرت ایوب برداشت نہ کر سکے عرض کی میرے مالک تیری یاد کے لئے دو چیزیں رہ گئیں تھیں اگر یہ بھی ضائع ہو گئیں تو تجھے کس طرح یاد کیا جائے گا تو فوراً پکار اٹھے **انی مسنی الشیطان بنصب و عذاب** (ص ۴۱ تا ۴۴) دوسری جگہ دعا کے یہ الفاظ ہیں **انی مسنی الضر و انت ارحم الراحمین** (الانبیا ۸۳) اے اللہ مجھے شیطان کی طرف سے یہ مصیبت پہنچی یہ نہیں فرمایا کہ تو نے مجھے اس مصیبت میں مبتلا کیا عرض کی الٰہی مجھ پر رحم فرما تو ارحم الراحمین ہے اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں آیا تو فرمایا۔ **ارکض برجلک ھذا مغتسل بارد و شراب** ۔ اے ایوب اپنے پاؤں کو زور سے زمین پر ماریے چنانچہ زمین پر پاؤں مارنے سے دو چشمے جاری ہو گئے ایک گرم اور دوسرا سرد۔ فرمایا گرم پانی سے غسل کرو ظاہری بیماری ختم ہو جائے گی دوسرا ٹھنڈا پانی پیو اندرونی بیماری ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت ایوبؑ

Marfat.com

تندرست ہو گئے لیکن ابھی ایک مرحلہ باقی تھا آپ بیماری کی حالت میں اپنی بیوی سے کسی بات پر ناراض ہو گئے فرمایا اگر میں تندرست ہو گیا تو تجھے سو درے لگاؤں گے۔ جب قسم پوری کرنے کا وقت آیا تو آپ سوچ میں پڑ گئے کہ جس بیوی نے تیس چالیس سال تک آپ کا ساتھ دیا آپ کی خدمت کی جبکہ باقی بیویاں ساتھ چھوڑ گئی تھیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کیا اس بیوی کا یہی صلہ ہے۔ ایسا کرو سوچ بچار کی ضرورت نہیں اس بیوی کا کوئی قصور نہیں قسم پوری کرنی ہے تو گھاس کا سو تنکا لے کر مٹھا بناؤ ایک ہی دفعہ بیوی کو مارو قسم پوری ہو جائے گی ارشاد ہوتا ہے خذبیدک ضغثا فاالضرب به ولاتحنث انا وجدنا صابرا نعم العبد انه اواب۔ آپ نے ایسا ہی کیا قسم پوری ہو گئی اور بیوی بھی سزا سے بچ گئی اب ارشاد ہوتا ہے ایوب ہم تمہاری اس مصیبت اور آزمائش پر تمہیں صلہ دیتے ہیں۔ ووھبنا له اهله ومثلهم معهم رحمته منا وذکریٰ لاولی الالباب ۔ہم نے اس مصیبت سے نجات دینے کے بعد ان کو اولاد سے اور مال منال سے نوازا اتنا دیا جتنا وہ چاہتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ دیا مصیبت کو برداشت کرنا بہت مشکل ہے لیکن اللہ والے لوگ اللہ کی رضا سمجھ کر برداشت کر لیتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اس صبر کے بدلے میں اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے۔

حضرت ذکریا و یحییٰ علیہما السلام

حضرت ذکریا اور یحییٰ بھی ان آزمائشوں سے گزرے حضرت زکریاؑ کی عمر سو سال کر قریب پہنچ چکی تھی ابھی وہ اولاد سے محروم تھے ہر وقت دعا مانگتے رب ھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من ال یعقوب۔ اے اللہ مجھے اپنی طرف سے عنایت فرما اولاد جو میری اور آل یعقوب کی وارث بنے ایک دن آپ مسجد میں گئے حضرت مریمؑ مسجد میں ہی رہتی تھیں حصرت ذکریاؑ کی کفالت میں تھیں وہی کھانے پینے کا بندوبست کرتے ایک دفعہ مسجد میں گئے تو دیکھا مریم کے پاس مختلف قسم کے کھانے اور بے موسمی پھل پڑے تھے حصرت ذکریاؑ دریافت فرماتے ہیں۔ قال یا مریم انی لک ھذا ۔اے مریم یہ کھانا اور

Marfat.com

پھل فروٹ بے موسمی کہاں سے آئے ہیں۔ بازار میں تو نہیں ملتے تو حضرت مریم جواب دیتی ہیں۔ قالت هو من عندالله ۔ یہ رزق اللہ کی طرف سے آیا ہے ذکریا کے دل میں فوراً خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ بے موسم پھل مریم کو دے سکتا ہے تو مجھے بھی اس بڑھاپے میں اولاد دے سکتا ہے اسی وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔ هنالک دعا ذکریا ربه و قال رب هب لی من لدنک ذریة اها طیبه انک سمیع الدعا ۔ دعا مانگ کر فوراً مسجد میں تشریف لے گئے اور محراب میں کھڑے ہو کر نماز کی نیت باندھ لی۔ اسی حالت میں جبریل تشریف لائے فرمایا۔ فنا دته الملائکه و هو قائم یصلی فی المحراب ان الله یبشرک بیحییٰ مصدقا بکلمه من الله و سید او حصورا و نبیاً من الصالحین۔ فوراً فرشتہ آیا اس نے ذکریاؑ کو پکار کر کہا جبکہ وہ مسجد کے اندر محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے کہ اے ذکریا خوشخبری ہو مبارک ہو بیٹے کی جس کا نام یحییٰ ہوگا بڑا عابد اور زاہد ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ذکریا کو بیٹے سے نوازا۔

•

آزمائشوں کا دور

اب ان دونوں باپ بیٹے پر آزمائشوں کا دور آیا حضرت یحییٰ ایام طفولت میں ہی علم و حکمت عطا فرمائی۔ چار سال کی عمر میں آپ نے تورات حفظ کر لی تھی آپ کی رقت قلبی اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ کہ آپ ہر وقت روتے رہتے۔ دس سال کی عمر تک تمام احکام شریعت پر عبور حاصل کر چکے تھے آپ کی رقت قلبی کی وجہ سے حضرت ذکریا ان کی موجودگی میں وعظ و نصیحت نہ فرماتے مبادا خوف الٰہی سے کہیں بھاگ نہ جائیں آپ کی شہادت کا قصہ بھی عجیب ہے اس زمانہ کا جو بادشاہ تھا اس کی بیوی پہلے شوہر سے ایک لڑکی ہمراہ لائی تھی جو نہایت حسین و جمیل تھی چونکہ وہ خود بوڑھی ہو چکی تھی اپنی آسائش کا خیال رکھتے ہوئے اس نے سوچا کہ بادشاہ اگر باہر سے کوئی بیوی لے آیا تو میری کچھ نہیں چلے گی اپنی لڑکی اس کے عقد میں دیدوں بادشاہ سے اس کا ذکر کیا بادشاہ نے حضرت یحییٰ سے پوچھا آپ نے فرمایا یہ لڑکی

Marfat.com

تجھ پر حرام ہے اس واقعہ کی اطلاع اس بد بخت زانیہ فاحشہ تک پہنچی سنتے ہی اپنے دل میں حضرت یحییٰ کے ساتھ دشمنی پیدا ہوگئی۔ اور موقع کی تلاش میں رہی ایک دن بادشاہ نشہ سے چور تھا موقع دیکھ کر لڑکی کو آراستہ کر کے اس کے روبرو پیش کیا اس نے اس کے حسن و جمال پر خود رفتہ ہو کر اس کی طرف ارادہ کیا تو اس بڑھیا نے اسے روک لیا اور کہا یہ صورت تجھے تب میسر آ سکتی ہے تو جب یحییٰ کو قتل کرے اس لئے میرے دودھ کا بدلہ یحییٰ ہے بادشاہ نے خواہش نفسانی سے قتل یحییٰ کا حکم دیا علماء وقت نے کہا یہ قتل شنع ہے اس سے باز آ جاؤ یحییٰ کے خون کا قطرہ جس زمین پر گر گیا قیامت تک وہاں سبزہ نہیں اگے گا بادشاہ نے حکم دیا کہ یحییٰ کو طشت میں رکھا جائے اور خون کسی کنویں میں ڈل دیا جائے چنانچہ سپاہی حضرت یحییٰ کو لانے کے لئے گئے ایک شخص جو مقرب بارگاہ تھا عرض کی کہ حضرت یحییٰ کے والد حضرت ذکریاؑ ہیں وہ مستجاب الدعوات ہیں اول انہیں قتل کیجئے تا کہ قتل فرزند پر بددعا نہ کرسکیں بادشاہ نے اس بنا پر یہ حکم بھی دے دیا کہ قتل یحییٰ سے قبل قتل ذکریا ہو جائے ملازمین شاہی حضرت ذکریا کی گرفتاری کو روانہ ہوئے وہاں آ کر دیکھا کہ دونوں باپ بیٹا نماز میں مشغول ہیں ان بے دینوں نے پہلوئے ذکریا سے حضرت یحییٰ کو کھینچا اور مشکیں کسیں اور دوسری جماعت نے آپ کی گرفتاری کا قصد کیا آپ وہاں سے بھاگے مگر انہوں نے آپ کا تعاقب جاری رکھا حضرت یحییٰ کو قصر شاہی میں پہنچا دیا گیا اور حضرت ذکریا بھاگتے بھاگتے بے طاقت ہو کر ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اور تعاقب کرنے والے نظر آ گئے۔ آپ نے اس درخت کی طرف اشارہ کیا وہ شق ہو گیا اور حضرت ذکریا اس میں روپوش ہو گئے شیطان نے آپ کی چادر مبارک کا ایک کونا درخت سے باہر کر دیا دشمنان ذکریا آپ کو تلاش کرتے ہوئے آئے تو شیطان ایک معمر شکل کی صورت میں سامنے آ گیا اس نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم ایسے حلیے جیسے شخص کی تلاش میں ہیں خبیث مردود نے انسان بنکر کہا کہ اس حلیے کا آدمی میں نے اس درخت میں روپوش ہوتے دیکھا ہے اور چادر مبارک کا کونا دکھایا انہوں نے شیطان سے پوچھا کہ اب اس درخت سے انہیں باہر نکالنے کی کیا صورت ہے تو شیطان نے کہا انہیں باہر نکالنے کی کیا ضرورت ہے

Marfat.com

تمہارا مقصد اس کو ہلاک کرنا ہے لہٰذا اس کی ہلاکت یوں بھی ہو سکتی ہے کہ آرے کے ذریعے اس درخت کے دو ٹکڑے کر دو چنانچہ آرے سے درخت چیرنا شروع کیا ذکریاؑ آواز باہر نکالنا چاہتے تھے کہ غیب سے آواز آئی ذکریا خبردار آواز باہر نہ نکلے اور زبان سے اف نہ نکلے آواز سینے سے باہر نہ آئے ورنہ تیرا نام انبیا کرام سے محو کر دیا جائے گا چنانچہ آرے سے درخت کے دو ٹکڑے ہو گئے مگر آہ نہ کی ادھر آپ شہید ہوئے اور ادھر معصوم ہستی حضرت یحییٰ کو بادشاہ کے محل میں لے گئے بارگاہ شاہی سے حکم ہوا کہ زندہ ہمارے سامنے پیش نہ کرو بلکہ سر لایا جائے ان دشمنوں نے جفا کاری سے حضرت یحییٰ کو بحالت مظلومی بیرون محل شہید کر ڈالا اور سر مبارک کو طشت میں رکھا اور خون کنویں میں ڈال دیا وہ کنواں جوش میں آیا۔ اور بادشاہ کو اللہ تعالیٰ نے بخت نصر بابلی کے ہاتھوں ہلاک کیا۔ اگرچہ بنی اسرائیل سے ستر ہزار آدمی مارے گئے۔ جب غضب الٰہی آتا ہے تو نافرمانوں کے ساتھ رہنے والے بھی اس عذاب میں آ جاتے ہیں۔

سعید بن جبیر حضرت ابن عباسؓ سے راوی ہے حضورؐ پر شہادت یحییٰ کی وحی آئی کہ اے محبوب یحییٰ بن ذکریا کے سر کے عوض ستر ہزار آدمی ہم نے قتل کرائے اور تیرے فرزند دلپسند امام حسین کے بدلے ایک لاکھ چالیس ہزار ناہنجار قتل کراؤں گا ایک اور روایت میں ہے کہ سات بار ستر ہزار آدمی قتل کراؤں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا جبکہ مختار ثقفی نے چن چن کر کوفی یزیدیوں کو ہلاک کیا اور آخری حاکم ابو مسلم نے بقیہ جماعت کو قتل کیا اور پھر امیر تیمور نے بطریق انتقام ان کی نسلیں منقطع کر دیں ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ بچے کچھے یزیدی امام مہدی آ کر ہلاک کریں گے اور اس ناحق خون کا انتقام تا قیامت جاری رہے گا۔ فاعتبروا یا اولی البصار۔

تو مشو مغرور بر حلم خدا ۔ دیر گیر د دل سخت گیرد مرترا

Marfat.com

خاندان بنو ہاشم و بنو امیہ کا اختلاف

بغض و عناد کی بنیادی وجہ

شائد کہ پوشیدہ حقیقت تجھے مل جائے
تاریخ کی از سر نو چھان پھٹک کر

تاریخ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے اختلاف اور بغض و عناد سے بھری پڑی ہے لیکن کچھ گوشے ابھی تاریخ سے پوشیدہ ہیں جنہیں صفحہ قرطاس پر لاکر عوام کے سامنے رکھنا ضروری ہے مجھے افسوس ہے کہ میری وہ کتابیں جو اوائل عمر میں خریدی تھیں ایک جگہ پر پابند نہ ہونا اور کتابوں کی عدم حفاظت سے زمانے کے حوادث یا حالات سے خورد برد کر دی ہیں۔ کچھ کا نفس مضمون یاد تو ہے لیکن حوالے یاد نہیں زمانہ کے دست و برد سے محفوظ نہ رہ سکیں آج ان کتابوں کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔

انہی کتابوں میں سے ''سیدہ فاطمہ کا لال یعنی مظلوم کربلا'' کے نام کی کتاب تھی جس کے مصنف سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا دہلی تھے اس میں شہادت کربلا اور بالخصوص بنو ہاشم اور بنو امیہ کے بغض و عناد کی بنیادی وجہ درج ذیل بتائی گئی ہے۔

بنو ہاشم اور بنو امیہ کا تقابلی جائزہ

حضرت عبدالمناف

حضرت ہاشم	عبدالشمس
عبدالمطلب	امیہ
عبداللہ، عباس، امیر حمزہ، ابوطالب	حرب
محمد ﷺ	ابوسفیان
حضرت علی	امیر معاویہ
امام حسین	یزید

Marfat.com

حضرت عبدالمناف کے ہاں ہاشم اور عبدالشمس توام پیدا ہوئے (جڑواں) یکے بعد دیگرے نہیں۔ بلکہ دونوں بیٹے بیک وقت پیدا ہوئے ان کی پیشانیاں آپس میں جڑی ہوئی تھیں آپس میں گوشت ایک ہی تھا ان کو زندہ رکھنے کے لئے علیحدہ کرنا ضروری تھا اس زمانہ میں نہ سائنس تھی اور نہ کوئی ایسی دوائی کہ انہیں اس سے جدا کیا جاتا بہتر صورت تلوار تھی چنانچہ ان دونوں کو تلوار کے ذریعے الگ کیا گیا کچھ دانشوروں نے اسی وقت کہہ دیا تھا کہ ان دونوں بھائیوں نے پیدا ہوتے ہی تلوار کو دعوت دی اور تلوار کے ذریعے الگ ہوئے لہٰذا قیامت تک ان کے درمیان تلوار چلتی رہے گی۔

قریش میں یہ دستور تھا کہ فہر الملقب قریش کے خاندان جس کسی کی اولاد ہوتی تو اس کے بڑے بیٹے کو مکہ کی سرداری سونپی جاتی لیکن عبدالمناف کے ہاں دولڑکے توام پیدا ہوئے جب وہ جوان ہوئے تو حضرت عبدالمناف کی جانشینی کا فیصلہ ہونا تھا اگر یہ لڑکے یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے تو پہلے پیدا ہونے والے لڑکے کو ترجیح دی جاتی۔ ان دونوں میں ہر ایک سرداری کا خواہشمند تھا اب فیصلہ کون کرے۔ آخر انہیں مشورہ دیا گیا کہ فلاں علاقہ میں ایک کاہن ہے اس کے پاس چلے جاؤ۔ اور اس سے فیصلہ کراؤ۔ چنانچہ دونوں بھائی کاہن کے پاس گئے اپنا مدعا بیان کیا۔ کاہن نے کچھ حساب لگا کر اور کچھ باتوں اور کچھ چہروں سے پہچان کر کاہن نے حضرت ہاشم کے حق میں فیصلہ دے دیا جس کو عبدالشمس نے قبول نہ کیا اور پھر ان دونوں میں دشمنی پیدا ہوتی گئی عبدالشمس کا بیٹا امیہ عبدالمطلب کے مقابلے پر رہا۔ الغرض یہ دشمنی بڑھتی گئی۔ حضور کا زمانہ آیا۔ ذات قدسی کے مقابلے میں ابوسفیان برسرپیکار رہا اور کوئی ایسا موقع نہ جانے دیا جہاں حضور کے ساتھ دشمنی اور مخالفت نہ کی گئی ہو۔ آخر فتح مکہ کے دن مجبور ہو کر ابوسفیان نے اسلام قبول کیا۔ ابوسفیان کے بعد اس کا بیٹا امیر معاویہ حضرت علی کے ساتھ برسرپیکار رہا اور امیر معاویہ کے بعد اس کا بیٹا یزید امام حسین کے خلاف مقابلے پر آیا۔ یہ تھی تاریخ بنو ہاشم اور بنوامیہ کے اختلاف عداوت اور دشمنی کی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جناب سرورکائنات کے آخری ایام

اگر کسی کو اس دنیا میں حیات ابدی اور بقائے سرمدی زیبا ہوتی تو وہ محض انبیاء مرسلین اور اولیائے کاملین کے شایان شان ہوتی اس لئے کہ وہ ہستیاں ہادی مسالک راہ استقامت تھیں کسی کو موت مہلت دیتی اور دروازہ بقا وا ہوتا تو خصوصیت سے سید الانبیا ﷺ کے لئے زیبا تھا کیونکہ آپ نے ہی فرمایا ہے کہ انا سید ولد آدم کہ ہم اولاد آدم کے سردار ہیں مگر انتقال جسمانی ان کے لئے بھی ضروری ہوا۔

لو کان انسان هدوم بقاه .

ما مات خیر المرسلین محمدا

الموت قدحا کل نفس شاربوها .

وا بقر باب کل نفس داخلوها

اگر انسان ہمیشہ باقی رہنے والا ہوتا تو تاجدار انبیاء کا انتقال جسمانی نہ ہوتا موت ایک جام ہے ہر جان نے اس کو پینا ہے اور قبر ایک دروازہ ہے ہر نفس کو اس میں داخل ہونا ہے

چنانچہ سال ۱۰ ہجری میں حضور ﷺ نے حجۃ الوداع ادا فرمایا اور مقام عرفات میں ہی بروز عرفہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً (المائدہ ۳) یعنی اے حبیب ﷺ آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین بنا کر پسند کیا۔ آقائے دو جہاں ﷺ نے اس آیت میں اپنے آخری ایام کی نشاندہی فرمائی اس لئے کہ ہر شے میں بعد کمال کے زوال آتا ہے۔

چنانچہ جب تکمیل اسلام اور اتمام انعام ہو چکا تو ناظم اسلام سید نبی آدم کو اس باقی دنیا میں رہنے کا تعلق ہی نہ رہا آخر۔ آخری چارشنبہ ۲۸ صفر المظفر حضورؐ برائے زیارت جنت

Marfat.com

البقیع تشریف لے گئے۔ جنت البقیع کے شہداء پر دعائے مغفرت فرمائی۔ روایت میں آتا ہے کہ جنگ احد سے آٹھ سال کے بعد سر میں درد شروع ہوا آپ نے سر پر کپڑے کی پٹی باندھی یہ دن حضرت میمونہؓ کا تھا جب مرض نے شدت اختیار کی تو دوسری ازواج مطہرات دولت کدہ میمونہ میں جمع ہوئیں حضورﷺ کی زبان مبارک پر بار بار آتا۔ غداً۔ کہ ہم کل کہاں ہوں گے جاری تھا حضرت سیدہ فاطمہؓ نے جملہ ازواج مطہرات سے فرمایا۔ کہ محبوب' داﷺ کو ایک مقام کے قیام کی اجازت دے دیں اور میرے خیال میں حضورؐ دولت کدہ عائشہ صدیقہ سے راضی ہیں سب نے اتفاق فرما کر حضورؐ سے عرض کی اور حضرت عائشہ صدیقہ کے ہاں قیام کی اجازت دے دی۔ حضورؐ نے بخوشی روانگی کا حکم دیا چنانچہ ایک ہاتھ دوش علی پر رکھا اور دوسرا ہاتھ فضل بن عباسؓ پر اور پائے مبارک زمین پر خط کھینچتے جا رہے تھے کہ یہاں تک کہ حجرہ صدیقہ میں تشریف لائے بستر لگا دیا گیا حضور اس پر استراحت فرما ہوئے جملہ ازواج مطہرات اس نیرّ رسالت کے ارد گرد حاضر تھیں بخار ساعت بساعت ترقی پذیر تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتےؓ ہیں کہ میں بھی وہاں حاضر تھا میں نے دیکھا حضورؐ کو اتنا شدید بخار تھا اور آپ جیسی ہستی کو فرمایا۔ **الانبیاء اشد بلاء الاصل فالامثل** ۔ حسب مرتبہ بمقابلہ عوام انبیاء پر نزول بلا اشد ترین ہوتا ہے میں نے عرض کی حضور کو اجر عظیم ملے گا فرمایا ہاں۔ پھر فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں پیاری جان ہے جو زمین پر ہے تکلیف نہیں دی جاتی مگر اللہ تعالیٰ اس کے گناہ اس طرح گرا لیتا ہے جیسے سوکھے درخت کے پتے جھڑتے ہیں ایک روایت میں یہ ہے کہ یہ مرض چودہ روز رہا مگر ان ایام میں احکام شرعیہ اور فیصلہ مقدمات برابر جاری کرتے رہے ایک روایت میں یہ ہے کہ جب حضورؐ پر بخار نے شدت کی تو فرمایا سات کنوؤں میں سے سات مشک پانی منگواؤ اور ہم پر ڈالو چنانچہ حضور کو ایک طشت میں بٹھا کر ایسا ہی کیا گیا اس سے بخار میں کچھ تخفیف ہوئی اور پھر حضورؐ باہر تشریف لائے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا فرمائی بعد نماز وعظ فرمایا۔ جس میں بعد حمد و ثناء کے استغفار شہدائے احد کے یہ مضمون تھا کہ انصار میرے خاص ہیں انہیں کے ساتھ میں نے ہجرت کی

Marfat.com

انہوں نے مجھے رہنے کو جگہ دی ان کے جو نیک ہیں ان کی تعظیم کرنا اور جو بد ہیں ان سے درگزر اور چشم اختیار کرنا۔

روایت ہے کہ خواجہ دو جہاںؐ نے اس بیماری میں ہر نماز با جماعت ادا فرمائی لیکن ایک وقت حضرت بلال نے الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہہ کر حضورؐ کو مخاطب کیا۔ تو آپ غشی کی حالت میں تھے جواب نہ پا کر روتے روتے مسجد میں آ گئے تمام صحابہ کرام گریہ وزاری کر رہے تھے جب آپ کو افاقہ ہوا تو فرمایا نماز ہو گئی۔ عرض کی حضور آپ کا انتظار کر رہے ہیں اول خود ارادہ فرمایا مگر طاقت اٹھنے کی نہ تھی تو فرمایا۔ کہ ابو بکر کو کہیں کہ نماز پڑھائیں ابو بکر نے آپ کی زندگی میں سترہ نمازیں ادا فرمائیں۔ ایک دفعہ حضرت ابو بکر نماز پڑھا رہے تھے حضور مسجد میں تشریف لائے ابو بکر نے حضور کو آتے دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے تو حضورؐ نے منع فرمایا اور حضور نے ابو بکر کے بائیں طرف بیٹھ کر کر نماز پڑھائی گویا حضورؐ امام تھے اور ابو بکر بحیثیت مکبّر یا مقتدی۔ کمزوری کی وجہ سے حضور کی آواز اتنی کمزور تھی اس آواز کو ابو بکر بلند کرتے روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ **یقتدی ابو بکر بصلوٰۃ رسول اللہ ﷺ والناس یقتدون بصلوٰۃ ابو بکر** (سید المتاخرین ص ۱۱۲، ۱۱۳۔ ضیاء النبی ج۴ ص ۸۰۶)

یعنی ابو بکر حضور کی اقتدا فرماتے اور لوگ ابو بکر کی آواز میں اور اقتدا میں نماز ادا کر رہے تھے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

بعض حضرات یہاں پر حضرت ابو بکر کی اقتدا میں حضور کی نماز ثابت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھی یہ قطعاً غلط ہے ایسی کوئی روایت نظر سے نہیں گزری البتہ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ایک دفعہ حضرت عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے نماز ادا فرمائی اور یہ دونوں روایات احادیث میں موجود ہیں لیکن ایسی روایات کو عقل سلیم تسلیم نہیں کرتا امام الانبیاء ایک امتی کے پیچھے نماز ادا کریں یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ یہ روایت امام الانبیاء

Marfat.com

کی شان کے منافی ہے یہاں امام الانبیاء پر تنقیص لازم آتی ہے بالفرض اگر یہ روایت صحیح بھی ہوتب بھی ادب واحترام کا تقاضا تھا کہ ایسی روایت کو تسلیم نہ کیا جائے اگر یہ روایت بھی مان لی جائے کہ حضورؐ نے جبریل کے پیچھے نماز پڑھی یہ بھی قابل اعتبار نہیں۔ جبریل کون ہوتے ہیں حضور کو نماز سکھانے والے۔ البتہ ایسے ہوسکتا ہے کہ جس طرح جبریل نے حضور کو وضو کی ترتیب بتائی تھی اسی طرح جبرائیلؑ نے نماز ادا کر کے حضور کو ترتیب بتائی ہوگی کہ یارسول اللہ جس طرح میں نے نماز ادا کی ہے اسی طرح آپ بھی نماز ادا فرمائیں۔ اس طرح ابوبکر نماز ادا فرما رہے تھے تو حضورؐ نے اپنے حجرہ مبارک کی کھڑکی کھولی تا کہ اپنے جان نثاروں کی نماز کا ملاحظہ کریں صحابہ کرام کو جب معلوم ہوا کہ حضور حجرے کا پردہ کھول کر حضور ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ تو صحابہ کرام برداشت نہ کر سکے بجائے رخ کعبہ کے حضور کی طرف ہو گیا۔ صحابہ کرام کی چیخیں نکل گئیں۔ قریب تھا کہ صحابہ کرام نماز چھوڑ کر حضور کے دیدار کے لئے پروانہ وار شمع پر قربان ہو جاتے یہ دیکھ کر آپ نے پردہ گرا دیا اور صحابہ کرام نے نماز پوری کر لی۔

حدیث قرطاس یا وصیت نامہ

حضور ﷺ نے بیماری کی حالت میں ایک وصیت نامہ لکھوانے کا خیال آیا کہ میرے وصال کے بعد خلافت کے معاملے میں اختلاف نہ پیدا ہو لیکن کچھ لوگوں نے اس بات کو باعث نزاع بنا لیا دو گروہ پیدا ہو گئے اس معاملے نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ قیامت تک یہ اختلاف ختم ہونے میں نہیں آتا اب روایات حدیث کو ملاحظہ فرمائیں۔

صاحب سیرت حلبی حضرت علی کا قول نقل فرماتے ہیں جو ہمارے اہل سنت کے دعوے کی تصدیق کرتا ہے ہم اس حدیث کو حاشیہ ابن ماجہ سے نقل کرتے ہیں۔

قال علیؓ قال کان من النبی ﷺ . عهد فی ذالک ما ترکت القتال علیٰ ذالک والنبی ﷺ لهم تمت فی ثرة بل مکث ایام ولیال فیوذنه باالصلوٰة فیاء مر ابوبکر یصلی بالناس وهو یریٰ مکانی فلما مات ﷺ

Marfat.com

اختر با الدنیا من رضیته ﷺ لا ینینا فبا یعناہ ۔یعنی حضرت علی نے فرمایا حضورؐ سے عہد نہ لیتے اس خلافت کے سلسلہ میں تو ہم مقاتلہ ترک نہ کرتے اور حضورؐ فی الفور دنیا سے رخصت نہیں ہوئے بلکہ چند روز بیماری میں گزارے اور موذن جب اذان دیتا تو حضورؐ حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے اور خود ملاحظہ فرماتے اور میں بھی حاضر ہوتا پس جب حضورؐ نے رحلت فرمائی تو ہم نے دنیا میں بھی صدیق کو اختیار کیا کہ حضور کی مرضی بھی ایسی تھی جب دین میں ہمارا امام بنا چکے تو خلافت میں ہم نے ان سے بیعت کر لی اب معاملہ صاف ہی ہو گیا۔

سیرت حلبی ایک مستند اور معتبر کتاب ہے علاوہ ازیں جو صورت حضرت علی فرما رہے ہیں وہ قرین قیاس بھی ہے مزید براں صحیح مسلم میں ایک حدیث ہے جس کے معنی صاف بتا رہے ہیں کہ حضرت صدیق کے لئے خلافت حضورؐ نے نامزد کر دی تھی۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ حضورؐ نے دوران علالت ہم سے فرمایا اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو بلاؤ تا کہ میں ایک دستاویز لکھ دوں میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی آرزومند خلافت کی آرزو کرے یا کوئی یہ کہے کہ میں اس کا زیادہ حقدار ہوں مگر مسلمان سوائے ابوبکر کے راضی نہیں ہوں گے عبارت یہ ہے کہ

" عن عائشہؓ قالت لی رسول اللہ ﷺ فی مرضہ ادعیٰ الی ابابکر اباک واخاک حتیٰ اکتب کتابافانی اخاف ان یتمنی و یقول قائل انا اولیٰ وتابی اللہ والمومنون الابوبکر ۔خلافت صدیقی پر ہم مزید روایات پیش کرتے ہیں۔عن عبداللہ بن عباسؓ قال لما حضر رسول اللہ ﷺ و فی البیت رجال فیھہ عمر بن خطابؓ قال النبی ﷺ اکتب مکم کتابالم تفلو بعدہ قال عمرؓ ان النبی ﷺ قد غلبؑ المواجع و عندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ فاختلف اھل البیت فاختصمو عنھم من یقول قربو یکتب لکم النبی ﷺ . قال رسول اللہ فو موعنی ۔یعنی جب حضور کی وفات کا وقت قریب آیا تو دولت خانہ نبوی میں

Marfat.com

لوگ جمع تھے جن میں عمر بن خطاب بھی تھے حضور نے فرمایا۔ کہ آؤ میں تمہیں ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے تو حضرت عمر نے کہا کہ اس وقت حضور کو بیماری کی تکلیف ہے تمہارے پاس قرآن پاک ہے اور قرآن ہمارے لئے کافی ہے پس گھر والوں نے اختلاف کیا بعض کہتے تھے کہ سامان کتابت حضور کے پاس رکھ دو تا کہ وہ تمہارے لئے ایسی تحریر لکھ دیں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے اور بعض وہی بات کہتے تھے جو حضرت عمر نے کہی تھی پس جب ان کا اختلاف زیادہ ہو گیا اور باتیں بڑھیں تو حضور نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ (بخاری شریف)

دوسری روایت یہ ہے کہ سعید بن جبیرؓ قال ابن عباس یوم الخمیس ویایوم الخمیس اشد برسول الله وجهه فقال ایتونی بکتاب کتب لکم کتابًا لن تضلو بعده ابدا . فتنا زعو ولا یبغی عند نبی بتنازع فقالوماشانیه هجر اسغموه فرهوبردون عنه فقال اخرجوالیهود من جزیره العرب وابغشو تو فذ ببخو ماکنت رجز هم وسکت عن الثالثه فقال فنیستها ۔ حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس نے کہا۔ جمعرات کا دن۔ اور کیسا جمعرات کا دن کہ اس دن رسول اللہ پر درد زیادہ ہو گیا آپ نے فرمایا سامان کتابت میرے پاس لاؤ تا کہ تمہارے لئے ایسی تحریر لکھ دوں کہ جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے پس حاضرین نے اختلاف کیا کہ کسی پیغمبر کے پاس تنازعہ مناسب نہیں پس بعض نے کہا کہ رسول اللہ کی شان کیا ہے کیا جدائی کا وقت قریب آ گیا ہے آپ سے دریافت تو کر لو پس وہ معاملہ کتابت کا آپ پر دوبارہ پیش کرنے لگے اس پر آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو کیونکہ میں جس حالت میں ہوں (مراقبہ) وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو آپ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی (۱) مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو (۲) وفود کو اسی طرح انعام دیا کرو جیسے میں دیا کرتا تھا تیسری بات سے حضرت سعید بن جبیر چپ رہے یا ابن جبیر نے بیان کر دی اور میں اس کو بھول گیا۔

Marfat.com

حضورؐ جو بات لکھوانا چاہتے تھے وہ کیا تھی

واقعہ قرطاس کی یہ دو روایتیں اصل واقعہ کی تفصیل وتشریح کے لئے ہم نے نقل کی ہیں اب جو اموراس سلسلہ میں قابل غور وفکر ہیں وہ ہدیہ ناظرین ہیں۔

واقعہ قرطاس کا یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ حضورﷺ جو بات لکھوانا چاہتے تھے اس کی حیثیت کیا تھی کیا کوئی ایسی بات تھی جو آپ کے فرائض نبوت میں طے تھی اور جس کے اظہار کے بغیر دین نامکمل رہ جاتا تھا واقعہ قرطاس کی روایات پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ جو بات حضور لکھوانا چاہتے تھے اس کی یہ حیثیت نہ تھی جس کے دلائل یہ ہیں۔ (اول) یہ اصولی بات ہے کہ انبیاء کرام خدا کی طرف سے جن امور کی تبلیغ پر مامور ہوں اور جس بات کی تبلیغ ان کا فرض ہو وہ اس میں قطعاً کسی حال میں کوتاہی نہیں کر سکتے حضورؐ کو حکم ملا تھا۔

یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک . وان لم تفعل فما بلغت رسالته ۔(المائدہ ۶۷)

اے نبی خدا کی طرف سے جو احکامات آئیں ان کی تبلیغ فرماؤ اگر ایسا نہ کیا گیا تو آپ نے فرض نبوت ادا نہ فرمایا۔ آیت بتاتی ہے کہ حضورؐ احکام الٰہیہ کی تبلیغ میں کوتاہی نہیں فرما سکتے اگر تحریر دین کی نہایت ہی اہم ضروری بات پر مشتمل ہوتی تو حضور اکرمﷺ ضرور اس بات کو لکھوا دیتے خواہ کوئی کیسی ہی مخالفت کیوں نہ کرتا۔

(دوم) اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عمر نے سامان کتابت پیش نہیں ہونے دیا تھا کہ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ حضور اکرمﷺ نے سامان کتابت لانے کا حکم حضرت عمر کو نہیں دیا تھا بلکہ تمام حاضرین کو حکم دیا تھا کیونکہ ’’ ائتونی ‘‘ جمع کا صیغہ آتا ہے جو یہ بتا رہا ہے کہ جیسی اس حکم کی ذمہ داری حضرت عمر پر آتی ہے جس میں حضرت علی بھی شامل تھے بلکہ حضرت علی پر اس کی ذمہ داری زیادہ آتی ہے کیونکہ بزعم شیعہ یہ تحریر انہی کی خلافت سے متعلق تھی اور دولت خانہ نبوی

Marfat.com

میں کتابت وحی کا کام بھی انہی کے سپرد تھا لہٰذا ان کا فرض تھا کہ سامان کتابت حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیتے مگر انہوں نے بھی ایسا نہ کیا بلکہ ناظرین میں سے کسی نے بھی سامان کتابت پیش نہیں کیا اور حضورؐ نے پوچھا کہ ہم سامان کتابت پیش کریں جس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر عدم تعمیل حکم کا الزام حضرت عمرؓ پر آتا ہے تو حضرت علی پر بھی آئے گا بلکہ وہ طعن اور الزامات جو شیعہ حضرات حضرت عمر پر قائم کرتے ہیں وہ سب کے سب تمام حاضرین مجلس پر بھی قائم ہوں گے اگر یہ کہا جائے کہ حضرت علی معاذ اللہ ایسے بزدل نکلے کہ حضرت عمر کی موجودگی میں ایسا نہ کر سکے تو ظاہر ہے کہ یہ واقعہ جمعرات کے دن کا ہے اور حضورؐ کا وصال پیر کو ہوا حضرت علی اس مدت میں جبکہ حضرت عمر نہ ہوتے تو تحریر لکھوا دیتے یا حضورؐ خود منگوا لیتے۔

(سوم) اور اگر یہ کہا جائے کہ حضور بھی (معاذ اللہ) حضرت عمر سے ڈر گئے تھے اور تحریر نہ لکھوا سکے تو یہ بات وہی کر سکتے ہیں جو اعلیٰ درجے کے منافق ہیں۔

ایک مسلمان ایک لمحے کے لئے یہ تصور نہیں کر سکتا کہ حضورؐ دین کی ایک ضروری بات ڈر کر نہ بیان کریں اور اگر نبی کے متعلق ایسا مان لیا جائے گا کہ نا معلوم نبی ﷺ نے (معاذ اللہ) کتنے احکام ربانی خوف کی وجہ سے امت تک نہیں پہنچائے کیا یہ بات کسی کے عقل میں آ سکتی ہے وہ رسول جس نے مخالفین کی جھرمٹ میں توحید کا اعلان کیا اور تلواروں کی جھنکاروں میں حق کا اظہار فرمایا اور باطل کا ابطال کیا وہ حضرت عمر سے ڈر جاتے کہ اپنی امت کے لئے ایسی ضروری تحریر نہ لکھواتے۔

(چہارم) یہ بھی ظاہر ہے کہ حاضرین کا اختلاف کرنا بھی حضور کو دین کی کسی اہم بات کی تبلیغ سے نہیں روک سکتا کیونکہ جب حضورؐ نے سامان کتابت لانے کا حکم دیا تو حاضرین میں سے کسی نے حضور سے بحث و تکرار نہیں کی جب حاضرین میں سامان کتابت پیش کرنے پر جھگڑا ہوا تو عمر کے۔ حسبنا۔ کتاب اللہ کہنے کے بعد حاضرین میں سے بعض نے سلسلہ کتابت کو دوبارہ حضورؐ پر پیش کیا۔ حضورؐ چاہتے تو اس وقت بڑی آسانی سے تحریر لکھوا سکتے تھے مگر آپ نے تحریر نہ لکھوائی۔ واقعہ قرطاس سے تین ماہ قبل حجۃ الوداع کے موقعہ پر الیوم اکملت لکم

Marfat.com

دینکم۔آیت نازل ہوئی تھی یعنی دین کی تکمیل تو تین ماہ قبل ہو چکی تھی اور امت کو گمراہی سے نکالنے والے جس قدر امور تھے وہ سب یہاں بیان ہو چکے تھے اور آیت الیوم اکملت لکم دینکم۔ نے یہ بتا دیا تھا کہ اب دین کامل اور مکمل ہو گیا ہے اب کسی قسم کی تبدیلی یا کمی بیشی نہیں ہو سکتی یعنی اس کے نزول کے بعد دین کی کوئی ایسی بات نہیں رہی تھی جو کتاب وسنت میں نہ آ گئی ہو۔

حضور اکرم نے جن امور کو لکھوانے کے لئے سامان کتابت طلب فرمایا تھا وہ کیا تھے اور جب حضرت عمر نے۔ حسبنا۔کتاب اللہ کہا تو اس کے بعد بھی حضورؐ نے ان امور کو لکھوایا یا زبانی ارشاد فرمایا۔

صحیح روایتوں سے بلکہ خود اس روایت سے جس میں واقعہ قرطاس مذکور ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جن امور کو حضور لکھوانا چاہتے تھے وہ آپ نے زبانی ارشاد فرمایا۔

شیعہ حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ حضور حضرت علیؓ کی خلافت کے متعلق تحریر لکھوانا چاہتے تھے حالانکہ اس کی تصریح اور معتبر روایت میں نہیں ملتی لہٰذا یہ ان کا محض دعویٰ ہے البتہ بخاری اور مسلم کی حدیثوں سے یہ ضرور واضح ہوتا ہے کہ حضورؐ حضرت صدیقؓ اکبر کی خلافت کے متعلق تحریر لکھوانے کا ارادہ رکھتے تھے جس کا مضمون یہ ہے حضورؐ نے اپنی آخری بیماری میں حضرت عائشہ سے فرمایا۔ ادعیٰ ابا بکر واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی و یقول قائل انا ولا و یابی اللہ المومنون الا ابوبکر ۔یعنی اپنے باپ اور بھائی کو کہو کہ وہ میرے پاس آئیں تا کہ میں ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنا کرے اور کہنے والا کہے کہ میں خلافت کا مستحق ہوں اللہ تعالیٰ اور مومنین دونوں انکار کرتے ہیں ابوبکر کے سوا کسی دوسرے شخص کی خلافت۔

علمائے مفسرین بھی خلافت حضرت صدیق اکبر کے متعلق اس آیت سے استدلال کرتے ہیں سورۃ تحریم میں ارشاد خداوندی ہے۔ واذا اسرا النبی الی بغض ازواجہ (

1۔ ضیاء القرآن 298/5

Marfat.com

حدیثاً تحریم ۳) جب حضورؐ نے ایک بیوی سے خفیہ راز کی بات کی اور ساتھ میں یہ بھی کہا کہ یہ بات راز ہی رہے۔ اس بیوی نے دوسری بیوی کو بتایا دوسری نے تیسری کو بتایا اسطرح یہ بات راز نہ رہی اور تمام ازواج تک یہ بات پہنچ گئی تو حضورؐ نے پہلی بیوی سے پوچھا کہ تو نے میرا راز کیوں فاش کیا تو اس نے کہا کہ آپ کو کس نے بتایا کہ میں نے یہ راز فاش کیا ہے تو حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے علیم وخبیر نے بتایا ہے۔

''وہ رازداری کی بات کیا تھی وہ یہ ہے کہ ایک دن حضور اکرمؐ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ میں تمہیں ایک راز کی بات بتاتا ہوں وہ یہ ہے کہ میرے وصال کے بعد تیرا باپ خلیفہ ہوگا اس کے بعد حفصہ کا باپ خلیفہ ہوگا یہ تھی بات راز کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ دونوں ہمراز سہیلیاں تھیں۔ کوئی بات ایک دوسری سے چھپا کر نہیں رکھتی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے خلافت کی بات حضرت حفصہ کو بتادی حضرت حفصہ نے اس خوشی میں آ کر اس بات کو برداشت نہ کرسکیں۔ انہوں نے فرداً فرداً یہ بات تمام ازواج مطہرات تک پہنچادی۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ عورت کا پیٹ ہلکا ہوتا ہے۔ عقلمندوں کا کہنا ہے کہ کبھی بھی مرد عورت کو اپنا راز نہ دے اور مملکت کے سربراہان کو بھی یہ تنبیہ ہے کہ سلطنت میں اپنی عورت کو کبھی راز نہ دے۔ کہ میں نے ایسا کرنا ہے مشورہ لے سکتا ہے لیکن راز کبھی نہ دے۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس واقعہ کو یوں تحریر کرتے ہیں

حضرت سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ راز خلافت کا تھا واحدی رحمتہ اللہ نے بھی روایت کی حضرت ابوبکر اور عمر کی خلافت کا ذکر تھا حضرت علی حضرت میمون بن مہران حبیب بن ثابت ضحاک اور مجاہد سے بھی یہی مروی ہے مظہری جلد ۹ ص ۴۷۷۔

پیر کرم شاہ صاحب الازہری بھی اسی طرح تحریر کیا ہے فرماتے ہیں

شیعہ حضرات غم عذیر کے واقعہ کو بھی دلیل بنا کر کہتے ہیں کہ حضورؐ نے حضرت علی کی

Marfat.com

خلافت کا اشارہ کیا تھا۔ مولا بمعنی مددگار، کارساز، والی، بہر وقت کا ساتھی، اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا تھا میری اور علی کی مثال حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کی ہے تو ہارونؑ کے متعلق حضرت موسیٰؑ نے دعا کی تھی۔ **فاجعل لی وزیراً من اھلی . ھارون رضی اشد دبه ازدی واشرکه فی امری** ۔اور میری مدد کے لئے میری اہل میں سے کسی کو وزیر بنا دے۔ پھر خود ہی فرمایا۔ کہ میرے بھائی ہاروں کو میری مدد کے لئے عنایت فرما جو میرے کاموں میں شریک ہو اور جو میرا مشیر ہو اور وزیر ہو موسیٰؑ نے ہارونؑ کے لئے پیغمبری کی دعائیں مانگی تھی وہ تو پہلے سے نبی اور پیغمبر تھے یہاں بھی حضورؐ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ کو میرا وزیر بنا دے میرا مشیر بنا دے۔(1) **انا مدینة العلم و علی بابھا** اے اللہ جو علی سے راضی ہیں اس سے راضی۔ جو علی کا دشمن وہ میرا دشمن۔۔ جو علی کا ساتھی وہ میرا ساتھی۔ پیر گولڑوی کس محبت اور والہانہ انداز میں اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

حب علی ہے مہر علی ۔ مہر علی ہے حب علی
لحمک لحمی جسمک جسمی ۔ فرق نہیں مابین پیا

مختصراً یہ کہ ہم صحابہ کرام کے متعلق کوئی سوئے ظن کرنے کے مجاز نہیں ان کے معاملہ میں چہ میگوئیاں کرنے کا کسی کو کوئی حق نہیں۔ آقائے نامدار تاجدار عرب و عجم ﷺ ان کے متعلق فرما گئے **صحابی کا لنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم** ۔میرے صحابی ستاروں کی مانند ہیں جس صحابی کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے پھر کسی صحابی کے متعلق کسی امیر سِ مثل شیعہ برائی کا الزام دینا مخالفت یا منافقت نہیں تو اور کیا ہے نادانی۔ تعصب اور عاقبت نااندیشی کے سوا کچھ نہیں۔

نوٹ۔ سرکار دو عالم ﷺ نے خلفائے راشدہ کی مختصراً الفاظ میں ترتیب بنا دی۔ فرمایا۔

خیر القرون قرنی ۔ چاروں خلفاء کے نام کا آخری حرف ترتیب سے آتا ہے چار حروف ہیں قرنی کے۔ ''ق'' سے مراد صدیق۔ ''ر'' سے مراد حضرت عمر۔ ''ن'' سے مراد حضرت عثمان اور ''ی'' سے مراد حضرت علی ہیں بات سمجھنے کی ہے۔

Marfat.com

ظاہری حیات کا آخری دن

جبریل علیہ السلام دربار نبوی میں

سیرت کی تمام کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ حضورؐ وصیت خلافت ابوبکر صدیق کے متعلق لکھوانا چاہتے تھے کیونکہ حضورؐ نے عملی طور پر اپنی زندگی میں ہی حضرت ابوبکرؓ کو خلافت کے لئے منتخب کر دیا تھا حضورؐ کی زندگی میں سترہ نمازیں ابوبکر صدیق نے پڑھائیں جبکہ یہاں تک کہ صحابہ نے حضرت عمر کو نماز کے لئے آگے کیا آپ نے اللہ اکبر کہی تو آواز پہچان کر حضورؐ نے فرمایا کہ یہ کس کی آواز ہے تو حضرت حفصہ نے فرمایا کہ حضرت عمر کی آواز ہے تو حضورؐ غصے میں آ گئے اور فرمایا کہ ابوبکر کو کہو کہ وہ نماز پڑھائے چنانچہ حضرت عمر کو پیچھے ہٹایا گیا پھر ابو بکر نے نماز پڑھائی دو روز قبل از وفات ہفتہ یا اتوار کا دن تھا ابوبکر صدیق کی امامت میں نماز ہو چکی تھی کہ نبی کریمؐ حضرت عباسؓ و حضرت علیؓ کے کندھوں پر سہارا لئے ہوئے شرف افزائے جماعت ہوئے صدیق پیچھے ہٹنے لگے تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ پیچھے مت ہٹو آپ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے برابر بیٹھ گئے اور نماز میں داخل ہو گئے اب ابوبکر صدیق تو حضورؐ کی اقتدا کرتے اور باقی لوگ صدیق کی تکبیرات پر نماز ادا کر رہے تھے (سیرت المتاخرین ۱۱۲، ۱۱۳)

آخری دوشنبہ کے دن نماز صبح کے وقت نبی ﷺ نے وہ پردہ اٹھایا جو حضرت عائشہ صدیقہ اور مسجد کے درمیان پڑا ہوا تھا اس وقت نماز ہو رہی تھی تھوڑی دیر تک نبی ﷺ اس پاک نظارہ کو جو حضور کی پاک تعلیم کا نتیجہ تھا ملاحظہ فرما رہے تھے اس نظارہ سے رخ انور پر بشاشت اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اس وقت چہرہ مبارک ورق قرآن معلوم ہوتا تھا۔

صحابہ کرام کا شوق دیدار اور اضطراب سے یہ حال ہو گیا تھا کہ رخ پر نور کی طرف متوجہ ہو جائیں صدیق سمجھے کہ نبی اللہ کا ارادہ نماز میں آنے کا ہے وہ پیچھے ہٹنے لگے تو حضورؐ

Marfat.com

نے ہاتھ کے اشارے سے منع فرمایا کہ نماز پڑھاتے رہو یہی اشارہ سب کی تسکین کا موجب ہوا حضرت ابوبکر ہی نے نماز مکمل فرمائی اس کے بعد حضور پر کسی دوسری نماز کا وقت نہیں آیا۔

وصال سید لولاک (صلی اللہ علیہ وسلم)

صحابہ کرام پر آزمائشوں کا دور

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ کی علالت کے دنوں میں ایک رات جبریل امین نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور پوچھتا ہے کہ کیا حال ہے حضورؐ نے فرمایا مجھے درد کی شدید تکلیف ہے اور دوسری رات پھر جبریل آئے پھر خیریت دریافت کی آپ نے پھر اسی طرح جواب دیا اتنے میں ملک الموت دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی اور ساتھ ہی عرض کی ملک الموت نے اندر آنے کے لئے کسی سے آج تک اجازت طلب نہیں کی اور نہ وہ حضورؐ کے بعد کسی سے اجازت طلب کریگا۔ حضورؐ نے فرمایا ملک الموت کو اندر آنے کی اجازت ہے آپ (ملک الموت) حجرہ شریف میں داخل ہوئے اور حضور کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو گئے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ حضورؐ کے فرمان کی تعمیل کروں اور اگر مجھے روح قبض کرنے کی اجازت ہو تو میں روح قبض کروں گا اور اگر اجازت نہ دیں تو میں روح اقدس کو جسد اطہر میں چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ حضورؐ نے پوچھا کہ تم واقعی ایسا ہی کرو گے تو انہوں نے عرض کی کہ ہاں مجھے ایسا ہی حکم ملا ہے کہ میں حضورؐ کے ہر ارشاد کو بجالاؤں جبریل امین بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کے لئے مشتاق ہے حضورؐ نے ملک الموت کو اجازت دی کہ حضورؐ کی روح مبارک کو قبض کرے۔

آخری لمحات

آخری لمحات میں حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے آقا کا دست مبارک پکڑا ہوا تھا

Marfat.com

اور حضورؐ کے جسم میں پھیر رہی تھیں اور وہ جملے دہرا رہی تھیں جو حضورؐ بیماری کے اوقات میں اکثر دہرایا کرتے تھے اے سب لوگوں کے پروردگار اس تکلیف کو دور کر دے اے شفا دینے والے مجھے شفا دے تیری شفا کے بغیر کوئی شفا نہیں دے سکتا۔ ایسی شفا جو بیماری کو نیست و نابود کر دیتی ہے۔ حضورؐ نے اچانک اپنا دست مبارک میرے ہاتھ سے کھینچ لیا پھر زبان اقدس سے کہا۔ رب اغفرلی والحقنی بالصالحین و باالرفیق الاعلیٰ ۔اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جس وقت رحمت عالم کی روح مبارک جسم اطہر سے نکل کر سوئے رفیق اعلیٰ روانہ ہوئی تو میں نے ایسی خوشبو سونگھی جو میں نے آج تک نہیں سونگھی تھی۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضورؐ کے سینہ مبارک پر اس روز اپنا ہاتھ رکھا کئی ہفتوں تک میرے ہاتھوں سے خوشبو آتی رہی کئی ہفتے مجھے بھوک نہیں لگی کھانا کھایا اور نہ وضو کی ضرورت محسوس ہوئی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو غسل کون دے گا فرمایا میرے اہل بیت میں سے جو مرد اور قریبی رشتہ دار ہوں گے ان کے ساتھ کثیر تعداد فرشتوں کی ہوگی۔ جو تمہیں دیکھیں گے۔ لیکن تم انہیں نہیں دیکھ سکو گے۔ پھر عرض کی آپ کو کفن کن کپڑوں میں دیں گے تو فرمایا تم اگر چاہو تو جو لباس میں نے پہنا ہوا ہے اسی کے کفن میں یا یمن کی چادروں میں یا مصر کے سفید کپڑوں میں کفن دیں۔

پھر عرض کی یا رسول اللہ آپ کی نماز جنازہ کون پڑھائے گا تو فرمایا تم جب مجھے غسل دے کر خوشبو لگا کر کفن پہنا چکو تو میری قبر کے کنارے پر میری چارپائی رکھ دینا پھر ایک وقت کے لئے میرے پاس سے باہر چلے جانا سب سے پہلے میرے دو دوست اور ہم نشین میری نماز جنازہ پڑھیں گے۔ یعنی جبریل اور میکائیلؑ اس کے بعد اسرافیل اور ملک الموت ملائکہ کے لشکر جرار سمیت یہ سعادت حاصل کریں گے۔ پھر یکے بعد دیگرے فوج در فوج مجھ پر داخل ہونا اور نماز جنازہ پڑھنا اکثر جگہ دس دس آدمیوں کا ذکر آیا ہے۔ کہ دس مرد بیک وقت اندر آ

Marfat.com

کرنماز جنازہ پڑھیں گے۔ میرے صحابہ جو آج یہاں موجود نہیں ہیں۔ انہیں میرا اسلام پہنچانا اور میں تمہیں اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میں ہر اس شخص کو سلام دے رہا ہوں جو اسلام میں داخل ہوا ہے جس نے میرے دین میں میری پیروی کی آج سے روز قیامت تک۔

پھر فرمایا میرے اہل بیت کے مرد جتنا کوئی میرے قریب ہو ان کے ہمراہ اوران گنت فرشتے ہوں گے۔ وہ تمہیں دیکھ رہے ہوں گے لیکن تم انہیں نہیں دیکھ سکو گے۔

نماز جنازہ پہلے اہل بیت نے پھر مہاجرین نے پھر انصار کے مردوں نے پھر بچوں نے ادا کی۔ اس نماز میں امام کوئی نہ تھا حجرہ مبارک تنگ تھا اس لئے دس آدمی اندر جاتے جب وہ نماز سے فارغ ہو کر باہر آتے تب دس اندر جاتے یہ سلسلہ لگا تار شب و روز جاری رہا اس لئے تدفین مبارک شب چہار شنبہ یعنی رحلت سے ۳۲ گھنٹہ بعد عمل میں آئی۔

نبی ﷺ کے جنازے پر یہ دعا پڑھی جاتی تھی۔ ان اللہ وملائکہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنو صلو علیہ وسلمو تسلیماً۔ اللھم ربنا لبیک و سعد یک لبیک صلوٰۃ اللہ علیھم اجمعین علی محمد بن عبداللہ خاتم النبین سید المرسلین امام المتقین و رسول رب العالمین المبشر الداعی با ذنک السراج المنیر و بارک علیہ وسلم (زرمانی ۳۹۶ ص ۸ رحمۃ للعالمین ۳۳۷ ص ادلائل النبوۃ ۲۳۱ ص ۸)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ مسلمانو۔ تمہارے نبی کریم ﷺ کی ولادتؑ پیر کے دن ہوئی آپ کی بعثت بھی پیر کے دن مکہ مکرمہ سے ہجرت بھی پیر کے دن ہوئی مدینہ منورہ میں داخلہ بھی پیر کے دن ہوا سورۃ مائدہ کی آیت الیوم اکملت لکم دینکم بھی سوموار کو نازل ہوئی اور حضورؐ نے پیر کے دن ہی رحلت فرمائی اور رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

آفتاب نبوت پوری تابانی کے ساتھ دنیا پر اپنی چاندنی بکھیر کر ۶۳ سال اور چار دن کے بعد ہم سے اور دنیا سے ہمیشہ کیلئے اوجھل ہو گیا۔

Marfat.com

جو بھی آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے فضا۔ میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب دوم

فضائل اہل بیت اطہار

اور

پنجتن پاک

کیا بات رضا اس چمستان کرم کی
زہرہ ہو کلی جس کی حسین و حسن پھول

بے دم یہی تو پنجتن ہیں مقصود کائنات
خیرا النساء و علی اور حسین و حسن

Marfat.com

الا المودۃ فی القربیٰ (شوریٰ ۲۳)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ الا المودۃ فی القربیٰ۔ یہ کون خوش نصیب نفوس ہیں جن کے متعلق حضور علیہ السلام نے فرمایا میں تم سے اپنی قرابت داروں کے لئے محبت کرنے کی وصیت کرتا ہوں تمام انبیاء کرام نے اپنی تبلیغ اور منصب رسالت کے لئے اپنی قوم سے یہی فرمایا۔ وما اسئلکم علیہ من اجر. ان اجری الا علیٰ رب العالمین۔ اس تبلیغ اور منصب رسالت پر کوئی اجر یا بدلہ طلب نہیں کرتے ہمارا اجر رب العالمین کے پاس ہے لیکن حضور نے یہ کیوں فرمایا کہ میں اپنی اس تبلیغ اور منصب رسالت پر تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا اگر مجھے اجر دینا ہے اور اس کا صلہ دینا ہے تو میرے قرابت داروں سے محبت کرو یہ حکم اللہ رب العزت خود دے رہا ہے قل فرما کر حکم دیا جاتا ہے کیوں۔ اس لئے کہ اللہ رب العزت عالم الغیب ہے اسے علم تھا کہ میرے محبوب کے قرابت داروں کے ساتھ کیا حشر ہوگا پھر حضور کی چشمان نبوت بھی آنے والے حالات کا مشاہدہ کر رہی تھی کہ یہی قوم اور یہی امت کل میری اولاد کو میرے قرابت داروں کے ساتھ دشمنوں جیسا سلوک کرے گی تو آپ نے پہلے ہی اشارہ دے دیا۔

قرابت داروں میں علمائے مفسرین کیا کہتے ہیں الا المودۃ کے متعلق پیر کرم شاہ صاحب الازھری نے جو اپنے خیالات کا اظہار فرمایا وہ ہدیہ ناظرین ہے۔

خود سرکار دو عالم ﷺ کے جملہ قرابت داروں خاندان بنو ہاشم خصوصاً اہل بیت کرام کی محبت اور ان کا ادب و احترام عین ایمان بلکہ جان ایمان ہے جن کے دل میں اہل بیت کے لئے محبت نہیں تو یہ سمجھے کہ اس کی شمع ایمان بجھی ہوئی ہے اور وہ منافقت کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے جتنی کسی کی قرابت حضور سے زیادہ ہوگی اتنی ہی اس کی محبت اور احترام زیادہ مطلوب ہوگا ایک نہیں صدہا ایسی احادیث موجود ہیں جس سے اہل بیت سے محبت کرنے اور ان کا ادب ملحوظ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے بے شک اہل بیت پاک کی محبت پر

Marfat.com

ایمان ہے لیکن یہ حضور کی رسالت کا اجر نہیں بلکہ یہ شجر ایمان کا ثمر ہے اس گل کی مہک سے اس خورشید کی چمک ہے جہاں ایمان ہوگا وہاں حب آل بیت مصطفیٰ ضرور ہوگی۔

ایک حدیث میں اہل بیت کے متعلق فرمایا (مثل اھل بیتی کمثل سفینہ نوح من رکب فیھا نجا و من تخلف عنھا غرق) ۔یعنی میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ ڈوب گیا (ضیاء القرآن ۴ص ۷ تفسیر ابن عربی ۱۶۲/۳ خصائص کبریٰ ۲ص ۴۹۷)

بحمدہ تعالیٰ یہ شرف اہل سنت کو ہی حاصل ہے کہ ہم اہل بیت کی کشتی میں سوار ہیں اور ہماری نگاہیں صحابہ کرام کی جگمگاتی ہوئی روشنی پر مرکوز ہیں ہم زندگی کے سمندر کو آزمائشوں کی کالی رات میں عبور کر رہے ہیں جو اس کشتی میں سوار نہ ہوا وہ غرق ہو گیا اور جس نے ان روشن ستاروں سے روشنی حاصل نہ کی وہ راستے سے بھٹک گیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اللہ رب العزت کا یہ حکم سنا تو دربار مصطفیٰ ﷺ میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ۔ من قرابتک ھو لاء الذین و جبت علیھا مودتھم ۔یارسول اللہ ﷺ ہمیں فرما دیجیے کہ آپ کے وہ قریبی کون ہیں جن کی محبت اور مودت ہم پر واجب کردی گئی ہے تو امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا علی ،فاطمہ و الحسن و الحسین و انباھما۔یعنی علی، فاطمہ، حسن، حسین اور ان کے بیٹے۔

دوسری روایت میں ہے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ۔من قرابتک والذین تنزلت فیھم الآیۃ یارسول اللہ آپ کے کون قریبی ہیں جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا۔علی، فاطمہ، حسن اور حسین اور ان کے بیٹے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ آیت کریمہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی شامل ہے مگر یہ دلیل درست نہیں اہل بیت کے خصائص صحابہ کے لئے نہ بھی ثابت ہوں پھر بھی صحابہ کی شان و فضیلت بلند و بالا ہے اس آیت کریمہ میں تو صحابہ کرام کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے حق تبلیغ مانگنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے پھر صحابہ کرام کے دریافت کرنے پر سرکار

Marfat.com

دو عالم ﷺ نے پوری وضاحت فرما دی ہے کہ تمہاری محبت اور مودت کے حقدار جناب علی کرم وجہہ الکریم جناب فاطمہ اور جناب حسنین کریمین رضی اللہ عنھم ہیں۔

ویطھر کم و تطھیراً

ارشاد خداوندی ہے۔ انما یرید الله لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا (احزاب ۳۳) اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر آلودگی اور ناپاکی کو دور کر دے اور انہیں خوب پاکیزہ کرے جیسے پاک کرنے کا حق ہے۔

قرآن پاک حضور ﷺ پر نازل ہوا اور آپ نے ہی اس کی تفسیر بھی بتا دی اور پھر تاویلوں کی گنجائش نہیں رہتی حضور صاحب قرآن بھی ہیں اور ناطق قرآن بھی جس کے لئے چاہیں اعزاز مخصوص فرما دیں آپ مالک و مختار ہیں۔

آیت تطہیر بلا شبہ امہات المومنین کی شان میں نازل ہوئی مگر صاحب قرآن کے لاتعداد اختیارات کی وسعت کو دیکھیے آپ کی حضرت علی، فاطمہ، حسن و حسین سے والہانہ محبت و شفقت کا اندازہ کیجیے کہ یہ آیت بالا نازل ہوتی ہے(1)۔ نزول آیت کے بعد امام الانبیاء ﷺ نے آواز دی علی آجاؤ فاطمہ تم بھی آجاؤ حسن و حسین کو بھی بلا کے آؤ۔ فدعا النبی علی و فاطمہ، حسن و حسین چاروں نفوس قدسیہ حاضر ہو گئے امام الانبیا نے ایک طرف علی کو بٹھایا اور دوسری طرف حضرت فاطمہ کو اور جناب حسن و حسین کو گود میں بٹھایا۔ شان مزمل کی حامل کملی مقدس میں ان سب کو چھپا لیا پھر رب کریم کے حضور دعا کی۔ اللھم ھو لاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس و یطھر کم تطھیرا۔ اللہ میرے اہل بیت ہیں تو ان سے آلودگی کو دور فرما کر خوب پاکیزہ کر دے۔ آیت تطہیر حضرت ام سلمہؓ کے گھر نازل ہوئی اور وہیں پر ہی یہ بزم نور سجائی گئی تھی ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے یہ کیف پرور اور نور بیز سماں دیکھا تو

1۔ جلالین مصری 32/2 مدارک 105/4 کبیر 192/7،
ابن جریر 250/14 خازن 123/4 حقانی 118/3

Marfat.com

آگے بڑھ کر دربار رسالت میں عرض کی۔ انا معهم ۔ یارسول اللہ اس بزم نور میں بھی شامل ہوں تو امام الانبیاء نے فرمایا۔ ام سلمہ تم خیر پر ہو۔ اور اپنے مقام پر ہو۔ قال کنت علیٰ مکانک انت علیٰ خیر۔ آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے صرف چار ہستیوں کا ذکر فرمایا اس لئے اس میں کسی کو بھی خارج نہیں کیا جا سکتا۔ اس آیت ویطھر کم تطھیرا کے جملے سے ثابت ہوا سیدہ فاطمہؓ ہر قسم کی نجاست اور آلودگی سے پاک تھیں یہاں تک کہ ایام ماہواری اور نفاس سے بھی پاک تھیں عبارت ملاحظہ کیجیے۔ ومن خصائص انبنه فاطمته كانت لاتحيض و كانت اذا ولدت طهرت عن نفاسها بعد ساعته حتیٰ لا تفوتها صلوٰة(1)۔ یعنی حضرت فاطمہ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ حیض ونفاس سے پاک تھیں یہاں تک کہ اولاد کی پیدائش پر کسی قسم کی آلودگی نہیں تھی پاک صاف تھیں کہ فوراً ہی نماز کا وقت آیا تو آپ نے نماز پڑھ لی کوئی نماز آپ کی قضا نہیں ہوئی۔

عن اسماء بنت قيس قال ولدت فاطمه با الحسن فلم راها دما فقلت يا رسول الله ﷺ لم او لفاطمته حيضاً و لانفاساً رسول الله ﷺ اما علمت ان ابنتی طاهرة مطهرة.(نور الالصيارض ۱۱۹ اصواعق محرقه ص ۱۵۸)فقال رسول الله ﷺ ان ابنتی حورا و آدميته لم تحض و لم تطمث ۔ ہمارے نزدیک اہل بیت نبی ﷺ کی ازواج مطہرات آپ کی اولاد اور آپ کے رشتہ دار سب داخل ہیں اور بیت عام مراد ہے خواہ بیت سکنی ہو یا نسبی بیت سکنی میں ازواج سب شامل ہیں اور بیت نسب میں اولاد اور رشتہ دار داخل ہیں۔

علامہ محمد بن مکرم ابن المنظور افریقی المصری لکھتے ہیں کہ نبی ﷺ کے اہل بیت آپ کے ازواج مطہرات آپ کی بیٹیاں اور آپ کے داماد یعنی حضرت علیؓ ہیں۔ کسی شخص کی بیوی کو اس کا اہل کہا جاتا ہے (اہلیہ) اور اہل میں اولاد بھی شامل ہے اور نبی مکرم ﷺ کی اہل بیت آپ کی ازواج آپ کی بیٹیاں اور آپ کے داماد حضرت علی ہیں۔(2)

1۔ اشرف المؤید علامہ نبھانی صفحہ 110   2۔ لسان العرب صفحہ 29/11

Marfat.com

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں اہل بیت کے تعین میں مختلف اقوال ہیں اولیٰ یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ آپ کے اہل بیت آپ کی اولاد اور آپ کی ازواج ہیں اور حضرت حسن و حسین اور حضرت علی بھی ان میں سے ہیں کیونکہ آپ کی بیٹی کے واسطہ سے وہ بھی آپ کے اہل بیت سے ہیں۔(1)

علامہ ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی لکھتے ہیں ازواج مطہرات اہل بیت سے خارج نہیں بلکہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اہل بیت کے عنوان کی زیادہ مستحق ہیں کیونکہ وہ رسول اللہ کے گھر (بیت) ہیں آپ کے ساتھ لازم رہتی ہیں علامہ ابن عطیہ نے کہا ہے کہ ازواج مطہرات اہل بیت سے خارج نہیں۔

علامہ زمخشری نے کہا اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ نبی ﷺ کے ازواج اہل بیت سے ہیں اور آپ کی ازواج کے گھر وحی نازل ہونے کی جگہیں ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں اس آیت میں اس پر قوی دلیل ہے کہ نبی ﷺ کی ازواج آپ کے اہل بیت سے ہیں اور اس میں شیعہ کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ اہل بیت حضرت علی حضرت فاطمہ اور حسن و حسین کے ساتھ مخصوص ہیں کیونکہ ایک دن نبی ﷺ سیاہ چادر لے کر آئے پھر حضرت فاطمہ حضرت علی اور حسن و حسین کو اس چادر میں داخل کر کے یہ آیت پڑھی۔ **ویطھرکم تطھیرا**۔ یہ روایت اس پر دلالت کرتی ہے کہ یہ حضرات اہل بیت سے ہیں۔(روح البیان ج ۷ ص ۲۰۴)

مشکوٰۃ میں صحیح مسلم کے حوالے سے یہ حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے ایک صبح سیاہ چادر اوڑھی ہوئی تھی آپ کے پاس حسن بن علی آئے تو ان کو اس چادر میں داخل کر لیا اور پھر حضرت علی آئے تو ان کو بھی اس چادر میں داخل کر لیا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی **انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً**۔ اس کی تشریح میں ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں داخل ہیں

1۔ تفسیر کبیر صفحہ 168/9

Marfat.com

کیونکہ اس آیت سے پہلے بھی ازواج مطہرات سے خطاب ہے۔(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۸ص ۵۱۸)

ان تمام روایات سے ثابت ہوا کہ **ذوالقربیٰ** میں اولاد بنی ہاشم جس میں اولاد علی، اولاد عقیل، اولاد زبیر شامل ہیں سب اولی القربیٰ میں آتے ہیں۔

اسی طرح **لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا**۔ میں حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت حسن وحسین کے علاوہ آپ کی تمام ازواج مطہرات اہل بیت میں شامل ہیں اور اہل سنت کا مسلمہ فیصلہ اسی پر ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ حضور کی ازواج مطہرات اور آپ کے اہل بیت ویسے بھی وہ گناہوں سے محفوظ اور مامون ہیں صغیرہ لغزش اگر ہو بھی گئی ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل **لیذھب عنکم الرجس اھل بیت ویطھرکم تطھیراً** فرما کر تمام خدشے دور کر دیئے

ایک وضاحت:۔ اہل کا لفظ دو صورتوں میں آیا ہے۔ ایک ہے لفظ اہل۔ اور ایک ہے لفظ آل۔ عام استعمال میں لفظ آل استعمال ہوتا ہے ہم جب درود پاک پڑھتے ہیں تو لفظ آل آتا ہے نہ کہ اہل۔ اہل کا لفظ خاص ہے اور آل کا لفظ عام نماز میں جو درود پڑھا جاتا ہے اس میں لفظ آل آتا ہے اہل کا لفظ صرف اہل بیت کے لئے ہے اور آل کا لفظ جس طرح آل موسیٰ و آل ہارون یا آل فرعون۔ آل کا اطلاق قوم جماعت یا امت پر صادق آتا ہے حضور نے اپنی امت پر شفقت فرماتے ہوئے جس طرح معراج کی شب اپنے تحیت کے جواب میں رب تعالیٰ کی طرف سے **السلام علیک ایھا النبیؐ** و برکاتہ آیا تو حضور کو فوراً اپنی امت کا خیال آیا تو اللہ تعالیٰ کے سلام کے ساتھ اپنی امت کو بھی شامل کر لیا فرمایا **اسلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین**۔ اے اللہ تیرا اسلام مجھ سمیت قیامت تک ہونے والے نیک بندوں کو بھی شامل کرتا ہوں اسی طرح حضور نے اپنی امت پر شفقت فرماتے ہوئے اپنی امت کو بھی شامل کرنے کے لئے فرمایا۔ یوں پڑھو۔ **اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد**. صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

تا کہ اہل بیت کے ساتھ میری امت بھی شامل ہو جائے اللہ رب العزت اپنے محبوب کی امت پر کتنا مہربان ہے ایک جگہ یوں ارشاد ہوتا ہے۔ ھو الذی یصلی علیکم و ملائکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور و کان با المومنین رحیما ۔ وہ پروردگار تم پر صلوٰۃ یعنی رحمتیں بھیجتا ہے تا کہ تمہیں اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لائے۔

یا رب صل وسلم دائما ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

وازواجه امهاتهم

ام المومنین حضرت خدیجہ طاہرہؓ

حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے جو فضیلت حضرت خدیجہ کو ہے اور کسی کی نہیں اگرچہ آپ کا ذکر مبارک میری کتاب کا موضوع نہیں لیکن حضرت خدیجہ ان نفوس قدسیہ سے ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے اور اسکے فرشتوں نے سلام بھیجا ہے جو اسلام کی خاتون اول ہیں جو مومنات میں اول ہیں ان کا ذکر نہ کرنا بخیلی نہیں تو اور کیا ہے جس ہستی نے بغیر دیکھے سنے بغیر کسی دلیل کے تمام رؤسا کو چھوڑ کر ایک یتیم اور بے کس و بے بس ہستی کو ساتھی بنایا یہ صرف اسی ہستی کا کام تھا جس کا نام خدیجہ طاہرہ ہے دنیا کی تمام عورتوں کے ایمان ایک طرف اور ام المومنین حضرت خدیجہ کا ایمان دوسری طرف رکھ دیا جائے پھر بھی حضرت خدیجہ کا ایمان بھاری ہوگا قیامت تک عورتوں کا سر بلند کر دیا کہ حضور پر سب سے پہلے لانے والی ایک عورت تھی۔

علامہ سید غلام یٰسین شاہ صاحب نے اپنے تعارف اور تبصرے میں جناب پنجتن پاک کی فضیلت بیان کی اور یزید کی درگت بھی فتوؤں سے خوب بنائی لیکن آپ کی ازواج

Marfat.com

مطہرات کا ذکر نظر انداز کر گئے کیونکہ اہل بیت میں ازواج مطہرات بھی شامل ہیں ازواج مطہرات کی خدمات کسی صحابی سے کم نہیں۔

کون خدیجہ:۔ جن کو امام الانبیاء ﷺ کی پچیس سال کی رفاقت نصیب ہوئی پچیس برسوں میں ایک لمحہ بھی محبوب رب العالمین کو ناراض نہیں کیا۔

کون خدیجہ:۔ جس نے امام الانبیاء ﷺ کے ہر حکم کی تعمیل کی۔

کون خدیجہ:۔ جس نے اشاعت اسلام کے صلہ میں ملنے والی تمام مصیبتوں کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پورے سکون سے برداشت کیا۔

کون خدیجہ:۔ جو محبوب خدا پر ہونے والے مظالم کو دیکھ کر آنسو پر آنسو بہاتی تھیں۔

کون خدیجہ:۔ جس کے لئے جبریل اللہ تبارک وتعالیٰ کا سلام اور بشارت لے کر آتے ہیں

قال اتیٰ جبریل النبی ﷺ یا رسول اللہ ﷺ هذه خدیجه قداتتک معک دناء صفیته ادام اوطعام اوشراب فاذاتتک فاقرئهاً من ربها ومنی وبشرها بیت الجنته من لاصحب ولانصب۔(1)

حضور ﷺ کی خدمت میں حضرت جبریل تشریف لائے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ خدیجہ تشریف لا رہی ہیں ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن یا کھانے پینے کی کوئی چیز ہے جب یہ آپ کے پاس پہنچ جائیں انہیں ان کے پروردگار اور میرا سلام پہنچا دیں اور یہ بشارت بھی دے دیں جنت میں ان کے لئے موتی کا ایک محل ہے جو ان کے لئے مخصوص ہے جس میں نہ کوئی شور وغل ہوگا اور نہ ہی رنج وغم ہوگا۔

کون خدیجہ:۔ امام الانبیاء جنکی یاد میں جانور ذبح کر کے ان کا گوشت خود اپنے دست اقدس سے کاٹ کر آپ کی سہیلیوں کو بھیجا کرتے تھے۔

کون خدیجہ:۔ جن کا ذکر خیر امام الانبیاء ﷺ کثرت سے کرتے تھے۔

1۔ بخاری مترجم 822/2 مسلم مترجم 1528/2 تجرید البخاری 693
مسند احمد 316، 205/2، 230/6، 371 سیرت ابن ہشام 156

Marfat.com

کون خدیجہ:۔جن پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ہمیشہ رشک کیا کرتی تھیں۔

کون خدیجہ:۔جن کے متعلق حضور فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں جہان میں میری ساتھی ہیں اور ان سے اولاد چلی ہے۔

کون خدیجہ:۔جن کے مثل دنیا میں کوئی عورت پیدا نہیں ہوئی عن عائشہؓ عنها قالت ما عزت علی احدمن النساء النبی ﷺ ما عزت علیٰ خدیجه وما رایتها ولکن کان النبی ﷺ بکثر ذکرها وما ریما ذبح الشاة ولم لعطمعهاا اعضاء ثم یبعث الیٰ حدائق خدیجه قربها قلت له کانه لم یکن فی الدنیا امراعته الا خدیجه فیقول انها کانت و کانت و کان لی ولد۔حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کی کسی بیوی پر اتنی غیرت نہیں کھائی جتنی غیرت خدیجہ پر کھاتی تھی حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ ان کا ذکر کثرت سے کیا کرتے تھے اور اکثر بکری ذبح فرما کر اس کے ٹکڑے کاٹ کر جناب خدیجہ کی سہیلیوں کو بھیجا کرتے تھے کہ جب کبھی میں عرض کرتی کہ دنیا میں گویا کوئی عورت سوائے خدیجہ کے لیے ہی نہیں تو آپ فرماتے وہ ایسی ہی تھیں اور دنیا و آخرت میں میری ساتھی ہیں اور انہیں سے میری اولاد ہے۔

کون خدیجہ:۔جس کی یاد آنے پر امام الانبیاء تڑپ جایا کرتے تھے۔

کون خدیجہ:۔جن کی نشانیاں دیکھ کر سلطان الانبیا کے آنسو نکل آتے تھے۔

کون خدیجہ:۔جن کے احسانات کے محسن انسانیت رسول معظم شکر گزار ہیں۔

کون خدیجہ:۔جو امام الانبیا پر سب سے پہلے اس وقت ایمان لائیں جس وقت نہ کسی مرد نے اسلام قبول کیا تھا اور نہ کسی عورت نے۔

کون خدیجہ:۔جنہوں نے امت مصطفی ﷺ میں سب سے پہلے نماز پڑھی۔

کون خدیجہ:۔جن کا لقب زمانہ جاہلیت میں بھی طاہرہ تھا۔

جناب عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ مجھے اس بات پر رشک آ گیا اور میں نے حضور کی

Marfat.com

خدمت میں عرض کی کہ آپ قریش کی بوڑھیوں سے ایک سرخ چہرے والی بڑھیا کا ذکر کرتے ہیں حالانکہ انہیں انتقال ہوئے مدت گذر چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر بیوی عنایت فرمادی ہے تو حضور نے فرمایا نہیں۔ اس سے بہتر بدلہ نہیں ملا۔ و اللہ ما رزقنی خیراً اور پھر امام لانبیا فرماتے ہیں خدیجہ مجھ پر اس وقت ایمان لائی جب اوروں نے کفر اختیار کیا۔ آمنت بی حین کفر بی الناس۔ آپ فرماتے ہیں خدیجہ نے میری اس وقت تصدیق کی جب دوسروں نے میری تکذیب کی۔ صدقتنی حین کذبنی الناس۔

حضور فرماتے ہیں خدیجہ نے اپنے مال میں سے اس وقت شریک کیا جب اوروں نے بہرحال خرچ کرنے پر روک رکھا تھا و اشرکتنی فی مالها حین حرمنی الناس۔ پھر فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھے خدیجہ کے بطن سے اولاد عطا فرمائی ہے جبکہ کسی دوسری بیوی سے اولاد نہیں ہوئی رزقنی اللہ ولدها وحرم ولد غیرها۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ ایک عورت حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ نے نہایت شفقت فرمائی اور مہربانی سے اس کا حال پوچھا اور دیر تک اس کی خیریت دریافت کرتے رہے پھر وہ چلی گئی تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ عورت کون تھی؟ جس کے ساتھ آپ گفتگو فرماتے رہے تو آپ نے فرمایا یہ خدیجہ کی سہیلی ہے اسے ان کے ساتھ بہت محبت تھی۔ (الاستیعاب ۲ص۲۲۳)

جنگ بدر میں بنت رسول اللہ ﷺ کے شوہر جناب ابوالعاص قیدی ہو کر مسلمانوں کے پاس آئے تو انہیں فدیہ کے طور پر جناب زینبؓ نے جو مال بھیجا اس میں جناب خدیجہؓ کا وہ ہار بھی تھا جو آپ نے اپنی بیٹی زینب کو جہیز میں دیا تھا جب یہ ہار حضور کی خدمت میں لایا گیا تو آپ پر رقت طاری ہوگئی دل پر ایسی چوٹ لگی کہ آپ کے آنسو نکل آئے اور آپ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر آپ لوگ مناسب سمجھیں تو زینب کے قیدی کو آزاد کردیں اس کا مال اور اس کا ہار واپس کردیں چنانچہ ایسے ہی کیا گیا۔

رئیس المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ فضیلت کے بارے میں

Marfat.com

تمام جہان کی عورتوں سے سیدہ فاطمۃ الزہرا افضل ہیں اس کے بعد خدیجۃ الکبریٰ ہیں اس کے بعد عائشہ صدیقہ افضل ہیں چنانچہ ما ودین ما است آن ہست کہ فاطمہ افضل است بعد ازاں وے مادرش خدیجہ بعد ازاں عائشہ صدیقہؓ۔ (اشعۃ اللمعات ۴ ص ۶۸۵)

جناب خدیجۃ الکبریٰ کے فضائل کا اندازہ کون کرسکتا ہے آپ ملکہ فردوس بریں ہیں آپ ہمراز غمگسار مصطفیٰ ہیں آپ تقدیس وعظمت کا مینارہ نور ہیں آپ ام المومنین خیر النساء ہیں آپ مرکز مہر و وفا ہیں اور منبع خیر و برکت ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ سیدۃ النساء کی ماں بھی ہیں۔

ماں عظیم ترین نعمت ہے حضرت خدیجہ حضرت فاطمہ اور دیگر بیٹیوں کی ماں یہی نہ تھیں بلکہ قیامت تک امتیوں کی ماں بھی ہیں کہ جن کی مثل ہے نہ بدل نہ جواب ایثار و خلوص کی بلندیوں پر ہیں مہر و وفا کی اتھاہ گہرائیوں کا نام ہے۔

ام المومنین حضرت خدیجہ کے نام میں سرور ہے سکون ہی سکون ہے، راحتیں ہی راحتیں ہیں، تسکین ہی تسکین ہے، تقدس ہی تقدس ہے، خدیجہ کی ذات اور نام میں محبت ہے خلوص ہے، ایثار ہے، قرار ہے، پیار ہے، بہار ہے، عظمت ہے، راحت ہے، احساس ہے، کشش ہے، حضرت خدیجہ مرکز تجلیات ہیں سرچشمہ حیات ہیں، محبت ہے، صداقت ہے، تصنع نہیں، بناوٹ نہیں، غایت نہیں، غرض نہیں، لالچ نہیں۔

ام المومنین حضرت خدیجہ کا آخری وقت اور وصیت

جہان دو عالم ﷺ کے محسن چچا حضرت ابو طالب کا انتقال ہوگیا اور ان کے غم کا زخم ابھی تازہ تھا کہ حضرت خدیجہ طاہرہ بیمار ہوگئیں امام الانبیاء ﷺ گھر میں تشریف لائے تو سیدہ خدیجہ نے شدت مرض کی شکایت کی رحمت دو عالم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو چھلک پڑے آپ نے روتے ہوئے دعائے خیر فرمائی اور فرمایا میری شفیق اور غمگساری آخری گھڑی سر پر آ گئی ہے اے ملکہ جنت، جنت تمہارا انتظار کر رہی ہے، ام المومنین نے فرمایا رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

مرنے کا کوئی غم نہیں، غم یہ ہے کہ آپ کے سایہ عاطفت سے محروم ہو جاؤں گی پھر آپ نے امام الانبیا کی خدمت میں گذارش کی یارسول اللہ میری خواہش ہے کہ آپ کچھ دیر میرے سامنے ہی تشریف فرما رہیں تاکہ میں آخری بار آپ کی زیارت کو توشہ آخرت بنا سکوں میرے سرتاج میں نے مرنا تو ہے ہی مگر آپ سامنے ہوں گے تو جان آسانی سے نکل جائے گی احساس مرگ کم ہو جائے گا۔

میرے آقا! آپ کی خدمت گذاری میں پچیس سال گذارے مگر یوں معلوم ہوتا ہے کہ چند گھڑیاں تھیں جو آپ کی خدمت گذاری میں گذریں اور اب پھر علیحدہ ہو رہی ہوں۔

امام الانبیاﷺ وفا شعار بیوی کی درد بھری گفتگو سنتے رہے اور روتے رہے جناب نے فرمایا خدیجہ یہ درست ہے کہ قیامت کا دن بڑا سخت دن ہے مگر تیرے ساتھ تو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی آسانیوں کا وعدہ کر رکھا ہے تیرے لئے جنت میں موتی کا محل ہے میری غمگسار تم کسی قسم کی فکر نہ کرو تم جنت میں میرے ساتھ رہو گی۔

میری مونس و ہمدرد تو نے حق وفاداری پورا پورا ادا کر دیا ہے خدا کا رسول تم پر بے حد خوش ہے تمہارا احسان مند ہے اور تمہارے جذبہ خلوص و وفاداری اور ایثار و قربانی کو ہمیشہ یاد رکھے گا۔

جناب خدیجہ نے محبوب کبریا کی بات سنی تو چہرہ تر و تازہ ہو گیا اور لبوں پر مسکراہٹ آ گئی پھر آپ نے ایک عرض کی کہ میری خواہش ہے کہ جب میں انتقال کر جاؤں تو آپ میرے کفن کے لئے وہ چادر عطا فرمائیں جو آپ نزول وحی کے وقت شانہ اقدس پر ڈالا کرتے تھے تاکہ اس روائے مقدسہ کے صدقے سے خدا تعالیٰ مجھ پر رحمت اور برکت نزول فرمائے یہ باتیں سن کر حضور تڑپ کر رہ گئے آنکھیں آنسو سے تر ہو گئیں جناب خدیجہ کے چادر مانگنے کی آواز نے تاجدار انبیا کے سینہ پر چھریاں چل گئیں آپ نے ٹھنڈی آہ بھری اور شانہ اقدس سے چادر اتار کر حوالے کر دی۔

چادر عنایت فرما کر آپ نے ارشاد فرمایا۔ فاطمہ بیٹی چادر اپنی ماں کو دکھا دو تاکہ ان

Marfat.com

کا دل خوش ہو جائے ادھر جناب سیدہ فاطمہ نے ماں کی خدمت میں حضورؐ کی چادر پیش کی ادھر جبریل دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ کا سلام قبول کیجئے اور اپنی چادر مبارک حضرت خدیجہ سے واپس لے لیں۔

خالق کائنات نے فرمایا ہے کہ جو کچھ خدیجہ کے پاس تھا اس نے میری راہ میں قربان کر دیا اور اب اس کا کفن ہمارے ذمے ہے۔ جسے ہم اپنے کرم کے لباس سے پوشیدہ فرمائیں گے اور اسے جنت الفردوس کا کفن عطا کیا جائے گا۔ (اللہ اکبر) کس قدر شان رفعت ہے جناب خدیجہ کی جن کے کفن کے لئے رسول کریمؐ اپنی چادر پیش کرتے ہیں۔ اور خداوند قدوس جنت سے کفن بھیجتے ہیں کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر یہ روایت ہے تو کفن کا جنت سے آنا جناب خدیجہ کے فضائل میں سے ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ روایت فضائل میں آنے والی روایت ضعیف بھی ہو تو اسے قبول کرنے میں تامل نہیں کرنا چاہئے دوسری بات یہ ہے کہ کفن خدیجہ کے لئے رسول پاکؐ کی چادر مبارک میں کوئی معمولی چیز نہ تھی۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ امام الانبیاء کے جسم اقدس سے مس کیا ہوا کپڑا بہر صورت جنت کے کپڑوں سے افضل و اعلیٰ اور زیادہ شان والا ہے۔

رسول اللہؐ کی وفادار بیوی کے فراق کے تصور میں نہایت پریشانی کے عالم میں تشریف فرما تھے ایک عظیم محسن حضرت ابو طالب چند روز پہلے داغ مفارقت دے چکے تھے اور اب دوسری محسنہ کے بچھڑ جانے کا صدمہ سر پر کھڑا ہے۔

جناب خدیجہ الکبریٰ اپنی حسرت بھری نگاہیں رخ والضحیٰ پر مرکوز ہیں۔ کبھی کبھی بچیوں کے سروں پر دست شفقت پھیر لیتی ہیں اور پھر سب کے دیکھتے ہی دیکھتے واصل فردوس ہو گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ام المومنین حضرت خدیجہؓ کا انتقال رمضان ۱۲ نبوت میں مکہ معظمہ میں ہوا بیت النبی ﷺ میں ان کی مدت ۲۴ سال ۶ ماہ یا ۲۵ سال ہے آپؓ جنت المعلیٰ کے قبرستان میں دفن ہوئیں (رحمتہ العالمین)

Marfat.com

سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ

جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ۲۰ جمادی الثانی ۵ نبوی کو پیدا ہوئیں۔ تاجدار کون و مکاں قبلہ گاہ قدوسیاں سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں شہزادی کونین سیدہ فاطمہ کی تشریف آوری ہونے والی ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ کیف وسرور میں ڈوبا ہوا ہے۔ ملائکہ نے احترام سے نگاہیں جھکا رکھی ہیں حوریں ملکہ فردوس بریں کے استقبال کے لئے سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کے حجرہ مبارک میں قطار در قطار صفیں باندھے کھڑی ہیں ہر طرف شان وشوکت کا یہ عالم ہے اور یہ اہتمام اور دوسری طرف روح فرسا اور دل دہلا دینے والا منظر بنا ہوا ہے کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ کے پاس ان مخصوص لمحات میں کوئی عورت موجود نہیں اس کسمپرسی کا تصور کرتے ہوئے رواں رواں کانپ اٹھتا ہے۔ کائنات لرز جاتی ہے کہ مکۃ المکرّمہ کی قابل صد احترام ہستی سے شرف کلامی حاصل کر کے قریش کی عورتیں فخر کیا کرتی تھیں جس کے ایک پیغام پر پورے شہر کی عورتیں جمع ہو جایا کرتی تھیں۔ جس کے گھر میں آنا باعث عزت وافتخار سمجھا جاتا تھا آج وہ قریش کی عظیم المرتبت ہستی یوں اکیلی ہے نہ کوئی سہیلی ہے اور نہ تیمار دار۔ نہ کوئی دایہ ہے نہ کوئی غمگسار۔ قریش کی عورتیں جان چکی تھیں کہ شہر کی یہ امیر ترین عورت اپنی دولت خرچ کر چکی ہے۔ اور وہ یہ بھی کہا کرتی تھیں کہ اس نے اپنا جاہ جلال اور مال ومنال کو ایک فقیر کی گودڑی میں ڈال دیا ہے اس نے رؤوساء قریش کے پیغامات کو ٹھکرا کر ابو طالب کے اس یتیم بھتیجے سے نکاح کر لیا ہے جب سیدہ فاطمہ کی ولادت کا وقت قریب آیا حضرت خدیجہ نے ایک شخص کو بھیجا کہ بیگمات قریش کو بلا لائے تا کہ وہ ان کے ساتھ تعاون کریں جیسا کہ اس حال میں عورتوں کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ان عورتوں نے آنے سے انکار کر دیا۔ کہ تم عبد اللہ کے یتیم اور ابو طالب کے بھتیجے کی بیوی ہو اور ایک یتیم کی زوجیت قبول کر کے اپنا حق کھو چکی ہو اسلئے ہم

Marfat.com

تعاون نہیں کریں گی جب سیدہ خدیجہ نے قریشی عورتوں کا پیغام سنا تو پریشان ہوگئیں غیرت الٰہی کو جوش آیا جناب سیدہ النساء العالمین کے لئے رب العالمین نے چار دائیاں بھیج دیں۔

جناب سیدہ خدیجہ طاہرہ کی نظر اٹھی تو دیکھا کہ آپ کے سامنے چار دراز قامت گندم گوں بیبیاں تشریف فرما ہیں اور انہوں نے بنو ہاشم کی عورتوں کی طرح آپ کو مخاطب کیا تو آپ خوفزدہ ہوگئیں ان میں سے ایک نے کہا کہ ملکہء عالم آپ گھبرائیں نہیں ہم آپ کی بہنیں اور خادمائیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کی خدمت کے لئے بھیجا ہے۔

ایک نے کہا میں سارہ اسحاق پیغمبر کی والدہ ہوں یہ مریم بنت عمران والدہ عیسیٰؑ ہیں یہ جناب کلثوم خواہر موسیٰؑ ہیں اور یہ آسیہ خاتون ہیں اور پھر ان میں سے ایک دائیں دوسری بائیں ایک سامنے اور ایک پشت مبارک کی طرف بیٹھ گئیں تو شہزادی رسول ﷺ گھر میں تشریف فرما ہوئیں۔

روایت میں آتا ہے کہ جب سیدہ النساء العالمین تشریف لائیں تو آپ کے چہرہ اقدس کے نور سے زمین منور ہوگئی اور اس نور کی تجلیات نے مکہ مکرمہ کے مکانوں کا احاطہ کرلیا اور مشرق و مغرب میں کوئی جگہ نہ رہی۔ جو آپ کے نور سے منور نہ ہوگئی۔ کیوں نہ ہو۔ سیدہ فاطمہ زہرہ کو امام الانبیاء نے اپنا ٹکڑا فرمایا ہے وہ نور اول کی ضیا ہیں سراج منیر کی لخت جگر ہیں اس نخل نور کا قرآنی ثمر ہیں جو اصل کائنات اور حاصل کونین ہے اس نیر اعظم اور عالمتاب کی بیٹی ہیں جن کے ایک جلوے کا مظہر آفتاب و ماہتاب اور نجم و کہکشاں ہیں اس منبع نور کی تصویر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے۔ قد جاء کم من الله نور ۔کا تاج پہنایا سراج منیر اور زجاج کی سند دے رکھی ہے جو اپنے متعلق اول ما خلق اللہ نوری کا اعلان فرماتے ہیں اس مقدس نور کا تو سارا خاندان ہی نور ہے پھر سیدہ فاطمہ آپ کی تصویر ہیں آپ کا عکس جمیل ہیں

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

Marfat.com

سید الانبیاء علیہ کی پاک بیٹی، سید الاولیاء کی محترم بیوی اور سید الشہداء کی معزز ماں خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ کے قدموں کی خاک پر قربان۔

کون خاتون جنت:۔ اہل بیت اطہار کی عزت، سلطنت اسلام کی مقدس شہزادی اور چادر تطہیر کی ملکہ رجس اور نجس سے پاک اور حیض ونفاس سے بھی پاک۔

وہ عبداللہ کی پوتی آمنہ کے پور کی بیٹی
وہ کملی اوڑھنے والے محمد نور کی بیٹی
ملا تھا اور ہی حصہ اسے عزت و شرافت کا
اسی کی گود سے دریا ابلتا تھا شہادت کا

کون بتول:۔ جو شادی کے بعد اپنے شفیق اور پیارے باپ کے نورانی حجرے سے رخصت ہوتی ہیں تو ستر ہزار فرشتوں کی جماعت کا حفاظتی دستہ ناقہ زہرا کے پاؤں کی دھول چومتا جا رہا تھا جنت کی حوریں راستے میں اپنی عفت کی چادر بچھاتی جاتی تھیں اور رضوان جنت آسمانی پھولوں کی بارش کرتے جا رہے تھے بہر حال شہزادی رسولؐ کی تشریف آوری ہو چکی ہے۔ انوار وتجلیات کی بارش ہو رہی ہے آپ کے چارون طرف قابل صد احترام دائیاں آپ کو حسین مقدس بوسے دے رہی ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے جنت کی دس حوروں کو آپ کو غسل اول کے لئے بھیج دیا ہے۔ جنت کی حوریں ہاتھوں میں زریں طشت اور سروں پر کوثر کے مٹکے اٹھائے ہوئے ملکہ فردوس جناب خدیجہ کے حضور میں حاضر ہو کر نہایت ادب سے سلام پیش کرتی ہیں ہر ایک آپ کو طشت نور میں بٹھا کر آب کوثر سے غسل دیتی ہیں۔ پھر جنت کی ایک چھوٹی سی عبا پہنا کر خوشبوؤں میں بسا ہوا رومال آپ کے سر اقدس پر باندھ دیتی ہیں اور پھر تشریف لے جاتی ہیں۔

Marfat.com

رسالت مآب کی آمد

چند ہی لمحے گزرے تھے کہ تاجدار انبیا ﷺ تشریف لے آئے جناب خدیجہ نے مسکراتے ہوئے عظیم ہستی کو عظیم باپ کی گود میں دے دیا حضور ﷺ نے شہزادی کونین کو ہاتھوں پر اٹھا رکھا ہے اور پیشانی کو بوسہ دے کر فرمایا اے خدیجہ یہ تیری دنیا کی بزرگ ترین عورتوں سے ہے۔

عجیب فرحت بار سماں ہے سرور انگیز منظر ہے نور مجسم کو آغوش میں لے رکھا ہے سید العالمین کی گود میں سیدۃ العالمین مسکرا رہی ہیں باپ نے بیٹی کے چہرے پر اور بیٹی نے باپ کے رخ انور پر نگاہیں جما رکھی ہیں باپ بیٹی کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی ہے دونوں عالم میں مسرت ہی مسرت ہے کیف ہی کیف ہے سرور ہی سرور ہے اور نور ہی نور ہے کائنات ارضی وسماوی جھوم رہی ہے۔ جناب خدیجہ طاہرہ کا حجرہ مقدس بقعہ نور بنا ہوا ہے۔

حجرہ جنت خدیجہ مثل جنت زار ہے ۔ رحمتیں ہی رحمتیں ہیں مطلع انوار ہے
مخزن انوار رحمت منبع برکات ہے ۔ ہو رہی ہر سو مسلسل نور کی برسات ہے
آ چکی ہے رحمت رب اور دو عالم جوش میں ۔ نور کا ٹکڑا ہے یہ نور کی آغوش میں

جناب سیدہ فاطمہ کی ولادت باسعادت امام الانبیا ﷺ کی اکتالیسویں سال کی عمر میں ہوئی علاوہ ازیں امام اجل رئیس المحدثین امام جلال الدین سیوطی اپنی مکمل تدوین تحقیق کے پیش نظر امام ذہبی کے قول کو ترجیح دیتے ہیں کہ جناب سیدہ کی عمر مبارک چوبیس سال ہے۔

وقال ذهبی اصح ان عمرها اربعون و عشرین سنتهٔ . ولادت فاطمه سنته احدی اربعین عن مولد رسول ﷺ ۔

کون خاتون جنت: ۔جن کا لقب زہرا ہے زہرا کلی کو کہتے ہیں اور حیا کو بھی رسول معظم فرمایا کرتے تھے میری بیٹی سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔آپ جنت کی اس کلی کو سونگھا کرتے تھے۔

Marfat.com

فکنت انا استقت الرائحة شممت رقعت فاطمه ۔حوالہ بالا

کون خاتون جنت:۔جس کی سواری میدان حشر میں آئے گی تو منادی کر دی جائے گی کہ اہل محشر میں اپنی نگاہیں نیچی کرلو سرور انبیاء کی بیٹی کی سواری گزرنے والی ہے۔

یا اھل الجمع غضوا ابصار کم عن فاطمه بنت محمد ﷺ حتیٰ تمر (المستدرک ۲ ص ۱۶۱، اور صابہ ۴ص ۳۶۵، الاستیعاب ۵ ص ۸۹۳، حاشیہ بخاری ا ص ۳۲، اسد الغابہ ۲ص ۳۵۱۳ ص ۴۵۳، طحاوی ۲ ص ۲۸۶

کون خاتون جنت:۔جس کی سواری ستر ہزار حوروں کی جھرمٹ میں پلصراط سے ایسے گزر جائے گی جیسے بجلی کوندتی ہے۔ ثم فاطمه بنت محمد مع سابعین الف جاریته من الحور العین کمثل ابرق .

کون خاتون جنت:۔جو اپنے باپ ﷺ کے بعد سب سے پہلے جنت میں تشریف لے جائیں گی ۔قال رسول الله ﷺ اول من یقرع من باب الجنت وا ول من ید خلها بعده ابنته فاطمه

کون خاتون جنت:۔جو جنت میں تمام عورتوں کی سردار ہیں۔

کون خاتون جنت:۔جس کے اپنے اور شوہر کے مسکرانے سے جنت ایسے روشن ہو جائے گی جیسے آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ بینها اهل الجنته اذا سطح لهم نوراً خضوً شمساً فیقول رضوان هذه فاطمه وعلی فضحکا اشرقت الجنان من نور ضحکها (المستدراک ۲ص ۱۵۶)

کون خاتون جنت:۔جس کی اولاد پر اللہ تعالیٰ نے جہنم حرام فرما دیا ہے۔ ان فاطمته احصنت فرجها حرم الله ذریتها علی النار ۔(مسند احمد ۲ص ۲۲۲)

کون خاتون جنت:۔جس نے اپنی ردائے مبارک فروخت کر کے سائل کے سوال کو پورا کیا جو چکی بھی پیس رہی ہوتی ہیں اور تلاوت کلام پاک بھی کر رہی ہوتی ہیں حوریں اور ملائکہ جس کر منتظر ہیں مگر اس نے اپنی رضا کو رضائے شوہر میں گم کر دیا تھا جو نماز بھی پڑھتی تھیں تو آنکھوں

Marfat.com

سے آنسو جاری ہو جاتے جس کے آنسوؤں کو جبریل موتیوں کی طرح چن کر شبنم کی طرح عرش بریں پر بکھیر دیتا تھا۔

کون خاتون جنت:۔ جس کے حضور علامہ اقبال عقیدت کے پھول اس طرح پیش کرتے ہیں

مریم است نسبتے عیسیٰ عزیز ۔ از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ العالمین ۔ آں امام اولین و آخرین
بانوئے آں تاجدار ھل اتیٰ ۔ مرتضیٰ ۔ مشکل کشا ۔ شیر خدا
مادر آں مرکز پرکار عشق ۔ مادر آں قافلہ سالار عشق

اس کے بعد اقبال فرماتے ہیں کہ میرے پاؤں میں قانون خداوندی کی زنجیر ہے اور رسول کریم ﷺ کا پاس ہے ورنہ میں سیدہ فاطمہ جنت خاتون کے مزار اقدس کا طواف کرتا اور قبر انور پر سجدہ کرتا۔

کون خاتون جنت:۔ جو جنت الفردوس میں مع اپنے شوہر اور اولاد کے اسی محل میں قیام فرمائیں گی۔ جہاں سردار انبیاء ہوں گے۔ان رسول اللہ ﷺ اخذ مع حسن و حسین فقال من احبّنی اخت ھذین وابا ھا وامھا کان معی فی درجتہ یوم القیامتہ انی وایاک وھذین وھذا الراقذفی مکان واحد یوم القیامتہ.

آنحضرت با فاطمہ خطاب کرد من وتو وعلی وحسن وحسین ایک مقام ومکان خواہیم بود (اشعتہ اللمعات ۴ ص ۶۸۴۔

کون خاتون جنت:۔ جسے امام الانبیاء نے انسانی حور فرمایا ہے ابنتی فاطمہ حوراء آدمیتہ لم تحض و لم تطمث.

کون خاتون جنت:۔ جس کا لقب بتول ہے اور بتول اس کو کہتے ہیں جس نے عورتوں کے کسی مرض کو نہ دیکھا ہو جو حیض ونفاس کی آلودگیوں سے منزہ سے پاک ہو۔ البتول التی لم ترحمتہ قط الی لم تحض من اسماء قال قبلت ولد الحسن فلم راھا دما فقلت یا رسول اللہ ﷺ لم ارٰھا فاطمہ (ما فی حیض ولانفاس فقال محمد

Marfat.com

ﷺ اما علمت النبی طاھرۃ مطھرۃ۔

کون خاتون جنت:۔ جس کے پردے کا احترام کرتے ہوئے ملک الموت ان کی روح مبارک قبض کرنے پر راضی نہ ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے خود اپنے دست قدرت سے ان کی روح قبض فرمائی۔

اس بتول جگر پارہ مصطفیٰ ۔ حجلہ ارائے عصمت پہ لاکھوں سلام
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے ۔ اس روائے نزاکت پہ لاکھوں سلام
آب تطہیر ہیں جن کے پودے جمے ۔ اس ریاض نجابت پہ لاکھوں سلام
سیدہ، زاہدہ، طیبہ، طاہرہ ۔ جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

کون خاتون جنت:۔ جو زہرا بھی ہے اور زاہرہ بھی، طیبہ بھی ہے اور طاہرہ بھی، نیرہ بھی ہے اور منورہ بھی، منیرہ بھی ہے اور مطہرہ بھی، عتیقہ بھی ہے اور صدیقہ بھی، عفیفہ بھی ہے اور عنیفہ بھی۔ عالمہ بھی ہے اور فاضلہ بھی، عابدہ بھی ہے اور زاہدہ بھی، عقیلہ بھی ہے اور عاقلہ بھی، امینہ بھی ہے اور آمنہ بھی، صابرہ بھی ہے اور شاکرہ بھی، ناصرہ بھی ہے اور منصورہ بھی۔

ہاں ہاں وہی خاتون جنت جو معصومہ بھی ہیں اور مخدومہ بھی، صائمہ بھی ہیں اور عاصمہ بھی الحسنہ بھی ہیں اور مکرمہ بھی، عاملہ بھی ہیں اور معلمہ بھی، راضیہ بھی ہیں اور مرضیہ بھی، قریشیہ بھی ہیں اور ہاشمیہ بھی، وسیلہ بھی ہیں اور کفیلہ بھی۔

کون خاتون جنت:۔ جس کی تعریف کا حق نہ کوئی ادا کر سکا ہے اور نہ ہی قیامت تک کوئی کر سکتا ہے۔

رنگ بہار باغ رسالت ہیں فاطمہ ۔ سر چشمہ فیاض ولایت ہیں فاطمہ
امید گاہ حشر و قیامت ہیں فاطمہ ۔ دنیا میں وجہ آیت و رحمت ہیں فاطمہ
روح روان پنجتن و جان فاطمہ ۔ آل عبا کی دوسری آیت ہیں فاطمہ
معصومیت پہ جسکی حور و ملک کو ناز ۔ نقد و متاع عزت نبوت ہیں فاطمہ

شیخ محدث دہلوی اس حدیث پاک کی شرح میں لکھتے ہیں بداں کہ چوں ایں

Marfat.com

حدیث ولایت برفضل فاطمہ پر تمام نساء مومنات۔ حتیٰ از مریم و آسیہ و عائشہ صدیقہ عنھن کہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ تمام مسلمان عورتوں پر حضرت فاطمہ کی فضیلت ثابت کرتی ہے یہاں تک کہ حضرت مریم و آسیہ، حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ صدیقہ پر بھی اوواسی چیز کواپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ اس پیکر شرم وحیاء مجسمہ عفت وعصمت تطہیر طہارت ونفاست اور آئینہ صدق محمدی کا عزت وآبرو اور تعظیم وتکریم کی اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے اے سیدہ دو جہاں تیرے پردے کے نثار، اے خاتون جنت تیری شرم وحیاء پر قربان اور اے شہزادی، کونین تیری عصمت اور عفت پر فدا، تیرا پاک نام وسیلہ، نجات، تیرا ذکر جمیل باعث حسنات اور تیری چادر تطہیر سایہ رحمت،

سید المرسلین علیہ وسلم کی وفات کا وقت جب قریب آیا یعنی لقائے خداوندی کا وقت قریب پہنچا تو بنت رسول سیدہ دو جہاں حضور علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی نور دیدہ مصطفی علیہ وسلم نے پوچھا کہ کون ہے جواب آیا کہ اعرابی ہوں ۔جگر گوشہ رسول نے پوچھا کیوں آئے۔ عرض کی گئی خلاصہ کائنات کی عیادت کرنے آیا ہوں خاتون جنت نے فرمایا۔ کل آنا۔ آنے والا لوٹ گیا دوسرے دن کا شانہ نبوت پر پھر دستک ہوئی حضرت زہرا نے پوچھا کون ہے فرمایا اعرابی ہوں حضرت بتول نے پوچھا کیوں آئے ہو فرمایا۔ آقا کی مزاج پرسی کرنے آیا ہوں خاتون جنت نے فرمایا حضورؐ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ دروازے پر دستک دینے والا اور حضرت فاطمہ کے ساتھ گفت وشنید کرنے والا عزرائیل تھا جس نے ابتدائے افزائش سے لے کے آج تک اندر آنے کی اجازت نہیں مانگی اور نہ ہی قیامت تک وہ ایسا کرے گا لیکن یہاں وہ جانتا تھا کہ دروازہ رسالت پر بیٹھی ہوئی پیکر عصمت وعفت اور تصویر شرم وحیاء حضرت فاطمہ ہے اگر میں اجازت کے بغیر اندر چلا گیا اور میری نظریں ان کے معصوم چہرے پر پڑ گئیں۔ تو ہوسکتا ہے کہ دفتر ملائکہ سے میرا نام خارج ہوجائے۔

تیسرے دن پھر آستانہ نبوت کا دروازہ کھٹکھٹایا تو نبی کی لخت جگر نے پوچھا کہ کون

Marfat.com

ہے جواب ملا۔ وہی کل والا اعرابی ہوں بہت دور سے آیا ہوں اتنے میں جبریل تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ ملک الموت تین دن سے متواتر آ رہا ہے دروازے پر حضرت فاطمہ تشریف فرما ہیں اس لئے ان کی وجہ سے واپس چلا جاتا ہے یا رسول اللہ وہ اجازت طلب کرتا ہے۔ اس کو اندر آنے کی اجازت دے دیجئے حضور نے چشم رحمت کھولیں بیٹی کو فرمایا اور سینے سے لگایا کملی والے کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے فرمایا بیٹی وہ اعرابی نہیں ہے وہ فرشتہ ہے جس کو ملک الموت کہتے ہیں جو تمہارے باپ کی روح قبض کرنے آتا ہے اسے میرے آستانے اور تمہارے پردے کا خیال ہے جو تین دن سے اندر آنے کی اجازت طلب کر رہا ہے ورنہ اس نے آج تک کسی سے اجازت طلب نہیں کی فرمایا بیٹی صبر کرو اور پردہ کر کے دروزہ کھولدو۔

پس یہ سن کر سیدہ دو جہاں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ہوتے بھی کیوں نہیں آج یہ جنت کی شہزادی اور جنت کی عورتوں کی سردار اپنے باپ کی شفقت سے محروم ہو رہی ہے امام الانبیاء کے وصال کے بعد جب تک سیدہ عالم زندہ رہیں کسی نے بھی انہیں ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ بلکہ تمام دن اور رات آنکھوں سے آنسو جاری رہے اسی لئے رحیم و کریم باپ کی جدائی مشفق اور شفیق والد کی شفقت سے محرومی اور یتیمی کا احساس۔ کبھی حضرت علی کے قدموں میں گر کر روتیں اور کبھی شہزادوں کو گود میں لے کر آہیں بھرتیں اور جب یہ نور مصطفیٰ روتیں تو عرش کے فرشتے بھی ساتھ دیتے جنت کے غلمان بھی روتے فردوس بریں کی حوریں بھی روتیں آسمان اور جنت کے رضون روتے غرضیکہ کائنات کا ذرہ ذرہ روتا تھا

یہ ہنستی تھی تو فطرت بے خودی میں مسکراتی تھی
یہ روتی تھیں تو ساری کائنات آنسو بہاتی تھیں

علامہ اقبال فرماتے ہیں

سیرت فرزند ہا از امھات ۔ جوہر صدق ۔ صفا از امھات
مزرع تعلیم را حاصل بتول ۔ مادراں اسوۂ کامل بتول

Marfat.com

ہوشیار از دست بردروزگار ۔ گیر فرزندان خودرا درکنار
فطرت تو جذبہ ہا دارد بلند ۔ چشم ہوش از اسوہ زہرا مبند
تا حسینے شاخ تو بار آورد ۔ موسم پیشن بہ گلزار آورد
اگر پندے ز درویشے پذیری ۔ ہزار امت بمیرد تو نہ میری
بتولے باش پنہاں شو ازیں عصر ۔ کہ در آغوش شبیرے بگیری
(اقبال)

سیدہ خاتون کی شادی

ہجرت کے بعد اگر چہ کفار کی ایذا رسانی سے کافی نجات مل چکی تھی اور مکمل طور پر سکون تھا تاہم اسلام کا یہ ایک اہم اور نازک دور تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرائض و واجبات کے نئے احکام نازل ہو رہے تھے جن کا نفاذ بے حد ضروری تھا۔

مدینہ منورہ میں آئے ہوئے تقریباً دو سال کا عرصہ گزر چکا تھا اور امام الانبیا ﷺ جناب فاطمہؓ کے نکاح مبارک کے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکام کے منتظر تھے کیونکہ سیدہ کے رشتے کا کئی لوگ سوال کر چکے تھے آپ کی خواہش تھی کہ اس رشتہ کی پسندیدگی اور ناپسندی کا معاملہ خداوند عالم کے سپرد کیا جائے اس لئے جو بھی اس رشتے کی آرزو کرتا آپ صاف جواب دے دیتے ایک دن جناب شیر خدا علی وجہہ الکریم مدینہ کے نخلستان میں اونٹ چرا رہے تھے ۔ کہ جناب ابوبکر صدیق اور عمر بن خطابؓ آپ کے پاس تشریف لائے اور جناب علی مرتضیٰ کو مخاطب کر کے فرمایا علی آپ سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں بنت رسول کے رشتہ کی استدعا کیوں نہیں کرتے جبکہ کئی لوگ سوال کر چکے ہیں جناب علی المرتضیٰ نے سنا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے رو کر فرمایا اس عظیم سعادت حاصل کرنے کی آرزو تو ہے مگر حیاء مانع ہے۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ علی کے گھر والوں نے ہی مشورہ دیا تھا کہ جناب رسول

Marfat.com

کریم سے رشتے کا سوال کریں (طبقات ابن سعد ۸ ص ۴۹)

تاریخ وسیر کی مختلف کتب میں یہ بھی آیا ہے کہ جناب ابوبکر صدیق اور عمر فاروقؓ نے بھی رسول اللہ سے حضرت سیدہ کا رشتہ اپنی ذات کے لئے طلب کیا تھا مگر حضورؐ نے انکار کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ میری بیٹی فاطمہ کا رشتہ اللہ کے حکم پر موقوف ہے جیسا اللہ کا حکم ہوگا وہی ہو سکے گا تو پھر انہوں نے حضرت علی کو قسمت آزمائی کا موقعہ دیا۔

حضرت علی دربار نبی میں

حضرت علی مرتضیٰ احباب کے مشورہ پر کافی دیر سوچتے رہے اور پھر سرور انبیا ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے پہلے نہایت ادب سے سلام کیا پھر نہایت ادب سے خمیدہ گردن حضور کے سامنے بیٹھ گئے آپ نے پوچھا علی کیسے آئے ہو اور کیا چاہتے ہو۔ عرض کی۔ آقا جو چاہتا ہوں وہ بیان نہیں کر سکتا اتنی بات کہنی تھی شدت حجاب وشرم وحیاء کی فراوانی سے مولا مشکل کشا کے اعضاء تن گئے اور چہرے کا رنگ بھی اڑ گیا آپ نے فرمایا علی مت گھبراؤ اور دل کی بات بغیر جھجک زبان پر لے آؤ۔ مولا علی کو آپ کی مشفقانہ گفتگو سے یہ امید بندھ گئی تو عرض کی آقا اور میرے مولا علی پر آپ کے پہلے ہی اس قدر زیادہ احسان ہیں کہ میں ان کے بوجھ تلے پڑا ہوا ہوں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ میری پرورش بھی آپ کے ٹکڑوں پر ہوئی ہے اور میری زندگی کی ہر سانس آپ ہی کی عطا کی مرہون منت ہے پھر حیدر کرار نے شرماتے ہوئے سیدہ کے رشتہ کے لئے عرض کر دی امام الانبیاء نے زیر لب مسکراتے ہوئے فرمایا ہم اگر تمہارا سوال قبول کرلیں تو بتاؤ تمہارے پاس فاطمہ کے نکاح کے لئے کون کون سی چیز ہے؟

جناب علی المرتضیٰ نے حضورؐ کی شفقت دیکھ کر شدت جذبات سے آنکھوں میں آنسو آ گئے بارگاہ رسالت میں عرض کی آپ علی سے زیادہ سامان کو علی سے زیادہ جانتے ہیں سوال غیب دان ہے ظاہر ہے کہ علی کے پاس ایک گھوڑا ایک زرہ اور ایک تلوار ہے اور کوئی چیز نہیں امام الانبیاء نے فرمایا ٹھیک ہے تم یہیں بیٹھو ہم اپنی بیٹی سے پوچھ کر بتاتے ہیں۔

Marfat.com

رضائے فاطمہ

حضرت علی کو وہیں بٹھا کر امام الانبیاء ﷺ جناب سیدہ کے پاس تشریف لے گئے اور جا کر فرمایا بیٹی علی نے تمہارے نکاح کے لئے پیغام بھیجا ہے اللہ تعالیٰ کی بھی یہی رضا ہے اور اللہ کا رسول بھی اس رشتے کو پسند کرتا ہے اب تم اپنی مرضی بھی بتا دو کہ علی کو یہ خوشخبری دے دی جائے جناب سیدہ نے جب یہ سنا تو حیاء سے گردن جھکا لی اور نہایت خاموشی سے حضورؐ کی خدمت میں کھڑی رہی۔ امام الانبیاء ﷺ بیٹی کی خاموشی کو اس کی رضامندی سے محمول کرتے ہوئے واپس تشریف آئے اور حضرت علیؓ سے فرمایا تمہیں مبارک ہو تم اللہ کے رسول کے داماد بن رہے ہو۔

حضرت علیؓ نے جب یہ خوشخبری سنی تو چہرے پر حیا کی سرخی دوڑ گئی آنکھوں میں مسرت کی چمک دل میں خوشیوں اور راحتوں • کا جہاں آباد ہو گیا حضرت علیؓ نے زرہ فروخت کر کے اس کی قیمت چار سو اسی درہم حاصل ہوئی جو حضرت علیؓ نے حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دی۔

سیدہ طاہرہ کا نکاح آسمانوں پر

حضورؐ نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ تمام صحابہ کو بلا لائیں تمام صحابہ کرام جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا فرشتہ آیا جس کا نام وسلائیل ہے اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کہ میں عرش کو اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک ہوں میں نے اپنے پروردگار سے آپ کو بشارت دینے کی اجازت حاصل کی ہے پھر یہ اطلاع دی کہ خداوند عالم نے میری بیٹی کا نکاح میرے بھائی علی کے ساتھ آسمانوں پر کر دیا ہے اور میں پہلی بار زمین پر بشارت لے کر حاضر ہوا ہوں اور ابھی وہ فرشتہ ہمارے پاس موجود ہی تھا۔ کہ حضرت جبریل تشریف لائے انہوں نے ہمیں اللہ رب العزت کا سلام پہنچایا اور پھر یہ خوشخبری دی کہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے علی اور فاطمہ کا نکاح چالیس ہزار فرشتوں کی موجودگی میں کر دیا ہے خطبہ نکاح حضرت آدمؑ نے پڑھا تھا اور پھر جنت کے ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا جس پر نور کے ساتھ دو سطروں میں نکاح نامہ لکھا ہوا تھا پیش کیا نکاح نامے کی تحریر درج ذیل ہے۔ اتی الملک اسمه وسطائیل وقال یا محمد ﷺ انا الموکل باحدی قوائم العرش سالت ربی ان یاذن لی بشارتک وهذاجبریل قال جبریل اخبرنی ان الله قد زوجک فاطمه و رشید علی تزوجها اربعین الف ملک و آدمیته الیٰ شجرة طوبیٰ ان انشر علیهم الدر ولیاقوت ولمحلی ولمحلل فهم بینها دون به الی یوم القیامته۔

والله غالب علیٰ امره

آسمانوں پر نکاح ایک قدرتی امر ہے دنیا میں جتنی بھی شادیاں ہوتی ہیں مشیت ایزدی سے ہوتی ہے ورنہ لڑکی مغرب کی اور لڑکا مشرق کا دونوں کا ملنا اگر امر ربی نہیں ہے تو اور کیا ہے یہ عام محاورہ ہے کہ نکاح آسمانوں پر ہوتا ہے ایک آدمی کسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے مشیت ایزدی شامل ہے تو شادی کامیاب ہوتی ہے اور اگر مشیت ایزدی نہیں تو عین وقت پر ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ شادی دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ اور دولہا صاحب خالی بارات لے کر واپس چلے جاتے ہیں اور لڑکی کا نکاح اور کسی کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

سیدہ کا نکاح زمین پر

ادھر آسمانوں پر سیدہ کے نکاح مبارک کی خوشیاں منائی جارہی ہیں جنت الفردوس کو دلہنوں کی طرح سجادیا گیا ہے ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے ہیں اور حوریں بھی صد مبارک کی صدا لگا رہی ہیں رضوان، غلمان، الگ خوشیاں منا رہے ہیں کیوں نہ منائیں کس کی شادی ہے دلہا اور دلہن بھی معمولی نہیں۔

Marfat.com

دلہن امام الانبیا علیہ شہنشاہ کون ومکاں کی دختر۔شادی کس سے ہو رہی ہے جو حیدر کرار ہے شہنشاہ کون ومکاں کا بھائی۔لافتیٰ الا علیٰ لاسیف الا ذوالفقار جسکی شان ہے ایسی شادی پر خوشیاں کیوں نہ منائی جائیں۔

دونوں جہاں خوشیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔کس قدر عظیم ہے بنت رسول کی شان جن کی شادی کا اہتمام وانصرام خداوند والجلال کر رہے ہیں جہیز بھی خود عطا کرتے ہیں۔ کیوں نہ ہو محمد کی بیٹی نے بھی اپنا سب کچھ راہ خدا میں خرچ کرنا ہے اب جہیز کا منظر ملاحظہ فرمائیں۔دونوں جہان کے بادشاہ کی بیٹی کا جہیز دیکھیں اور اس کا حق مہر ملاحظہ فرمائیں پھر کبھی وقت ملے تو اپنا محاسبہ بھی کریں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین امام الانبیاء کے گرداگرد نہایت ادب واحترام سے بیٹھے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے جیسے چودھویں کا چاند بصد حسن ورعنائی ستاروں کی جھرمٹ میں جلوہ فگن ہو نہایت نہایت ہی سادگی کے ساتھ تقریب نکاح منعقد ہے امام الانبیاء بیٹی سے نکاح کی اجازت حاصل کر چکے ہیں کہ تمہارا نکاح چار صد مثقال سکہ چاندی حق مہر کے عوض علی بن ابی طالب سے کیا جا رہا ہے۔بعد ازاں آپ نے مسکراتے ہوئے حضرت علی کو فرمایا۔کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ چار سو مثقال حق مہر کے عوض تمہارے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر دیں کیا تمہیں منظور ہے حضرت علی نے مودبانہ عرض کیا مجھے منظور ہے یا رسول اللہ! ثم دخل علی کرم اللہ وجھہ الکریم۔فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیھم وسلم وجھہ وقال ان اللہ عزوجل امر بی ان زوجک فاطمہ علی ان مائتہ مثقال فضتہ ارضیت بذالک قال علی رضیت ذالک قال علی رضیت ذالک یا رسول اللہ۔

خطبہ نکاح

الحمد لله المحمود وبنعمته المعبود و بقدره المرهوب من عذابه سطوته النافذ امره فی سماوه دافيتنه بحكمته الذی خلق الخلائق بقداته ويلزم

Marfat.com

احکامہ و اعزھم بدینہ محمد و ملتہ ان اللہ تبارک وتعالیٰ واسمہ تعالت عظمتہ جعل الصاھرہ سببا الا حقاً وامراً مقرضا وقبح بہ الا حکام انوم بہ الاعترام فقال المزمن قائل وھو الذی خلق الماء ونسیاً وسھراً وکان ربک قدیراً فامر اللہ بقضاء ۃ بجری بقدرہ وبکل قضاء وقدر ولکل اجل کتاب.

ترجمہ:۔ہم شکر کرتے ہیں اس خداوند کریم کا جو اپنی نعمتوں کی وجہ سے ہر تعریف و تحسین کا سزاوار ہے اور اپنی قدرتوں کے باعث لائق پرستش ہے اس کی سلطنت وسطوت ہر جگہ قائم ہے۔آسمانوں اور زمینوں پر اسی کا حکم ہے اسی نے تمام مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا فرمایا ہے اور پھر اپنے احکام کے لئے ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ فرما دیا اور اپنے دین کے ذریعے انہیں سرفراز کیا اور اپنے نبی محمد کے ذریعے ان کو نصیحتیں عطا فرمائیں بلاشک وریب اس کے نکاح کو ایک ضروری جہیز قرار دیا اور اس نے خود فرمایا اور وہ جس نے خود پیدا کیا انسان کو پانی سے اور قائم کیا ان کے لئے رشتہ سسرال کا تیرا پروردگار قدرت والا ہے خدا تعالیٰ نے ہر کام قضا کے تحت کر دیا اور اس کی قضا وقدرت کی پابند ہے ہر قضا وقدر اور ہر قدر کے لئے وقت مقرر ہے۔ ہر وقت مقرر کے لئے کتاب یعنی لوح محفوظ ہے آپ نے خطبہ ختم فرمایا تو تمام صحابہ کرام فرداً امام الانبیاء ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مبارکباد اور ہدیہ تبریک پیش کیا جو سب میں چھوہارے تقسیم کئے گئے اور یہ دنیا کی عظیم ترین تقریب انتہائی اختصار اور سادگی کے ساتھ چند لمحوں میں اختتام پذیر ہوگئی۔

دعوت ولیمہ

خوشبو اور چھوہارے خریدنے کے بعد حیدر کرار کی زرہ سے جو تھوڑی بہت رقم بچی تھی اس سے سادہ قسم کی دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا صحابہ کرام کو بلا کر ان کے لئے دسترخوان بچھایا اور ماحضر ان کے سامنے رکھ دیا کھانا کھانے کے بعد صحابہ کرام چلے گئے تو آپ نے امہات المومنین کو کھانے پر بلایا اور مٹی کا ایک پیالہ منگوا کر اس میں قدر کھانا رکھ کر آپ نے اپنی ازواج

Marfat.com

مطہرات کے سپرد کر دیا اور فرمایا یہ کھانا علی اور میری بیٹی کا حصہ ہے۔

باقی ماندہ کھانا تقسیم ہو چکا تو آپ نے حضرت علی اور سیدہ فاطمہ کو اپنے پاس بلایا آپ نے بیٹی کی پیشانی چوم کر بیٹی کے سر کو سینے سے لگا کر شفقت بھرے اور محبت پدری میں ڈوبے ہوئے الفاظ سے اطمینان دلایا اور پھر پانی کے ایک پیالہ میں دم کر کے جناب علی اور جناب سیدہ فاطمہ زہرا کو دے دیا۔ اور جناب فاطمہ اور حضرت علی کے سینوں پر تھوڑے سے پانی کے چھینٹے مارے باقی پانی دونوں کو پلا کر کھانے کا وہ پیالہ جوان کے لئے رکھا ہوتھا منگوایا پہلے وہ پیالہ حضرت علی کو پیش کیا اور باقی بچا ہوا کھانا جناب سیدہ زہرا کو دے دیا جناب علی اجازت لے کر باہر چلے گئے تو جناب سیدہ نے چند لقمے کھانا تناول فرمایا امام الانبیا علیہ السلام بیٹی کے پاس بیٹھے رہے اور شفقت بھری گفتگو فرماتے رہے اور آپ آج بے حد خوش تھے اور اسی خوشی کی زیادہ وجہ یہ تھی کہ آپ جناب خدیجہؓ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کر رہے تھے آپ اپنی بیٹیؓ کے نکاح کے فرائض پورے اہتمام کے ساتھ خود ادا فرماتے رہے اور کسی کام کو بھی کسی دوسرے پر نہیں چھوڑتے تھے۔ اور پھر آپ بیٹی کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیر کر مسجد نبوی میں تشریف لے گئے ۔تمام امہات المومنین کو بھی اس شادی مبارک کی بے حد خوشی تھی رات کے وقت مدینہ منورہ کی بچیاں جناب سیدہ کے پاس جمع ہو کر دف بجا کر خوشیاں مناتی رہیں۔

شادی کے وقت عمریں

مستند و معتبر قول یہی ہے کہ شادی کے وقت جناب سیدہ النساء العالمین کی عمر مبارک پندرہ سال اور کچھ ماہ تھی اور جناب علی المرتضیٰ کی عمر اکیس سال اور کچھ ماہ تھی۔

وتزوجت فاطمه بعلي بن ابي طالب في السنته الثانية بامر الله سبحانه و تعالىٰ ۔یعنی سیدہ فاطمہ کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ۲ھ میں خدا تعالیٰ کے حکم سے ہوا اس وقت جناب فاطمہ کی عمر پندرہ سال اور پندرہ یوم تھی اور جناب علی المرتضیٰؓ کی عمر مبارک اکیس سال اور پانچ ماہ تھی (انوار المحمدیہ۔ مواجب الانیہ ص ۱۷۶)

Marfat.com

شہزادی کونین کی رخصتی

نکاح کے تھوڑے عرصے بعد حضور اکرمؐ کی دایہ حضرت ام ایمنؓ جناب حیدر کرار کے ارشاد پر سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایک کام کے لئے حاضر ہوئی ہوں آپ نے فرمایا فرمایئے کیا کام ہے جناب ام ایمن نے بعد آداب عرض کیا کہ میں علی کا پیغام لے کر حاضر ہوئی ہوں وہ آپ سے بوجہ حجاب براہ راست عرض کرنے کی ہمت نہیں پاتے لہٰذا انہوں نے یہ کام میرے ذمے لگایا ہے کہ آپ کی خدمت میں جناب سیدہ کی رخصتی کے متعلق عرض کروں اور میں اپنی طرف سے بھی التجا کرتی ہوں کہ آپ علی کی درخواست قبول کریں۔

امام الانبیا ﷺ نے نہایت شفقت بھرے انداز میں فرمایا کہ آپ کا حکم سر آنکھوں پر آپ آج ہی علی کے ہمراہ تشریف لے کر آئیں جناب ام ایمن خوشی خوشی واپس چلی گئیں تو آپ نے امہات المومنین کو ارشاد فرمایا کہ آج فاطمہ کو علی کے گھر بھیج دیا جائے گا اس لئے رخصتی کے انتظامات کرو ادھر جناب سیدہ زہرا کے شوہر کے گھر پر رخصتی کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور ادھر جناب سیدہ کی آنکھوں میں اشکوں کا سیلاب پوری قوت اور روانی سے بہہ رہے تھے۔

سینے میں یادوں کے طوفان اٹھے ہوئے تھے دل ایسے تھا جیسے ڈوبتا جا رہا تھا ماں کی شفقت بھری یاد آتی تو سینے پر چھریاں چل جاتیں درد والم کا ایک طوفان اٹھا ہوا تھا اگرچہ دیگر امہات المومنین ہر کام میں پوری دلچسپی لے رہی تھیں مگر ماں، ماں ہی ہوتی ہے ماں کی کمی کوئی دوسرا پوری نہیں کر سکتا ہے بیٹی کی ڈولی اٹھواتے وقت ماں کی موجودگی کس قدر ضروری ہوتی ہے اسے یا تو ماں ہی جان سکتی ہے یا سسرال جانے والی بیٹی جان سکتی ہے۔ بیٹی کی رخصتی کے وقت ماں کے دل میں کیا کیا ارمان ہوتے ہیں یہ ماں کو ہی معلوم ہوتا ہے اب سید الانبیا ﷺ کی بیٹی جناب سیدہ فاطمہؑ سسرال جانے لگتی ہے۔ تسلیاں دینے اور امور خانہ داری نبھانے

Marfat.com

والی ماں کا سایہ سر سے اٹھ چکا ہے لڑکیوں کی زندگی کا عظیم ترین مرحلہ ان کا پہلی بار سسرال جانا ہوتا ہے اس مرحلے میں کچھ انجانی خوشیاں ہوتی ہیں اور انجانے خوف بھی مگر امام الانبیاء کی بیٹی کی خوشیاں ماں کی یادوں میں ڈوب چکی تھیں پھر غم کے ان طوفانون کو سینے میں دباتے ہوئے شہزادی رسول باپ کے گھر سے الوداع ہو جاتی ہے رسول معظم ﷺ بیٹی کو الوداع کہ رہے ہیں اور آپ کی آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب جاری تھا آپ نے بھرائی ہوئی آواز کے ساتھ فرمایا بیٹی فاطمہ۔ الوداع اللہ تمہیں خوش رکھے۔

بنت رسول کا جہیز

امام الانبیا ﷺ نے اپنی بیٹی کو جو جہیز عطا فرمایا اسکی تفصیل کتب تاریخ اور سیر میں اس طرح ہے۔

(1) چادر ایک (2) چکی ایک (3) بسترہ سادہ ایک (4) مٹی کے گھڑے دو (5) کھجور کے پتوں کی چٹائی ایک (6) گلاس چار عدد (7) تانبے کا لوٹا ایک (8) کپڑوں کا جوڑا ایک (9) اعلیٰ کپڑے کی قمیض (10) چاندی کے بازو بند ایک جوڑی (11) موٹے کپڑے کا جوڑا ایک

مندرجہ بالا سامان کے علاوہ چمڑے کے ٹکڑوں پر لکھی ہوئی قرآن پاک کی چند سورتیں جو تاجدار دو عالم ﷺ اور شہنشاہ کون و مکاں کی بیٹی کو جہیز میں دی گئیں اور جن چیزوں کی تفصیل ہم نے پیش کی ہے یہ زیادہ سے زیادہ ہے اب آپ خود اندازہ فرمائیں کہ اگر سارے کا سارا سامان بھی اس مقدس اور عظیم خاتون کا جہیز ہو جو تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے تو ہماری بیٹیوں کے جہیز کی تفصیل کیا ہونی چاہیئے ہم یہ نہیں کہتے۔

بیٹی کا حصہ باپ کے گھر میں ہے بالیقین۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قائم رہے اعتدال

سلیمانؑ کی بیٹی کی شادی اور اس کا جہیز

ایک دن سرکار دو عالم ﷺ صحابہ کے جھرمٹ میں تشریف فرما ہیں ستاروں کے

Marfat.com

جھرمٹ میں اپنی چاندنی بکھیر رہے ہیں سرکار دو عالم ﷺ نے اچانک حضرت سلیمانؑ کی بیٹی کی شادی کا ذکر چھیڑ دیا کہ انہوں نے اپنی بیٹی کے جہیز میں بے شمار سامان دیا اور اپنے داماد کے لئے اس قدر بیش قیمت تاج بنوایا اس میں سات قیمتی موتی جڑے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے بیٹی کی شادی میں جو نعلین دی اس میں بھی سات بیش قیمت لعل لگائے گئے تھے۔

امام الانبیا علیہ ﷺ سے یہ قصہ سن کر حیدر کرار گھر تشریف لائے اور سارا واقعہ من وعن جناب سیدہ زہرا کے گوش گزار دیا۔

سیدہ خاتون جنت نے جب یہ قصہ سنا تو دل میں خیال آیا کہ ممکن ہے علی المرتضیٰ نے اس وجہ سے یہ بات دہرائی ہو کہ حضرت سلیمان نے اپنی بیٹی کو اس قدر قیمتی جہیز دیا اور داماد کو جواہر نگار تاج دیا تھا اور تمہارے باپ نے جہیز میں اس قدر مختصر سامان دیا ہے۔

رات کو حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے خواب دیکھا کہ جنت الفردوس میں بنت رسول سیدہ فاطمہؓ ایک جوہر نگار تخت پر بصد عزت و تمکنت تشریف فرما ہیں جنت کی حوریں بصد عزت واحترام صف بستہ آپ کے سامنے کھڑی ہیں ان میں ایک لڑکی جس کا حسن و جمال اور شان و شوکت حوروں کے حسن و جمال پر غالب ہے۔ ہاتھوں میں دو طشت موتیوں اور جواہرات سے بھرے ہوئے تھے کھڑی ہیں اور ان کی نگاہیں جناب سیدہ فاطمہ کی جانب اس شوق سے بار بار اٹھ رہی ہیں کہ آپ اس کی طرف ایک بار نگاہ التفات سے دیکھ ہی لیں۔

جناب حیدر کرار نے جناب سیدہ سے پوچھا یہ لڑکی کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ حضرت سلیمانؑ کی صاحبزادی ہے خدا نے اسے میری خدمت کرنے پر مامور فرمایا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ صبح بیدار ہو کر جب اپنا خواب جناب سیدہ کو سنایا تو آپ نے سجدہ شکر فرمایا۔ عبارت ملاحظہ کیجئے۔ روایتے ہست کہ روزے رسول می فرمود کہ سلیمانؑ کے از برائے دختر جہیز بسیار ترتیب کرد ابود از برائے داماد تاج ساختہ ہفت صد گوہر ثمین در وے نشاندہ۔ امیر المومنین ایں سخن شنیدہ بود نزد فاطمہ رضی اللہ عنہا وسخن را نقل کرد فاطمۃ الزہرا فی

Marfat.com

اللہ عنہا در خاطر آمد کہ شائد علی را خاطر گزشتہ باشد کہ ایک پیغمبر سلیمانؑ بود و یک پیغمبر رسالت

مآبؐ دختر آں پیغمبر ایں چنیں و دختر ایں پیغمبر ایں چنیں

وآں داؤ داماد را تاج وایں فقر و فقہ داحتیاج

شبے قانون جنت را نجواب دید کہ صدر بہشت بر تحت ناز با کمال اعزاز نشتہ حوران

جنت در حوالی وصف کشیدہ و دختر می دید۔ در غایت حسن و جمال باز یور وحلی بسیار دو طبق نثار

دردست گرفتہ از گوہر و دیگر یاقوت در نظر فاطمہؓ ایستادہ منظر فاطمہ دے دے نظر می کرد علی پر سید

کہ ایں دختر کیست۔ فاطمہ گفت ابن دختر سلیمانؑ ایست کہ حق اللہ در خدمت من تعین فرمود۔

آں روز کہ اندیشہ او بخاطر من در آمدہ خود (مقدمہ معارج النبوۃ ص ۱۲۰)

سیدہ زہرا کی ایک شادی میں شرکت

قریش مکہ کی چند عورتیں قیمتی لباس پہنے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی اے ابوالقاسم۔ اگرچہ ہمارا مذہب آپ سے جدا ہے لیکن رشتہ داری کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ کو ہمارے گھر ایک شادی کی تقریب میں بھیج دیجئے۔

قریش کی یہ عورتیں اپنی دولت و امارت اور عیش و عشرت کے مقابلے میں حضرت خاتون جنت کے دنیاوی فقر و فاقہ اور ظاہری غربت و افلاس کا مذاق اڑانا چاہتی تھیں لیکن شائد وہ اس حقیقت سے نا آشنا تھیں اور نہیں جانتی تھیں کہ کس دولت منداس کے سیم وزر کے خزانے اور کسی شہنشاہ کا تخت و تاج اور یہ دارا و سکندر کی شان و شوکت اسی گھرانے کا ہے اور الفقر فخری کو اپنی زندگی کا معیار بنانے والے اگر مکہ کی پہاڑیوں کو اشارہ کریں تو پہاڑوں کا ایک ایک پتھر لعل و جواہر میں تبدیل ہو جائے۔

پہلے تو امام الانبیاء خاموش رہے اور فرمایا۔ اچھا تم چلو میری بیٹی فاطمہ ابھی آتی ہے

Marfat.com

وہ عورتیں واپس چلی گئیں۔تو نبی کریم ﷺ اٹھے اور حضرت زہرا کے پاس تشریف لائے۔اور فرمایا میری شان رحمت اور شفقت اور مقام کرم کا یہی تقاضا ہے کہ میرے دروازے پر آیا ہوا سوالی خالی نہ جائے اسی بنا پر میں نے قریش کی امیر زادیوں سے ان کی کسی شادی پر بھیجنے کا وعدہ کرلیا ہے بیٹی تمہارا کیا ارادہ ہے؟ مادر حسنین نے عرض کی۔ابا جان آپ کا حکم سر آنکھوں پر مگر میں حیران ہوں کہ قریش کے سرداروں کی عورتیں ہوں گی جو ریشمی لباس میں ملبوس اور سونے چاندی کے زیورات سے آراستہ ہوں گی اور اس شادی کی مجلس میں آئیں گی مگر اپنی حالت یہ۔

زربفت کے پردے میں کنیزوں کے مکاں میں
یہ کہنہ روا بنت پیغمبر کے لئے ہے

اور جب وہ میرے پہنے ہوئے لباس اور پرانی چادر کو دیکھیں گی تو نہ صرف میرا بلکہ اسلام کا بھی مذاق اڑائیں گی کملی والے آقا نے فرمایا اے جان پدر۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بے شک وہ قریش کے بڑے بڑے سرداروں کی عورتیں ہیں مگر تم بھی تو سید المرسلین شہنشاہ دو عالم کی بیٹی ہو وہ مکہ کے سرداروں کی عورتیں ہیں مگر تم جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہو ان کے پاس دنیا کا ساز و سامان ہے اور تمہارے پاس دولت ایمان ہے اور کل حشر کے میدان میں جب یہ برہنہ ہوں گی تو اس وقت تمہاری ہی چادر نظر رحمت و بخشش کا سایہ گنہگاروں کے سروں پر ہوگا اور سایہ بن کر یہی چادر چھا جائے گی۔

امام الانبیا ﷺ ابھی باتیں کر رہے تھے کہ حضرت جبریل حاضر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام پیش کرنے کے بعد عرض کی یا رسول اللہ ﷺ خدا فرماتا ہے کہ سیدہ طاہرہ کو کہہ دو کہ وہ قریش کے سرداروں کی امیر زادیوں کے گھر جاتے ہوئے اپنے پھٹے ہوئے لباس اور پرانی چادر پر ناراض نہ ہوں بلکہ وہ اسی لباس میں ہی جائیں اور پھر ہماری شان قدرت دیکھیں سیدہ دو عالم کا خیال ہے کہ وہ میرے پرانے اور پھٹے ہوئے لباس کو دیکھ کر مذاق

Marfat.com

اڑائیں گے۔ اور ہماری مرضی یہ ہے کہ یہی عورتیں حیاء اور حسن و جمال پر پروانہ وار نثار ہو کر عقیدہ کفر سے نجات پائیں گی۔

محبوب خدا ﷺ نے اپنی لخت جگر کو بارگاہ الٰہی کا یہ مژدہ سنایا تو شہزادی اٹھی اور گلیم فقر جسم اطہر پر لپیٹی چادر سر پر رکھی اور لباس شرم وحجاب زیب تن کیا اور تنہا ہی سوئے خانہ شادی روانہ ہو گئیں اور ادھر تمام زنانہ قریش منتظر تھیں کہ آج ہمارے دولت کدہ جاہ وحشمت میں انگلی کے ایک اشارہ سے چاند کو دو ٹکڑے کر دینے والے کی بیٹی اور اپنے اعجاز نبوت سے مکہ کے پہاڑوں کو سونا بنا دینے والے کہ کس سج دھج فاخرہ لباس اور کون سی قیمتی لباس میں یہاں آئے گی راہ دیکھ رہی تھیں کہ اچانک ان کے کانوں میں آواز آئی کہ تعظیم وتکریم کے لئے کھڑی ہو جاؤ اس لئے کہ رسول پاک کی بیٹی حضرت فاطمہ تشریف لا رہی ہیں غرضیکہ تمام عورتیں باادب کھڑی ہو گئیں پھر انہوں نے دیکھا کہ سیدہ زہرا اپنے حسن وجمال باطنی سے خانہ شادی میں درودیوار کو روشن کرتی ہوئی اس شان وشوکت سے جلوہ افروز ہو رہی ہیں کہ سینکڑوں کنیزیں پاک دامن اردگرد ساتھ آ رہی ہیں کسی نے چادر تطہیر کا دامن عفت اٹھا رکھا ہے اور ہر قدم کے نشان پر بوسے د۔ رہی ہیں۔ اور کوئی پنکھا جھلاتی آ رہی ہے بس پھر کیا تھا حضرت خاتون جنت کے اس جاہ وجلال کو دیکھ کر آنکھیں زنان قریش کی شرم سے جھک گئیں اور ٹھٹک کر رہ گئیں کہ کسی میں تاب نگاہ نہ رہی اور پوچھنے لگیں۔ من این لک ۔ اے فاطمہ ایسا خوبصورت لباس تجھے کہاں سے ملا ہے۔ فقالت عن ابی ۔ سیدہ نے فرمایا باپ سے۔ فقال من این لابیک ۔ تیرے پاس کہاں سے آئے۔ فقالت عن جبریل ۔ سیدہ دوعالم نے فرمایا جبریل لایا ہے پھر بولیں ۔ من جبریل ۔ جبریل کو کہاں سے ملا۔ خاتون جنت نے فرمایا۔ فقالت عن الله من الجنته ۔ اللہ نے جنت سے بھیجا ہے تو وہ تمام کی تمام باتیں سن کر کلمہ شہادت بول اٹھیں اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئیں اے چشم نور مصطفیٰ تیری عزت وحرمت پر قربان ۔ اے شہزادی کونین تیری ظاہری شان پر فدا تیری چادر عفت اور عصمت کو سلام۔

اے مادر حسین تیرے قدموں کی خاک پر صدقے اور قربان

Marfat.com

شہزادی کونین کے آخری لمحات

سرکاردوعالم ﷺ کی لخت جگر گوشہ رسول شہزادی کونین سیدہ فاطمہؓ کے آخری لمحات اور دردانگیز حالات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

سرکاردوعالم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کا جو حال ہوا اس کی دردناک جھلک پیش کر رہے ہیں۔

یہ مسلمہ بات ہے کہ کسی سے جس قدر زیادہ محبت ہوگی اسی قدر شدت سے اس کے بچھڑ جانے کا صدمہ ظاہر ہوتا ہے آپ کی درد میں ڈوبی ہوئی نوحہ خوانی احاطہ تحریر میں نہیں لائی جاسکتی آپ فریاد پر فریاد کر رہی ہیں اے ابا جان آپ کہاں ہیں جبریل جس کو آپ کے وصال حق کی خبر دی۔ سرکاردوعالم ﷺ کے مزار اقدس پر جاتی ہیں جب مزار اقدس کو دیکھا تو آپ تڑپ کر رہ گئیں آپ نے لوگوں کو فرمایا تمہارے دلوں نے یہ کیسے گوارا کر لیا کہ رسول اللہ ﷺ کو زمین میں دفن کردو۔ ولما دفن جاء تفاطمہؓ فقالت کیف طابت انفسکم ان تحثوعنی رسول اللہ اتراب ۔اور پھر انتہائے کرب یا والہانہ محبت کا کرشمہ کہ آپ مزار اقدس کے قریب رو رہی تھیں اور حسرت ناک نگاہوں سے قبر انور کی طرف دیکھ رہی تھیں پھر حضرت علی سے سوال کرتی ہیں کہ واقعی رسول اللہ کو دفن کر دیا گیا ہے انہوں نے کہا۔ ہاں۔ تو آپ نے فرمایا کہ آپ کے دلوں نے یہ کیسے قبول کر لیا کہ رسول اللہ پر مٹی گراؤ کیا میرے والد نبی رحمت نہیں ہیں۔ فرقبت فاطمہ نالت یا ابا حسن دفنتم رسول اللہ ﷺ الیس ذالک نبی الرحمتہ۔ حضرت علی فرماتے ہیں آپ بے شک نبی رحمت ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم کو کس طرح ٹالا جاسکتا ہے اور پھر آپ روتی تڑپتی زمین پر بیٹھ گئیں اور یوں حضور کے ساتھ گفتگو کرنے لگیں۔ اسی طرح عالم بے قراری میں آپ نے قبر اقدس سے خاک اٹھا کر چہرہ اقدس سے لگائی پھر بوسہ دے کر سونگھنے لگیں اور پھر فرمایا۔

جس نے میرے ابا جان کے مزار اقدس کی خاک کو سونگھ لیا تو اس کا کیا کہنا وہ آئندہ

Marfat.com

کبھی بھی کسی قسم کی خوشبو نہیں سونگھے گا اور مجھ پر جو مصیبتیں پڑی ہیں اگر یہ دنوں پر پڑتیں تو وہ راتیں ہو جاتیں پھر یہ شعر پڑھے۔

ماذا علیٰ من شم تربه احمد. ان لا یشم صدی الزمان غوالیا

یہ ایک دو روز کی بات نہ تھی والد گرامی کی وفات کا غم سیدہ طاہرہ کی زندگی کا جز بن گیا تھا اب آپ تھیں یا آٹھوں پہر گریہ وزاری

حسبت علی لو انها . صبت علی الایام لیا لیا .

امام الانبیاء ﷺ کے وصال پاک کے بعد جب تک سیدہ دو عالم زندہ رہیں کسی نے بھی ان کو ہنستے نہیں دیکھا بلکہ تمام دن اور ساری رات آنکھوں سے آنسو جاری رہتے تھے اس لئے کہ رحیم و کریم کے باپ کی جدائی مشفق شفیق والد سے شفقت کی محرومی اور یتیمی کا احساس کبھی حضرت علی کے قدموں پر گر کر روتیں تو عرش کے فرشتے بھی ساتھ روتے اور جنت کے رضوان روتے غرضیکہ کائنات کا ذرہ ذرہ روتا تھا۔

یہ ہنستی تھیں تو فطرت میں خودی بھی مسکراتی تھی
یہ روتی تھیں تو ساری کائنات آنسو بہاتی تھی

صحیح روایت میں آتا ہے کہ جناب سیدہ کے آٹھوں پہر کی گریہ وزاری اور سوز والم میں ڈوبی ہوئی نوحہ خوانی قرب و جوار کے رہنے والے اہل مدینہ کو تڑپا کر رکھ دیا اور انہوں نے نہایت پریشانی کے عالم میں آپ کو پیغام بھیجا کہ رات کے کسی وقت رو لیا کریں تا کہ ہمیں چین نصیب ہو (طبقات ابن سعد ۲ ص المستدرک ۳ ص ۵۶ مدارج انبوہ ۳ ص ۴۳۲ سیرت ابن ہشام ۲ ص ۲۱۸)

اس محمود اور لامتناہی سوز والم کو الفاظ میں کس طرح سمویا جا سکتا ہے اور کہاں تک سمجھا جا سکتا ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز سیدہ فاطمہؓ کے در دولت پر حاضر ہوا تو وہ

Marfat.com

اسی طرح نوحہ خوانی کر رہی تھیں۔

اے نبی جو بھوکی روٹی بھی کبھی آپ نے پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ نبی اللہ پلنگ کے عوض چٹائی کو پسند کرتے تھے فرمایا یا نبی اللہ آپ کبھی رات بھر نہیں سوئے۔

فضائے آسمانی غبار آلود ہو چکی ہے۔ آفتاب نہار چھپ گیا شب و روز تاریک ہو گئے۔

رسول اللہ کے غم میں زمین آپ کے بعد حزن و ملال اور مصیبت کی آماجگاہ بن گئی لازم ہے کہ اس مصیبت پر مشرق و مغرب نالہ و فریاد کریں۔

چاہئے کہ آپ پر بلند شان چیزیں آنسو بہائیں جسے بیت اللہ شریف شعار کعبہ اور اس کے ارکان پر۔ خداوند عالم تو دانا ہے اپنے والد بزرگوار حبیب کبریا ﷺ کو مخاطب کر کے یوں عرض کرتی ہیں۔

یا خاتم النبین علیہ اصلوٰۃ والسلام آپ کے چہرہ اقدس برکت والا ہے آپ پر قرآن نازل کرنے والا خداوند عالم آپ پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔

اے میرے والد محترم یا رسول اللہ جب میرا شوق شدت اختیار کر جاتا ہے تو میں روتی اور تڑپتی ہوں آپ کے مزار اقدس پر آ جاتی ہوں جب مجھے میری صداؤں اور آہوں کا جواب نہیں ملتا تو میں والہانہ شکایتیں اور نوحہ خوانی کرتی ہوں۔

اے صحرا کو آباد کرنے والے رسول ہاشمی آپ کے ذکر کرتے تمام مصائب کو محو کر دیا ہے

اے والد گرامی! اگر چہ آپ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ہیں مگر آپ میرے دل سے اوجھل نہیں ہوئے۔ حضور کی وفات کا جتنا صدمہ سیدہ فاطمہ کو ہوا کسی کو نہ تھا اس قدر گریہ وزاری کرتیں۔ آپ کی گریہ وزاری پر شجر و حجر زمین و آسماں میں کوئی ایسا نہ تھا جو گریہ و زاری فاطمہ پر نالہ کناں نہ ہوا ہو۔ پریوں کے نالہ و فغاں اور ملائکہ سماوی کی گریہ وزاری اور حقیقتاً بات بھی یہی ہے کہ وفات سید کائنات سے بڑھ کر اور غم بھی کیا ہوتا کہ چراغ عالم مخفی ہو گیا۔

Marfat.com

آنکھوں پہ اختیار ہے اچھا نہ روئیں گے
پر قلب زاروزار اور بے اختیار ہے

ناقہ رسول دروازہ زہرا پر

سرکار دو عالم کی وفات کے بعد ایک رات سیدہ زہرا باہر تشریف لائیں تو امام الانبیا ﷺ کی ناقہ ''عصبا'' جو آپ کو فتح خیبر کے بعد حاصل ہوئی تھی ناقہ رسول نے شہزادی کونین کو دیکھا تو آگے بڑھی اور زبان حال سے عرض کی السلام علیکم یا بنت رسول ﷺ! اگر آپ کو اپنے والد گرامی سے کوئی کام یا کوئی پیغام ہو تو مجھے فرما دیجئے میں آج انہیں کے پاس جا رہی ہوں جناب سیدہ نے والد گرامی کا ذکر اونٹنی کی زبان سے سنا تو دل بھر آیا۔ اور آنکھیں اشک بار ہوگئیں اور ناقہ مصطفیٰ کا سر اپنی گود میں لے لیا آپ روتی بھی جا رہی تھیں اور پیار سے اونٹنی کی گردن پر ہاتھ بھی پھیر رہی تھیں پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ اللہ کو پیاری ہوگئی۔

جناب سیدہ فاطمہ نے ایک کمبل میں لپیٹ کر اسے دفن کر دیا تین روز کے بعد جب اس کی جگہ کو کھودا گیا تو اس کا وہاں کوئی نشان نہ تھا۔

امام الانبیا ﷺ کی اونٹنی کا سیدہ زہرا سے گفتگو کرنا سیدہ فاطمہ کی کرامت تھی۔ اور اس قسم کی بے شمار کرامتیں تھیں آپ ہی کے دروازے پر جبین نیاز جھکا کر ہی لوگ صاحب کرامت ہوتے ہیں۔

قال نسعی خرجت فاطمہؓ ناقته النبی ﷺ "العصبا" التی اصابها عن خیبر. فقالت السلام علیک یا بنت رسول اللہ ﷺ لک حاجته الی ابیک فانی واهبته لابیه فکبت فاطمہؓ وهبلت راس الناقته هجر . حتی ماتت فی لک الساعته۔ (نزعتہ المجالس ۲ص ۲۲۲ کتاب الفضائل)

وشتر رسول شبے بر بی بی فاطمہ آمد حق تعالیٰ اورا گویامی دارد۔ گفت السلام علیک یا

Marfat.com

بنت رسول اللہ ﷺ من بامداد خواہیم برد۔ بر پہنچ پیغامے بارگاہ رسول۔ بی بی فاطمہ وسر شتر در کنار گرفت و گفت اے یادگار عالم مشتاق پدر من والے درد غم مونس من تو ہم مرا گزاشتے و سوے رسول رسانند والسلام من باباے من اسانند و بگوئی یا رسول اللہ اشتیاق شما غالب شدہ است دعا کن تا زود بر ہم چوں روز شدشتہ مسقط از مردن۔

ترجمہ:۔ حضورؐ کی ناقہ ایک رات کو سیدہ فاطمہ کے حضور میں آئی اللہ تعالیٰ نے اسے قوت گویائی عطا فرمائی تو اس نے کہا کہ اے بنت رسول السلام علیکم میں آج آپ کے ابا جان کے پاس جا رہی ہوں اگر آپ نے اپنے باپ کو کوئی پیغام دینا ہو تو ارشاد فرمایئے جب سیدہ نے ناقہ کی زبان سے یہ گفتگو سنی تو تڑپ کے رہ گئیں آپ نے اونٹنی کا سر اپنی آغوش میں لے لیا اور رو رو کر فرمایا کہ اے میرے ابا جان کی یادگار اور اے میرے ابا کی زیارت کی مشتاق اور اے میری ہمدرد اور مونس و غمگسار تو مجھے چھوڑ کر جا رہی ہے جب تو ابا جان کے پاس پہنچے تو میرے ابا کو میرا سلام کہنا اور عرض کرنا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی زیارت کا شوق مجھ پر غالب آ گیا ہے دعا کریں میں آپ تک جلد از جلد پہنچ جاؤں اسی وقت ناقہ گری اور مر گئی۔

۲ رمضان المبارک ۱۱ سن ھجری کو خلاف معمول جناب سیدہ کے رخ انور سے غم و الم کے بادل چھٹ گئے اور یوں معلوم ہونے لگا جیسے آپ کو مکمل افاقہ ہو گیا ہے آپ نے گھر کے تمام کام اپنے ہاتھوں سے کئے اپنے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کے کپڑے بھی خود دھوئے اوان کو اپنے ہاتھوں نہلا دھلا کر ستھرا لباس پہنایا اور پھر اپنے دست اقدس سے ہی ان کے لئے شام کا کھانا بھی پکایا حضرت علی کرم اللہ وجھہ گھر میں تشریف لائے تو آپ کو ہشاش بشاش دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور سیدہ سے اس خوشی کا سبب دریافت کیا۔

سیدہ کا خواب

مولائے کائنات اسد اللہ الغالب سیدنا علی بن ابو طالب کے سوال پر شہزادی رسول سیدہؓ نے ارشاد فرمایا اے تاجدار ہل اتی اور اے سرتاج من میں نے نہایت ہی حسین خواب

Marfat.com

دیکھا ہے۔

میں نے دیکھا ہے کہ میرے دل کا قرار ابا حضور میرے سرہانے اس انداز سے تشریف فرما ہیں جیسے کسی کے منتظر ہوں آپ کے جمال جہاں آرا کی زیارت کی تو میں بے ساختہ فریاد کرنے لگی میں نے کہا کہ اے ابا حضور آپ کہاں ہیں میں آپ کے فراق میں تڑپ رہی ہوں اور بہت بے قرار ہوں میری فریاد سن کر ابا حضور نے فرمایا فاطمہ بیٹی میں تیرا انتظار کر رہا ہوں میں نے کہا ابا حضور کب تک ہمیں لینے آئیں گے۔ جب تک تم نہیں آؤ گی ہم نہیں جائیں گے۔

خواب بیان کرنے کے بعد سیدہ طاہرہ نے ارشاد فرمایا۔ یا علی مجھ پر اس وقت سے شوق زیارت مصطفیٰ کا مجھے یقین ہے میں بہت جلد ابا حضور کے پاس پہنچ جاؤں گی۔ حضرت علی نے فرمایا افسوس تم نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔

دلہا کباب می شود از آتش وداع۔ یارب برفتہ توز جہان رسم انقطاع

اس میں صدمہ جانکاہ نے حضرت شیر خدا کی جان پر جو کچھ بنتا تھا بنا۔ پھر یہ شعر پڑھیے۔

حبیب لیس بعد حبیب . و مانسوہ فی قلبی نصیب

مجھ سے وہ پیارا جدا ہو رہا ہے کہ جس کے بعد اب کوئی محبوب نہیں اور میرے دل میں اس کے سوا کسی کا حصہ نہیں نیز روایت میں آتا ہے کہ آپ نے جناب حسنین کریمین اور حضرت شیر خدا کو فرمایا۔ تینوں میرے والد بزرگوار کے روضہ اقدس پر حاضری دے آئیں ان کے جانے کے بعد آپ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ کو بلا کر فرمایا امی جان! آپ میرے لئے پانی کا انتظام کریں تاکہ میں غسل کرلوں ام المومنین حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے پانی کا انتظام کیا تو جناب سیدہ فاطمہ نے اس احسن طریقہ سے غسل کیا کہ میں نے آج تک کسی کو ایسا غسل کرتے نہیں دیکھا پھر آپ نے پاک صاف لباس لانے کا حکم دیا وہ پیش کر دیا گیا تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھا اور قبلہ رو ہو کر لیٹ گئیں۔ اور لیٹ

Marfat.com

کر خدا سے راز و نیاز کی باتیں ہونے لگیں پھر سب کو باہر نکال دیا۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے جناب سیدہ کے ارشاد کے مطابق کچھ دیر انتظار کیا۔اور پھر میں نے زور سے دروازے پر دستک دی۔ یا قرۃ عین رسول مگر اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔میں نے دوبارہ آواز دی پھر بھی جواب نہ ملا تیسری آواز دے کر میں اندر چلی گئی اور آپ کے روئے مبارک سے آنچل اٹھا کر دیکھا تو شہزادی کونین کی روح مبارک اپنے اباکے پاس پہنچ چکی تھی۔

دنیا کی حور، تقدس کی ملکہ، عفت کی رانی، عصمت کی شہزادی، بانوئے حیدر، مادر حسنین، زینب کلثوم کی امی، بنت رسول، سیدہ معصومہ، مخدومہ کائنات، عذرا بتول، سیدہ فاطمہ الزہرا بستر استراحت پر سر اقدس کے نیچے دایاں ہاتھ رکھے قبلہ رخ انور کئے ہوئے یوں معلوم ہوتی ہیں جیسے آپ میٹھی نیند سو رہی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

غسل اور جنازہ کی وصیت

کتب سیر میں آتا ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ نے اپنی بیماری کے دوران ایک روز حضرت اسماء بنت عمیسؓ پر سوال کیا کہ کوئی ایسا طریقہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص میرے جنازہ کو بھی نہ دیکھ سکے تو حضرت اسماء نے عرض کیا کہ اے بنت رسول میں نے ملکہ حبشہ میں دیکھا کہ وہاں لوگ چارپائی پر درختوں کی شاخیں باندھ کر اوپر ایک کپڑا ڈال دیتے ہیں جس میں وہ چارپائی ڈھال کی طرح بن جاتی ہے اور ہر طرح کا مکمل پردہ ہو جاتا ہے پھر حضرت اسماء کھجور کی چند شاخیں لائیں اور آپ نے وہ ڈولی بنا کر دکھائی جناب سیدہ زہرا نے اس ڈولی کو دیکھا تو پسند کیا اور فرمایا جب میرا جنازہ تیار ہو جائے تو اسی قسم کی ڈولی تیار کرنا اور مجھے دفن کرنے کے لئے رات کے وقت لے جانا اور ہرگز کسی دوسرے کو میرے جنازہ کی اطلاع نہ دینا۔

Marfat.com

غسل کی دوسری روایت

مندرجہ بالا روایت میں ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ نے حضرت اسماء کو یہ وصیت فرمائی کہ مجھے علی یا آپ مل کر غسل دیں اور میرے جنازے پر کسی دوسرے کو نہ بلائیں طبقات ابن سعد میں ہے کہ جناب سیدہ غسل مبارک کی وصیت اس طرح فرمائی تھی حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت رسول بیمار تھیں اور حضرت علی گھر پر موجود نہ تھے تو جناب سیدہ فاطمہ نے مجھ سے کہا کہ امی جان مجھے غسل کرا دیجئے چنانچہ میں پانی ڈالتی رہی اور آپ اچھی طرح غسل فرماتی رہیں پھر فرمایا۔ میرے پاس میرے نئے کپڑے لے آئیں پھر آپ نے وہ نئے کپڑے پہن لئے اور فرمایا میری چارپائی میرے گھر کے درمیان رکھ دیجئے۔ میں نے حکم کی تعمیل کی پھر آپ چارپائی پر قبلہ رخ ہو کر لیٹ گئیں اور فرمایا امی جان اب میں وفات پا جاؤں گی۔ میں نے غسل کر لیا ہے لہٰذا میرا جسم کوئی نہ کھولے اس گفتگو کے بعد آپ کا وصال ہو گیا پھر حضرت علی گھر آئے تو میں نے سارا ماجرا سنایا یہ سن کر حضرت علی نے فرمایا خدا کی قسم اب آپ کے جسم کا کوئی حصہ غسل کے لئے نہیں کھولا جائے گا۔

زیادہ قرین قیاس یہی روایت ہے اور واقعات کی ترتیب کے لحاظ سے بھی یہی روایت زیادہ مقبول ہے کیونکہ جناب سیدہ نے اپنے وصال مبارک سے پہلے اچھی طرح غسل فرما لیا تھا اور صاف ستھرا لباس بھی زیب تن فرما لیا تھا۔ اور پھر چند لمحوں کے لئے موت کے انتظار میں اپنا دست اقدس رخسار مبارک کے نیچے رکھ کر قبلہ رخ ہو کر لیٹ گئیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کر ڈالی۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن کتابوں میں ہے کہ آپ نے حضرت اسماء اور حضرت علی شیر خدا کے ساتھ مل کر غسل فرمانے کی وصیت کی تھی ان کتابوں میں ہے کہ جناب سیدہ نے خوب اچھی طرح غسل فرما کر اپنا کفن خود ہی پہن لیا تھا اور جناب حضرت ام سلمہ کے علاوہ حضرت علی کو بھی یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرا کفن نہ کھولا جائے بہر حال حقیقت یہ ہے کہ آپ

Marfat.com

نے خود ہی غسل فرما کر کفن پہن لیا تھا اور اپنی موت پر مطلع ہو کر قبلہ رخ ہو کر لیٹ گئیں اور اگر آپ کو دوبارہ غسل دینے والی روایت کو بھی مان لیا جائے تو وہ بھی سیدہ طاہرہ کو عام لوگوں سے ممتاز کرتی ہے کہ آپ کو آپ کے لباس میں غسل دیا گیا۔(1)

تاریخ وصال

سیدہ فاطمہ شہزادی رسول کے وصال مبارک کی تاریخ میں مورخین کا اختلاف ہے ہمارے نزدیک تحقیق شدہ بات یہی ہے کہ آپ اپنے والد محترم نبی کریم ﷺ کے وصال مبارک کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ ہجری کو دنیاوی علائق کو قطع فرماتے ہوئے دربار مصطفی ﷺ میں تشریف لے گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

☆☆☆☆☆

1۔(طبقات ابن سعد میں ہے مسعودی نے مروج الذہب میں تحریر کیا ہے کہ ص ۳۴ ہجری میں جنت البقیع میں ایک پتھر ملا تھا جس پر یہ تحریر تھا۔ ھذا قبر فاطمہ است بنت رسول ﷺ طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۶ ۴ رحمۃ العالمین جلد دوم ص ۳۷)

Marfat.com

گلشن فاطمہ کے دو پھول

پہلا پھول کھلتا ہے

کیا بات رطا اس چمستان کرم کی
زہرا ہو کلی جن کی اور حسین وحسن پھول

ہجرت کا تیسرا سال اور رمضان المبارک کی پندرہ تاریخ کو جناب امام حسن دنیا میں تشریف لائے حضورؐ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں جبریلؑ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی اور جنت کے ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا جس پر ایک نام لکھا ہوا تھا آپ کی خدمت میں پیش کیا سرکار دو عالم ﷺ نے پوچھا جبریل یہ کس کا نام ہے عرض کیا۔ سیدہ کی گود میں آنے والے شہزادے کا نام ہے یارسول اللہ ﷺ آپ کو مبارک ہو۔ جبریلؑ واپس چلے گئے تو آپ کو بیٹی کے گھر سے جناب حسنؑ کی ولادت کا پیغام آ گیا سرکار دو عالم ﷺ نے جب یہ بشارت سنی تو آپ کے رخ انور پر مسرت کی لہر دوڑ گئی آپ انتہائی خوشی کے عالم میں اپنی صاحبزادی کے گھر تشریف لائے تو اس وقت جناب حسن مجتبیٰ اپنی والدہ ماجدہ کی آغوش میں تشریف لا چکے تھے شہزادی مصطفیٰ کی گود میں شہزادہ کرار یوں جلوہ افروز تھے جیسے آفتاب نے چاند کو اپنی آغوش میں لے رکھا ہو۔

زہرہ بتول کا حجرہ مبارک بقعہ نور بنا ہوا ہے نور کے تین سمندر بیک وقت موجزن ہیں مرکز نور کے ٹکڑے کا ٹکڑا اماں کی گود میں لیٹا ہوا ہے امام الانبیاء ﷺ نے بیٹی کو مبارکباد دے کر شہزادہ بتول کو گود میں اٹھا لیا نور، نور کی گود میں آ گیا ستارہ چاند کی آغوش میں آ گیا حسن مجتبیٰ مصطفیٰ کی گود میں آ گیا آفتاب نے ماہتاب کو جھولی میں لے لیا سرکار دو عالم ﷺ نواسہ کے چہرہ منور کو دیکھے جا رہے ہیں بالکل آپ کا اپنا ہی نقشہ تھا وہی روشن جبین والضحیٰ وہی

Marfat.com

والشمس عارض وہی مازاغ کے ڈوروں والی آنکھیں، وہی سیاہی میں لپٹی ہوئی عنبر بار زلفیں، وہی قوسین ابرو، وہی گل قدس کی پنکھڑیوں جیسے پیارے پیارے ہونٹ، وہی آفتاب کی طرح چمکتا دمکتا چہرہ، تاجدار انبیا کی والدہ مکرمہ حضرت آمنہؓ جناب سید حسن مجتبیٰ کو اگر اس وقت دیکھ لیتیں تو آپ کو امام الانبیا کی ولادت مبارک یاد آ جاتی۔ آپ نے بیٹی کے بیٹے کو سینے سے لگایا ایک کان میں آذان دی۔ اور دوسرے میں اقامت کہی اور اپنی زبان مبارک شہزادہ بتول کے منہ میں دے دی اس سے بڑا اعزاز دونوں جہانوں میں سوائے حسنین کریمین کے کسی کو ملا اور نہ کسی کو ملے گا پھر آپ نے خداوند تعالیٰ کے حکم کے مطابق شہزادہ بتول کا نام حسن رکھا۔

آپ کی دایہ کا نام سودہ بنت الکندیہ ہے نبی علیہ ﷺ نے ساتویں دن دو مینڈھے عقیقہ کے ذبح کیے اور سر کے بالوں کے برابر چاندی کا صدقہ دیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجھہ کی روایت ہے کہ امام حسن کا نصف پیکر بالائی اور امام حسین کا نصف پیکر زیرین نبی علیہ ﷺ سے مشابہ تھا۔

احادیث صحیحہ سے یہ تواتر ثابت ہوا ہے۔ کہ نبی علیہ ﷺ نے ان کی شان میں فرمایا ان النبی هذا سید عسی الله ان یبقیه حتیٰ یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔ یہ میرا فرزند سید اور اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک باقی رکھے گا کہ اس کے وسیلے سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے اندر صلح ہو جائے کیا شان ہے حنین کریمین کی۔ (رحمتہ اللعالمین ۲ص ۱۳۰)

نانا ہوں سید الانبیا علیہ ﷺ نانی ہوں خدیجہ طاہرہ۔ باپ ہوں سید الاولیاء اور ماں ہو سیدۃ النساء العالمین تو بیٹے پیدا ہوتے ہیں حسن اور حسینؑ۔

ایسے ہی ماؤں کے نقش قدم پر چل کر مسلمان عورتیں عورت بنتی ہیں جس کے اسوہ حسینی کو مشعل راہ بنا کر ہی مسلمان عورتیں اپنا صحیح مقام حاصل کر سکتی ہیں جس کی سیرت سے ہی سبق حاصل کر کے ہی مسلمان مائیں عابد پیدا کرتی ہیں اس لئے کہ اولاد کی سیرت ماں کی سیرت سے بنتی ہے۔ ماں بے پردہ ہو تو اولاد بے حیا پیدا ہوتی ہے ماں کا کردار بلند ہو تو اولاد کا کردار بھی بلند

Marfat.com

ہوتا ہے ماں عبادت گذار ہو تو بیٹے ولی پیدا ہوتے ہیں ماں سینما بین ہو تو بیٹے فلم ایکٹر پیدا ہوتے ہیں ماں فاطمہ ہو تو بیٹے حسن و حسین پیدا ہوتے ہیں۔

گلشن فاطمہ کا دوسرا پھول

فضیلت حسنین کریمین کا احاطہ ناممکن ہے قیامت کے دن جب لوگوں کو زندہ کیا جائے گا تو سب لوگ جوانی کے عالم میں ہوں گے جنت میں جو بھی جائے گا وہ عالم شباب میں ہوگا تمام جنتی جوان ہوں گے اور حسن و حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہوں گے اور ان کی والدہ سیدہ فاطمہ تمام جنتی عورتوں کی سردار ہوں گی اسی لئے انہیں سیدۃ النساء العالمین کہا جاتا ہے۔

سید کی بیٹی سیدہ ہے اور سیدہ کے بیٹے پہلے سید حسن و حسین ہیں جنت اور جنت کی سرداری آپ کو ملی۔ اور ان کو یہ سرداری دراصل امام الانبیا ﷺ کی سرداری ہے اس لئے کہ ان کی شہادت کا کمال کمالات نبوت میں منتقل کر دیا گیا ہے جبھی تو ان کی شہادت میں امکان نقص اور امکان زوال نہیں جیسے امام حسین کے برحق ہونے میں شک ہو اور امت کا سردار ہونے میں تردد ہو تو وہ جنت میں کیسے جا سکتا ہے کیونکہ جنت میں حسنین کی ہی سرداری ہو گی دشمن حسین کا وہاں کیا کام ہے اور یہ فرمان رسول ہے۔ عن ابی سعید قال قال الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنتہ۔ اور آپ یہ بھی جان چکے ہیں کہ حسین سے بغض رکھنے والا جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ (مشکوۃ شریف ۲ ص ۶۴۰)

حسین کی شہادت میں غلطیاں تلاش کرنے کے بجائے حسین سے محبت کرنا سیکھو یہی راہ نجات ہے محبت حسین ہی محبت رسول ہے اور محبت رسول کے بغیر کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا۔ ۴ ہجری پانچ شعبان المعظم سید الشہداء امام حسینؑ کی تشریف آوری ہوئی۔ گلشن زہرا میں دوسرا پھول کھلنے والا ہے جناب ام الفضلؓ زوجہ حضرت عباسؓ امام الانبیا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتی ہیں آپ نے سلام کا جواب دیا فرمایا چچی جان کیسے آنا ہوا عرض کی

Marfat.com

یارسول اللہ ﷺ بڑا پریشان کن خواب دیکھا ہے فرمایا۔ بیان کرو۔ عرض کی یارسول اللہ۔ میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ کے جسم اطہر کو کاٹ کر ایک ٹکڑا الگ کر دیا گیا ہے اور وہ ٹکڑا میری جھولی میں آ گیا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا چچی جان۔ آپ نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے انشاءاللہ میری بیٹی فاطمہ کے گھر بیٹا پیدا ہوگا جناب ام الفضل نے خواب کی تعبیر سنی تو مطمئن ہو گئیں پھر وہ مملکت شہادت کا سردار اور تاجدار۔ کان نبوت کا درشہوار، بحر رسالت کا در تاجدار، گلشن رسالت کا گل نو بہار، ملک ولایت کا سلطان ذی وقار، سلطنت روحانیت کا شہریار، میدان عشق و محبت کا شاہ سوار، نوجوانان گلشن فردوس کا سردار، دنیا کی معرفت کا مالک و مختار، تقدیس وعظمت کا روشن مینار، اور سر الاسرار، نورالانوار، قافلہ سالار عشق، مرکز پیکار عشق، کاشف اسرار عشق، نازش دربار عشق، کشتہ تلوار عشق، مہبط اسرار عشق، گرمی بازار عشق، فرحت گلزار عشق، رونق ریاض بتول، گلشن گل رسول، نواسہ سید الثقلین، زینت بزم کونین، زہرا کے نور عین، حیدر کے دل کا چین سیدنا امام حسینؑ بصد رعنائی وزیبائی والدۂ مکرمہ سیدہ فاطمۃ الزہرہؑ کی آغوش میں تشریف لائے خوشیوں اور مسرتوں کا جہان آباد ہو گیا کیف و سرور اور انوار رحمت کی بارش ہونے لگی حوریں فردوس بریں میں ایک دوسری کو مبارکباد دینے لگیں۔

اے ختم رسل گوہر مقصود مبارک۔ یا نور خدا رحمت معبود مبارک
باشاہ نجف شادی مولود مبارک۔ یا خیر النساء اختر مسعود مبارک
رونق ہو سدا نور دوبالا رہے گھر میں۔ اس ماہ نور کا اجالا رہے گھر میں
شعبان معظم میں تیرے اقبال کے صدقے۔ شوکت خدا عظمت و اجلال کے صدقے
فرمان سحر عید کی گہر ہو تو بجا ہے۔ وہ شب ہے کہ شب نور بھی جس پہ فدا ہے
شادی ولادت ہے یہ اللہ کے گھر میں۔ خورشید اتر آیا ہے حیدر کرار کے گھر میں
اسلام کے دامن میں اس کے سوا اور کیا ہے۔ اک ضرب ید اللہی اک سجدہ شبیری
سجدہ شیر کو ناتمام سمجھنے والو اگر روح اسلام کو اسلام سے نکال دو گے تو باقی کیا رہ جائے گا

Marfat.com

جو تم صورت اسلام میں دنیا کے سامنے پیش کر سکو گے۔

تمہارا گمان ہے کہ لمبی لمبی نمازیں پڑھنے سے تمہیں جنت کا ٹکٹ مل جائے گا تو یہ بات دل سے نکال دو۔ جب تک تم اس نماز کی عزت نہیں کرو گے جو تلواروں کی سائے میں ادا کی گئی تو تمہاری نمازیں تمہیں کچھ نفع نہیں دے گی سجدہ تو وہی سجدہ ہے جو حسین نے ادا کیا نماز تو وہی نماز ہے جو فاطمہ کے لعل نے پڑھی۔

دیکھ آئینہ تیغ میں اسے حسن یاد کی دید ہے
جو نثار سجدے میں سر کرے وہ امام ہے وہ شہید ہے

سنو بے ذوق سجدہ کرنے والو۔ اور بے ذوق سجدوں کے نشانوں سے جبین سیاہ کرنے والو۔ مقام سجدہ ریزی کیا ہے۔

بغیر سرفروشی آدمی زندہ نہیں ہوتا
مذاق زندگی بے فدیئے پیدا نہیں ہوتا
جو رسماً ہم کیا کرتے ہیں وہ بھی سجدہ ہو
مگر بے سر کٹائے عشق کا سجدہ نہیں ہوتا

سجدوں کی لذت سے آشنائی چاہتے ہو تو حسین کا دامن تھام لو۔ ذوق نماز کے تمنائی ہو تو بارگاہ شبیری سے رابطہ قائم کر لو۔ ان سے درس حیات اور طریقہ سجدہ ریزی سیکھو۔

سر وہ سر ہے جو رب کی رضا پر جھک جائے
موقعہ نہ ہو جھکنے کا مگر جھک جائے
جب قتل اور نماز اک ساتھ آ جائیں
تو تلوار اٹھنے سے پہلے سر جھک جائے

حسین کے ایک سجدے پر امت کے لاکھوں سجدے قربان، ہمارے سجدے بے سرور اور بے

Marfat.com

حضور، حسین کے سجدے میں نور ہی نور، ہمارے سجدوں میں نہ ذوق وکمال، حسین کے سجدے میں لذت وصال، ہمارے سجدے میں دستور بے آئین، حسین کے سجدے الصلوۃ معراج المومنین، ہمارے سجدوں میں وسوسہ کاروبار، اور حسین کے سجدے میں جلوہ حسن یار، حسینی سجدے کے سرخ نشانوں پر امت کی جبین نثار اور ملائکہ کے سجدے قربان سجدے تو سب نے کیئے۔ پر تیرا نیا انداز ہے تو نے سجدہ وہ کیا جس پر خدا کو ناز ہے۔

تیرا امام بے حضور۔ تیری نماز بے سرور
ایسی نماز سے گذر ایسے امام سے گذر اقبال

بر زبان تسبیح در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

(مولانا روم)

تیری زبان پر نماز کے کلمات ہوں اور دل و دماغ میں پراگندہ خیالات ہوں تو ایسی نماز کیا فائدہ دے سکتی ہے۔

سرکار دو عالم کے مقدس شہزادوں کی فضیلت کون بیان کر سکتا ہے بلا مبالغہ جمال کبریائی کا مشاہدہ کرنا ہو تو آئینہ جمال مصطفیٰ میں کیا جا سکتا ہے اور اگر جمال مصطفیٰ کا نظارہ کرنا ہو تو آئینہ حسن وحسین میں کیا جا سکتا ہے۔

خدا تعالیٰ کا عکس جمیل اور پر تو کامل تاجدار مدینہ میں اور تاجدار مدینہ کا عکس جناب حسن اور حسین ہیں۔

ذات وصفات خداوندی کے مظہر اتم حضور ہیں اور حضور کے مظہر اتم حسین ہیں۔ ظہور ربوبیت جناب آمنہ کے لعل میں اور ظہور مصطفائی کا سبب خاص جناب سیدہ فاطمہ ہیں اور ان کے لعل ہیں اللہ تعالیٰ کے معبود اور یکتا ہونے کی شہادت، مکہ کی گلیوں میں پتھر کھا کر نانے نے دی اور اس شہادت کی شہادت گلے پر خنجر چلا کر اپنی شہادت سے نواسے نے کربلا میں دی۔

Marfat.com

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پتھروں کی بارش میں سجدے کیے حسین نے پتھروں اور تلواروں کی بارش میں اس فرض کو ادا کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظل خدا ہیں اور حسین ظل مصطفیٰ ہیں۔

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین
اس نور کی جلوہ گاہ تھی ذات حسین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے
آدھے سے حسن بنے اور آدھے سے حسین

جس طرف سے بھی نگاہ اٹھتی ہے امام عالی مقام کی عظمتیں اور فضیلتیں اپنے عنبرین گیسو بنوانے نظر آتی ہے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دے رہے ہیں پانچ چھ سال کے دونوں بچے سرخ قمیصیں زیب تن کیے ہوئے حجرہ فاطمہ سے نکل کر نانا جان کی طرف بڑھے راستہ کی ناہمواری کی وجہ سے ٹھوکر لگتی ہے اور گر پڑتے ہیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نواسوں کو گرتے دیکھا تو تڑپ کر رہ گئے اور بے تاب ہو کر خطبہ چھوڑ کر منبر سے نیچے تشریف لے آئے آگے بڑھ کر دونوں شہزادوں کو آغوش میں لے لیا اور گود میں بٹھا کر دوبارہ خطبہ شروع کیا اور فرمایا سچ۔ فرمایا اللہ پاک نے انما اموالکم واولادکم فتنہ۔ کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں میری طرف ہی دیکھ لو ان بچوں کو گرتے دیکھا تو مجھ سے برداشت نہ ہو سکا اور خطبہ چھوڑ کر پہلے ان کو جا کر اٹھایا۔ عن بریدہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبنا اذا جاء الحسن و الحسین و علیھما قمیصان احمران ویعشران فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المنبر و وضعھما بین یدیہ ثم قال صدق اللہ انما اموالکم واولادکم فتنہ. فنبطرت الیٰ ھذین الامعین عثیان ویمشران فلم اصبر حتیٰ قطعت حدیثی ورفعتھا (مشکوٰۃ شریف ۲ص ۵۷۴ ترمذی ۲ص ۲۲۱ البدایہ والنہایہ ۸ص ۲۱۵)

زیر خنجر سجدہ کرنے والے حسین ایک دفعہ پشت مبارک پر اس وقت سوار ہو گئے جب آپ مسجد نبوی میں نماز پڑھا رہے تھے تو آپ اس وقت تک سجدے میں رہے جب تک

Marfat.com

پشت مبارک سے خود نہ اتر آئے تو پھر آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا اب سجدے کو طویل کرنے کا حکم دیا گیا ہے یا اس وقت آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی جو آپ ﷺ نے اتنا طویل سجدہ کیا۔

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ایسی کوئی بات نہ تھی بلکہ وجہ یہ تھی کہ میرا بیٹا حسین میری پشت پر سوار ہو گیا تھا مجھے پسند نہ آیا کہ میں جلدی جلدی اٹھوں اور یہ گر جائے حتیٰ کہ یہ اپنی مرضی سے اتر آیا۔ اللہ اکبر۔ یہ مقام ہے امام حسین کا۔ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ اور نگاہ رسول میں کروڑوں سلام ہوں۔ اس جگر گوشہ رسول پر جس کے لئے امام الانبیاء ﷺ خطبہ چھوڑ کر منبر سے اتر آئے اربوں درود ہوں اس حیدر کرار کے دلبند کو جو تاجدار انبیاء کی پشت پر سوار ہو جائے تو آپ اس وقت تک سجدے سے سر نہ اٹھائیں جب تک وہ خود نہ اتر آئے

گلستان زہرا کے ننھے پھول آپس میں کشتی لڑتے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں اور کشتی دیکھ رہے ہیں پھر آپ نے جناب حسن کو فرمایا بیٹا حسن۔ حسین کو یہاں سے پکڑو۔ اس طرح پکڑو ایسا کرو، ویسا کرو، سیدہ نے حیران ہو کر عرض کیا۔ ابا جان! آپ حسن کو ہی فرما رہے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑو تو آپ نے مسکرا کر فرمایا ہاں بیٹی! دوسری طرف جبریل حسین کو کہہ رہے ہیں کہ حسن کو یہاں سے پکڑو۔ (1)

اللہ اکبر۔ یہ مقام ہے بنت رسول ﷺ جناب خاتون جنت کے شہزادوں کا جن کو کھیلتے دیکھ کر ذات خداوندی کو بھی ذوق آ جائے اور جبریل کو بھیج کر کشتی کرائے۔

کتب الحسن والحسین: ایک دفعہ حضرت امام حسن اور امام حسین نے تختیوں پر خط لکھے اور پھر ہر ایک کہتا تھا کہ میرا خط اچھا ہے۔ (مختلف روایات مختلف طریقے) دونوں شہزادے اپنے اپنے خط کا فیصلہ کرانے کے لئے تاجدار دو جہاں اپنے نانا کے پاس پہنچے اور عرض کی نانا جان فیصلہ کرو خط کس کا اچھا ہے۔

1۔ شواہد النبوۃ ص ۳۰۴ خصائص کبریٰ ص ۴۹۶

Marfat.com

نبی نے ہنس کے فرمایا کہ اے میرے جگر بندو
علی کے پاس جاؤ تختیاں لے کر اے فرزندو

ناناجان کا یہ حکم سن کر

علی کے پاس، آئے تختیاں لیکر وہ شہزادے
ہمارے خط کا ابا فیصلہ تو آپ ہی کردے

جناب شیر خدا نے فرمایا کہ اے میرے بیٹو تمہارے خط کا فیصلہ میں بھی نہیں کرسکتا

اگر فیصلہ کروانا ہے تو اپنی ماں فاطمہ کے پاس جاؤ

تمہاری ماں ہے شہر کے سلطان کی بیٹی
مسلم ہے تمہاری خوشخطی اور منصفی اس کی
یہ سن کر دونوں شہزادے کہ جن سے چاند شرمائے
اٹھائیں تختیاں ہنستے ہنستے ماں کے پاس آئے
لگایا ان کو سینے سے خاتون جنت نے
کلی فردوس کی اور منبع دریائے الفت نے

اور پھر فرمایا آج میرے شہزادے اس پریشانی کے عالم میں میرے پاس کیوں آئے ہیں۔

شہزادوں نے عرض کی امی جان! ہم آپ سے یہ فیصلہ کروانے آئے ہیں کہ ہم میں سے کس کا خط اچھا ہے۔ حضرت زہرا نے فرمایا۔ بیٹو! گھبرائیں نہیں۔ ابھی تمہارا فیصلہ کئے دیتی ہوں شہزادوں نے عرض کی امی جان جو فیصلہ نانا جان نے نہیں کیا اور جو فیصلہ باپ شیر خدا نے نہیں کیا وہ فیصلہ آپ کرسکیں گی تو سیدہ لولاک نے فرمایا کہ میرے کانوں میں سات موتی ہیں انہیں اوپر سے پھینک دیتی ہوں پس جس کی تختی پر چار موتی گریں لہٰذا اس کا خط اچھا ہوگا۔ دونوں شہزادوں نے فیصلے کا یہ طریقہ سن کر منظور کیا اور پھر حضرت زہرا نے وہ موتی اوپر اچھال دیئے۔

Marfat.com

گرے وہ تختیوں پر چھ۔تین تین ہو کر
وہ دونوں دیکھتے تھے ساتویں کو دل حزیں ہو کر

پھران جب ساتوں موتیوں میں سے تین تین ہر ایک کی تختی پر گرے تو دونوں شہزادے ساتویں موتی کو بڑی بیتابی سے دیکھتے ہیں کہ دیکھیے کہ یہ کس تختی پر گرتا ہے مگر وہ ساتواں موتی اوپر ہی ٹھہرا رہا اللہ کی قدرت سے اسی نے فیصلہ کرنا تھا شہزادوں کا عزت سے پھر

خدا کی طرف سے جبریل کو پھر یہ پیام آیا
کہ کر دے اسکے دو ٹکڑے تو یہ اللہ نے فرمایا
کہ شہزادوں کی اس خدمت گذاری کا صلہ یہ ہے
کسی کے مرتبے میں فرق نہ آئے ہمارا فیصلہ یہ ہے

(نزہتہ المجالس ۲ص۲۲۲)

اے شہنشاہ دو جہان کی پاک بیٹی تیری تکریم پر ہزاروں درود اور اے زوجہ پناہ بے کساں تیری طہارت پر لاکھوں سلام اور اے مادر سالار کارواں تیری آبرو پر کروڑوں صلوٰۃ و سلام ہوں۔

وہ زہرا جس کے گھر تسنیم و کوثر کی تھی ارزانی
ملی تھی مشک ان کو تا کہ خود لایا کریں پانی

اللہ اللہ۔ یہ مقام حسین جن کی کشتی دیکھنے کو حضور خوش ہوں اور ان کی تختیوں کے خطوط کے فیصلے اللہ کی بارگاہ میں ہوں ان پر کروڑوں درود و سلام۔

علامہ ضیاء اللہ قادری صاحب نے سید الشہداء کی خدمت میں اپنا نذرانہ عقیدت یوں پیش کیا

خلاصہ رب داور پہ لاکھوں سلام۔نور عین پیغمبر پہ لاکھوں سلام
تشنہ آب خنجر پہ لاکھوں سلام۔ مالک نہر کوثر پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام
اس شہید دلاور پہ لاکھوں سلام

جس کا جھولا فرشتے جھلاتے رہے۔ لوریاں دے کے نوری سلاتے رہے
جن کو کندھوں پہ آقا اٹھاتے رہے۔ جن پہ سفاک خنجر چلاتے رہے

اس شہیدوں کے افسر پہ لاکھوں سلام
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

جو جوانان جنت کا سردار ہے۔ جس کا نانا دو عالم کا مختار ہے
جو سراپائے محبوب غفار ہے۔ جس کا سر دشت میں زیر تلوار ہے

اس صداقت کے پیکر پہ لاکھوں سلام
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

حسین گلشن اسلام کی بہار ہے مملکت حق وصداقت کا تاجدار ہے جو رووفا کی سلطنت کا شہریار ہے حسین مہر نبوت کا سوار ہے حسین روشنی کا مینار ہے حسین مطلع انوار ہے حجرہ فاطمہ کا بہار ہے خالق کائنات کا عظیم شاہکار ہے نوجوان جنت کا سردار ہے شہیدان محبت کے قافلہ کا سالار ہے حسین عزم و یقین کی تلوار ہے حسین کا چہرہ مطلع انوار ہے حسین کا دیدار محمد عربی کا دیدار ہے۔

جو دہکتی آگ کے شعلوں پہ سویا وہ حسین
جس نے اپنے خون سے دنیا کو دھویا وہ حسین
جو جواں بیٹے کی میت پہ نہ رویا وہ حسین
جس نے سب کچھ کھو کے کچھ بھی نہ کھویا وہ حسین
مرتبہ اسلام کا جس نے دو بالا کر دیا
خون نے جس کے دو عالم میں اجالا کر دیا

Marfat.com

نطق جس کا زینت ابن پیغمبر وہ حسین
تھا جو شرح مصطفیٰ تفسیر حیدر وہ حسین
لاکھ پر بھاری ہوئے جس کے بہتر وہ حسین
تھا مثال مصطفیٰ جس کا تیور وہ حسین
وہ جو خونی غم کو سانچے میں ڈال کر
مسکرایا موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

رمضان المبارک کی ۲۹ تاریخ ہے امام حسن کی عمر پانچ سال ہے اور امام حسین کی عمر چار سال ہے حضرت فاطمہؑ آپ نے جائے نماز بچھائی تو حسنین کریمین اوپر لیٹ گئے جناب سیدہ نے اٹھنے کو کہا تو شہزادے مچل گئے اور کہنے لگے۔ امی جان! کل عید ہے لوگوں کے بچے نئے کپڑے پہنیں گے ہمیں بھی نئے کپڑے بنوا دیں سلطنت رضا کی ملکہ معظّمہ اور مملکت کی شہزادی سیدہ فاطمہ کا دل لرز کر رہ گیا آپ نے اپنے پھولوں کو سینے سے لگایا اور فرمایا میرے چاند مجھے نماز تو پڑھنے دو۔ کل تمہیں نئے کپڑے بنوا دوں گی۔

امی کل تو عید ہے۔ کل کپڑے آئیں گے تو سلیں گے کب! آپ نے فرمایا۔ فکر نہ کرو، درزی سلے سلائے کپڑے لا دے گا اور پھر آپ نے نماز پڑھنی شروع کی۔ نماز کے بعد آپ نے دربار خداوندی میں عرض کی۔ اے اللہ تو سب کچھ جانتا ہے تیری کنیز نے بچوں سے اس لئے وعدہ کیا کہ ان کا دل ٹوٹ نہ جائے اے میرے رب تو خوب جانتا ہے کہ فاطمہ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا یا اللہ میرے اٹھتے ہوئے ہاتھوں کی لاج رکھ لینا یا ارحم الراحمین میں نے تیری رحمت کے سہارے پر بچوں سے نئے کپڑوں کا وعدہ کر رکھا ہے یا اللہ میرے وعدے کو پورا فرمانا۔ پھر افطاری کا وقت ہوتے ہی عید کا چاند نظر آ گیا۔

مدینہ منورہ میں منادی ہو رہی تھی کہ صبح کو عید ہو گی تمام لوگ عید کی خوشی میں ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے ابھی سے عید کی تیاریاں کر رہے تھے رات کو سوتے وقت شہزادوں نے وعدہ یاد دلایا سیدہ فاطمہ پہلے سے ہی شب بیدار تھیں پوری رات نوافل میں

Marfat.com

گذار دی فجر کی نماز کے بعد آپ دعا مانگ رہی تھیں کہ دروازے پر دستک ہوئی آپ نے پوچھا کون ہے؟ آواز آئی میں آپ کا درزی ہوں۔ شہزادوں کے لئے کپڑے لے کر آیا ہوں آپ نے غیبی امداد سمجھ کر کپڑے وصول کئے بہت خوبصورت اور قیمتی لباس تھا آپ اپنے بچوں کو کپڑے پہنا رہی تھیں کہ امام الانبیاءﷺ تشریف لائے حسنین کریمین کے کپڑوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ آپ نے پوچھا۔ بیٹی! یہ کپڑے کہاں سے آئے ہیں تو عرض کی۔ ابا جان! درزی دے گیا ہے میں نے بچوں سے نئے کپڑوں کا وعدہ کیا تھا اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کر دیا۔ آپ نے پوچھا۔ بیٹی! درزی کون تھا سیدہ نے فرمایا اللہ اور اللہ کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں تو سرکار دو عالمﷺ نے فرمایا حسنین کا درزی بن کر آنے والا جبریل تھا اور یہ جوڑے وہ اللہ کے حکم سے جنت سے لایا تھا آپ نے سجدہ شکر ادا کیا کہ مولائے کریم تو نے میرے اٹھے ہوئے ہاتھوں کی لاج رکھ لی۔

کون ہے وہ دنیا کا تاجدار۔ جس کا درزی جبریل ہے اور اس کا لباس جنت سے خدا بھیجے حسینؓ کی عظمت وفضیلت احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

سلام ہو آپ پر اے جگر گوشہ رسول تیرے مقام کو کون بیان کر سکتا ہے ہم گنہگاروں کو یہ ناز ہے کہ تو ہی ہمارا آقا و مولا ہے تیری شہادت کی تصویر تو رہے پھر بھی اس قدر تجلی اور منور ہے جس کے سامنے آفتاب و ماہتاب ماند ہے۔

اے حسین اب تلک لبالب ہے تیرا زریں باغ
ضوفشاں ہے آج تک تیری شہادت کا چراغ
تو نے دھو ڈالے جبین ملت بیضا کے داغ
تو اگر اسلام کا دل ہے تو ایماں کا دماغ
فخر میں دل کا دریچہ باز کرنا چاہیے
جس کا تو آقا ہے اس کو ناز کرنا چاہیے

Marfat.com

شاہکار رسالت۔ شہنشاہ ولایت

سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار

لافتیٰ الاعلی لا سیف الا ذوالفقار

آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدالمناف۔ والد کا نام اور کنیت ابو طالب۔ آپ کعبہ میں پیدا ہوئے آپ امیر المومنین بھی ہیں اور امام المتقین بھی۔ شیر خدا بھی ہیں اور مشکل کشا بھی۔ داماد مصطفیٰ بھی ہیں اور نفس رسول بھی ہیں اور زوج بتول بھی۔

کون علی:۔ جس نے کبھی خیبر کے قلعے کو اکھاڑا اور کبھی مرحب اور ابن عبدود کو پچھاڑا اور جس کی تلوار کبھی احد کے میدان میں چمکی اور کبھی بدر کے میدان میں اور جس کی شمشیر براں کبھی غزوہ تبوک میں لہرائی اور کبھی غزوہ خندق میں کفر پر گری اور جس نے اپنی بہادری اور شجاعت کے صلے میں اللہ کی طرف سے لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار کا تمغہ جرات حاصل کیا۔

کون علی:۔ جو کعبہ میں پیدا ہوا اور شہید مسجد میں ہوا جو صحابہ کا مشیر ہے اور مومنوں کا امیر ہے۔

کون علی:۔ جس نے ہجرت کی رات محبوب خدا کے بستر پر بسر کی اس رات شدید امتحان تھا اس رات نبی کے بستر پر سونا گویا تلواروں کے سایہ میں سونا تھا موت و ہلاکت سے دست بدست جنگ تھی مکہ مکرمہ کے نامور اور مشہور قبیلوں کے بہادروں کا مقابلہ تھا۔ ہر لحظہ جان جانے کا خطرہ تھا اس لئے کہ کافر پورے ساز و سامان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کیلئے اٹل ارادے سے آئے تھے مگر چونکہ حضرت علی بھی ایمان کے کوہ گراں تھے اور عشق رسول سے سرشار اور سرگرداں تھے اس لئے بغیر کسی تامل کے آقا و مولا کے بستر پر سونا منظور کر لیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ نبی کے لئے سوچنا ایمان کی توہین ہے۔

Marfat.com

حضرت علیؑ کی ولادت

مکہ مکرمہ کی اونچی اونچی اور بلند پہاڑیوں کے دامن میں اللہ کے گھر خانہ کعبہ کے اردگرد عرب کے مشہور اور نامور قبیلوں کے لوگوں کا ہجوم ہے خانہ کعبہ اور اردگرد کے۔ مرد عورتیں بچے بوڑھے اور جوان اس وقت کے عرب کے دستور کے مطابق اور اپنے آباؤ اجداد کی پرانی رسموں کے مطابق طواف کعبہ کر رہے تھے ان میں حضرت علیؑ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد بھی شامل تھیں جو اپنے بطن مبارک میں ایک لعل مقدس اور اپنے صدف جسم رحم میں اسلام کا ایک گراں قدر موتی چھپائے ہوئے ہنگامہ ہائے انسانی سے بے خبر کعبہ اقدس کی دیواروں کے سائے میں سر جھکائے بیٹھی تھیں اور اپنے دل کی گہرائیوں میں حزن وملال کا ایک طوفان اور اپنی پیشانی پر خفت وندامت کے آثار لئے خاموش بیٹھی تھیں کیونکہ آثار ولادت پیدا ہو چکے تھے۔ اور قدرت کے قانون کے مطابق دردزہ شروع ہو چکا تھا اور وہ سوچ رہی تھیں کہ یہاں کوئی حجاب نہیں کوئی پردہ نہیں اب وہ ایسی حالت میں کدھر جائے اور ابھی وہ سوچ رہی تھیں کہ اچانک کعبہ کی دیوار پھٹ گئی اور غیب سے آواز آئی کہ اے فاطمہ کعبہ کے اندر آ جاؤ چنانچہ آپ کعبہ کے اندر چلی گئیں اور پھر امیر المومنین حضرت علی المرتضٰی کی ولادت باسعادت کعبہ میں ہوئی۔

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت
بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

قیامت تک کوئی ماں ایسا فرزند نہیں جنے گی جو پیدا کعبہ میں ہو اور شہید مسجد میں ہو جناب خلیق قریشی لائل پوری ایک باذوق ادیب، باہوش خطیب، صاحب دل شاعر بھی ہیں انہوں نے حضرت علی کی ولادت اور شہادت کو ایسے پاکیزہ خیالات میں اس طرح ادا کیا ہے۔

تائید حق میں پہلی شہادت علی کی ہے ۔ پیغمبری نبی کی اور ولایت علی کی ہے
مولد بھی محترم ہے اور ولد بھی محترم ۔ کعبہ ہے اور جائے ولادت علی کی ہے

Marfat.com

مومود کعبہ کے لئے مشہد بھی خوب تھا۔ مسجد میں اللہ اللہ شہادت علی کی ہے
کعبہ سے ابتداء ہے تو مسجد میں انتہا۔ مرقوم دو حرم میں حکایت علی کی ہے

امام الانبیاء کو اطلاع دی گئی تو کملی والے آقائے دو جہاں ﷺ تشریف لائے ابھی تک شیر خدا نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔ نبی نے علی کو گود میں اٹھایا اور خود ہی نہلایا اور ارشاد فرمایا کہ آج علی کو پہلا غسل میں دے رہا ہوں۔ اور کل آخری غسل مجھے علی دے گا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی زبان مبارک حضرت علی کے منہ میں دے دی تو حضرت علی نے آنکھیں کھول دیں۔

اِدھر آغوش کی رحمت اُدھر دیدار کا ارماں
علی نے کھولدیں آنکھیں نبی نے گود پھیلائی

جواں ہونے کے بعد ایک دن حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ تم نے میرے آنیسے پہلے آنکھیں کیوں نہ کھولیں تو حضرت علی نے عرض کیا۔ میری تمنا تھی کہ میری آنکھ کھلے تو میری پہلی نگاہ رخ مصطفیٰ پر پڑے۔

ہاں۔ ہاں وہ علی۔ جن کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ النظر الی وجہ علی ۔عبادۃ۔ ہاں وہ علی جن کو رسول ہاشمی نے اپنی اہل بیت کہا اور اپنی جان کہا۔ امام الانبیا ﷺ نے سیدنا حیدر کرار حضرت مولائے کائنات کے متعلق فرمایا۔

انا مدینتہ العلم و علی بابھا	ہم علم کا شہر ہیں اور علی اس کا دروازہ ہیں
انا دارالحکمتہ و علی بابھا	ہم حکمت کا گھر ہیں اور علی اس کا درواز ہ ہیں
من کنت مولاہ فعلی مولاہ	ہم جس کے مولا ہیں علی بھی اس کے مولا ہیں
ان علی منی و انا منہ	علی ہم سے ہیں اور ہم علی سے ہیں

1۔المستدرک حاکم 140/2 — لاستیعاب مع اصابہ 95/4 — ترمذی 672/2
مسنداحمد 130، 380/4 — ترمذی 631/2 — مسنداحمد 438/4
طبقات ابن سعد 672/2 — مسنداحمد 438/4

Marfat.com

وھو ولی کل مومن من بعدی وہ ہمارے بعد تمام مومنوں کے والی ہیں

گوشت میرا گوشت علی کا علی کا خون میرا خون (1)

علی منی بمنزله الراسی من جسدی علی اور ہم ایسے ہیں جیسے سر اور جسم

انا وعلی من نور واحداً میرا اور علی کا نور ایک ہے

انا و علی شجر واحد میں اور علی ایک ہی درخت سے ہیں

انا مدینته العلم و علی بابھا ہم علم کا شہر ہیں اور علی اس کا دروازہ ہیں

ومن توتی المدینته الامن قبل الباب اور کوئی نہیں آئے گا شہر میں مگر دروازے سے

علی مع قرآن والقرآن مع علی۔ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ

لعلی نبی وحسی و وارث ان علیاء و حسبی و وارثی۔ ہر نبی کا وارث اور وصی ہوتا ہے اور ہمارے وارث اور وصی حضرت علی ہیں۔

امام الانبیاء ﷺ نے امام الاولیاء حیدر کرار کو مخاطب کر کے فرمایا۔ انت سیدی فی الدنیا و الآخر۔ تم دنیا اور آخرت کے سردار ہو۔

ان تکون بمننه لته ھارون و موسیٰ . ولا نبی بعدی۔ تم مجھے ایسے ہو جیسے ہارون اور موسیٰ۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

وانت امام اتی ووصی۔ تم میری امت کے امام اور وصی ہو

فقال انتم تقسیم الجنته و النار۔ فرمایا تم دوزخ اور جنت کے تقسیم کرنے والے ہو۔

وکذب من زعم ان یحبنی الامحب انک . انت منی وانا منک . لحمک لحمی .ودمک ومی وروحک من روحی و سیریر لک من سیرتری . وعلانیک من علانتی۔ وہ جھوٹا ہے جو ہمارے ساتھ جنت کا دعویٰ کرتا ہے اور تمہارے ساتھ نہیں کرتا تم ہم میں سے ہو ہم تم سے ہیں تمہارا گوشت میرا گوشت تمہارا خون میرا خون اور تمہارا بھید ہمارے بھید سے ہے تمہارا اعلان ہمارا اعلان ہے۔

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجھہ کے فضائل کا احاطہ کون کرسکتا ہے۔علی اللہ کی تیغ سلول ہے
علی مرد مقبول ہے علی نفس رسول ہے علی زوج بتول ہے علی کا دوست خدا کا مقبول ہے علی کا دشمن
مرتد و مجہول ہے علی امیر المومنین ہے علی امام المتقین ہے علی خلیفتہ المسلمین ہے علی وسیلہ دنیا و
دین ہے علی مصطفیٰ کی جان ہے علی معرفت کا آسمان ہے علی شمع عرفان ہے علی گلشن محمدی کا
باغبان ہے علی کی محبت جان ایمان ہے علی خدا کی برہان ہے علی اولیاء کا سلطان ہے علی صداقت
کا نشان ہے علی اولیاء کا امام ہے علی اسلام کی آن ہے علی ناطق قرآن ہے علی حافظ قرآن ہے
علی کی شان خدا کی شان ہے۔علی کا کلام محمد کا کلام ہے علی جان اسلام ہے علی کے ہاتھوں میں
ولایت کا نظام ہے علی کا مولد بیت الحرام ہے علی کا احترام محمد کا احترام ہے علی کی سلطنت،
سلطنت اسلام ہے، دونوں عالم میں علی کا فیض عام ہے علی کی محبت معرفت کا جام ہے۔
علی کی زیارت خدا کی عبادت۔علی کی معرفت خدا کی معرفت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں میرا علم قرآن کے متعلق حضرت علی کے
مقابلے میں ایسے ہے جیسے سمندر میں قطرہ۔یہی نہیں بلکہ جناب عبداللہ بن عباس نے فرمایا
رسول اللہ کا علم اللہ کے علم سے ہے اور علی کا علم، علم رسول اللہ سے ہے اور ہمارا علم علی سے ہے

**وقال ابن عباسؓ من علم الله علم علی عن رسول الله ﷺ ھے
وعلمی عن علم علی** ۔ ہی نہیں بلکہ آپ فرماتے ہیں میرا علم اور تمام صحابہ کرام کا علم
حضرت علیؓ کے علم کے مقابلے میں ایسے ہے۔جیسے سات سمندروں میں سے ایک قطرہ۔

بصد تلاش نہ کچھ وسعت نظر سے ملا
نشان منزل مقصود راہبر سے ملا
نبی ملے تو خانہ خدا سے ملے
خدا کو ڈھونڈا تو علی کے گھر سے ملا

Marfat.com

حضرت علی کی شان ولایت من کنت مولاہ فعلی مولاہ

یوں تو یاران نبی سارے کے سارے درخشندہ ستارے ہیں لیکن بعض صحابہ کرام کی ایک منفرد شان ہے حضورؐ نے فرمایا میرے چار وزیر ہیں دو زمین پر ہیں اور دو آسمانوں پر یعنی عالم بالا میں عالم بالا کے وزیر حضرت جبریل اور میکائیلؑ ہیں اور زمینی وزیر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمرؓ ہیں اور پھر حضرت عثمان کی کیا شان ہے کہ حضورؐ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کی زوجیت میں آئیں۔

نور کی سرکار سے پایا دو شالا نور کا
ہو مبارک تجھکو ذوالنورین جوڑا نور کے

حضرت علی شیر خدا کے متعلق فرمایا۔ **من کنت مولاہ فعلی مولاہ** ۔جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے جس کا میں آقا ہوں علی بھی اس کا آقا ہے

علمائے کرام نے مولا کے جو معنی تحریر کیئے ہیں وہ ہدیہ ناظرین ہیں۔

جناب سرکار دو عالم ﷺ حجتہ الوداع سے فارغ ہو کر اپنے مہاجرین وانصار کیساتھ مدینہ پاک کی طرف مراجعت فرمائی راہ میں ایک مقام ''خم'' آتا ہے جو جحفہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے یہاں ایک تالاب ہے جس کا نام غدیر ہے غدیر عربی کا لفظ ہے اردو میں اسے تالاب کہتے ہیں۔اس جگہ کا نام عام روایتوں میں غدیر خم کہلاتا ہے۔آپ نے یہاں قیام فرمایا اور تمام صحابہ کو جمع کر کے مختصر سا خطبہ دیا آپ نے حضرت علی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بلند کیا اور فرمایا۔**من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وا عاد من عاداہ** ۔جس کو میں محبوب ہوں اس کو علی بھی محبوب ہونا چاہئے الٰہی علی سے جو محبت رکھے اس سے تو بھی محبت رکھ اور جو علی سے عداوت رکھے اس سے تو بھی عداوت رکھو۔

Marfat.com

ایک غلط استدلال

بعض حضرات اس واقعہ سے سیدنا علی المرتضیٰ کی خلافت بلا فصل ثابت کرتے ہیں جو بایں وجوہ مردود اور نا قابل قبول ہیں علمائے کرام نے مولا کے جو معنی تحریر کئے ہیں وہ ہدیہ ناظرین ہیں۔ مولا بمعنی مددگار۔محبّ، محبوب، ہمسایہ، چچازاد بھائی، خسر، خلیفہ، سردار، تابع، آزاد غلام، منعم، اور منعم الیہ دوست، بیٹا، چچا، شریک، سرپرست وغیرہ مولا کے کئی معنی ہیں اگر نہیں تو خلیفہ معنی نہیں اگر نہیں کر سکتے تو معنی اولیٰ یا الامامتہ اور خلافت نہیں کر سکتے۔ وِلائت اور وِلائت جدا جدا دو مصدر ہیں وَلائت کے معنی ہیں نصرت۔ اور ولایت کے معنی ہیں تولیت و امامت، مولا وَلائت سے اسم فاعل ہے اور والی ولایت سے ہے لہٰذا مولا کے معنی ہوئے امام حاکم اور خلیفہ۔ مولا کے معنی ہوئے بالتصرف یا خلیفہ اور امام نہیں۔ لغت کتب کی شہرہ آفاق ''قاموس'' میں ہے

المولیٰ . اطالک . والعبد . والمعتق ، والصاحب ، والغرب ، کابن العم ، والجار ، والحنیف ، والدین والھم، والنزیل ، والعشریت ، وابن الاخت ، والمولیٰ ، والرب ، والناصر ، والمنعم ، علیه والمحب، والتابع ، والصھر۔ قرینہ میود ہے کہ یہاں مولا کے معنی محبوب کے ہیں۔ کیونکہ مقابلے میں عداوت مذکور ہے۔

و فی النعایه المولیٰ یقع علی جمعته کنیزة کالارب والمالک واسید والمنعم ولاناصر والمحب التابع والجار وابن العم والحلیف والعصر والعبد والنعم علیه (مرقانه شرح مشکوۃ ملد علی قاری)

الولایته النصرة االولایته تولی الام ر (مفردات راغب اصفہانی (رواہ احمد مشکوٰۃ باب۔ مناقب حضرت علی)

حضرت فاروق اعظم نے غدیر خم کے موقع پر حضور کے خطبہ کے بعد حضرت علی کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے فرمایا اکبخت وامیت مولا کل مومن و مومنته۔ یعنی تم صبح وشام

Marfat.com

ہر وقت ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت کے مولا ہو۔

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرات خلفائے راشدین حضور ﷺ کی حیات مقدسہ میں بھی حضور کے ساتھ رہے اور آپ کی ذات پاک کی موجودگی میں ہی حضور کی خلافت اور جانشینی کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور حضورؐ نے خاص ان معاملات میں بھی جو منصب رسالت اور مقام نبوت سے تھے ان حضرات کو اپنا خلیفہ فرما کر ان کی عظمت شان و جلالت قدر کو بھی ظاہر نہیں کیا بلکہ یہ بھی بتلا دیا کہ یہ حضرات مجھ سے جدا نہیں ان کی قیادت و امامت اور ان کی اطاعت میری ہی اطاعت ہے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

کرم اللہ وجہہ کی وجہ تسمیہ

جناب رسالت مآب ﷺ کے تمام صحابہ کرام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آتا ہے اور حضرت علی کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجہہ آتا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ اس عاجز نے علمائے کرام سے رابطہ کیا اور اس لفظ کی وضاحت طلب کی لیکن کسی نے بھی جواب دینا گوارا نہ کیا اس مسئلے کو جانتے ہی نہیں یا ان باتوں کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے کون کتابوں کی ورق گردانی کرے کون دماغ سوزی کرے۔ جو عالم ہیں ان کے پاس وقت نہیں اور جو صرف واعظ ہیں وہ جانتے ہی نہیں۔

کرم اللہ وجہہ کے سلسلے میں میری نظر سے کافی روایات گزری ہیں کچھ روایات ادب کے منافی ہیں لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ جب آپ کی ولادت شریفہ ہوئی تو آپ کی آنکھیں بند تھیں اور ایک ہاتھ منہ پر رکھا ہوا تھا حضور تشریف لائے تو فرمایا علی آنکھیں کھولو تو آپ کی آواز سن کر حضرت علی نے آنکھیں کھول دیں تو حضرت علی کی پہلی نظر ہی مصطفیٰ پر پڑی پھر حضورؐ نے اپنی زبان ان کے منہ میں ڈال دی اور پھر اپنا لعاب دہن بھی منہ میں ڈال دیا گویا علم اور کمالات کا سمندر حضرت علی کے سینے میں ٹھاٹھیں مارنے لگا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ حضرت علی کے

Marfat.com

چہرے کو دیکھنا عبادت ہے النظر الی وجهه علی عبادة نیز آپ کا خاندان بھی ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک رہا حضرت ہاشم سے لے کر حضور تک اصلاب اور ارحام پاک صاف تھے حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں سے حضرت عبداللہ، حضرت عباس، حضرت امیر حمزہ، حضرت ابوطالب ان کے حسبی اور نسبی واسطہ سے سب لوگ دین ابراہیمی پر تھے اور موحد تھے البتہ وہ اس تذبذب میں تھے کہ اللہ کی عبادت کا کون سا طریقہ ہے حضرت خدیجہ قبل از اسلام بھی طاہرہ کے لقب سے ملقب تھیں اسی طرح ورقہ بن نوفل بھی دین ابراہیمی پر تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جن ہستیوں کا انتخاب کرنا تھا انہیں پاک اور صاف رکھا پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس صدف رحم سے حضرت علی جیسی شخصیت نے پیدا ہونا تھا وہ بت پرست ہوتیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ حضور ﷺ حضرت فاطمہ بنت اسماء اور حضرت علی کی والدہ کو بجائے چچی کے امی جان فرمایا کرتے تھے امی بعد امی۔ ان کا حضور ﷺ کے ساتھ بہت پیار تھا اسی کا نتیجہ تھا کہ جب ان کی وفات ہوئی تو کفن کے لئے حضور نے اپنا کرتہ عنایت فرمایا اور قبر میں چچی کی میت رکھنے سے پہلے خود لیٹے رہے۔ فرمایا میں نے یہ کام اسلئے کیا کہ قبر کی وحشت دور ہو جائے۔

حضرت علی، علم کا دروازہ

حضرت علامہ اسماعیل اپنی تفسیر روح البیان میں وفی انفسکم افلا بتصرون کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے بعض منافقین نے نبی کریم ﷺ کے علم غیب پر اعتراض کیا حضرت علی کرم اللہ وجھہ کو پتہ چلا تو آپ نے سارے شہر میں منادی کرادی اور جب مدینہ کے تمام لوگ مسجد نبوی میں جمع ہو گئے تو آپ منبر رسول پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کہ میرے نبی کے علم غیب پر اعتراض کرنے والو میں نبی نہیں ہوں بلکہ علی ہوں اور نبی کا غلام ہوں اور پھر فرمایا یاسئلونی عماد ون العرش ۔ کہ آج مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو میں تم کو عرش عظیم کی باتیں بتاؤں گا ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور بولا آپ نے یہ دعویٰ کیا ہے تو بتاؤ کہ هل رأیت ربک ۔ یا علی کیا تو نے اپنے رب کو دیکھا ہے آپ جوش میں آ گئے

Marfat.com

اور فرمایا کہ خدا کی قسم کہ میں ایک سجدہ کرتا ہوں اور دوسرا سجدہ اس وقت تک نہیں کرتا جب تک خدا کو نہ دیکھ لوں پھر فرمایا۔ قال سئلونی عن طرق السموٰت والارض، فانی اعلم لھا من طرق الارض ۔حضرت علی نے فرمایا مجھ سے پوچھو میں زمین اور آسمان کی ہر چیز کو جانتا ہوں فجاء جبریلؑ انسانی صورت میں آئے فرمایا اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو بتاؤ اس وقت جبریل کہاں ہیں تب شہنشاہ ولایت نے زمین و آسمان پر نظر ڈالی تو جبریل کہیں نظر نہیں آیا۔ اس لئے ہم دونوں میں سے ایک جبریل ہے چونکہ میں علی ہوں جبریل نہیں ہوں لہٰذا تم ہی جبریل ہو اور پھر کسی نے حضرت علی سے پوچھا کہ آپ کو اتنا علم کہاں سے آ گیا تو آپ نے جواب دیا یہ سب کچھ نبی کریمؐ کے لعاب دہن کا صدقہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے محبوب کے ذریعے مجھ کو عطا فرمایا ہے نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے بارگاہ نبوت سے علم اس طرح منتقل ہوا جس طرح چڑیا اپنے بچے کے منہ میں دانہ ڈالتی ہے (روح البیان ۲ص ۱۰۵)

شیخ محقق دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے یہ جواب دیا چوں کہ غسل داداہ شد آنحضرت راجمع شدآب در پلک ہائے وے۔ پس برداشتم من دوران راخود بردم۔

جب میں نے حضور کو آخری غسل دیا تو پانی کے دو قطرے سرور عالم ﷺ کی پلکوں پر ٹھہرے ہوئے تھے تو میں نے ان کو اپنی زبان سے چوس لیا تو پھر علم و ادراک کا سمندر میرے سینے میں ٹھاٹھیں مارنے لگا زمینوں، آسمانوں اور عرش و کرسی کا علم حضر.۔علی کو نہ ہوتا تو اس میں صرف نہ حضرت علی کی توہین تھی بلکہ سید المرسلین کی توہین بھی تھی کیونکہ جب نبی کریم نے فرمادیا تھا کہ انا مدینته العلم و علی بابھا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اسکا دروازہ۔ یہ سارا کمال ان دو قطر:ں کا ہے جو حضرت علی نے آپ کی پلکوں سے اپنی زبان سے چوسے تھے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

جن کی دو بوندیں ہیں کوثر و سلسبیل۔ ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی

اس دریائے رحمت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

جن کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات۔ ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی

ان کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

حضورؐ نے فتح مکہ کے بعد بڑے جاہ و جلال، بڑی شان و شوکت اور بڑی آب و تاب کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ورود فرمایا۔ اللہ کے گھر خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت تھے جن کی پرستش کی جاتی تھی اللہ کی طرف سے حکم آیا کہ میرے محبوبؐ ان بتوں کو توڑ کر میرے گھر کو پاک کر دے۔ نبی کریمؐ نے ایک چھڑی لی اور بتوں کو توڑنے لگے اور ساتھ ہی یہ پڑھتے جاتے تھے۔ جاء الحق و زهق الباطل . ان الباطل كان زهوقاً ۔ قریب قریب والے توڑ ڈالے آس پاس والے خود توڑے مگر چند ایک بت بہت اونچے تھے اور نبی کریم کا ہاتھ وہاں نہیں پہنچا تھا اس لئے امام الانبیاء ﷺ نے آواز دی۔ این علی۔ علی کہاں ہیں صدائے نبوت سنکر مولائے کائنات حاضر ہو گئے اور عرض کی آقا غلام حاضر ہے آقا کا کیا حکم ہے کملی والے نے فرمایا علی ان بتوں کو توڑ دو بہت اونچے ہیں میرا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچ رہا ہے عرض کی آقا اگر یہ نیچے اور نزدیک والے توڑے ہیں تو یہ بھی توڑ دو فرمایا بہت اونچے ہیں تو عرض کی آقا سمجھ نہیں آتی یہاں فرماتے ہیں میرا ہاتھ وہاں نہیں پہنچ سکتا اور وہاں انگلی کا ایک اشارہ کرو تو چودہویں رات کا چاند توڑ دو تو پھر عرض کی آقا اگر آپ کا ہاتھ وہاں نہیں پہنچ سکتا تو نہ سہی میں بیٹھ جاتا ہوں آپ میری پشت پر کھڑے ہو کر بتوں کو توڑ دیں تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا اور مسکرائے فرمایا تم نے ٹھیک کہا ہے تم اگرچہ شیر خدا ہو مگر نبوت کا بوجھ نہ اٹھا سکو گے حضرت علی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ پھر کیا کیا جائے امام الانبیاء نے فرمایا میں بیٹھ جاتا ہوں تم میرے کندھوں پر چڑھ کر بتوں کو توڑ دو چنانچہ آقا بیٹھ گئے اور حضرت علی کندھوں پر چڑھ کر بتوں کو توڑنے لگے۔

امام الانبیاء نے فرمایا علی تم اس وقت کہاں پہنچ گئے ہو تو شیر خدا نے فرمایا آقا آپ اگر حکم کریں تو عرش عظیم کو پکڑ کر نیچے کھینچ لاؤں۔ غور کرو جس نبی کے کندھے پر بیٹھ کر حضرت

Marfat.com

علی عرش عظیم کے پائے کو پکڑ سکتا ہے تو وہ نبی معراج کی رات کو کہاں پہنچا ہوگا بت ٹوٹ گئے حضرت علی نیچے اتر آئے تو مسکرائے کملی والے نے فرمایا علی مسکرائے کیوں ہو۔ عرض کی یا رسول اللہ میں نے عرش سے چھلانگ لگائی تو مجھے کچھ نہیں ہوا حضورؐ نے فرمایا چڑھایا میں نے تھا اتارا جبریلؑ نے (تاریخ الخلفاء ص ۱۲۲)

حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا علی مع القرآن والقرآن مع علی۔ فرمایا قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن یک ساتھ یہ دونوں حوض کوثر تک نہیں جدا ہو سکتے (تاریخ الخلفا ص ۱۲۲) ترمذی شریف ۲ ص ۲۱۵)

دوسری جگہ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ولا یحب علیا منافق ولا بغضہ مومن۔ حضرت علی سے محبت کرنے والا مومن ہے اور بغض رکھنے والا منافق ہے حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ النظر الی وجہ علی عبادۃ۔ کہ حضرت علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے اسی لئے حضرت علی کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجھہ بوجہ تکریم اور احترام کے۔ حضرت اسماعیل حقی فرماتے ہیں۔

جنگ خیبر سے واپسی پر صہبا کے مقام پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تھک گیا ہوں تو حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے زانو پر سر رکھ کر لیٹ جائیں چنانچہ سید المرسلین ﷺ حضرت علی کے زانو پر سر رکھ کر لیٹ گئے اور آنکھ لگ گئی غور کرو گود علی کی ہے اور سر اقدس سرکار دو عالم ﷺ کا۔

زمین پر عرش اعلیٰ کے نشان معلوم ہوتے ہیں

علی کی گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے ہیں

اور اتفاق ایسا تھا کہ حضرت علی نے عصر کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔ اور سورج غروب ہوتا دکھائی دے رہا تھا اور عصر کی نماز کا وقت بھی تنگ ہوا جا رہا تھا مگر وہ مجسمہ دین و ایمان اور پیکر علم و عرفان اور سراپا تفسیر قرآن عشق مصطفی ﷺ اور اطاعت رسول میں ایسے محو تھے کہ نہ نماز قضا

Marfat.com

ہونے کی فکر تھی اور نہ ہی ایک اہم فریضہ چھوٹ جانے کا غم۔ پس نگاہیں مرتضیٰ کی تھیں اور رخ انور مصطفیٰ ﷺ کا۔

میری نماز ہے یہی اور میرا سجود ہے یہی
کہ میری نظر کے سامنے جلوہ حسن یار ہو

وہ جانتے تھے اور ان کا عقیدہ تھا۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ کہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ آج کل کا کوئی ملا ہوتا تو کملی والے کو جگا کر کہتا کہ میری نماز قضا ہو رہی ہے مگر وہ علی تھے جو راز دار مصطفیٰ تھے اور باب مدینۃ العلم تھے اور وہ جانتے تھے۔

نمازیں پھر ادا ہوں گر قضا ہوں۔ نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

نماز قضا ہوگئی تو پھر پڑھ لوں گا مگر خدا جانے محبوب خدا کا سر اقدس میری گود میں پھر آئے یا نہ آئے آخر سورج غروب ہو گیا اور حضرت علی کی نماز قضا ہوگئی اور آنسو جاری ہو گئے آقا خواب سے بیدار ہوئے چشم نبوت کھولی حضرت علی کو روتے ہوئے دیکھا فرمایا علی روتے کیوں ہو عرض کی آقا نماز قضا ہوگئی علی کی ایک نماز قضا ہوئی تو رونے لگے اور محبان کی پانچوں معاف (استغفر اللہ) کملی والے نے فرمایا جگا کر نماز پڑھ لینی تھی عرض کی آقا میرے ایمان اور عشق نے پسند نہ کیا کہ آپ کو جگا کر آپ کے آرام میں خلل پیدا کروں۔

غور کرو۔ حضرت علی کے سامنے دو مسئلے آ گئے نبی کی اطاعت اور ایک خدا کی اطاعت۔ عبادت خدا کی کرتے ہیں تو اطاعت مصطفیٰ جاتی ہے اگر اطاعت مصطفیٰ کرتے ہیں تو عبادت خدا جاتی ہے مگر شیر خدا نے اطاعت خدا کو بھی اطاعت مصطفیٰ ہی سمجھا اور اگر وہ اطاعت مصطفیٰ چھوڑ کر اطاعت خدا کرتے تو ہو سکتا تھا کہ وہ قبول ہی نہ ہوتی مگر اطاعت مصطفیٰ کا یہ انعام ملا کہ ڈوبا ہوا سورج پھر عصر کے وقت پر آ گیا تو حضرت علی نے عصر کی نماز ادا کی۔ سورج غروب نہیں ہوتا بلکہ وہ عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ سورج

Marfat.com

غروب ہو گیا اس قانون قدرت کے مطابق سورج عرش کے نیچے سجدہ کر رہا تھا اور ادھر کملی والے کی انگلی کا اشارہ ہوا تو سورج نے عرض کی کہ تیرے عرش کے سجدے چھوڑ کر کیسے واپس جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج میرے عرش کا سجدہ تو قضا ہو سکتا ہے لیکن علی کی نماز قضا نہیں ہو سکتی یہ نبی کا معجزہ تھا اور علی کی کرامت تھی اعجاز نبوت بھی تھا اور شان ولایت بھی تھی وہ مرکز نبوت تھا یہ منبع ولایت تھا وہ خدا کا رسول تھا اور یہ زوج بتول تھا وہ مصطفیٰ تھا اور یہ مرتضیٰ تھا

ذات اور دروازہ شہر علوم

زیر فرمائش حجاز و چین روم

آپ کی ذات علوم کے شہر کا دروازہ ہے حجاز چین اور روم آپ کے زیر فرمان ہیں۔ ابن سعد حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کی قسم مجھے ہر ایک آیت کا شان نزول اور کہاں نازل ہوئی اور کس کے حق میں نازل ہوئی سب کچھ معلوم ہے کیونکہ میرے رب نے مجھے قلب عقل اور زبان ناطق عطا فرمائی (طبرانی تاریخ الخلفاء)

حضرت ابن سعد ابوالفضل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مولا علی نے فرمایا۔ کہ جس کسی نے قرآن کے متعلق پوچھنا ہو تو وہ مجھ سے پوچھ لے کیونکہ کوئی آیت ایسی نہیں جو مجھے معلوم نہ ہو کہ کس دن نازل ہوئی دن میں نازل ہوئی یا رات کو نازل ہوئی میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔ مذکورہ بالا روایات صحیحہ سے ثابت ہوا کہ باب مدینۃ العلم علی کرم اللہ وجھہ الکریم قران کریم کے سب سے بڑے عالم تھے کوئی آیت مکی ہو یا مدنی۔ سفری ہو یا حضری، ناسخ ہو یا منسوخ، محکم ہو یا متشابہات، لیل کی ہو یا نہار کی، تنزیل کی ہو یا تاویل کی سب کچھ جاننے والے تھے اور ہر آیت کو منشا خداوندی کے مطابق جانتے تھے یہ وہ لوگ تھے جن کو خود قرآن نے راسخ العلوم فی القرآن کا لقب بخشا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے بسم اللہ شریف کے حرف با کی تفسیر بیان کی یہاں تک کہ صبح ہو گئی آخر آپ نے فرمایا کہ اگر رات اور ہوتی تو میں اسی طرح بیان کرتا میں نے سمندر میں سے قطرہ بھی بیان نہیں کیا حضرت علی

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ اگر میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھوں تو ستر اونٹ کتابوں سے لادے جائیں تو بھی تفسیر سورۃ فاتحہ ختم نہ ہو سکے (الحلیہ ا ص ۶۵)

یہ ہے خاموش قرآں اور وہ قرآن ناطق ہیں

نہ ہوں جس دل میں یہ انہیں قران کا کیا رشتہ

روایت میں آتا ہے کہ آپ کی یہ کرامت تھی کہ آپ گھوڑے پر سوار ہو کے جناب مولا علی رکاب میں ایک پاؤں رکھتے اور دوسرا پاؤں دوسری رکاب میں رکھتے یہاں تک پورا قرآن پڑھ کر ختم فرما دیتے۔ اللہ اللہ۔ یہ تھی شان کرامت۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ قرآن سات قرأتوں میں نازل ہوا اور ہر حرف جو ہے اس کے ایک ظاہری اور دوسرے باطنی معنی ہیں اور ہر حرف کا ظاہر و باطن کا علم سیدنا علی المرتضیٰ کو حاصل ہے۔

ایک عجیب فیصلہ

حضرت علی کے زمانے میں دو عورتوں نے بچے جنے رات اندھیری تھی ایک کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور دوسری کے ہاں لڑکی۔ دونوں میں جھگڑا اس بات پر ہوا کہ ہر ایک عورت کہتی تھی کہ لڑکا میں نے جنا ہے۔ آخر دونوں عورتیں حضرت علی کے پاس آئیں ہر ایک یہی کہتی تھی کہ لڑکے کی ماں میں ہوں حضرت علی نے فرمایا کہ تم دونوں اپنی چھاتیوں سے تھوڑا تھوڑا دودھ نکال کر دو اور برتنوں میں رکھو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا آپ نے دونوں دودھوں کو تولا تو ایک کا وزن زیادہ تھا اور دوسرے کا کم تھا جس کا دودھ زیادہ وزنی ہے لڑکا اس کا ہے یہ فیصلہ سن کر لوگوں نے حضرت علی سے دریافت کیا۔ یا حضرت آپ نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا ہے۔ تو فرمایا قرآن پاک کی اس آیت سے۔

للذکر مثل حظ الانثیین۔ اس آیت میں یہ بھی استدلال ہے کہ خدا نے مرد کو ہر چیز میں فضیلت دی ہے حتیٰ کہ غذا میں بھی۔ پس میں نے اس حقیقت کے پیش نظر سوچا تھا کہ لڑکے کی

Marfat.com

ماں کا دودھ ضرور وزنی ہوگا۔

ایک شخص کی ڈاڑھی بہت مختصر تھی تھوڑی پر گنتی کے چند بال تھے اور حضرت علی کی داڑھی مبارک گھنی اور بھری ہوئی تھی ایک دن وہ یہودی حضرت علی سے کہنے لگا اے علی۔ تمہارا دعوٰی ہے کہ قرآن میں جمیع علوم ہیں اور تم باب مدینۃ العلم ہو تو بتاؤ۔ قرآن میں تمہاری گھنی داڑھی اور میری مختصر داڑھی کا ذکر ہے تو سیدنا علی نے فرمایا ہاں سنو قرآن میں آتا ہے کہ **والبلد الطیب یخرج نباته باذن ربه والذی خبث لایخرج الا نکداً**۔ یعنی جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے خوب نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس سے نہیں نکلتا مگر تھوڑا اور مشکل تو وہ اے یہودی اچھی اور پاکیزہ زمین میری ٹھوڑی ہے جس میں خوب گھنے بال داڑھی کے اگے ہوئے ہیں اور خراب اور پلید زمین تیری ٹھوڑی ہے جس سے کچھ اگتا ہے تو مشکل سے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ بے شک ہم میں سے حضرت علی بہترین فیصلہ کرنے والے ہیں اور ابن مسعود کہتے ہیں کہ اہل مدینہ میں علی سے زیادہ معاملہ فہم کوئی نہ تھا۔

عیسائی پادری کے سوالات

سیدنا عمر فاروقؓ کے خلافت کے زمانے میں نجران کا ایک عیسائی پادری اسلام پر اعتراض کرنے کے لئے چند سوالات سوچ کر آیا حضرت فاروق اعظم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے اجازت طلب کی اس وقت حضرت فاروق اعظم کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی موجود تھے حضرت عمرؓ نے پادری کو اپنی عدالت میں آنے کی اجازت دے دی جب یہ یہودی اندر داخل ہوا حضرت امیر المومنین سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ میں چند سوالات لے کر آیا ہوں اجازت ہو تو بیان کروں اور آپؐ ان کا جواب دیں امیر المومنین نے فرمایا۔ ہاں پہلے سوال بیان کرو۔

(۱) آپ کا قرآن جنت کا کچھ ایسا طول وعرض بیان کرتا ہے جو میری سمجھ میں نہیں آتا آپ کا

Marfat.com

قرآن کہتا ہے کہ جنت کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہوگا یہ بتلا دیجئے کہ جب جنت اتنی بڑی ہوگی تو دوزخ کہاں واقع ہوگی۔

(۲) وہ کیا چیز ہے جو میوہ ہائے جنت کے مثل ہے۔

(۳) آسمان کا کوئی قفل ہے۔

(۴) زمین پر سب سے پہلے کس کا خون گرا تھا

حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت مولا علی سے فرمایا کہ آپ اس کے چاروں سوالوں کا جواب دیں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ نے اسی وقت یہودی سے مخاطب ہو کر فرمایا اے یہودی اپنے جملہ سوالات کے جواب سن۔

اگر دل چاہے تو نوٹ کر لیجئے تم نے قرآن پاک کی اس آیت پر اعتراض کیا ہے کہ جب جنت کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے تو دوزخ کہاں واقع ہوگی۔ یہودی مجھے اس بات کا جواب دو کہ جب رات آتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے اور جب دن ہوتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے پادری یہ جواب سن کر حیران رہ گیا۔

تمہارا دوسرا سوال وہ کیا چیز ہے جو میوہ ہائے جنت کے مانند ہے فرمایا وہ قرآن ہے۔ کہ تمام مخلوق اس سے استفادہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو بھی اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہو سکتی گویا جنت کے میوہ جات بھی اسی طرح کے ہیں۔

تیسرا سوال۔ کہ آسمانوں کا قفل کیا ہے فرمایا وہ قفل شرک ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا جائے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا قفل کی کنجی کلمہ شہادت ہے جس کی پرواز اور رسائی عرش سے فرش تک ہے۔

چوتھا سوال۔ زمین پر سب سے پہلے کس کا خون گرا تھا آپ نے فرمایا کہ تمہارا یہ گمان ہے کہ چمگادڑ کا خون سب سے پہلے زمین پر گرا یہ غلط ہے سب سے پہلا خون حضرت حوا کا تھا جو ہابیل کی ولادت کے وقت زمین بوس ہوا تھا

پادری یہودی نے کہا بخدا یہ سچ ہے مگر میرے ایک سوال کا جواب اور دیجئے حضرت علی نے

Marfat.com

فرمایا آخری سوال بھی پوچھ لے تا کہ تمہارے دل میں کوئی حسرت نہ رہے کہنے لگا بتایئے۔ کہنے لگا۔ خدا کہاں ہے۔ حضرت مولائے کائنات نے متبسم ہو کر فرمایا یہی سوال میں نے اپنے آقا و مولا سے کیا تھا اور اپنی آنکھوں کے سامنے یہ منظر دیکھا تھا کہ ایک فرشتہ حضورؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو فرشتے نے کہا کہ ساتویں آسمان کا مکین ہوں اور اپنے رب کے پاس سے آیا ہوں۔ پھر دوسرا فرشتہ آیا تو آپ نے اس سے بھی یہی سوال کیا کہ کہاں سے آئے ہو فرشتے نے کہا میں اپنے رب کے پاس سے آیا ہوں اور ساتویں طبق زمین سے آ رہا ہوں اس کے بعد پھر ایک اور فرشتہ مغرب سے آیا اور ایک مشرق سے آیا دونوں سے یہی سوال کیا گیا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ ہم اپنے رب کے پاس سے مشرق اور مغرب سے آ رہے ہیں۔ پس اے نصرانی! اللہ تعالیٰ یہاں بھی ہے اور وہاں بھی ہے زیر زمین میں بھی ہے اور بالائے آسمان بھی پس وہ کون سی جگہ ہے جو وہاں نہیں۔

فاینما تولو. فثم وجه الله ۔نصرانی پادری حضرت علی کرم اللہ وجہہ امام المشارق والمغارب مدینۃ الحکمۃ کے جوابات سن کر اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

یہودی عالم کے سات سوال

ایک عالم جس کا نام صغر تھا ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ میرے چند سوالات کے جواب دیجیے حضرت علی نے فرمایا پوچھو کیا پوچھتے ہو۔ فرمایئے۔

۱) وہ کون سا فرد ہے جس کا نہ باپ ہے نہ ماں۔

۲) وہ کون سی عورت ہے جس کا نہ باپ ہے نہ ماں۔

۳) وہ کون سا مرد ہے جس کی ماں تو ہے باپ نہیں۔

۴) وہ کون سا پتھر ہے جس نے جانور جنا ہے۔

۵) وہ کون سی عورت ہے جس نے ایک ہی دن میں تین گھڑیوں میں بچہ جن دیا۔

۶) اور وہ کون سے دو دوست ہیں جو آپس میں کبھی دشمن نہ بنیں گے۔

Marfat.com

۷)اور وہ کون سے دو دشمن ہیں جو آپس میں کبھی دوست نہیں بنیں گے۔

جواب سنو!

۱)وہ مرد جس کا نہ باپ ہے نہ ماں وہ حضرت آدمؑ ہیں۔

۲)اور وہ عورت جس کا نہ باپ ہے نہ ماں وہ حواؑ ہیں۔

۳)اور وہ مرد جس کا ماں ہے باپ نہیں۔عیسیٰؑ ہیں۔

۴)اور وہ پتھر جس نے جانور جنا ہے حضرت صالحؑ کی اونٹنی پیدا ہوئی۔

۵)وہ عورت جس نے ایک ہی دن میں تین گھڑیوں میں بچہ جنا وہ حضرت مریمؑ ہیں جن کو ایک گھڑی میں حمل ٹھہر گیا دوسری گھڑی میں دردزہ شروع ہوا اور تیسری گھڑی میں حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے۔

۶)اور وہ دوست جو آپس میں کبھی دشمن نہ بنیں گے۔روح اور جسم ہیں۔

۷)وہ دوست جو آپس میں کبھی دوست نہ بنیں گے وہ موت اور حیات ہیں۔

یہودی نے یہ سن کر عرض کی واقعی اے مولا علی آپ نے بالکل صحیح جواب دیئے اور آپ واقعی مدینتہ العلم ہیں۔

ایک نوجوان اور ماں (فیصلہ)

حضرت مولا علی کے عہد خلافت میں ایک نوجوان آیا اور عرض کی یا امیر المومنین مجھ میں اور میری ماں میں فیصلہ فرمادیں میری ماں نے باوجود اس کے مجھے نو ماہ شکم میں رکھا بعد اسکے اس کی گود میں دو سال دودھ پیا اور جب میں جوان ہوا اس نے مجھے گھر سے نکال دیا اور کہتی ہے کہ تم میرے بیٹے نہیں ہو حضرت مولا علی نے فرمایا تمہاری والدہ کہاں ہے اس نے کہا گھر میں ہے آپ نے فرمایا کہ اپنی ماں کو میرے پاس لے آؤ حکم کی تعمیل پر اس عورت کو اس کے چار بھائیوں اور چالیس مصنوعی گواہوں سمیت لایا گیا جو اس بات کی قسم کھاتے تھے کہ یہ عورت اس جوان کو جانتی ہی نہیں بلکہ یہ جوان جھوٹا دعویٰ کر رہا ہے نوجوان نے عرض کی یا امیر

Marfat.com

المومنین! اللہ کی قسم یہ میری ماں ہے آپ نے عورت سے کہا بتا درست ہے کہنے لگی۔ یا امیر المومنین! میں اس نوجوان کو جانتی ہی نہیں میں ابھی کنواری ہوں جب شادی نہیں کی تو بچہ کیسے جن سکتی ہوں آپ نے فرمایا گواہ پیش کر سکتی ہو تو چالیس گواہ عورت کی حمایت میں بولے۔ مولا علی نے فرمایا اب میں فیصلہ کرتا ہوں جس کو میرا اللہ پسند کرے گا کیوں عورت تیرا کوئی ولی ہے یہ میرے بھائی ہیں آپ نے فرمایا بتاؤ میرا فیصلہ تمہارے لئے اور تمہاری بہن کے لئے قابل قبول ہو گا چاروں بھائی بولے کیوں نہیں۔ آپ کا فیصلہ قبول ہو گا حضرت علی نے فرمایا واللہ میں نے خدا اور حاضرین کی موجودگی میں بلا شک اس عورت کو اس نوجوان کے ساتھ بیاہ دیا اور مہر چار سو نقد درہموں سے۔ اے قبر! میرے مال سے نقد درہم اس نوجوان کو دو نوجوان نے درہم لے لئے آپ نے فرمایا اپنی عورت کو گود میں ڈال دو اور چلے جاؤ اب میرے پاس اس حالت میں آنا تم میں غسل کے آثار موجود ہوں یعنی بعد مباشرت غسل کے نوجوان یہ ارشاد سن اٹھا اور درہم عورت کی گود میں ڈال دیئے۔

عورت چلا کر بولی یا امیر المومنینؑ! جہنم۔ جہنم۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ مجھ کو میرے فرزند سے بیاہ دیں میرے بھائیوں نے مجھے ایک کمینے آدمی سے بیاہ دیا جس سے یہ فرزند پیدا ہوا پھر جب بالغ ہوا تو بھائیوں نے مجھے کہا اس کی فرزندی سے انکار کر کے اس کو گھر سے نکال دو۔ اللہ کی قسم یہ میرا فرزند ہے آپ نے فرمایا اچھا جاؤ اور اپنے بیٹے کو لے جاؤ۔

میاں بیوی۔ ماں بیٹا

جب سیدنا علی المرتضٰی کوفہ میں تشریف لائے تو آپ کے ساتھ اور بھی لوگوں نے پناہ لی ان میں ایک نوجوان بھی لشکر میں شامل ہو گیا پھر کچھ عرصہ بعد اس نوجوان نے ایک عورت سے نکاح کر لیا اس کے دوسرے روز نماز فجر کے بعد آپ نے ایک شخص کو بلا کر فرمایا کہ کوفہ کے فلاں محلے میں جاؤ اور فلاں مکاں سے ایک مرد اور عورت آپس میں لڑ رہے ہیں یہ نشانی ہے ان کی کہ وہ ایک دوسرے کو طعن و تشنیع کر رہے ہیں تم ان دونوں کو میرا نام لے کر بلاؤ

Marfat.com

وہ آدمی حکم کے مطابق جب اس محلے میں گیا تو واقعی وہی طرز عمل اور اسی نشاندہی پر وہ ان کے مکان تک پہنچ گیا۔ ان کو جا کر کہا کہ تم دونوں کو امیر المومنین بلا رہے ہیں وہ اسی وقت اٹھے اور دونوں مرد و عورت حاضر خدمت ہو گئے آپ نے فرمایا اے عورت اور مرد مجھے یہ بتاؤ کہ ساری رات اور اب دن چڑھ گیا ہے تم آپس میں کیوں لڑتے رہے ہو اس شخص نے عرض کیا حضور یہ میری بیوی ہے کل اس کے ساتھ میرا نکاح ہوا جب آپس میں ملنے کا وقت آیا تو اس نے مجھ سے نفرت کی اور مجھے بھی اس سے نفرت ہو گئی اسی طرح ایک دوسرے کو طعنہ دیتے رہے اور ساری رات گذر گئی اور صبح تک یہی چکر رہا۔ آپ نے فرمایا اچھا یہ بات ہے کہ تم آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے ہو اب میں علیحدہ بات کرتا ہوں آپ نے عورت کو یہ فرمایا کہ تم جانتی ہو یہ نوجوان کون ہے عورت نے کہا حضور قطعاً پتہ نہیں آپ نے فرمایا میں تجھ پر ایک بات ظاہر کرتا ہوں اگر وہ سچی ہو تو انکار نہ کرنا اس میں تمہاری بھلائی ہے اور اس کو برا بھی محسوس نہ کرنا اس عورت نے اقرار کیا کہ جھوٹ نہیں بولوں گی تو حضرت علی نے فرمایا کہ کیا تو فلاں آدمی کی بیٹی ہے کہنے لگی ہاں! فرمایا تمہاری ماں کا نام یہ ہے فرمایا تمہارا ایک چچازاد بھائی تھا اور تم دونوں کی آپس میں محبت تھی عورت نے کہا درست ہے۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ اس سے نکاح نہیں کرنا چاہتا تھا عورت نے کہا ہاں۔ پھر تیرے باپ نے اس کو پڑوس سے بھی نکال دیا تھا۔ عورت نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر تو ایک رات قضائے حاجت کے لئے گھر سے نکلی اور وہ تمہاری انتظار میں تھا اور تم اس کو جا کر ملی تھیں پھر اس سے وہ حرکت ہوئی یعنی تجھ سے جماع کیا اور تو حاملہ ہو گئی پھر تو نے اپنے حمل میں جو تھا چھپایا اور تیری ماں کو یہ بات معلوم ہو گئی تھی اور وہ وضع حمل کے وقت تجھ کو اپنے ساتھ لے کر رات کے وقت باہر نکلی اور تجھے لڑکا پیدا ہوا اور تم نے کپڑے میں لپیٹ کر وہیں رکھ دیا اور خود وہاں سے آ گئیں اتنے میں ایک کتا آیا اور اس کو سونگھنے لگا تجھ کو خیال آیا کہ اس کو کھا نہ جائے تو نے ایک پتھر اٹھایا اور کتے کو مارا لیکن وہ پتھر اس بچے کو لگ گیا اس سے اس کا سر زخمی ہو گیا تو نے اور تیری ماں نے اس وقت وہاں پہنچ کر اس کے سر پر پٹی باندھی۔ اور بچہ وہیں چھوڑ کر تم دونوں گھر چلی گئیں کیا معلوم وہ بچہ

Marfat.com

کہاں گیا اور اسے کیا ہوا۔
باب مدینتہ العلم سیدنا علی کرم اللہ وجھہ سے کئی سالوں کا حال سن کر عورت سخت حیران ہوئی ایک طرف آپ کا بیان اور دوسری طرف اپنے اس وقت کا خیال عورت نے عرض کیا حضور جیسے آپ نے فرمایا ہے۔ درست ہے ایک لفظ بھی غلط نہیں اچھا آگے سن لو۔ پھر جب صبح ہوئی تو فلاں قوم کے لوگ اس جگہ سے گزرے تو انہوں نے کپڑے میں رکھا ہوا بچہ دیکھا جو ابھی زندہ تھا وہ اس کو اٹھا کر لے گئے پھر وہ پرورش پا کر جوان ہوا اور ان لوگوں کے ساتھ کوفہ آیا اور پھر تیرا اس کے ساتھ نکاح کر دیا گیا یہ تیرا وہی لڑکا ہے پھر آپ نے اس جوان سے فرمایا اپنا سر کھول اس نے سر سے کپڑا اتارا تو زخم کا نشان موجود تھا آپ نے فرمایا خدا کا شکر کرو تم ایک دوسرے سے کسی بہانہ حرام کے مرتکب نہ ہوئے تم ماں بیٹا ہو۔ فرمایا یہ تمہارا بیٹا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اس کام سے بچالیا ہے جو حرام تھا اپنے بیٹے کو لے جاؤ تمہارا کوئی نکاح نہیں۔
ناظرین علم علی المرتضیٰ آپ نے ملاحظہ فرمالیا کئی سال پہلے کا واقعہ سامنے رکھ کر کس طرح مرد اور عورت کی اصلاح فرمائی۔ اسی لئے حضور نے فرمایا **انا مدینتہ العلم وعلی بابھا**۔ حدیث میں آتا ہے حضرت علی فرماتے ہیں۔ **علمنی رسول اللہ ﷺ الف باب. لفتح کل باب الی الف** مجھے رسول اللہ نے علم کے ہزار باب دیئے ہیں اور ہر باب سے آگے علم کے ہزار ہا باب کھلتے ہیں۔ غرضیکہ حضرت علی کرم اللہ وجھہ تمام علوم کے بحر بے کنار تھے اسی لئے حضور نے فرمایا تھا علی میرے علم کے شہر کا دروازہ ہیں یہ سب فیض حضور کے علم کا صدقہ تھا۔
علم قرآن، علم تفسیر، اصول تفسیر، اصول حدیث، علم فقہ، علم حکمت، علم کتابت، علم ریاضی، علم تصوف، علم اشعار کافیہ، علم زبان، علم منطق، علم فلسفہ، علم صرف ونحو، علم فصاحت و بلاغت، علم خطابت، علم قضا، علم ظاہر، علم باطن، ان سب علوم کے سرتاج تھے جس نبی کے ایک غلام کے علم کی یہ شان ہے ان کا آقا ومولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی اندازہ کر سکتے ہے گویا یہ دروازہ علم کا کمال ہے اور جو شہر علم ہے اس کا اندازہ کون کرے۔

Marfat.com

حضرت علی کی شان سخاوت

یوں تو حضرت علی کی شان سخاوت کا کوئی حد وحساب ہی نہیں ویسے بھی انفرادی طور پر صحابہ کی شان میں مختلف مقامات پر قرآن پاک نازل ہوتا رہا لیکن یہاں ہم حضرت علی کی شان سخاوت کی جھلک ہدیہ ناظرین کرتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ یوفون بالنذر ویخافون یوماً کان شرہ مستطیراً۔ یعنی یہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیل جاتی ہے اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین، یتیم اور اسیر کو ان سے یہ کہتے ہیں کہ ہم تمہیں صرف اللہ کے لئے کھانا کھلاتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گذاری نہیں چاہتے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ حضرت علی کے دولت کدہ پر تشریف لائے تو شہزادہ کونین جناب امام حسنؓ کو بیمار پایا حضرت فاطمہ اور شیر خدا کو ارشاد فرمایا کہ منت مانو اللہ انہیں شفا بخشے گا۔ سیدہ فاطمہ اور حضرت علی مشکل کشا نے تین تین روزوں کی منت مانی اللہ تعالیٰ نے امام حسن کو شفا کامل بخشی آپ نے مع سیدہ کے روزے رکھے پہلے روزہ کو جو لا کر روٹیاں پکائیں وقت افطار دروزے پر دستک ہوئی کہ اے اہل بیت محمد ﷺ میں مسکین سائل ہوں آپ نے اپنا حصہ عطا فرما کر پانی سے روزہ افطار کیا سیدہ نے بھی اپنا حصہ سائل کو دے دیا اور دونوں نے پانی سے روزہ افطار کیا۔ دوسرا روزہ رکھا اس روز بھی ایک یتیم نے افطاری کے وقت صدا لگائی کہ میں ایک یتیم سائل ہوں آپ نے اپنا کھانا مع سیدہ کے سائل کے حوالے کر دیا اور روزہ پانی سے افطار کیا۔

تیسرا روزہ رکھا اس دن بھی افطاری کے وقت ایک قیدی مسافر نے آواز لگائی کہ میں ایک قیدی سائل ہوں اس تیسرے روز بھی حضرت علی اور سیدہ نے اپنا کھانا قیدی کے حوالے کر دیا اور خود روزہ پانی سے افطار کیا اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ دوسرے مقام پر یہ آیت کریمہ خصوصاً حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی ارشاد ہوتا ہے۔ انما ولیکم اللہ

Marfat.com

ورسولہ والذین امنو الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون ۔
بے شک تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول ہے پھر ایمان والے ہیں پھر وہ لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں حالانکہ وہ رکوع کی حالت میں ہیں اس آیت کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی یوں بیان کرتے ہیں۔

حضرت عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ حضرت علی شیر خدا نماز پڑھ رہے تھے جماعت ہو رہی تھی ایک سائل آیا اس نے سوال کیا کہ میں ایک سوالی ہوں مجھے کچھ اللہ کے نام دو۔ سوالی نے اپنا سوال تین دفعہ دہرایا جواب نہ پا کر سوالی نہ کہا کہ اے رسول کے صحابیو! میرا سوال تم نے پورا نہیں کیا قیامت کے دن میرا سوال تمہاری گردنوں پر ہوگا اسی اثناء میں مسلمان رکوع میں چلے گئے حضرت علی پچھلی صف میں تھے حضرت علی کی انگلی میں بڑی قیمتی انگوٹھی تھی آپ نے ہاتھ پیچھے کر کے سائل کو اشارہ کیا اور رسول کے دربار سے خالی مت جاؤ اس انگلی سے انگوٹھی اتار لو۔ سوالی نے انگوٹھی اتار لی۔ اور چلا گیا اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (مظہری ۳ ص ۳۱۴)

مسجد نبوی میں تمام اصحاب بیٹھے تھے اور حضرت علی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک سائل آیا اور اس نے سوال کیا کہ مسلمانو میں حاجتمند ہوں اور سخت پریشان ہوں اصحاب صفہ نے اس کا سوال سن کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے اور سر جھکا لئے کیونکہ یہ سب درویش لوگ تھے سائل نے اپنے سوال کو دہرایا اور جب تیسری مرتبہ بھی سائل کا سوال نہ پورا ہوا تو اس نے کہا یا اللہ۔ تو گواہ رہنا میں نے تیرے رسول کی مسجد میں سوال کیا کسی نے پورا نہ کیا حضرت علی نماز پڑھ رہے تھے اور حالت رکوع میں تھے آپ نے کھنگارا جب سائل نے آپ کی طرف دیکھا تو آپؑ نے اشارہ کیا انگوٹھے کی مدد سے انگوٹھی اتار دی تو سائل نے لے لی تو اس نے انگوٹھی کی طرف دیکھا۔ تو وہ معمولی چاندی کی انگوٹھی تھی اصحاب صفہ میں سے کسی نے کہا کہ سائل تو بڑا خوش قسمت ہے تو یہ انگوٹھی لے کر حضرت عثمان کی خدمت

Marfat.com

میں جا تیری مراد پوری ہو جائے گی سائل وہ انگوٹھی لے کر حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس انگوٹھی کو لے کر پہلے چوما اور سائل کا جو سوال تھا اور جو اس کی حاجت تھی اس سے بھی دو چند زیادہ عنایت کیا (تفسیر رفاعی ص ۱۴۲)

علامہ غلام رسول سعیدی اپنی تفسیر میں اس طرح لکھتے ہیں۔

کہ نبی علیہ السلام مسجد میں تشریف لے گئے وہاں مسلمان قیام اور رکوع میں تھے آپ نے ایک سائل کو دیکھا اور پوچھا کیا تم کو کسی نے کچھ دیا ہے اس نے کہا ہاں سونے کی انگوٹھی۔ آپ نے پوچھا کہ تم کو وہ انگوٹھی کس نے دی ہے اس نے حضرت علی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ جو نماز پڑھ رہے ہیں آپ نے پوچھا اس نے یہ انگوٹھی کس حال میں دی ہے۔ اس نے کہا یہ رکوع کی حالت میں تھے کہ انہوں نے یہ انگوٹھی دی۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ اکبر پھر آپ نے یہ آیت پڑھی (تبیان القرآن ۳ ص ۲۲) البیان فی تفسیر القرآن ج ۳ ص ۵۵۸ جامع البیان ۶ ص ۳۹)

علامہ عبدالحق حقانی اپنی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں۔

یو تون الزکوٰۃ سے حال بنا کر نماز میں اللہ کے لئے انگوٹھی دینا حضرت علی کی نسبت کیا ہے۔

تفسیر حاشیہ جلالین میں اس طرح ہے وھم راکعون الواؤفی الحال انی یو تو نھا فی حال رکوعھم فی الصلوٰۃ قال انھا نزلت فی علی . حین سئالہ سائل ھو راکع فی الصلوٰۃ مفرح لہ خاتمتہ کانہ کان مرجا فی ختصرۃ فلم تکلف طلعہ کثیر عمل یفسد صدقہ ورد فی لفظ الجمع وان کان اسبب فی واحداً ترغیباً للناس فی مثل فعلہ ینالو مثل ثوابہ والآیتہ قول علیٰ جوازا لصدقتہ فی الصلوٰۃ و علی الی افعل لا یفسد الصلوٰۃ (حقانی جلد چھارم ص ۴۳ مدارک الکاشیہ جلالین ص ۱۰۲)

صاحب مدارک لکھتے ہیں کہ حضرت کی چھوٹی انگلی خنصر میں انگوٹھی تھی اگر کسی کا یہ خیال ہو کہ یہ

Marfat.com

عمل کثیر ہے جو قصد صلوٰۃ ہے تو فرماتے ہیں لوگوں کو صدقے کی ترغیب کے لئے صدقہ دینا نماز میں جائز ہے۔

قیمت نہ دے سکا کوئی جس کی حجاز میں
سائل کو بخش دی وہ انگوٹھی نماز میں

حضرت علی کی شان شجاعت

پہلا معرکہ:۔

حضرت سہیل بن عدیؓ فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر کے موقعہ پر نبی کے غلاموں نے عرض کی کہ خیبر کا قلعہ فتح نہیں ہو رہا۔ تو آقاؐ نے فرمایا العاملین هذه الرایته غداً یفتح الله عن یدیه ۔کل اسلام کا جھنڈا اس کو دوں گا کہ جس کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ فتح دے گا اور وہ ایسا آدمی ہے کہ یحب الله و رسوله ۔جس سے اس کا اللہ اور اس کا رسول محبت کرتا ہے صبح ہوئی تو ہر مسلمان کی تمنا تھی کہ اسلام کا جھنڈا اسے عطا ہوا۔لیکن حضورؐ نے فرمایا۔این علی بن ابی طالب ۔کہ حضرت علی کہاں ہیں غلاموں نے عرض کی آقا ان کی آنکھیں دکھتی ہیں حضورؐ نے فرمایا اس کو بلاؤ جب حضرت علی حاضر ہو گئے تو حضورؐ نے اپنا لعاب دہن حضرت علی کی آنکھوں میں لگایا تو اسی وقت حضرت علی کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں جیسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی تو پھر حضورؐ نے حضرت علی کو اسلام کا جھنڈا عنایت فرمایا اور ذوالفقار حیدری اپنے ہاتھوں کمر پر باندھی بس پھر کیا تھا اللہ کا شیر اسلام کا لشکر لے کر خیبر کی طرف روانہ ہوا دل میں عشق رسول تھا ہاتھوں میں اسلام کا جھنڈا اور نگاہوں میں جلوہ یار اور زبان پر نعرہ تکبیر کی آواز فضائے آسمان میں گونج اٹھی پھر اس اللہ کے شیر نے خیبر کی پتھریلی زمین پر اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا۔خیبر کے قلعہ قموس کا سردار مرحب یہودی جو کفر کی دنیا کا ایک مشہور و معروف اور زور آور پہلوان تھا لوہے میں غرق اور سر پر دو من وزنی خود پہنے اور ہاتھوں میں گرز لئے ہوئے مقابلے پر آیا اور

Marfat.com

پھر حضرت علی بھی رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔ سمتنی امی حیدر۔ کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے۔ پس پھر کیا تھا آپس میں دو تلواریں ٹکرائیں ایک اسلام کو مٹانے کے لئے اور دوسری شمع رسالت اور توحید کو بچانے کے لئے حق و باطل کی دست بدست جنگ تھی اسلام اور کفر کا مقابلہ تھا ایک طرف سراپا کفر تھا اور دوسری طرف علی تھے اس کے پیچھے ابو جہل تھا اور علی کے پیچھے اللہ کا نبی تھا مرحب نے بڑی چالاکی سے وار کیا حضرت علی نے بڑی پھرتی سے روکا اس نے پینترا بدلا اور اس نے قدم بڑھایا مرحب نے گرز اٹھائی علی نے ہاتھ سے پکڑی جھٹکا دیا گرز گر پڑی اور پھر علی کی تلوار ہوا میں لہرائی فضا میں چمکی اور بجلی کی طرح مرحب پر گری وہ ایک دم پیچھے ہٹا اس نے پھر بھرپور وار کیا علی نے تلوار پر روک لیا ڈھال ٹوٹ گئی تو شیر خدا نے قوت پروردگار سے در خیبر کو ہاتھ ڈالا اس کو اکھیڑ کر ڈھال بنالی اور پھر شمشیر حیدری اٹھی۔ لپکی۔ مرحب نے ڈھال پر لی لیکن ڈھال کو دو ٹکڑے کرتے ہوئے خود تک پہنچی خود کو کاٹ کر سر پر آئی اور سر کو کاٹتی ہوئی جسم تک پہنچی جسم کو چیرتی ہوئی وہ زمین پر گری تو زمین پکار اٹھی اے اللہ مجھے علی کی تلوار سے بچانا اور پھر اللہ کے شیر نے جوش میں آ کر قلعہ کی دیوار کو زور سے پکڑ کر ہلایا پھر زلزلہ آ گیا اور در خیبر کو چالیس گز کے فاصلے پر گرایا۔ اس فتح و نصرت پر ایک بار پھر نعرہ تکبیر گونجی اور حضرت علی نے سید المرسلین کا عطا کردہ اسلام کا جھنڈا خیبر کے قلع پر گاڑ دیا خیبر فتح ہو گیا۔

کبھی تنہائی کوہ و دمن عشق۔ کبھی سوز و سرود انجمن عشق
کبھی سرمایہ محراب و منبر۔ کبھی مولا علی خیبر شکن عشق

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

حضرت علی کا دوسرا معرکہ

یوں تو زمانہ نبوی میں کوئی بھی جنگ ایسی نہیں ہے جس میں شیر خدا نے اپنی بہادری

Marfat.com

اور شجاعت کے جوہر نہ دکھائے ہوں غزوہ احد سے لے کر فتح مکہ تک جہاں دیکھو حضرت علی موجود ہیں مگر جنگ خیبر اور جنگ خندق میں حضرت علی نے جس جوانمردی، جرات، استقلال اور بہادری کا ثبوت دیا اس پر زمین والے ہی نہیں بلکہ آسمان کے فرشتے بھی قیامت تک تحسین و آفرین کے پھول نچھاور کرتے رہیں گے اور یہی وہ جنگ ہے جس میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ خود آقا علیہ السلام اور مولائے کائنات بھی بنفس نفیس خندق کھودنے میں مصروف تھے۔

غرضیکہ کفر تیں ہزار آزمودہ کار لڑاکے جوان لے کر پوری قوت کے ساتھ ایک فیصلہ کن جنگ لڑنے کے لئے آیا تھا اور ان میں کفر کا ایک مشہور شاہ سوار، زور آور اور جنگجو ابن عبدود بھی شامل تھا جو ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا لشکر کفار کے رعب اور دبدبے سے مسلمانوں کے دل دہل گئے اور پھر وہی عرب کا شاہ سوار اور کفر کے لشکر کا بہادر اور دیو پیکر ابن عبدود گھوڑے کو ایڑ لگا کر خندق کو پھلانگ کر لشکر اسلام میں آ پہنچا اور بڑے تکبر اور غرور اور جوش و خروش سے پکارا۔ ھل من مبارز. ہے کوئی مسلمان مقابلے کرنے والا۔ شہنشاہ دو عالم ﷺ نے لشکر اسلام کی طرف نگاہ اٹھائی تمام کے تمام مسلمان بے خود تھے اس نے پھر پکارا کہ کوئی مسلمان مقابلہ کرنے والا، کملی والے نے پھر مسلمانوں کی طرف دیکھا اس نے پھر مبارزت دی۔ تو خون حیدر جوش میں آ گیا اٹھے اور اپنے پیارے آقا کے قدم چومے اور اجازت چاہی تو آقا نے اجازت دے دی علی کی پیشانی کو بوسہ دیا اپنا عمامہ علی کے سر پر باندھا اور ذوالفقار حیدری علی کو عنایت فرمائی اور پھر فرمایا علی جاؤ اس کافر کو میں نے تمہارے حوالے کیا اور تمہیں اللہ کے حوالے کیا۔

پئے تعظیم جھک کر اور ہادی کی رضا لے کر
چلا میدان میں شیر خدا نام خدا لے کر
نہ سینے پہ زرہ تھی اور نہ سر پر خود پہنا تھا
فقط تلوار تھی یہی مردوں کا گہنا تھا

Marfat.com

اور پھر یکا یک دو تلواریں آپس میں ٹکرائیں ایک حق و صداقت کی تباہی کے لئے اور دوسری طرف اس کی پشت پناہی کے لئے، ایک اسلام کو مٹانے کے لئے اور دوسری اس کو بچانے کے لئے، مقابلہ بڑا ہی سخت تھا وہ پیکر کفر و طغیان تھا اور یہ مجسمہ دین و ایمان تھا اسے اپنے ساز و سامان پر ناز تھا اور اسے اپنی قوت ایمان پر ناز تھا فولادی تلواروں کی جھنکار آبدار، شمشیروں کی چمک اور مضبوط ڈھالوں کی کھڑ کھڑاہٹ جس سے خندق کی زمین ہل رہی تھی اور زمین اس وقت جبکہ دونوں بہادر اپنی بہادری کے جوہر دکھا رہے تھے سید الانبیاء ﷺ نے نگاہ اٹھائی جنگ کا انداز دیکھا اور فرمایا وہ دیکھو آج مکمل ایمان کفر سے لڑ رہا ہے مکمل ایمان علی تھے اور مکمل کفر ابن عبدود تھا۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

عمرو نے تلوار اٹھائی علی نے ہمت دکھائی اس نے پکارا اس نے للکارا وہ جوش میں تھا اور یہ ہوش میں تھا وہ غصے میں تھرا رہا تھا اور یہ حوصلے میں مسکرا رہا تھا اس کی تلوار لہرائی اس کی شمشیر چمکی اور پھر ایک دوسرے پر وار کرنے لگے اس نے باز و منہ پر مارا اس نے ڈھال پر روکا یہ بھی بہادر اور جرار تھا یہ بھی حیدر کرار تھا اس نے تلوار ماری اس نے روکی اور پھر اللہ کے شیر نے جلال میں آکر ضرب حیدری لگائی جس کی وہ تاب نہ لا سکا تلوار خود کاٹتی ہوئی سر پر پہنچی سر کو کاٹتی ہوئی جسم تک پہنچی جسم کے دو ٹکڑے کرتے ہوئے گھوڑے تک پہنچی گھوڑے کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین پر پہنچی۔ ابن عبدود دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا حضرت علی چھاتی پر بیٹھ گئے اور اس کا سر کاٹ لیا اور پھر لشکر اسلام میں نعرہ تکبیر کی آواز گونج اٹھی اور اس طرح شیر خدا کے ہاتھوں غزوہ خندق میں اسلام کو کفر پر اور توحید کو شرک پر فتح ہوئی حق کو باطل پر اور شرافت کو وحشت پر غلبہ حاصل ہوا انسانیت کو بربریت پر اور نیکی کو بدی پر برتری ملی اور پھر اس جرات کے صلے میں اور اس بہادری کے بدلے شیر خدا کو دربار مصطفیٰ سے یہ انعام ملا۔ ضربتہ علیا یوم الخندق افضل عبادة الثقلین کہ حضرت علی کی جنگ جو انہوں نے غزوہ خندق میں لڑی وہ تمام

Marfat.com

مسلمانوں کے تمام اعمال سے افضل ہے۔

شیخ محقق دہلوی فرماتے ہیں لبارزی علی بن ابی طالب یوم الخندق افضل اعمال امتی الیٰ یوم القیامته کہ جنگ خندق میں حضرت علی کا لڑنا میری امت کے قیامت تک کے نیک اعمال سے افضل ہیں۔ (مدارج النبوۃ ۲ ص ۲۳۴)

علامہ رازی لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی سے پوچھا کہ غزوہ خندق میں ابن عبدود کے ساتھ لڑتے وقت تم نے کیا محسوس کیا تو شیر خدا نے عرض کی۔ آقا! لو کان اھل الحرب فی جانب وانا فی جانب الآخر لقدرت علیھم ۔اگر عرب کے تمام بہادر ایک طرف ہوتے تو میں پھر بھی ان پر غالب آ جاتا ایسا ہوتا بھی کیوں ناں۔

تیری خاک میں ہے شرر اگر تو خیال فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں ناں شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب تیسرا

خلافت راشدہ

از حضرت ابوبکر صدیق تا خلافت وشہادت
سیدنا علی بن ابی طالب وسیدنا امام حسن
مدت خلافت ۳۰ سال

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی بو بکر و عمر عثمان و علی
ہم مرتبہ ہیں یاران نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

Marfat.com

خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکرؓ

امن کا دور

مدت خلافت

حضرت خلافت ۲ سال ۳ ماہ ۱۰ دن عمر ۶۳ سال

معین محمد، قرین محمد یسار محمد، یمین محمد

امان محمد، امین محمد ابوبکر صدیق دین محمد

خلافت صدیقی

پھر وہ جان فرسا لمحہ آ ہی گیا۔ جب حضورؐ دلوں کو سوگوار اور روحوں کو بے قرار اور دیدہ ہائے شوق کو اشکبار چھوڑ کر عالم فانی سے منہ موڑ کر عالم بقا کی طرف روانہ ہوئے وہ دن مسلمانوں کے لئے قیامت سے کم نہ تھے جس ہستی کو ایک لمحہ دیکھے بغیر ان کو قرار نہیں آتا تھا کہ وہ روئے زیبا پھر کبھی نظر آئے گا۔ یہ تصور کر کے وہ کانپ جاتے ان کے دلوں پر چھریاں چل جاتیں اور بعض تو اپنے ہوش و حواس بھی فرط غم سے کھو بیٹھے تھے ''سخ'' مدینہ منورہ کے نواح میں ایک چھوٹی سی بستی ہے حضرت صدیق اکبر اپنے اہل خانہ کے ہمراہ وہاں رہائش پذیر تھے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو صبح کی نماز مسجد میں ادا کی اس روز حضورؐ کا مزاج مبارک قدرے بہتر تھا آپ واپس اپنے گھر چلے گئے چاشت کے وقت یہ سانحہ ارتحال پیش آیا ایک صحابی دوڑ۔تے ہوئے گئے اور جا کر اس روح فرسا کی اطلاع دی آپ فوراً وہاں پہنچے تو دیکھا کہ صحابہ کی حالت غیر ہے حضرت عمرؓ اپنے آپ میں نہ رہ سکے اور تلوار لے کر کھڑے ہو گئے۔ اور اعلان فرما رہے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ حضورؐ فوت ہو گئے ہیں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت صدیق اکبر حجرہ مبارکہ میں داخل ہوئے جان دو عالم رحمت مجسم کا جسد اطہر رکھا ہوا تھا چہرہ مبارک سے چادر اٹھائی جبین سعادت پر بوسہ دیا دل نیاز کیش کی طرف سے بارگاہ جمال میں ہدیہ نیاز و عقیدت

Marfat.com

پیش کیا اور باہر آ گئے اور پھر لوگوں کو تسلی دی اور یہ آیت پڑھی۔ **وما محمد الا رسول . قد خلت من قبله الرسل . افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم .** (آل عمران ۱۴۴)

محمدؐ اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں کیا رسول فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم اپنے پاؤں سے پیچھے ہٹ جاؤ گے اس مختصر سے خطاب سے حضرت عمر اور باقی صحابہ کرام کو تسلی ہوئی صحابہ کرام کے مجمع میں خطاب فرمایا تو صحابہ کرام کو کچھ قرار نصیب ہوا۔ اسی اثناء میں ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا جس نے آ کر خبر سنائی کہ ثقیفہ بنی ساعدہ میں انصار جمع ہیں اور سعد بن عبادہ کو (جو قبیلہ بنو خزاع کے رئیس تھے) اپنا امیر بنانے کا فیصلہ کر چکے ہیں اور اب سب مسلمان ان کی بیعت کرنے والے ہیں انصار ابھی کسی کی خلافت پر متفق نہیں ہوئے تھے کہ حضرت ابوبکر اور عمر وہاں پہنچ گئے حضرت ابوبکر کو دیکھ کر سعد بن عبادہ خاموش ہو گئے تو آپ نے سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں تم باہمی خلافت پر غور کر رہے ہو کیا تمہیں حضور کا یہ ارشاد معلوم نہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ **الائمتہ من القریش** ۔ یعنی امام قریش ہو گا اس کو سن کر ردوقدح بسیار کے بعد اس امر پر فیصلہ ہو گیا کہ بے شک امام قریش سے ہونا چاہیے عمر فاروق نے فرمایا میں ابوبکر سے بہتر آدمی اس خلافت کے واسطے کسی کو نہیں پسند کرتا اس لئے سب سے پہلے میں بیعت کرتا ہوں جب فاروق اعظم نے بیعت کر لی تو سب کے سب خوشی کے ساتھ اپنے ہاتھ بڑھا دیئے اسی مکان میں جو لوگ حاضر تھے سب اجلہ اور جلیل القدر صحابی تھے مورخین نے انہیں ثقہ کہا ہے سب وہ لوگ تھے جو صدیوں سے جہالت کے شکنجے میں جکڑے چلے آ رہے تھے انہیں ہادی دو جہاں ﷺ نے حیات نو بخشی سات سو سالہ کفر و شرک کی گندگی کو ۶۳ سال کی زندگی میں بلکہ ۲۳ سالہ زندگی میں انقلاب برپا کر دیا آپ نے ایسی جماعت تیار کرنی تھی جو آپ کے لائے ہوئے دین کی امانت دار ہو جس کی پہلی اینٹ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت صدیق اکبر کی شکل میں اس عمارت میں رکھ دی میں یہاں منافقین یا مترجمین کی روایات نہیں لکھ رہا بلکہ مختصر

Marfat.com

سی ایک جھلک اس دور کی پیش کر رہا ہوں جو مسلمانوں پر انتہائی نازک دور تھا سابقہ دور کی جہالت کے علاوہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کی خاندانی دشمنی بھی درمیان میں موجود تھی اس سے بھی نبرد آزما ہونا تھا حضرت صدیق اکبر کی خلافت پر ایک غیر جانبدار مورخ جس کا تعلق اہل تشیع سے ہے وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے حضرت علی المرتضیٰ نے اپنی اولوالعزمی اور دین سے بے پناہ وابستگی اور اپنے آقا کے ماننے والوں کو ہر قسم کے انتشار سے بچانے کے لئے حضرت علی نے فوراً حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کر لی حالانکہ آپ کو تین بار نظر انداز کر دیا گیا اور پھر آپ نے ہر بار کسی اعتراض کے بغیر رائے دہندگان کے انتخاب کو صدق دل سے قبول کر لیا آپ نے اپنے آپ کو کبھی بھی خلافت کے لئے امیدوار کی حیثیت سے پیش نہیں کیا آپ کے یا آپ کے احباب کے جذبات کچھ بھی ہوں آپ نے اسلامی مملکت کے کاروبار حکمرانی کو چلانے میں پہلے کی طرح امداد کی اور انہیں بہترین مشوروں سے نوازا خلفاء نے بھی آپ کے مشوروں کو عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا اور احادیث نبوی کی تشریح جو آپ نے کی اس کو تسلیم کر لیا گیا (سیرت آف اسلام سید امیر علی جج ہائی کورٹ بنگال بحوالہ ضیاء النبی ۴ ص ۸۳۴)

ان کی ان وضاحت کے بعد ہر قسم کے شکوک وشبہات کا خاتمہ ہو جاتا ہے نیز ان روایات کی لغویات آشکارا ہو جاتی ہے جن میں رحمت دو عالم کے صحابہ کرام کی عظمت کو داغدار کرنے کے لئے دانستہ یا غیر دانستہ ناپاک کوششیں کی گئی ہیں۔

صحابہ کرام کی عظمتیں اپنی اپنی جگہ پر ہیں لیکن صحابہ کرام میں سے جو عظمت حضرت صدیق اکبر کو حاصل ہے اور جو تقرب اور رسوخ حاصل ہے وہ اور کسی کو حاصل نہیں۔

حضرت صدیق اکبر دنیا میں قدم قدم پر حضور علیہ اسلام کے ساتھ رہے کہیں بھی مفارقت و جدائی نظر نہیں آئے گی مکہ میں ساتھ، مدینہ میں ساتھ، جنگ میں ساتھ، صلح میں ساتھ، غار میں ساتھ، مزار میں ساتھ۔ علامہ اقبال اس حقیقت کی کتنی صحیح ترجمانی کرتے ہیں۔

آن آمن الناس برمولائے ما۔ آں کلیم اول سینائے ما۔

ہمت او کشت ملت راچوں ابر۔ ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

Marfat.com

تو یہ سنگت ساتھ غار و مزار۔ دنیا و برزخ تک محدود نہیں۔ قیامت میں بھی یہ ساتھ برقرار رہے گا۔ صدیق اکبر روز محشر بھی اپنے حبیب پاک کی صحبت سے مشرف ہوں گے۔ (رواہ الترمذی)

یہی تو ہیں مصداق اذھما فی الغار

فیم میکدہ سلسبیل برقرار

حضور ﷺ نے ابوبکر سے فرمایا انت صاحبی فی الغار و صاحبی علی الحوض (مشکوٰۃ مناقب ابوبکر) ابوبکر تم غار میں بھی میرے ساتھ رہے ہو حوض کوثر پر بھی میرے ساتھ رہو گے۔ (خلفائے راشدین دارالمصنفین اعظم گڑھ)

دیکھے کوئی شان وقار صدیق۔ سمجھے کوئی راز افتخار صدیق

صدیق رہے رمز رسالت کے امین۔ محبوب خدا تھے راز دار صدیق

حضرت ابوبکر صدیق محبوب بارگاہ رسالت و محرم اسرار نبوت تھے حضرت عائشہ صدیقہ کا بیان ہے کہ مکہ میں حضور ﷺ صبح و شام ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے مدینہ منورہ میں بھی اکثر مہمات اور حضرت ابوبکر کی شرکت سے طے پاتے تھے اور اس کی وجہ سے اکثر ان کو رات کے وقت دیر تک کاشانہ اقدس میں حاضر رہنا پڑتا تھا۔ (حوالہ ایضاً)

حضرت عمر سے بھی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات رات بھر حضرت ابوبکر صدیق سے مسلمانوں کے حالات پر مشورہ فرمایا کرتے تھے نیز ان کی راز داری اور خلوص پر اعتماد اس قدر تھا پوشیدہ سے پوشیدہ بات کہہ دیتے تھے ہجرت کے واقعات پر غور کرو تو معلوم ہو گا کہ راز داری کے تمام کام صرف اور صرف حضرت ابوبکر اور ان کے اہل و عیال سے متعلق تھے حضرت ابوبکر کو ساتھ لے کر غار میں پوشیدہ ہونا حضرت عبداللہ بن ابوبکر کا رات کے وقت مشرکین کے حالات سے باخبر کرنا حضرت عامر بن فہیرہ کا روزانہ بکریاں لانا حضرت اسماء کا کھانا پہنچانا غرضیکہ اس قسم کے تمام امور جن کا تعلق راز داری سے تھا وہ سب خاندان صدیقی کے سپرد تھے ذات پاک حضور ﷺ کے ساتھ صدیق اکبر کو جو ربط و تعلق اور بارگاہ رسالت میں

Marfat.com

رسوخ اور تقرب تھا دوست تو دوست دشمن بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں۔

کفار و مشرکین میں حضرت صدیق اکبر کو حضور ﷺ کی جدائی کا تصور نہیں کر سکتے چنانچہ شب ہجرت کی صبح کو جب مشرکین مکہ نے حضور کو کاشانہ رسالت میں موجود نہ پایا تو سیدھے درخانہ صدیق پر آئے انہیں یقین تھا کہ حضور اپنے گھر میں نہیں تو ضرور صدیق اکبر کے گھر میں ہوں گے اپنے کاشانہ کے بعد وہی آپ کا کاشانہ ہو سکتا ہے۔ اور جب وہاں بھی ابوبکر کو نہ پایا تو ان لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہ بھی حضور کے ساتھ گئے ہیں۔ ابوجہل وغیرہ نے اس روز رات بھر کاشانہ اقدس کا محاصرہ رکھا لیکن جب معین وقت پر خواب گاہ میں داخل ہوئے تو وہ گوہر مقصود سے خالی تھا وہاں سے حضرت صدیق اکبر کے دولت کدہ پر گئے حضرت اسماء سے ان کے والد کے متعلق دریافت کیا انہوں نے لاعلمی ظاہر کی تو ابوجہل نے غضبناک ہو کر زور سے ایک طمانچہ مارا اسے یقین ہو گیا دونوں ساتھ یہاں سے روانہ ہو گئے ہیں ۔(خلفائے راشدین ص ۲۱، ۲۲)

اللہ۔ اللہ۔ کیا شان رفاقت و صحبت ہے کہ ابوجہل کو بھی یقین ہے کہ وہ بھی حضور ﷺ اور صدیق اکبر میں جدائی کا تصور نہ گھر میں کیا جا سکتا ہے نہ سفر میں۔ حضرت ابوبکر صدیق کی بھی شان ہے کہ عشق رسول کی پاداش میں اور محبت نبی کے ناقابل معافی گناہ کی سزا میں آپ کی صاحبزادی ابوجہل لعین کے سنگین ہاتھوں سے تھپڑ کھا کر بھی بھید ظاہر نہیں کر رہیں۔ رضی اللہ عنہا۔

کوئی پوچھے اس معصوم کا کیا قصور اس سے بڑا جرم اور کون سا جرم تصور ہو گا کہ یہ ابھی اپنے باپ کی طرح فدائے رسول ہے حضرت صدیق کے کمال صدق۔ جمال ایمان و اخلاص کی دلیل ہے کہ اپنا مال و جان حضور پر قربان ہے۔ ذرا بتلاؤ تو سہی۔ وہ متاع عزیز ہے جو عشق رسول کی نذر نہیں ہوئی اور وہ کون سا لمحہ ہے کہ صدیق اکبر ایثار و قربانی فدایت اور جاں نثاری سے فارغ ہو کر بیٹھا ہو۔

Marfat.com

مکتب عشق کا دستور نرالا دیکھا
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

پھر اس معصومہ کا کمال ایمان ملاحظہ ہوا ابوجہل سے مار تو کھا رہی ہے مگر حضور کی ہجرت کا راز فاش نہیں کرتیں کیوں نہ ہو آخر صدیق کی بیٹی ہیں باپ ہوں جن کے مروت والے بیٹے کیوں نہ ہوں ہمت والے۔

ابوبکر صدیق کی سیرت کے ہزارہا صفحات کی ضرورت ہے یہ ایک معمولی جھلک حضور کے ساتھ رفاقت کی پیش کی گئی ہے آپ کی خلافت کی مدت ۲ سال ۳ ماہ ۱۰ دن ۲۳ جمادی الاول ۱۳ ہجری عمر مبارک ۶۳ سال۔ مسلمانوں کے لئے امن کا دور گذرا اگر چہ پر آشوب تھا لیکن خلافت صدیقی کی حکمت عملی سے امن کا دور ثابت ہوا۔ رضی اللہ عنہ۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خلیفہ ثانی

رعب وجلال کا پیکر۔ مرادرسول

سیدنا فاروق اعظمؓ

اسلام کا سنہری دور

حضرت ابو بکر صدیق کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے صحابہ کرام کے مشورہ سے حضرت عمر بن خطاب کو اپنا جانشین نامزد کر دیا اور فرمایا میرے نزدیک اس وقت عمر فاروق سے زیادہ خلافت کا کوئی حقدار نہیں۔

کون فاروق اعظم:۔ وہ جسے اللہ کے محبوب رسول نے اپنے رب کریم سے دامن دعا پھیلا کر مانگا تھا۔

کون فاروق اعظم:۔ جن کے مشرف اسلام ہونے سے کفر وشرک کے گھر میں صف ماتم بچھ گئی تھی جن سے باطل کے صنم کدوں میں کہرام مچ گیا تھا۔

کون فاروق اعظم۔ جن سے اسلام کی بے بسی کا دور ختم ہو گیا تھا اور اس کی سطوت وشوکت کے عہد کا آغاز ہو چکا تھا۔

کون فاروق اعظم:۔ جو اپنے مرشد کریم کی نگاہ لطف وکرم تارا تھا۔

کون فاروق اعظم:۔ جسے آغوش نبوت نے بڑے اہتمام اور ناز سے پالا تھا۔

کون فاروق اعظم:۔ جس کی زبان سے حق گویا تھا۔

کون فاروق اعظم:۔ جس کے دل روشن پر انوار الٰہی کا پیہم نزول ہوا کرتا تھا۔

کون فاروق اعظم:۔ جس کا سینہ علوم محمدیہ علیٰ صاحبہا اسلام سے معمور تھا۔

کون فاروق اعظم:۔ جس کی چشم بصیرت مستقبل کے دھندکوں میں مستور حقائق بے حجاب دیکھ لیا

Marfat.com

کرتی تھیں۔

کون فاروق اعظم:۔جن کا نام نامی آج بھی عدل وانصاف، دیانت وامانت، حق گوئی، بے باکی، جرات واستقامت کا جلی اور زیبا عنوان بن کر چمک رہا ہے۔

کون فاروق اعظم:۔اپنے آقا ومولا سے جس کے ادب ونیاز تھے عشق کو نیا ذوق جمال بخشتا تھا جس کے فہم ورضا اور دانش نورانی نے جہاں عقل وخرد کو نئی شادابی اور تازگی ارزانی فرمائی تھی اور جس کے درے کی ہیبت سے باطل ہر وقت لرزہ براندام رہتا تھا جس کے پیوند لگے کپڑوں کے رعب سے شاہان عالم پر کپکپی طاری ہو جایا کرتی تھی جس گلی سے گذرتا تھا وہاں سے ابلیس بھاگ جاتا تھا جس کی وسیع وعریض سلطنت میں کوئی بھوکا نہیں سوتا تھا۔

جس کی رعایا رات کو آرام کرتی تھی اور وہ خود راتوں کو جاگ کر پہرہ دیا کرتا تھا جس کی درویشی اور فقر غیور نے انسانوں کو عزت نفس اور خودداری کا درس دیا تھا حق گوئی و بے باکی جس کی سرشت تھی وہ خود بھی حق گو تھا اور دوسروں کی حق گوئی سے خوش ہوتا تھا۔

وہ فاروق اعظم جس کے بارے میں مفکر اسلام فیلسوف مشرق نے وادی بطحا کے نخلستان کو مخاطب کر کے بصد یاس وحسرت کہا۔

اے نخیل دشت تو بالندہ تر۔ برنخیز داز تو فاروقے دگر۔

لیکن صد حیف اس کی قوم اس کو بھولتی جا رہی ہے اس سے دور ہوتی جا رہی ہے اس کے قدموں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانے کے بجائے اس منبع نور کی تابانیوں کی تاب نہ لا کر اس سے منہ موڑ رہی ہے۔آئیے۔اس نادیدہ ہستی روزگار کو اسلام کے دشمنوں کی نگاہ سے نہ دیکھیں بلکہ رحمتہ اللعالمین کی حقیقت شناس آنکھوں سے دیکھیں قرآن کریم میں وہ صدہا آیات ہیں جن میں مومنین مہاجرین اور شہداء کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے حضرت فاروق اعظم ان تمام تعریفوں اور توصیفوں کے بدرجہ اولیٰ مستحق ہیں۔

آپ ایمان لائے ہجرت کی مالی وجانی جہاد میں بھی پیش پیش رہے اور جام شہادت بھی نوش کیا اللہ تعالیٰ نے ان پاکبازوں اور جاں گساروں کے بارے میں۔اولئیک ھم

Marfat.com

المومنون حقاً۔ کا مژدہ سنا کر یہی لوگ ہیں جو سچے مومن ہیں کی شہادت بھی دیں اور جنہیں بارگاہ خداوندی سے لقب۔ لقد رضی اللہ عن المومنین کا مژدہ جانفزا سنایا گیا ان کی عظمت شان اور رفعت منزلت کے اظہار کے لئے کسی مزید دلیل کی ضرورت نہیں۔

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ عمر بن خطاب کو دیکھتے تو اپنے مولائے کریم کے حضور میں دعا فرماتے۔ اے اللہ ان دو عمروں میں سے جو تجھے پسند ہو اور جو تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہو اس سے اپنے دین کو قوت عطا فرما۔

دوسری روایت میں ہے۔ اللھم اید الدین بعمر بن خطاب۔ اے اللہ عمر بن خطاب سے اپنے دین کی مدد فرما۔ اور اللہ تعالیٰ نے محبوب کے دل سے نکلی ہوئی دعا قبول فرمائی اور قبولیت دعا کی یہ کمند ایک روز عمر کو کشاں کشاں در مصطفیٰ پر لے آئی اور اسے دار ارقم پر لا کھڑا کیا جہاں اللہ کا محبوب اپنے غلاموں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ۔ عمر دروازے پر کھڑا ہے۔ اور گلے میں ننگی تلوار ہے تو حضور نے اپنا دامن دعا خداوند ذوالجلال کے حضور پھیلا دیا اور دعا کی۔ اللھم اھد عمر بن خطاب۔ ابھی عمر دروازے پر کھڑا ہے میرے مالک عمر کو مشرف باسلام کر اور اس کے مسلمان ہونے پر اپنے دین کی عزت بخش۔ اِدھر زبان مصطفیٰ سے یہ جملہ نکلا اُدھر۔ اللہ تعالیٰ نے عمر کے دل کو نور ایمان سے منور کر دیا عمر بے اختیار پکار اٹھے اشھد انک رسول اللہ۔ اے اپنے پیاسوں کے لئے دعا مانگنے والے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں حضرت عمر کی ہیبت اور جلال سے صرف مکہ کے مشرکوں کا ہی دل لرزاں نہ تھا ابلیس لعین بھی آپ سے لرزہ براندام تھا۔

امام بخاری نے اپنی کتاب میں مناقب عمر میں ایک حدیث روایت کی ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ وقال رسول اللہ ﷺ ایھا ابن خطاب والذی نفسی بیدہ مالقبت الشیطان سالکا: فجاء تحط الا سلک فجاء غیر حجک۔ رسول اللہ نے فرمایا اے ابن خطاب اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جس راہ سے آپ گذرتے ہیں شیطان اس راستہ سے ہٹ جاتا ہے اور کسی دوسرے راستے پر

Marfat.com

چلنے لگتا ہے کیا شان ہے عمر کی کیا ہیبت وجلال خداداد ہے فاروق اعظم کہ شیطان ان کے سایہ سے بھاگتا ہے جس راہ سے آپ کا نقش پا ثابت ہوا ابلیس کی مجال نہیں کہ ادھر کا رخ کرے۔ اے عمر۔ آپ پر ہزاروں رحمتیں اور برکتیں ہوں تیری سطوت اور جلال سے کہ شیطان کے چیلے ہی نہیں باطل کے پرستار ہی نہیں خود شیطان اور سارا باطل لرزہ براندام ہے۔

حضرت عمر ہمیشہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک و موتیٰ فی بلد حبیبک ۔ الٰہی مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما نیز مجھے موت آئے تیرے پیارے حبیب کے شہر میں آئے آپ کی یہ دعا بھی قبول ہوئی آپ کو شہادت کا تاج پہنایا گیا اور یہ تاجپوشی آپ کی تمنا کے مطابق مدینہ طیبہ میں ہوئی رحمت الٰہی نے ان کے لئے مسجد نبوی کی وہ جگہ متبرک منتخب فرمائی جو اس کے محبوب کے مسجدوں سے معزز و محترم تھی اور اس وقت یہ انعام بخشا گیا جب آپ صبح کی نماز کی امامت کرا رہے تھے زبان اس کی مقدس کلام کی تلاوت سے لطف اندوز ہو رہی تھی اور دل اس کے عشق و محبت سے سرشار تھا اور پھر ابدی آرامگاہ نصیب ہوئی تو اپنے مرشد اپنے مربّی اور اپنے رب کے حبیب محبوب ﷺ کے قدموں میں۔

یہ ہے وہ فاروق اعظم بن خطابؓ کی خدمت عالیہ میں یہ گلدستہ عقیدت و محبت بصد خلوص اور ہزار نیاز پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی یہ آپ کی سیرت کی ایک مختصر جھلک تھی ورنہ دل چاہتا تھا کہ تفصیل اور شرح و سبط کے ساتھ آپ کی سیرت کے مزید پہلو پیش کئے جاتے لیکن کتاب کی مناسبت سے اتنا ہی کافی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آپ کی مدت خلافت ۱۰ سال ۶ ماہ ۸ دن۔ وفات یکم محرم ۲۴ ہجری عمر مبارک ۶۲ سال تھی۔

فتوحات فاروقی کی وسعت

حضرت عمر کے مقبوضہ اور مفتوحہ ممالک کا کل رقبہ ۲۲۵۱۰۳۰ یعنی بائیس لاکھ اکیاون ہزار تین میل تھا اس میں شام، عراق، جزیرہ خورستان، عراق عجم، آرمینا، آذربائیجان، فارس،

Marfat.com

کرمان، مکران جس میں بلوچستان کا کچھ حصہ بھی آجاتا تھا شامل تھا یہ تمام فتوحات خاص عمر کی فتوحات تھیں۔

بے مثل فاتح بے مثل حاکم

جب سے دنیا کی تاریخ معلوم ہے آج تک کوئی شخص فاروق اعظم کے برابر فاتح نہیں گذرا (الفاروق ۲ص ۳۰۱) مورخ بلاذری فتوحات فاروقی کی حد بندی سندھ کے شہر دیبل تک لکھتا ہے بلاذری کی روایت ہے کہ دیبل کا نشیبی حصہ تک فوجیں آئیں۔(الفاروق ۲ص ۲۹۷)

حضرت عمر نے ایک ہزار چھتیس شہر مع ان کے مضافات کے فتح کئے اور جو مقام قبضہ میں آتا فوراً حکم دیتے کہ وہاں مسجد بنائی جائے حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ چار ہزار مساجد پنج وقتی نماز کے لئے تھیں اور نو سو جامع مسجدیں آپ کے زمانہ میں بنیں تمام ممالک مفتوحہ میں نہایت سرعت سے مسجدیں تیار کرائیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خلیفہ ثالث

خلافت وشہادت

حضرت عثمان بن عفانؓ

فتنوں، سازشوں اور آزمائشوں کا دور

حضرت فاروق اعظم کی شہادت کے بعد فتنوں، آزمائشوں اور سازشوں کا دور شروع ہوتا ہے حضرت فاروق اعظم کی شہادت سے پہلے خلافت کے متعلق سوال اٹھایا گیا تو آپ نے کسی کو بھی نامزد نہیں فرمایا بلکہ مجلس شوریٰ کے متعلق حکم دیا کہ مجلس شوریٰ کے ممبر جس کو خلیفہ منتخب کریں وہی خلیفہ ہوگا مجلس شوریٰ کے ممبر درج ذیل تھے ان ہی میں سے کسی نے خلیفہ منتخب ہونا تھا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ۔ حضرت سعد بن وقاص ۔عثمان بن عفان حضرت طلحہ حضرت زبیر اور حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم ان میں باہم مشورت ہوئی تو حضرت زبیر نے اپنا حق حضرت علی کو دے دیا حضرت طلحہ نے حضرت عثمان کو حضرت سعد نے عبدالرحمٰن بن عوف کو۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنا حق اس بنا پر چھوڑ دیا کہ دو شخصوں میں انتخاب کا حق دیا جائے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے دو شبانہ روز غور فرما کر علیحٰدہ علیحٰدہ علی اور عثمان کو بلایا۔ اور فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اگر میں تم سے بیعت کروں تو تم کتاب اللہ اور سنت رسول پر عمل کرو گے اور حضرات شیخین کے نقش قدم پر چلو گے اور حضرت عثمان نے بلا کسی تردد کے اقرار حتمی فرمالیا اور حضرت علی نے یوں فرمایا کہ حتی الامکان ایسا ہی کروں گا حضرت عبدالرحمٰن یہ سن کر خاموش ہوگئے اور دوسرے وقت علیٰ رؤس الاشہاد دونوں بزرگوں سے پھر وہی سوال کیا

Marfat.com

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عثمان سے بیعت فرمالی اور کسی نے انکار نہ کیا اور حضرت علی نے بھی بطیب خاطر بیعت کرلی۔

کاش حضرت عمر خلافت کا معاملہ مجلس شوریٰ پر نہ چھوڑتے اوران چھ صحابہ کرام میں سے اپنی صوابدیدی اختیارات سے کسی کو نامزد کرجاتے تو آنے والے فتنوں کا دروازہ نہ کھلتا نہ جنگ جمل اور صفین کے واقعات پیش آتے لیکن جو ہونی ہے وہ ہوکر رہتی ہے مشیت ایزدی سب پر غالب ہے۔

اب فتنے کے دروازے کس طرح کھلتے ہیں حضرت عثمان نے خلافت کا عہدہ سنبھالتے ہی فاروق اعظم کے مقرر کردہ عامل یا گورنر بیک جنبش سب کو معزول کردیا یا انہیں سبکدوش کردیا گیا اس لئے بددلی اور ناراضگی پیدا ہوتی گئی حالانکہ فاروق اعظم کے مقرر کردہ عامل کوئی معمولی شخصیت کے لوگ نہ تھے حضرت فاروق اعظم جیسا کون سیاست دان تھا جنہوں نے ان افراد کی تقرری اعتماد اور دیانتداری سے کی تھی چنانچہ ان معزول شدہ حضرات میں سے حضرت عثمان نے مصر کے گورنر کو معزول کردیا اور اس کی جگہ حضرت محمد بن ابو بکر کو تقرری کا پروانہ دے کر بھیج دیا۔

جب یہ لشکر دو تین منزل تک ہی پہنچا تھا تو انہیں ایک شخص اونٹنی پر سوار تیزی سے جاتا دکھائی دیا چنانچہ محمد بن ابو بکر کے ساتھیوں نے اسے پکڑ کر محمد بن ابو بکر کے پاس لے آئے اور پوچھا کہاں جارہے ہو تو اس نے کہا کہ میں امیرالمومنین کا پیغام لے کر مصر جارہا ہوں اس کی تلاشی لینے پر اس سے ایک خط برآمد ہوا اور جب اسے کھول کر پڑھا گیا تو سب کے سب حیران اور ششدر رہ گئے کہ یہ کیا معاملہ ہے لشکر وہاں سے ہی واپس آگیا خط کا عنوان تھا جو مصر کے گورنر کو لکھا گیا تھا کہ اے امیر مصر جب یہ لشکر وہاں پہنچے تو ان سب کو گرفتار کرلینا اور انہیں قتل کردینا ان میں سے کوئی آدمی بھی زندہ واپس نہ آئے جب یہ وفد واپس شہر مدینہ پہنچا تو حضرت عثمان غنی سے دریافت کیا گیا کہ یہ خط آپ نے لکھا ہے آپ نے خط سے انکار کردیا پھر دریافت کیا گیا کہ یہ غلام کس کا ہے فرمایا یہ میرا ہے پھر سوال کیا کہ یہ اونٹنی کس کی ہے فرمایا

Marfat.com

ہے میری ہے پھر فرمایا خط پر مہر کس کی ہے فرمایا میری ہے جب تفتیش ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ شرارت اور سازش مروان خبیث کی ہے جو بنو امیہ کا سرکردہ ممبر تھا اور حضرت عثمان غنی کا کلید برادر تھا ذاتی سیکرٹری اور وزارت کا قلمدان اسی کے پاس تھا گویا وہ خلیفہ وقت کا خاص معتمد آدمی یا وزیر اعظم تھا وفد نے کہا امیر المومنین یہ ساری سازش مروان کی ہے لہٰذا آپ اسے ہمارے حوالے کر دیں تاکہ ہم اس سے اس سازش کے متعلق تفتیش کریں حضرت عثمان نے مروان کو وفد کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا اس سے لوگوں کے دل حضرت عثمان سے بیزار ہو گئے کاش حضرت عثمان سازش کے سرغنہ مروان کو حوالے کر دیتے تو ایک آدمی کے مرنے سے کچھ فرق نہ پڑتا اور امت رسول آنے والے فتنے اور شہادت عثمان غنی جنگ جمل اور جنگ صفین کے فتنوں سے محفوظ رہتی۔

بدیں وجہ لوگ حضرت عثمان کے دشمن ہو گئے اور آپ اپنے مکان میں محصور ہو گئے۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا نے اپنے دونوں فرزندوں حضرت امام حسن اور حسین کو ان کی حفاظت کے لئے مامور کیا اور وہ سامنے پہرہ دیتے رہے اور بلوائی دوسرے مکان کی چھت سے ہوتے ہوئے حضرت عثمان غنی کے مکان کے اندر داخل ہو گئے اور آپ کو پے در پے وار کر کے شہید کر دیا اور امام حسن اور حسین پہرہ دیتے رہ گئے اور دشمنان دین اپنا کام کر گئے جس وقت آپ کو شہید کیا گیا اس وقت آپ قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے یہ آیت ان کی زبان پہ تھی۔ فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم. ان الفاظ پر بھی خون گرا اور آپ شہادت عظمیٰ پر فائز ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت عثمان غنی کی شہادت

آپ کی شہادت ۳۵ ہجری میں ہوئی امام زہری کی روایت کے مطابق آپ نے ۱۲ سال خلافت کی ذمہ داریاں نبھائیں آپ کے شروع کے چھ سال انتہائی پرسکون کسی کو کوئی شکایت نہ تھی آپ کا حسن سلوک اتنا اچھا تھا کہ لوگ آپ پر خوش تھے وہ ان برسوں میں حضرت

Marfat.com

عمر سے بھی زیادہ مقبول ہوئے کیونکہ حضرت عمر کے مزاج میں سختی تھی اور حضرت عثمان غنی نہایت رحم دل تھے حضرت عثمان غنی نے خلافت پر فائز ہوتے ہی چھ سال کے بعد اپنے رشتہ داروں کو نوازنا شروع کر دیا کسی کو گورنری کے عہدے دیئے اور اپنے اقربا کے ساتھ زیادہ مہربانیاں اوز فیاضیاں کرنے لگے کہ چھ سال کے عرصے میں حالت یہ ہوگئی کہ افریقہ کے گورنر مروان کو مملکت کا خمس معاف کر دیا اور اس سلسلے میں یہ توجیہ کی کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق صلہ رحمی سے کام لیتا ہوں حالانکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے ایسا نہیں کیا تھا حالانکہ وہ بھی ایسا کر سکتے تھے اس سے لوگ زیادہ بدظن ہو گئے شہادت کے وقت آپ کی عمر علامہ سیوطی کی قول کے مطابق چونکہ آپ کی ولادت ۶ عام الفیل تحریر کی ہے اس حساب سے ۳۵ ہجری کو آپ کی عمر ۸۲ سال ہوتی ہے آپ کی نماز جنازہ حضرت زبیر نے پڑھائی اور آپ ہی نے ان کو جنت البقیع میں دفن کیا۔

ابن عساکر اور ابن عدی نے حضرت انس سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ جب تک حضرت عثمان زندہ رہے تلوار میان میں رہی اور آپ کی شہادت کے بعد اس طرح میان سے باہر نکلی کہ قیامت تک باہر ہی رہے گی۔ (تاریخ الخلفا ص ۳۵۷)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خلیفہ چہارم

سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ

حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد بصد اصرار سیدنا علی کرم اللہ وجھہ کو خلافت کا سقدار قرار دے کران سے بیعت کر لی مروان بن الحکم کو تلاش کیا گیا جو اس فتنہ وفساد کا سرغنہ تھا کہ اس کو سزا دے کر لوگوں کا غم وغصہ ختم کیا جائے لیکن وہ ایسا غائب ہوا کہ اس کا کہیں بھی کھوج نہ مل سکا۔

جوں ہی امیر معاویہ کو حضرت علی کی خلافت کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت علی کی خلافت کا اعلان کر کے خود بھی خود مختاری کا اعلان کر دیا چنانچہ کسی امیر کا کسی علاقے یا ملک پر مقرر ہونا۔ مدینہ منورہ جہاں خلافت کا مرکز تھا وہاں سے حکم جاری ہوتا تو امیر مقرر کیا جاتا حضرت علی نے امیر معاویہ کو اپنی بیعت کے لئے خط لکھا تو اس کے جواب میں امیر معاویہ نے جواب دیا ہمیں آپ کی بیعت اس شرط پر منظور ہے کہ قاتلان عثمان کو ہمارے حوالے کیا جائے یا انہیں سزا دی جائے قاتلان عثمان کو ہر چند تلاش کیا مگر وہ نہ مل سکے چاہیے تو یہ تھا کہ خلافت کے اصول کے تحت آپ بیعت کر لیتے پھر باہم مل کر قاتلان عثمان کو تلاش کر کے انہیں سزا دیتے لیکن امیر معاویہ نے صرف حضرت عثمان کی شہادت کو سامنے رکھ کر بیعت سے انکار کر دیا اور علم بغاوت بلند کر دیا پھر ہر جمعہ کو امیر معاویہ دمشق کی جامع مسجد میں ہر جمعہ پر سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ پر سب وشتم شروع کر دیا اور یہ سلسلہ چالیس سال تک رہا۔ دمشق کی جامع مسجد میں ہر جمعہ کو حضرت عثمان کی شہادت اور خون آلود قمیص دکھا کر لوگوں کو بھڑکایا جاتا اور حضرت علی کے خلاف کھلم کھلا بغاوت شروع کی اسی اثنا میں ام المومنین عائشہ صدیقہؓ حج سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ سے واپس مدینہ شریف لا رہی تھیں کہ راستہ میں ایک مقام پر ایک عزیز نے انہیں حضرت عثمان کی شہادت کی خبر دی اور یہ بھی بتایا کہ حضرت علی کو خلیفہ منتخب کر لیا گیا ہے مگر

Marfat.com

فتنہ کے آثار ابھی باقی ہیں یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ نے واپس مکہ مکرمہ کی طرف سفر اختیار کیا کچھ لوگ آپ کی سواری کے ارد گرد جمع ہو گئے اور واپسی کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے ہیں اور فتنہ ختم ہوتا دکھائی نہیں دیتا میں ان کے خون کا بدلہ لوں گی اس لئے تم لوگ بھی عثمان مظلوم کا خون رائیگاں نہ جانے دینا اور قاتلوں سے قصاص لے کر اسلام کی عزت کو بچاؤ۔ عثمان کی ایک انگلی بلوائیوں جیسے تمام جہان سے افضل ہے حضرت عثمان کی طرف سے مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ بن عامر حضرمی کو عامل مقرر کیا گیا تھا انہوں نے عائشہ صدیقہ کی جوشیلی باتیں سن کی کہا کہ سب سے پہلے حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینے والا میں ہوں۔

مکہ مکرمہ میں لوگوں کے دل عثمان غنی کے خون کا بدلہ لینے کے لئے قائل ہوتے جا رہے تھے اسی اثنا میں مدینہ منورہ سے حضرت زبیر اور حضرت طلحہؓ مکہ مکرمہ میں تشریف لے آئے انہوں نے حالات خراب ہونے کی تصدیق کر دی حضرت عائشہ صدیقہ نے ان دونوں حضرات کو حضرت عثمان کے خون کا قصاص لینے کی غرض سے ساتھ دینے کی دعوت دی دونوں نے رضامندی کا اظہار کیا اور ایک زبردست جمعیت اس مقصد کے لئے مکہ مکرمہ میں تیار ہو گئی۔

قصاص کی تیاریاں

سیدہ عائشہؓ کی جمعیت میں سب سے اہم شخصیات چار تھیں حضرت زبیر حضرت طلحہ، یعلی بن عنیعہ اور عبداللہ بن عامر جو کہ بصرہ کے گورنر رہ چکے تھے یعلی بن عنیعہ جو یمن کے گورنر رہ چکے تھے یہ چاروں حضرات اس لشکر میں نہایت اہم سمجھے جاتے تھے باہمی طور پر مشورے ہوئے پھر اتفاق رائے سے یہ فیصلہ کیا گیا چونکہ ہمارے پاس اتنا لشکر نہیں ہے جو زبردست جنگ کر کے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرے اس لئے مناسب یہی ہے کہ کسی طرح اپنے لشکر میں اضافہ کیا جائے عبداللہ بن عامر نے مشورہ دیا اور کہا کہ میں بصرہ کا عامل رہ چکا ہوں

Marfat.com

وہاں میرا کافی اثر ورسوخ ہے علاوہ ازیں اہل بصرہ کا رجحان سے بھی اہل بصرہ کی طرف ہے اس لئے مجھے بصرہ جانا چاہیے اس اتفاق رائے کے مطابق بصرہ کے سفر کی تیاری شروع ہو گئی۔

بصرہ کا سفر

مکہ مکرمہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہونے والے لشکر کی تعداد ڈیڑھ ہزار تھی اس لشکر میں مروان بن حکم بھی شامل تھا حضرت عبداللہ بن عباس کی والدہ محترمہ حضرت ام الفضل بھی شامل تھیں انہوں نے دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے قبیلہ جہنیہ کے ایک شخص جس کا نام ظفر تھا اجرت دے کر خط کے ذریعے حضرت علی کو تمام حالات و واقعات کی خبر دی اس خط میں بصرہ کی طرف لشکر کی روانگی اور تمام صورت حال سے آگاہ کر دیا گیا۔

یہ لشکر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی قیادت میں سفر کرتا ہوا بصرہ جا پہنچا وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ بصرہ کا حاکم عثمان بن حنیف ان کا ساتھ دینے سے گریزاں ہے چنانچہ بصرہ والوں نے کوشش کی کہ کسی طرح یہ لشکر واپس مکہ مکرمہ چلا جائے اور اہل بصرہ واضح طور پر دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ایک گروہ عائشہ صدیقہ کی حمایت میں میں ساتھ دینے میں آمادہ تھا جبکہ دوسرا گروہ جناب عثمان بن حنیف کے موقف کو۔ جب عثمان بن حنیف کی کوشش کامیاب نہ ہو سکی تو اس نے ام المومنین کے لشکر کو مقابلہ کر کے راہ فرار اختیار کرنا چاہا چنانچہ لڑائی ہوئی جس میں حضرت عائشہ صدیقہ کو کامیابی حاصل ہوئی اور عثمان بن حنیف کو گرفتار کر لیا گیا اس طرح بصرہ پر عائشہ صدیقہ کا قبضہ ہو گیا۔

سیدنا علی المرتضیٰ کی پیش قدمی

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اس دوران مدینہ منورہ سے جمعیت اکٹھی کر کے بصرہ کی طرف روانگی اختیار کی اور مقام ربدہ میں آ کر قیام کیا یہاں پہنچ کر محمد بن ابوبکرؓ اور محمد بن جعفر کو کوفہ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہاں سے لوگوں کو اپنے حق میں جمع کر کے لائیں اس

Marfat.com

کے بعد مقام ربدہ سے آگے کی طرف پیش قدمی شروع کر دی اور مقام عبد میں پہنچے جہاں پر قبیلہ طے کے لوگ تھے ان لوگوں نے بھی آپ کا ساتھ دینے کا اقرار کیا اور مقام فہد سے مقام ثعلبہ میں پہنچے اور پڑاؤ کیا اس مقام پر آپ کو خبر ملی کہ حکیم بن جبلہ مارا گیا ہے اسی جگہ عثمان بن حنیف جو کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کے لشکر سے شکست کھا کر گرفتار ہو گئے تھے ام المومنین نے انہیں رہا کر دیا تھا حضرت علی کی خدمت میں پہنچے اور ساری صورت حال سے آگاہ کیا پھر حضرت علی نے اس مقام سے بھی آگے کی طرف کوچ کیا اور مقام ذی قاز پہنچے۔

سفارت کی ناکامی

حضرت علی نے جن دو صحابہ کو کوفہ کی طرف بھیجا تھا انہوں نے کوفہ میں پہنچ کر حضرت علی کا خط حضرت ابو موسیٰ اشعری کو دیا اور اس کے ساتھ لوگوں کو حضرت علی کے حکم کے مطابق لڑائی میں ساتھ دینے کے لئے راہ ہموار کرنے لگے لیکن کسی نے بھی ساتھ دینے کا اظہار نہ کیا یہ صورت حال دیکھ کر محمد بن ابو بکر نے مزید اصراو کرتے ہوئے لوگوں کو اس طرف مائل کرنا چاہا تب بھی کوئی کامیابی نہ ہوئی اور لوگوں کی طرف سے کوئی ایسا تاثر نہ ملا جس سے ان کے مقصد کو قوت نہ ملی اور لوگوں کی طرف سے کوئی ایسا تاثر نہ ملا جس سے ان کے مقصد کو تقویت ملتی یہ دیکھ کر محمد بن ابو بکر اور محمد بن جعفر کو بہت غصہ آیا اور حضرت ابو موسیٰ اشعری سے سختی کے ساتھ پیش آئے حضرت ابو موسیٰ اشعری بھی غصہ والے تھے فرمانے لگے عثمان غنی کی بیعت میری اور علی دونوں کی گردن پہ ہے اگر لڑائی کرنی ہی ہے تو پھر حضرت عثمان کے قاتلوں کے ساتھ لڑائی کرنی چاہیے یہ سن کر دونوں حضرات نے خاموشی اختیار کی اور کوفہ سے ناکام ہو کر روانہ ہو گئے مقام ذی قار میں پہنچ کر حضرت علی کی خدمت میں تمام صورت حال وضاحت سے پیش کی اور ان حضرات کی ناکامی کے بعد حضرت علی نے مالک اشتر کو حکم دیا کہ وہ حضرت ابن عباسؓ کو ساتھ لے کر جائے اور جیسے بھی ممکن ہو حضرت ابو موسیٰ اشعری کو سمجھا کر ساتھ دینے پر آمادہ کریں چنانچہ دونوں نے کوفہ پہنچ کر حضرت ابو موسیٰ اشعری سے ملاقات کی اور انہیں اس

Marfat.com

دوران انہیں اس معاملہ میں حضرت علی کا ساتھ دینے کی درخواست کی حضرت ابوموسیٰ کسی کی طرح بھی ان کی باتوں سے قائل نہ ہو سکے اور انہیں ہر بات کا یہی جواب دیتے رہے کہ جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے میں اس معاملہ میں خاموشی ہی اختیار کروں گا چنانچہ یہ سفارت بھی ناکام ہوگئی۔

حضرت امام حسن کی کوفہ روانگی

اس سفارتی مشن کی ناکامی کے بعد حضرت علی نے اپنے صاحبزادے امام حسن کو حضرت عمار بن یاسر کے ہمراہ کوفہ کی طرف روانہ کیا جس وقت یہ دونوں حضرات کوفہ پہنچے تو اس وقت کوفہ کے والی حضرت ابوموسیٰ اشعری جامع مسجد کوفہ میں لوگوں کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جس چیز کا خوف دلایا تھا وہ اب سر پر ہے اس لئے اپنے ہتھیار بیکار کر دو اور گوشہ نشینی اختیار کر لو اور رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ فتنہ اور فساد کے وقت سونے والا جاگنے والے سے اور بیٹھنے والا چلنے والے سے بہتر ہے اسی دوران امام حسن مسجد میں داخل ہوئے حضرت ابوموسیٰ اشعری نے ان کے ساتھ معانقہ کیا اور گفتگو شروع کی دوران گفتگو حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عمار بن یاسر سے مخاطب کر کے فرمایا کہ تم نے حضرت عثمان کی کسی قسم کی مدد نہ کی اور فاجروں کے ساتھ مل گئے حضرت عمار بن یاسر نے انہیں اس بات کا سختی سے جواب دیا اس وقت امام حسن نے مداخلت کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں نے اس بارے میں ہم سے کوئی مشورہ نہیں لیا سوائے اصلاح کے ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے امیر المومنین اصلاح امت کے کاموں میں کسی سے خوف نہیں کھاتے امام حسن کی اس بات کا حضرت ابوموسیٰ اشعری نے نہایت ادب کے ساتھ جواب دیا کہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے درست فرمایا ہے مگر تمام مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں ان کا مال اور خون حرام ہے۔ یہ بات ابھی ہو رہی تھی حضرت عمار بن یاسر نے کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے تلخی پیدا ہوگئی حضرت ابوموسیٰ اشعری کے حمایتی ان

Marfat.com

پر چڑھ دوڑے لیکن ابو موسیٰ نے مداخلت کرتے ہوئے ان کو بچالیا۔

لوگوں کی آمادگی

اہل کوفہ امام حسن کا بے حد احترام کرتے تھے اس لئے ان کے کوفہ میں آ جانے سے لوگوں کو رغبت ہوئی امام حسن نے حالات کو دیکھتے ہوئے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا لوگو! ہماری دعوت قبول کرلو ہماری اطاعت کرو جس مصیبت میں ہم اور تم مبتلا ہو گئے ہیں ان میں ہماری مدد کرو اگر ہم حق پر ہیں تو ہم سے اپنا حق وصول کرو۔ امام حسن کی تقریر نے لوگوں کے دلوں میں بڑا اثر کیا اور بہت لوگوں نے کھڑے ہو کر حضرت علی کی مدد کی ترغیب کے لئے مختصر طور پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا انہی میں کوفہ کے معزز لوگ حجر بن عدی بھی تھے جنھوں نے امام حسن کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ لوگو! غور کرو امیر المومنین نے اپنے لخت جگر کو بھیج کر تمہیں ساتھ دینے کی دعوت دی ہے اس لئے اس دعوت کو قبول کرلو اور ان کے جھنڈے تلے جمع ہو کر فتنہ و فساد کی آگ کو ٹھنڈا کرو اس مقصد کے ملنے میں سب سے پہلے ان کی حمایت کا اعلان کرتا ہوں اسی طرح کی باتوں سے لوگوں کے دلوں میں حضرت علی کی حمایت کا جذبہ پیدا ہو گیا اور پھر اگلے ہی دن نماز فجر کے بعد تقریباً ساڑھے نو ہزار کی ایک مسلح جمعیت امام حسن کی قیادت میں مقام ذی قار پہنچی۔ تو حضرت علی نے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور اہل کوفہ کے ساتھ مصالحانہ باتیں شروع ہو گئیں۔

مصالحت کی کوشش

دوسری طرف بصرہ میں صورت حال یہ تھی کہ اہل بصرہ تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے ایک نے غیر جانبدار رہتے ہوئے خاموشی اختیار کی اور دوسرا گروہ حضرت علی کا ہمدرد تھا تیسرا گروہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کا ساتھ دے رہا تھا مسلمانوں کے درمیان ایک سخت خونریزی اور خانہ جنگی تیاریوں کو دیکھ کر غیر جانبدار لوگوں نے صورت حال کی نزاکت کا ادراک کرتے ہوئے اب خاموش بیٹھے رہنا مناسب نہ سمجھا اور مصالحت کے لئے میدان میں

Marfat.com

کود پڑے اسی دوران حضرت علی نے دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے اور خطرناک صورت حال کو ختم کرنے اور کشیدگی میں کمی کی غرض سے حضرت قعقاع بن عمر کو بصرہ کی طرف روانہ کر دیا تھا وہ کسی بھی مصالحانہ کوشش سے کامیابی کی راہ ہموار کریں چنانچہ حضرت قعقاع بصرہ پہنچے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ حضرت زبیر اور حضرت طلحہؓ سے ملے اور ان سے اس سلسلے میں بات چیت کی۔ یہ بات چیت مفید ثابت ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ دونوں طرف سے سر کردہ لوگ صورت حال کی سنگینی کو محسوس کر چکے تھے اور مسلمانوں کی خونریزی نہیں چاہتے تھے مگر ہوائیوں کی وہ جماعت جس میں سازش کا سرغنہ عبداللہ بن سبا۔ ابن ملجم اور اسی طرح کے دیگر لوگ شامل تھے ان مصالحانہ کوششوں سے خائف تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں میں صلح ہو کیونکہ یہ لوگ عثمان غنی کے قاتلوں میں سمجھے جاتے تھے اگر مصالحت ہو جاتی تو پھر ان کو اپنی جانوں کا خطرہ تھا اس لئے ان لوگوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا کہ اگر ان کی آپس میں صلح ہوگئی تو یہ ضرور ہم سے قصاص لیں گے اور ہم سب کو سزائیں دیں گے اس سے بہتر یہی ہے کہ اس صلح کی کوشش کو کامیاب نہ ہونے دیں۔

جنگ جمل

ابن سبا کے ساتھی لشکریوں نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مصالحانہ کوششوں کو ناکام بنانے کے لئے رات کی تاریکی میں ام المومنین عائشہ صدیقہ کی فوج پر اس طریقہ سے شب خون مارا کہ ایک دم افراتفری پھیل گئی یہ سمجھ کر دوسرے فریق نے دھوکہ دیا ہے ایک دوسرے پر زبردست حملہ کر دیا دونوں طرف کے لشکریوں نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق حملہ میں بھرپور حصہ لیا حالانکہ مصالحانہ کوششیں جاری تھیں ابھی لڑائی کے کوئی آثار نہ تھے اور نہ ہی فریقین کے سرکردہ لوگوں میں سے کوئی لڑائی کا خواہشمند تھا مگر چونکہ بلوائی اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکے تھے اور مسلمانوں کے دونوں فریق کے درمیان لڑائی شروع ہوگئی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اپنے اونٹ پر اپنا ہودہ رکھوا کر سوار ہوئیں تا کہ اپنی

Marfat.com

فوج کولڑائی سے روکیں حضرت علی نے اپنی فوج کے سپاہیوں کوروکنے کی کوشش کی۔ لیکن لڑائی کا دائرہ وسیع ہو چکا تھا حضرت زبیر اور حضرت طلحہ کے ہاتھوں میں اپنی اپنی فوج کی قیادت تھی دونوں حضرات میدان جنگ میں موجود تھے کہ حضرت علی ان کو دیکھ کران کی طرف بڑھے اور قریب پہنچ کر حضرت طلحہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا تم نے میرے خلاف میری دشمنی میں یہ ساری کوشش کی ہے اور میرے مقابلے پر آئے ہو کیا تم اللہ کی بارگاہ میں کوئی عذر پیش کر سکتے ہو اور اس کام کو جائز ثابت کر سکتے ہو کیا میں تمہارا دینی بھائی نہیں ہوں کیا تم پر میرا اور تیرا خون حرام نہیں ہے حضرت طلحہ نے جواب دیا کیا آپ عثمان غنی کے قتل میں سازش نہیں کی حضرت علی نے فرمایا اللہ خوب جانتا ہے اور وہ قاتلان عثمان پر لعنت بھیجتا ہے۔

اس کے بعد حضرت علی نے حضرت زبیر سے فرمایا اے ابوعبداللہ۔ تمہیں وہ دن یاد ہے جب رسول اکرم ﷺ نے تم سے دریافت فرمایا تھا کہ کیا تم علی کو دوست رکھتے ہو تو تم نے کہا تھا کہ ہاں یارسول اللہ ﷺ پھر اس وقت تم سے رسول کریم نے فرمایا تھا کہ ایک دن تم اس سے ناحق لڑو گے حضرت زبیر نے فرمایا ہاں مجھے یاد آ گیا مگر آپ نے میری روانگی سے پہلے یہ بات یاد نہ دلائی ورنہ میں مدینہ سے ہی روانہ نہ ہوتا اور اب میں آپ سے ہرگز نہ لڑوں گا۔ (مستدرک حاکم) اس کے بعد حضرت زبیر نے اس جنگ سے علیحدگی اختیار کرلی اور اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ سے فرمایا کہ حضرت علی نے مجھے ایسی بات یاد دلا دی ہے کہ لڑائی کا سارا جوش ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ بے شک ہم حق پر نہیں ہیں اب میں اس جنگ میں شرکت نہیں کروں گا ایسی بات حضرت زبیر نے حضرت عائشہ سے کی اور میدان جنگ سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے اپنے صاحبزادے کو بھی ساتھ دینے کو کہا مگر عبداللہ بن زبیر نے انکار کر دیا اور کہا آپ علی کے لشکر کو دیکھ کر ڈر گئے ہیں اس پر سپاہی بصرہ کی طرف نکل کھڑے ہوئے تاکہ وہاں سا سامان لے کر کسی طرف چلے جائیں۔

میدان جنگ سے نکلتے ہوئے لوگوں نے ان کو دیکھا کہ احنف بن قیس کے لشکر کا ایک شخص عمر بن الجر وزان کے تعاقب میں چل دیا اس کی نیت میں فتور تھا مگر اس نے اپنے

Marfat.com

ارادے کو ظاہر نہیں کیا اور حضرت زبیر کے پاس پہنچ کر آپ کے ساتھ چلنے لگا۔ راستے میں وادی الصباح میں پہنچے تو نماز کا وقت ہو گیا حضرت زبیر نماز کی نیت کے لئے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنی شروع کی عین سجدہ کی حالت میں عمر بن الجر وز نے تلوار کی ایک کاری ضرب لگائی اور انہیں شہید کر دیا شہید کرنے کے بعد عمر بن الجر وز فوری طور پر واپس ہوا اور حضرت علی کی خدمت میں پہنچا اور آپ کے خیمہ اقدس کے باہر کھڑا ہو گیا ایک شخص نے حضرت علی کی خدمت میں عرض کی کہ زبیر بن عوام کا قاتل آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے یہ سنتے ہی آپ نے فرمایا اسے اجازت دے دو لیکن ساتھ ہی جہنم کی بشارت بھی دے دو اس کے بعد جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے پاس حضرت زبیر کی تلوار موجود تھی یہ دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا۔ او ظالم! یہ وہ تلوار ہے جس نے ایک مدت تک رسول اللہ کی حفاظت کی اس طرح کی باتوں کی عمرو کو توقع نہ تھی وہ ایسا بے چین ہوا کہ اس نے حضرت علی کی شان میں ایسے گستاخانہ کلمے کہے اور پھر اپنے پیٹ میں تلوار مار کر خودکشی کر لی اور واصل جہنم ہوا۔

حضرت طلحہؓ

میدان جنگ سے حضرت طلحہ نے حضرت زبیر کو جاتے دیکھا تو انہوں نے بھی ارادہ کیا کہ میں بھی حضرت علی کے ساتھ مقابلہ نہیں کروں گا اس خیال سے لشکر سے الگ ہو کر ایک طرف کھڑے ہو گئے اور سوچ میں پڑ گئے مروان بن حکم نے انہیں اس طرح کھڑے دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ لڑائی میں حصہ نہیں لینا چاہیے چنانچہ مروان بن حکم نے حضرت طلحہ کو تاک کر ایسا تیر مارا جو زہر میں بجھا ہوا تھا تیر ان کے پاؤں میں لگا زہر نے فوری طور پر اثر کیا اور حضرت طلحہ شہید ہو گئے حضرت علی کے لشکر میں شامل حضرت قعقاع بن عمر نے دیکھا اور حضرت طلحہ کے پاس پہنچے فرمایا آپ کا زخم بہت گہرا ہے پھر وہ جانبر نہ ہو سکے اور پھر انہیں بصرہ میں ہی دفن کر دیا گیا۔

Marfat.com

زبردست جنگ

میدان میں جنگ کا آغاز ہو چکا تھا حضرت عائشہ صدیقہ زرہ پوش ہودج میں بیٹھی تھیں اور لشکر کی قیادت فرما رہی تھیں حملہ آور فوج ان کے اونٹ کو نشانہ بنا رہے تھے اور ہر طرف سے اونٹ پر حملہ کیا جا رہا تھا مگر سیدہ عائشہ کے وفادار اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے حفاظت پر کمربستہ تھے اور کسی بھی صورت مخالفین کو کامیاب نہیں ہونے دے رہے تھے اونٹ کی مہار حضرت کعب کے ہاتھ میں تھی ام المومنین نے جب دیکھا مخالف فوج کسی بھی طرح حملہ کرنے سے باز نہیں آ رہی اور اونٹ کو بچاتے ہوئے بہت لوگ شہید ہو رہے ہیں بصرہ والے اونٹ کو بچانے کی غرض سے اپنی جانوں کی بھی پرواہ نہیں کرتے تو انہوں نے حضرت کعب کو حکم دیا کہ تم اونٹ کی نکیل چھوڑ دو اور قرآن کریم کو بلند کر کے آگے بڑھو۔ اور لوگوں کو اس طرف بلاتے ہوئے کہو کہ ہمیں قرآن کریم کا فیصلہ منظور ہے تم بھی قرآن کریم کا فیصلہ قبول کر لو حکم کے مطابق حضرت کعب نے ایسا ہی کیا دوسری طرف عبداللہ بن سبا کے ساتھیوں نے اس بات کی کوئی پرواہ نہ کی اور ان پر تیروں کی بارش کر دی جس سے وہ شہید ہو گئے اس پر لڑائی میں شدت پیدا ہو گئی۔ ام المومنین کے اونٹ کے گرد لاشوں کے ڈھیر لگ گئے اہل بصرہ اس بے جگری سے لڑے کہ حضرت علی خود حیران رہ گئے اب عبداللہ بن زبیر نے اونٹ کی مہار پکڑی ان کے جسم پر ستر زخم آئے اور وہ بھی شہید ہو گئے اسی طرح دوسرے نے مہار پکڑی وہ بھی شہید ہو گئے اسی طرح یکے بعد دیگرے ستر اشخاص نے اپنے آپ کو قربان کر دیا۔

ایک دفعہ اہل جمل نے اس قدر سخت حملہ کیا حضرت علی نے اپنی فوج کی پسپائی دیکھ کر کہا کہ جب تک اونٹ نہ بٹھایا جائے گا مسلمانوں کی خونریزی بند نہ ہو گی چنانچہ آپ نے ایک دفعہ پھر اپنے لشکر کو آگے بڑھایا اور بھرپور حملہ کیا حملہ کے دوران ایک شخص نے موقعہ پا کر پیچھے سے جا کر اونٹ کے پاؤں پر تلوار ماری اونٹ بلبلا کر نیچے بیٹھ گیا اونٹ کے بیٹھتے ہی اہل جمل منتشر ہو گئے اور ان کی ہمت جواب دے گئی حضرت علی کے لشکر نے فوری طور پر اونٹ کا

Marfat.com

محاصرہ کر لیا حضرت علی نے محمد بن ابوبکر کو حکم دیا کہ جا کر اپنی ہمشیرہ کی حفاظت کرو اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دینا چنانچہ محمد بن ابوبکر حضرت قعقاع بن عمر اور عمار بن یاسرؓ جلدی پہنچ گئے اور کجاوہ کی رسیاں کاٹ کر کجاوہ کو اٹھا کر لاشوں کے درمیان سے گذار کر رکھ دیا اور پردہ کے لئے ان پر چادر تان لی۔

حضرت علی المرتضیٰ خود ام المومنین کے پاس تشریف لے گئے اور خیریت دریافت کی دونوں طرف سے تبادلہ خیال ہوا صلح کے معاملہ پر بات چیت ہوئی معذرت کے الفاظ پیش کئے گئے۔ اس کے بعد ام المومنین عائشہ صدیقہ کو رؤسا بصرہ کی چالیس عورتوں اور محمد بن ابوبکر کے ہمراہ بصرہ سے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ روانہ کر دیا گیا حضرت علی نے کئی کوس تک ساتھ چلتے ہوئے رخصت کیا دوسری منزل تک امام حسن پہنچانے آئے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ نے بوقت رخصتی لوگوں سے فرمایا ہمارے درمیان کش مکش غلط فہمی کا نتیجہ تھی ورنہ علی اور میرے درمیان کوئی جھگڑا نہ تھا حضرت علی نے بھی اسی طرح کے الفاظ کا اعادہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ حضورﷺ کی حرم محترم ہیں اور ہماری ماں ہیں ام المومنین ہیں ان کی تفہیم اور تکریم کرنا ضروری ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ پہلے مکہ مکرمہ گئیں اور ذوالحج کے مہینے کی آمد تک وہاں ہی قیام فرمایا حج کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئیں۔

دارالخلافہ کوفہ منتقل ہو گیا

حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے چند دن بصرہ میں قیام فرمایا لوگوں نے بڑی محبت کا مظاہرہ کیا اور آپ کو عالی شان محل میں ٹھہرانے کا اہتمام کیا مگر آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں میرے لئے میدان ہی کافی ہے چنانچہ اس کے بعد آپ نے کوفہ کو دارالخلافہ بنانے کا اعلان کیا مدینہ منورہ کے بجائے کوفہ میں ہی تمام امور خلافت انجام دینے شروع کئے کوفہ میں قیام کے بعد آپ نے مملکت کے استحکام کی طرف توجہ فرمائی انتظامی امور کی بہتری کی طرف آپ نے مختلف علاقوں اور صوبوں میں لوگوں کی تقرریاں اور تبدیلیاں فرمائیں۔

Marfat.com

مصر کی امارت

خلافت کا منصب سنبھالنے کے بعد حضرت علی نے مصر کی امارت حضرت قیس بن سعد کے سپرد کی تھی اور انہوں نے حکمت عملی سے کام لے کر تمام اہل مصر کو حضرت علی کی کی خلافت کے لئے راضی کر کے ان سے آپ کی بیعت لی تھی البتہ قصبہ قربتہ کے لوگوں نے اس بارے میں تامل کیا اور کہا جب تک صورت واضح نہیں ہو جاتی اس وقت تک ہم سے بیعت کے لئے اصرار نہ کیا جائے مگر ہم والئی عصر کی اطاعت میں کوئی کمی نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی وقت فتنہ وفساد میں حصہ لیں گے جس سے امن وامان میں کسی قسم کی صورت پیدا ہو حضرت قیس بن سعد نہایت معاملہ فہم اور دور اندیش تھے اس لئے انہوں نے موقعہ کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے اہل قربتہ پر مزید دباؤ ڈالنا مناسب نہ سمجھا اور رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے حالات کو اپنے قابو میں رکھا۔

جنگ جمل کے واقعہ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے کوفہ کو دارالخلافہ بنایا تو امیر معاویہ کو اس بات کی فکر ہوئی کہ اب حضرت علی اپنی قوت جمع کر کے ہم پر حملہ کریں گے۔ چونکہ مصر میں حضرت قیس بن سعد اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر بہت مقبول ہیں۔ اور حضرت علی کے نامزد کردہ ہیں اس لئے جب حضرت علی کی طرف سے چڑھائی کریں گے تو وہ قیس بن سعد کو ضرور یہ حکم دیں گے کہ وہ مصر سے حملہ آور ہوں اس لئے دو اطراف سے شام پر حملہ ہوا تو مقابلہ کرنا مشکل ہوگا۔

سیاسی دماغ

امیر معاویہ نے اندریں حالات کے تحت سب سے پہلے مصر کی طرف سے خطرہ کو دور کرنا مناسب سمجھا اور حضرت علی کے تحت قیس بن سعد کو ایک خط لکھ کر اپنا طرف دار بنانے کی کوشش کی اپنے خط میں انہوں نے تحریر کیا کہ حضرت عثمان شہید ہو گئے ہیں لہٰذا آپ کو قصاص کے مطالبہ پر میری حمایت کرنی چاہیے حضرت قیس بن سعد نے جواب دیا جہاں تک

Marfat.com

میری معلومات کا تعلق ہے حضرت علی، حضرت عثمان کی شہادت میں یا سازش میں ہرگز شامل نہ تھے اور اب جب لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ اور وہ خلیفہ مقرر ہو چکے ہیں تو پھر آپ کو بھی ان کا مقابلہ اور مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔

اقتدار، لالچ یا بغاوت

اس جوابی خط سے امیر معاویہ کو سخت مایوسی ہوئی اور انہوں نے آخری حربے کے طور پر اب ایک دھمکی آمیز خط ان کو لکھا اس کا جواب بھی حضرت قیس بن سعد نے نہایت سختی سے دیا اور فرمایا کہ میں تمہاری دھمکی سے ڈرنے والا نہیں ہوں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تمہیں خود اپنی جان بچانی مشکل ہو جائے گی اب امیر معاویہ نے ضروری سمجھا کہ مصر پر پوری قوت سے حملہ آور ہو کر قیس کے خطرہ کو ختم کر دیا جائے اس کے بعد علی سے مقابلہ کرنا آسان ہو جائے گا۔ مگر یہ کام خطرہ سے خالی نہ تھا کیونکہ اگر مصر کی لڑائی طول پکڑ جاتی تو پھر علی کا مقابلہ کرنا مشکل ہو جاتا اور ملک شام حضرت علی آسانی سے قبضہ کر لیتے اس سے امیر معاویہ نے حملہ تو نہ کیا لیکن حکمت عملی ایسی اختیار کی۔ کہ اپنا دباؤ برقرار رکھا اور دوسری طرف قیس بن سعد لڑائی کو ٹالنا چاہتے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ حضرت علی کی طرف سے پیش قدمی ہو تو وہ فوری طور پر مصر کی طرف سے شام پر چڑھائی کر دیں۔

حضرت علی کی غلط فہمی

اسی اثنا میں حضرت علی نے ایک حکم نامہ حضرت قیس بن سعد کو بھیجا جس میں لکھا تھا کہ قربتہ والوں نے سکوت اختیار کر رکھا ہے اور انہوں نے ابھی تک بیعت نہیں کی اس لئے ان کو خاموش نہ رہنے دیا جائے بلکہ ان سے زبردستی بیعت لی جائے اور ان سے لڑ کر بھی بیعت لی جائے حضرت قیس بن سعد نے صورت حال کی نزاکت کے پیش نظر اس پر عمل درآمد کرنا ضروری نہ سمجھا اور اس پر عمل کرنے سے نقصان تصور کیا اس کے جواب میں حضرت علی کو لکھا کہ اہل قربتہ کی آبادی تقریباً دس ہزار نفوس پر ہے ان میں معاویہ بن خدیج جیسے بے شمار جنگجو موجود

Marfat.com

ہیں ان کو لڑائی کی دعوت دینا مصلحت نہیں ہے لیکن اگر ان کے ساتھ اعلان جنگ کر دیا گیا تو وہ تمام آپ کے دشمنوں کے ساتھ مل جائیں گے اور ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہوں گے اس لئے مناسب یہی ہے ان کو اسی حال میں رہنے دیا جائے۔

دربار خلافت میں جب قیس کا خط پہنچا تو بعض افراد نے حضرت علی کو اس شبہ میں مبتلا کر دیا کہ قیس بن سعد ضرور امیر معاویہ کے ساتھ ساز باز رکھتے ہیں اگرچہ حضرت علی نے اس بات کو تسلیم نہ کیا کیونکہ بظاہر ان کی طرف سے کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی تھی جس سے ان کے بارے میں شک کو تقویت ملتی۔

دوسری طرف امیر معاویہ کو اس بات کی خبر ہوگئی کہ حضرت علی کی قیس کی طرف سے بدظن کرنے کی کوشش ہو رہی ہے تو انہوں نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہا حضرت قیس بلند مرتبہ اور قابل ترین بزرگ تھے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ اکثر غزوات میں انصار کے علمبردار رہے امیر معاویہ نے اپنے مقاصد میں کامیابی کے لئے یہ تدبیر کی کہ حضرت قیس کے بارے میں یہ مشہور کر دیا کہ یہ میرے طرف دار ہیں اور اکثر ان کے خطوط میرے پاس آتے رہتے ہیں اور جو بھی ضروری معلومات ہوتی ہیں وہ فراہم کرتے ہیں رفتہ رفتہ یہ افواہ دربار خلافت میں پہنچی تو محمد بن ابوبکر نے مزید بڑھا چڑھا کر بیان کیا اس سے حضرت قیس کے بارے میں حضرت علی کے دل میں بدگمانی پیدا ہوگئی اور آپ نے قیس کو مصر کی امارت سے معزول کر کے ان کی جگہ محمد بن ابوبکر کو روانہ کر دیا مصر میں پہنچ کر محمد بن ابوبکر نے حضرت قیس کو ان کی معزولی اور اپنی تقرری کا فرمان دکھایا تو حضرت قیس کو بہت دکھ ہوا مگر انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور مصر کی امارت محمد بن ابوبکر کے حوالے کر دی اور خود مصر سے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔

صلح کی کوشش

حالات و واقعات جنگ کا پیش خیمہ بن رہے تھے فتنہ پرواز لوگوں کی چالوں کے

Marfat.com

باعث مسلمانوں کے مابین ایک زبردست خونریزی کے آثار پیدا ہو رہے تھے حضرت علی کو اس صورت حال کی نزاکت کا بخوبی ادراک تھا اور آپ یہ بھی جانتے تھے کہ امیر معاویہ کسی طرح ان کا کہنا نہ مانیں گے اور نہ ہی ان کی خلافت تسلیم کرنے کو تیار ہوں گے مگر اس کے باوجود آپ نے ایک مرتبہ پھر صلح اور بیعت کرنے کی دعوت دیتے ہوئے حضرت جریر بن عبداللہ کو ان کی طرف بھیجا جب حضرت ابن جریر ان کے پاس پہنچے تو امیر معاویہ کا دربار سجا ہوا تھا شام کے معززین اور رؤسا وہاں موجود تھے تاریخ کے صفحات میں موجود ہے کہ حضرت علی کا خط پہلے خود پڑھا پھر بلند آواز سے حاضرین کے سامنے پڑھا خط میں حمد وثنا کے بعد تحریر تھا۔

''تم اور تمہارے تابع جتنے بھی مسلمان ہیں ان تمام پر میری بیعت کرنا لازم ہے کیونکہ مہاجرین وانصار نے اتفاق رائے سے مجھے خلیفہ منتخب کیا ہے ابوبکر وعمر اور عثمان کو بھی انہی لوگوں نے منتخب کیا تھا اس لئے اس بیعت کے بعد جو شخص سرکشی یا اعتراض کرے گا اسے زبردستی میری اطاعت پر مجبور کیا جائے گا پس تم مہاجرین اور انصار کی اتباع کرو یہی سب سے اچھا طریقہ ہے ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ تم نے عثمان غنی کی شہادت پر ان کے قاتلوں سے انتقام لینے کے لئے بھی جوش رکھتے ہو تو پہلے میری اطاعت قبول کرلو اس کے بعد ضابطہ کے تحت اس کا فیصلہ کروں گا ورنہ جو طریقہ اختیار کر رکھا ہے یہ دھوکہ ہے۔''

امیر معاویہ کا جوابی خط

حضرت علی کرم اللہ وجھہ کی طرف سے بھیجا گیا خط یقیناً امیر معاویہ کے لئے قابل قبول نہ تھا کیونکہ انہوں نے اپنی دانست میں اپنے قدم شام میں مضبوط کر لئے تھے اور وہ کسی بھی طرح اہمیت دینے کے لئے تیار نہ تھے تقریباً بائیس برس سے شام کے والی چلے آرہے تھے اور شام پر ان کی گرفت مضبوط تھی علاوہ ازیں بہت سے صحابہ کرام جو حضرت علی کے ساتھ اختلافی نقطہ رکھنے کی بنا پر شام میں سکونت پذیر تھے ان کی موجودگی امیر معاویہ کے لئے تقویت کا باعث تھی اور پھر حضرت علی نے جن اموی عمال کو معزول کر دیا تھا وہ بھی تمام امیر معاویہ کے

Marfat.com

پاس شام میں جمع ہو چکے تھے اور وہ سب اثر ورسوخ والے لوگ تھے عرب کے بعض قبائل اگر چہ اموی نہ تھے مگر امیر معاویہ نے اپنی حکمت عملی سے انہیں اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔

خلافت سے بغاوت

بنو ہاشم سے مخالفت بنو امیہ کی سرشت میں داخل تھی حالانکہ جس علاقے یا ملک پر جس کی حکومت ہوتی ہے اس مملکت کی حکومت صرف اور صرف خلافت کو یہی حق حاصل تھا اللہ تعالیٰ کا بھی یہی فرمان ہے۔ **اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم** امیر کی اطاعت فرض ہوتی ہے اس کا مخالف باغی، اور نافرمان ہوتا ہے اس کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم ہے لیکن یہاں حصول اقتدار کا نشہ تھا اور سیم وزر سے لوگوں کے منہ اور زبانیں بند کر رکھی تھیں اس لیے امیر معاویہ نے حضرت عثمان کی شہادت کو بہانہ بنا کر سلطنت کو پارہ پارہ کرنے کا عزم کر رکھا تھا اس ساری سازش کا سرغنہ مروان تھا جس کی سازش سے یہ حالات پیدا ہوئے اگر عثمان غنی حکمت عملی سے کام لے کر مروان کو بلوائیوں کے حوالے کر دیتے تو یہ خونریز معرکہ پیش نہ آتا ایک مروان کے قتل سے فتنہ ختم ہو جاتا تو ہزاروں مسلمانوں کی ہلاک ہونے کی نوبت نہ آتی لیکن مشیت ایزدی غالب ہے اور پھر شدنی ہو کر رہتی ہے جس کا خطرہ تھا وہ سامنے آ گیا۔
حضرت عمر بن عاص جو ایک جید صحابی تھے جب عثمان غنی پر سازش ہو رہی تھی تو مدینہ پاک چھوڑ کر بیٹوں کے ہمراہ بیت المقدس چلے گئے اور وہاں ہی رہائش اختیار کر لی اور انہیں جب معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی شہید کر دیئے گئے ہیں اور حضرت علی نے اپنا دارالخلافہ کوفہ منتقل کر دیا ہے تو وہ بھی بیت المقدس سے روانہ ہو کر شام آ گئے تاکہ امیر معاویہ سے مل کر اس معاملہ کو سلجھانے کی کوشش کریں امیر معاویہ نے ان کی آمد کو اپنے لئے نیک شگون سمجھا حضرت عمر بن عاص نے امیر معاویہ سے ملاقات کی اس ملاقات کے نتیجے میں حضرت عمر بن عاص نے فرمایا کہ خلیفہ مظلوم کا بدلہ لینا ضروری ہے اور اس مطالبہ پر آپ حق پر ہیں ان کی اس بات سے امیر معاویہ کو تسلی ہوئی مگر انہوں نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا اور مکمل طور پر ان پر

Marfat.com

بھروسہ نہ کیا اور پھر جب انہیں یقین کامل ہوگیا کہ یہ ان کے طرف دار ہیں تو انہوں نے ان کو خصوصی مشیر اور روزیر بنالیا حضرت عمر بن عاص نے امیر معاویہ کو مشورہ دیا کہ عثمان غنی کی خون آلود قمیص روزانہ لوگوں کو دکھانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس طرح لوگوں کا جوش کم ہوتا جائے گا اس لئے مناسب ہے کہ قمیص کو کبھی کبھی لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ امیر معاویہ نے عمر بن عاص کے اس مشورے کو پسند کیا اس طرح ان چیزوں کو روز بروز دیکھنے سے رونا بند ہوگیا حضرت امیر معاویہ نے حضرت عمر بن عاص کو مصر کی حکومت کا وعدہ کر کے ان کی حمایت کو اپنے لئے مضبوط کرلیا علاوہ ازیں چند اور صحابہ کرام جو حضرت علی سے بدگمان ہوکر امیر معاویہ کے پاس پہنچے اور انہیں اپنی حمایت کا پورا یقین دلایا۔

جنگ کی تیاریاں

مصالحت کی کوشش کو ناکام ہوتا دیکھ کر حضرت علی نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ بصرہ سے ایک لشکر کی قیادت کرتے ہوئے روانہ ہو چکے تھے اور حضرت علی نے کوفہ میں ابو مسعود انصاری کو اپنا قائم مقام مقرر فرما کر مقام نخیلہ کی طرف پیش قدمی کی اس مقام پر فوج کا جائزہ لیا اسی اثنا میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ بصرہ سے لشکر لے کر پہنچ گئے جس سے لشکر میں جوش وخروش پیدا ہوگیا۔ حضرت علی نے افواج کی ترتیب کرتے ہوئے جنگی حکمت عملی کے تحت حضرت زیاد بن نصر حارثی کی قیادت میں آٹھ ہزار کی فوج کو مقدمہ الجیش (ہراول دستہ) کے طور پر پیش قدمی کرنے کا حکم دیا جبکہ ان کی کمک کے طور پر حضرت شریح بن ہانی کی قیادت میں چار ہزار کا لشکر ان کے پیچھے روانہ کیا اس کے بعد آپ نخیلہ سے مدائن کی طرف آئے اور مدائن میں حضرت مسعود ثقفی کو عامل مقرر کر کے حضرت معقل بن قیس کی قیادت میں تین ہزار کا لشکر روانہ کیا۔

جنگ صفین کا آغاز

حضرت علی کی فوج رقہ کے قریب دریائے دجلہ کو عبور کر کے جب شام کی سرحد میں

Marfat.com

داخل ہوئی تو امیر معاویہ نے ان کو روکنے کا پورا انتظام پہلے سے کر رکھا تھا چنانچہ ان کی طرف سے ابوالاعور سلمی نے مقدمہ الجیش کو آگے بڑھنے سے روکا دونوں لشکر آمنے سامنے پڑاؤ ڈالے رہے صبح سے شام تک دونوں جانب خاموشی رہی کسی بھی طرف سے لڑائی کا آغاز نہ ہوا مگر شام ہوئی تو ابوالاعور سلمی نے اچانک حملہ کر دیا فریقین کے درمیان تھوڑی دیر لڑائی ہوتی رہی پھر دونوں طرف کی فوج اپنے اپنے مقام پر واپس چلی گئی اگلے روز صبح کے وقت اپنے لشکر سے نکل کر میدان جنگ میں آیا اور مبارز طلب کی۔ ادھر سے ہاشم بن عقبہ نے نکل کر مقابلہ کیا دونوں میں مقابلہ ہوتا رہا مگر دونوں میں سے کوئی بھی کامیاب نہ ہو سکا بالآخر دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو کر اپنے اپنے لشکر کی طرف واپس ہو گئے اسی اثنا میں حضرت علی نے اشتر نخعی کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا ہوا تھا اور یہ لشکر عین اس وقت کمک کے طور پر آن پہنچا۔ اشتر نے پہنچتے ہی اپنے لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دیا اس پر دونوں فوجوں کے درمیان شام تک خونیں معرکہ ہوتا رہا۔ ابوالاعور نے دیکھا کہ اب مقابلہ کرنا مشکل ہے تو رات کی تاریکی میں جب لڑائی بند ہو چکی تھی اپنی فوج کو ہٹا لیا اور فوری طور پر ساری صورت حال کی اطلاع امیر معاویہ کو دی انہوں نے مقابلہ کے لئے صفین کے میدان کا انتخاب کیا اور پیش قدمی کرتے ہوئے میدان میں مناسب مقامات پر اپنے مورچے جما دیئے۔

پانی پر شامیوں کا قبضہ

اسی دوران حضرت علی بھی وہاں پہنچ گئے آپ کو خبر دی گئی کہ معاویہ بھی اپنی فوج کے ساتھ قریب ہی موجود ہیں اس بنا پر حضرت علی نے حضرت اشتر کو حکم دیا کہ فوری طور پر دریائے فرات کے ساحل پر پہنچ کر پانی پر قبضہ کر لو۔ اس معاملہ میں دیر ہو چکی تھی کیونکہ امیر معاویہ نے پہلے ہی گھاٹ پر قبضہ کر کے ابوالاعود سلمٰی کو ایک لشکر دے کر ان کے ساتھ تعین کر دیا تھا کہ حضرت علی کی فوج کو دریا سے پانی نہ پینے دیا جائے ابوالاعور سلمی نے تیز رفتاری سے پیش قدمی کر کے پانی پر قبضہ کر لیا تھا۔

Marfat.com

جب حضرت علی کی فوج صفین کے مقام پر پہنچی تو معلوم ہوا کہ پانی پر پہلے بھی شامیوں کا قبضہ ہو چکا ہے چنانچہ پانی کی وجہ سے سخت مشکل پیش آئی صورت حال کو دیکھتے ہوئے حضرت علی نے حکم دیا جیسے بھی ہو شامی فوج سے زبردستی گھاٹ پر قبضہ کر لیا جائے حالات کا جائزہ لے کر پہلے چند اشخاص نہایت امن وامان کے ساتھ اتمام حجت کے لئے دریا کی طرف بڑھے مگر دریا کے کنارے جب پہنچے تو ان پر ہر طرف سے تیروں کی بارش شروع ہو گئی حضرت علی کی فوج اسی بات کی منتظر تھی یہ حالات دیکھ کر سب نے بھرپور حملہ کیا اور اس قدر بے جگری سے لڑے کہ ابوالاعور سلمی کے لشکر کو سنبھالنا مشکل ہو گیا یہ دیکھ کر عمر بن عاص نے اپنی فوج کمک کے طور پر بھیجی مگر حضرت علی کی فوج کے آگے نہ ٹھہر سکی اور مخالفین کو پسپائی اختیار کرنا پڑی ان کے قدم اکھڑ گئے اس طرح گھاٹ پر حضرت علی کی فوج نے قبضہ کر لیا۔

اب صورت حال بالکل برعکس ہو گئی امیر معاویہ کی فوج پانی سے محروم ہو گئی مگر حضرت علی نے ازراہ ہمدردی اور انسانیت شامی فوجوں کے لئے پانی پر پابندی نہ لگائی اور انسانی ہمدردی کے تحت دریا سے پانی لینے کی اجازت دے دی چنانچہ دونوں طرف کی فوجیں بلا روک ٹوک ایک ساتھ دریا کے پانی سے مستفیض ہونے لگیں ان کے مابین اس وجہ سے ایسا سلوک پیدا ہو گیا کہ دونوں طرف کے لشکری دوستانہ ماحول میں ایک دوسرے کی طرف آنا جانا بھی شروع ہو گیا یہ دیکھ کر اکثریت نے خیال کیا کہ اب شائد صلح ممکن ہو جائے۔

خونریز معرکے

کئی دفعہ مصالحانہ کوششیں کی گئیں لیکن ناکام ہو گئیں ہزاروں لوگ اس وقت تک جام شہادت نوش کر چکے تھے اور معاملہ تا حال جوں کا توں تھا بڑے بڑے جید صحابہ کرام شہید ہو چکے تھے اس طویل جنگ کو دیکھتے ہوئے حضرت علی نے اپنی فوج کے سامنے خطاب کرتے ہوئے جنگ کو انجام تک پہنچانے کے لئے ابھارا تمام فوج فیصلہ کن جنگ کے لئے تیار ہو گئی اور دشمن پر ٹوٹ پڑی اور پھر ہر طرف خونریزی شروع ہو گئی شامی فوج اس تر بڑ توڑ حملے کی تاب

Marfat.com

نہ لا سکی اور کئی صفیں پسپا پر مجبور ہو گئیں حضرت علی کا جوش دیکھنے والا تھا آپ اس قوت سے مخالفین پر چھا گئے کہ آپ کے سامنے کوئی بھی نہیں ٹھہر سکتا تھا آپ دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے امیر معاویہ تک جا پہنچے اور دعوت مبارزت دیتے ہوئے کہا اور بلند آواز سے فرمایا مسلمانوں کا خون بہانے کا کوئی فائدہ نہیں آؤ۔ ہم اور تم آپس میں مقابلہ کر کے اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کریں جو کامیاب ہوگا وہی خلیفہ ہوگا۔

حضرت علی کی اس دعوت کو سن کر عمر بن عاص نے امیر معاویہ کو کہا کہ بات تو ٹھیک ہے اور انصاف بھی یہی ہے کہ آپ کو مقابلہ کے لئے نکلنا چاہیے۔ امیر معاویہ نے کہا کہ کیا خوب انصاف ہے کہ آپ کو مقابلہ کے لئے نکلنا چاہیے اس فیصلے کو تم اپنے لئے کیوں پسند نہیں کرتے تم جانتے ہو کہ جو بھی ان کے مقابلے کو جاتا ہے زندہ واپس نہیں آتا عمر بن عاص نے کہا جو کچھ بھی ہو آپ کو نکلنا چاہیے امیر معاویہ نے جواب دیا کہ تم مجھے اس لئے مقابلہ کے لئے بھیجتے ہو کہ میں مارا جاؤں اور تم شام پر قبضہ کر لو۔ جب امیر معاویہ کسی طرح بھی حضرت علی کے مقابلے میں تیار نہ ہوئے تو عمر بن عاص مقابلے کے لئے نکلے کافی دیر دونوں کے درمیان مقابلہ ہوتا رہا دوران مقابلہ حضرت علی نے ایسا بھرپور وار کیا کہ اس سے کسی صورت پر نکلنا ممکن نہ تھا عمر بن عاص بدحواسی کے عالم میں اپنے آپ کو بچانے کے لئے گھوڑے سے نیچے گر پڑے اور برہنہ ہو گئے حضرت علی نے جب انہیں برہنہ دیکھا تو ان پر مزید وار کرنا مناسب نہ سمجھا اور منہ پھیر کر واپس چلے گئے اور عمر بن عاص کو زندہ اور سلامت چھوڑ دیا۔

اب ایک بھرپور جنگ شروع ہو چکی تھی دونوں طرف کی فوجیں خونریزی میں مصروف تھیں صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک اس قدر جنگ جاری رہی کہ لاشوں کے ڈھیر لگ گئے شامی فوجوں کے پچاس ہزار آدمی کام آئے اور حضرت علی کی فوج کے بھی پچیس ہزار آدمی کام آ چکے تھے زخمیوں اور لاشوں کو اٹھانے کے لئے جنگ بند کر دی گئی تا کہ ان اموات کو دفن کیا جا سکے حضرت علی کا پلہ بھاری تھا حضرت علی نے فرمایا جاں نثارو! ہم نے اس حد تک کامیابی حاصل کر لی ہے انشاء اللہ کل مکمل فیصلہ ہو جائے گا جب تک فیصلہ نہ ہو جائے

Marfat.com

کوئی آدمی پیچھے نہ ہٹے۔

اس سخت خونریزی کو دیکھتے ہوئے امیر معاویہ نے عمر بن عاص سے حالات کا ادراک کرتے ہوئے یقین کرلیا کہ حضرت علی کوشکست دینی آسان کام نہیں۔امیر معاویہ نے حالات کو دیکھتے ہوئے حضرت علی کے نام ایک اور مصالحانہ خط بھیجا کہ اگر مجھے یا آپ کو اس بات کا علم ہوتا کہ جنگ اس قدر طول ہو جائے گی تو کوئی بھی اس جنگ کو نہ چھیڑتا بہرحال اب ضروری ہے کہ اس تباہ کن جنگ کا خاتمہ کر دیا جائے۔حضرت علی شروع سے ہی جنگ کے مخالف تھے بار بار مصالحانہ کوشش کے باوجود امیر معاویہ نے مصالحت کی پرواہ نہ کی اور اب شکست اور موت کے آثار نظر آ رہے تھے تو مصالحت کی کوشش کی جس کو حضرت علی نے مسترد کر دیا اور فیصلہ میدان جنگ میں کرنے کی ترجیح دی۔

جنگی اور فریبی چال

حضرت علیؑ کی طرف سے مصالحت سے انکار کا مطلب بالکل واضح تھا اب ضرور دونوں فوجوں میں فیصلہ کن جنگ ہوگی۔اس فیصلہ کن جنگ کا جائزہ امیر معاویہ لگا چکے تھے دوسرے دن وقت ضائع کئے بغیر حضرت علی نے اپنی فوج کو ترتیب دے کر فیصلہ کن جنگ کے لئے تیار کیا اور خود بھی میدان میں تشریف لائے حضرت علیؑ نے حملہ کرنے کا حکم دیا جو علوی فوج نے ایسا بھرپور حملہ کیا کہ شامی فوج کو سنبھالنا مشکل ہوگیا امیر معاویہ ایسی صورت حال دیکھکر بہت پریشان ہوئے کیونکہ صاف دکھائی دے رہا تھا کہ تھوڑے ہی وقت میں جنگ کا فیصلہ ہو جائیگا ان حالات کو دیکھتے ہوئے عمرو بن عاص نے کہا کہ اب میں ایک ایسی جنگی چال اختیار کرونگا کہ جنگ ختم ہو جائیگی۔

گلے دن جب سورج طلوع ہوا تو عمرو بن عاص نے امیر معاویہ سے کہا اپنے لوگوں کو حکم دو کہ اپنے نیزوں پر قرآن کریم کو بلند کریں اور میدان جنگ میں جا کر اعلان کریں کہ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہے۔اس کتاب کے ذریعے فیصلہ کرینگے۔چنانچہ

Marfat.com

جنگ بندی ہوگی۔ اور ایسے حالات پیدا ہوگئے کہ شائد اب جنگ کا فیصلہ ہو جائیگا لیکن یہ سب فریبی اور جنگی چال تھی۔

منصفوں کی تقرری

عمرو بن عاص کے کہنے پر شامیوں نے نیزوں پر قرآن کریم بلند کر دیئے اور کہا دیکھو تمہارے اور ہمارے درمیان اللہ کی کتاب ہے ہم دونوں فریق قرآن کے تحت فیصلہ کریں۔ حضرت علی کے لشکر نے جب قرآن کو نیزوں پر بلند ہوتے دیکھا تو وہ لڑنے سے رک گئے عبداللہ بن عباسؓ نے شامیوں کی حرکت دیکھ کر فرمایا کہ اب تک تو لڑائی تھی مگر اب سیاست اور فریب شروع ہو گیا ہے اشتر نخعی نے شامیوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور ساتھیوں کو سمجھایا کہ دشمن کی فریبی چال ہے۔ اور جوش دلا کر بھرپور حملہ کر کے خوں ریزی میں مشغول ہو گئے۔ حضرت علی نے بھی لوگوں کو سمجھایا کہ قرآن کریم کا بلند کرنا محض دھوکہ اور فریب ہے تم لوگ اس فریب میں نہ آؤ۔ بہت جلد تم کو کامیابی حاصل ہونے والی ہے۔ لشکری چونکہ لڑائی سے تنگ آ چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ چونکہ مسلمانوں کی اکثریت یہی چاہتی تھی کہ جیسے بھی ہو کہ مسلمانوں کے درمیان صلح ہو جائے

جنگ بندی

حضرت اشعث بن قیس نے حضرت علی سے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ اجازت دیں تو میں امیر معاویہ کے پاس جا کر ان کا ارادہ معلوم کروں حضرت علی نے اجازت دے دی چنانچہ وہ امیر معاویہ کے پاس گئے اور ان سے اس سلسلہ میں بات چیت کی انہوں نے کہا کہ ہم اور تم اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کریں کہ ایک شخص ہم اپنی طرف سے مقرر کرتے ہیں۔ اور ایک شخص تم اپنی طرف سے مقرر کرو اور دونوں سے حلف لیا جائے کہ وہ قرآن کے مطابق فیصلہ کریں گے اس کے بعد جو بھی فیصلہ ہو اس پر ہم دونوں کو راضی ہو جانا چاہئے۔ شامیوں نے اپنی طرف سے عمرو بن عاص کا نام پیش کیا اس طرف حضرت اشعث

Marfat.com

نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کا نام پیش کیا حضرت علی نے اختلاف کیا فرمایا کہ اس معاملہ میں حضرت عبداللہ بن عباس کو پسند کرتا ہوں لیکن عوام کے اصرار پر حضرت علی کی رضا مندی سے حضرت ابو موسیٰ اشعری کا نام ہی پیش کیا گیا۔

اقرار نامہ

امیر معاویہ کی طرف سے عمر بن عاص پہنچ چکے تھے اور انہوں نے حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہو کر اقرار نامہ لکھنے کی درخواست کی چنانچہ اقرار نامے کی تحریر لکھی گئی دونوں طرف کے سرکردہ اشخاص کی موجودگی میں مندرجہ ذیل اقرار نامہ لکھا گیا۔

اقرار نامہ علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابوسفیان کے مابین علی بن ابی طالب نے اہل عراق اور ان کے تمام لوگون کی طرف سے جو ان کے ساتھ ہیں ایک منصف مقرر کیا ہے اور اسی طرح معاویہ بن ابوسفیان نے تمام اہل شام اور ان تمام لوگوں کی طرف سے جو ان کے ساتھ ہیں منصف مقرر کیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے حکم کو منصف قرار دے کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حکم کے سوا دوسرے کو دخل نہیں دیں گے۔ دونوں منصف جنکی تقرری کی گئی ہے جو ابو موسیٰ اشعری اور عمر بن عاص ہیں یہ دونوں جو کچھ قرآن کریم میں پائیں گے اسی کے موافق فیصلہ کریں گے اور ان میں نہ پائیں گے تو سنت وغیرہ کے مطابق فیصلہ دیں گے۔

فیصلے کا اعلان

اس تحریر کے بعد چھ ماہ گزر گئے۔ اس میں صلاح اور مشورے ہوتے رہے آخر فیصلے کا دن آ پہنچا اگلے دن فیصلے کا اعلان ہونا تھا اعلان کرنے کی غرض سے مسجد میں حضرت ابو موسیٰ اشعری اور عمر بن عاص تشریف لائے دونوں فریقین کی طرف سے مسلمانوں کی بڑی تعداد فیصلہ سننے کی غرض سے مسجد میں موجود تھی مسجد میں پہنچ کر حضرت ابو موسیٰ اشعری نے عمر

Marfat.com

بن عاص کو مخاطب کر۔کے فرمایا۔کہ آپ اعلان کہ دیجئے جو فیصلہ ہو چکا ہے ان لوگوں کو سنا دیجئے عمر بن عاص نے جواب دیا کہ آپ فضل وکمال کے لحاظ سے اور ہر اعتبار سے ہم سے افضل ہیں اس لئے آپ پر سبقت نہیں لے جاسکتا۔یہ سن کر حضرت ابوموسیٰ اشعری کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا وہ فیصلہ جس سے میں اور عمر بن عاص دونوں متفق ہوئے ہیں۔یہ ہے کہ ہم نے علی اور معاویہ دونوں کو معزول کیا اور مسلمانوں کی مجلس شوریٰ کو اختیار ہے کہ وہ اتفاق رائے سے جس کو چاہیں اپنا خلیفہ مقرر کریں۔

سیاست جیت گئی شرافت ہار گئی

حضرت ابوموسیٰ اشعری یہ فیصلہ سنا کر منبر سے اتر آئے تو عمر بن عاص منبر پر کھڑے ہو گئے اور حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔لوگو! آپ گواہ ہیں کہ ابوموسیٰ اشعری نے اپنے دوست علی کو معزول کیا ہے میں بھی اس بات سے متفق ہوں۔اور حضرت علی کو معزول کرتا ہوں لیکن معاویہ کو اس منصب پر قائم رکھتا ہوں کیونکہ وہ مظلوم شہید ہونے والے خلیفہ کے ولی اور خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں اس اعلان سے ہنگامہ بپا ہو گیا۔قریب تھا کہ عمر بن عاص قتل کر دیئے جاتے ان کو ان کا ایک بیٹا اس ہنگامے سے نکال کے لے گیا۔اس لئے وہ بچ گئے حضرت ابوموسیٰ اشعری دھوکہ کھا گئے بلکہ حیرت میں آ گئے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو اس واقعہ سے اتنا صدمہ اور اتنی ندامت اور شرمندگی ہوئی اسی وقت مکہ مکرمہ روانہ ہو گیے اور پھر ساری زندگی گوشہ نشینی میں گزار دی۔

خلافت کا دروازہ بند

ان ہنگامہ خیز حالات کے بعد فتنوں اور آزمائشوں کا دروازہ کھل گیا پھر کئی گروہ پیدا ہو گئے کچھ رافضی ہو گئے اور کچھ خارجی۔خارجیوں کی حضرت علی کے ساتھ سخت عداوت تھی مکہ مکرمہ میں تین خارجی عبدالرحمٰن ملجم برادی برق بن عبداللہ تیمی اور عمر بن بکر تیمی اکٹھے ہو کر ہم مشورہ ہوئے اور آپس میں طے کیا کہ جب تک یہ تینوں اشخاص حضرت علی عمرو بن عاص اور

Marfat.com

امیر معاویہ اس دنیا میں موجود ہیں مسلمان آپس میں لڑتے رہیں گے اور ہمیشہ پریشانیوں اور ہنگامہ خیزیوں میں مبتلا رہیں گے لہذا ان تینوں کو قتل کر دیا جائے۔

قاتلوں کا اتفاق

ان خارجیوں نے آپس میں اس بات پر اتفاق کیا اور پھر یہ طے ہوا عبدالرحمٰن ملجم حضرت علی کو قتل کرے برق بن عبداللہ امیر معاویہ کو اور عمر بن بکر عمر بن عاص کو قتل کرے علاوہ ازیں یہ بھی طے ہوا کہ ان شخصیات کو ایک ہی دن ایک ہی وقت میں قتل کیا جائے چنانچہ اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک تاریخ مقرر کی گئی جبکہ نماز فجر کا وقت مقرر کیا جانا موزوں ہوگا اس اتفاق رائے کے بعد مجلس برخاست ہوگئی۔

خارجیوں کا عملی منصوبہ

مقررہ تاریخ پر اپنے ناپاک منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تینوں خارجی کوفہ، دمشق اور مصر کو روانہ ہو گئے اور اپنے اپنے ٹارگٹ کو نشانہ بنانے کے لئے پہنچ گئے دمشق کی جامع مسجد میں امیر معاویہ نماز پڑھا رہے تھے برق بن عبداللہ تیمی نے تلوار کا وار کیا۔ اور یہ فجر کا وقت تھا برق بن عبداللہ تیمی ایک ہی وار کرنے کے بعد ایسا گھبرایا کہ اس نے بھاگنے کے لئے دوڑ لگا دی مگر لوگوں نے اس کو قابو کر لیا تلوار کا یہ وار کارگر نہ تھا اسلئے امیر معاویہ کو معمولی زخم آئے دوسری طرف عمر بن بکر مصر پہنچا اور طے شدہ منصوبے کے مطابق مقررہ تاریخ اور مقررہ وقت کے اس دن عمرو بن عاص علیل تھے۔ اور نماز فجر پڑھانے کے لئے انہوں نے اپنی جگہ خارجہ بن حبیب کو امامت کے لئے بھیج دیا تھا خارجہ بن حبیبہ فجر کی نماز کی امامت کرا رہے تھے کہ عمر بکر تیمی نے عمر بن عاص کے مغالطہ میں خارجہ بن حبیبہ پر حملہ کر کے شہید کر دیا

عبدالرحمٰن ملجم

میں سب سے پہلے عبدالرحمٰن کوفہ پہنچا وہاں ایک نہایت ہی قریبی دوست کو اعتماد

Marfat.com

میں لیا اور اس کو اپنے منصوبے کے متعلق بتایا۔ اور اس سے امداد کا طلبگار ہوا اس نے ساتھ دینے کا وعدہ کیا یہ واقعہ ۴۰ ہجری ۱۷ رمضان المبارک کی فجر کے وقت حضرت علی جب نیند سے بیدا ہوئے تو اپنے بیٹے امام حسن سے ایک خواب کا ذکر کیا ابھی خواب بیان کر ہی رہے تھے کہ فجر کی نماز کی اذان شروع ہو گئی پھر لوگوں کو نماز کے لئے آواز دی چنانچہ حضرت علی نماز پڑھانے کے لئے گھر سے نکلے اثنائے راہ میں لوگوں کو نماز کے لئے جگاتے جگاتے چل رہے تھے ابن ملجم اور اس کا ساتھی اپنے ناپاک منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے رات کے وقت کوفہ کی مسجد میں چھپ کر بیٹھ گئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نماز فجر پڑھنے کے لئے مسجد کے دروازے میں داخل ہوئے ہی تھے کہ ابن ملجم کے ساتھی وردال نے تیزی دکھاتے ہوئے آپ پر تلوار کا وار کیا لیکن اس کا وار خالی گیا اور حضرت علی آگے بڑھ گئے۔ ابن ملجم نے وردال کا وار خالی دیکھکر ایک دم آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا اور آپ پر اچانک تلوار کا ایک بھر پور وار کیا آپ کی پیشانی مبارک کنپٹی تک کٹ گئی اور تلوار دماغ تک پہنچ گئی حضرت علی شدید زخمی ہو گئے آپ نے زخمی حالت میں حکم دیا کہ اس کو پکڑو۔ اس وقت تک نماز فجر کی ادائیگی کے لئے مسلمان مسجد میں جمع ہو چکے تھے دونوں خارجی مسجد سے نکل کر بھاگے جبکہ ابن ملجم بھاگنے میں کامیاب نہ ہو سکا اور مسجد کے ایک کونے میں جا چھپا جہاں سے اسے پکڑ لیا گیا ابن ملجم کو گرفتار کر کے حضرت علی کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اعلیٰ ظرفی کی ایک عظیم الشان مثال قائم کرتے ہوئے فرمایا میں اگر اس زخم سے انتقال کر جاؤں تو تم بھی اسے بطور قصاص قتل کر دینا۔ اگر میں صحت یاب ہو گیا تو جو مناسب سمجھوں گا کروں گا اس کے ساتھ ہی آپ نے بنو عبدالمطلب کو وصیت فرمائی کہ میرے قتل کو مسلمانوں کا خون بہانے کی دلیل نہ بنانا اور اس شخص کو جو میرا قاتل ہے قصاص میں قتل کر دینا اس کے بعد آپ نے اپنے بیٹے امام حسن سے فرمایا۔ کہ اے حسن! میں اگر اس زخم سے تاب نہ لاسکوں اور انتقال کر جاؤں تو تم بھی اس کی تلوار سے صرف ایک ہی وار سے قتل کرنا جس سے میرا قاتل ہلاک ہو جائے اور ہرگز مثلہ نہ کرنا کیونکہ حضورؐ نے منع فرمایا ہے۔

Marfat.com

حضرت علی کی شہادت

ابن ملجم لعین نے زہر میں بجھی ہوئی تلوار کا ایسا شدید زخم لگایا تھا کہ زہر کا اثر تیزی سے جسم میں سرایت کر گیا ایک روایت کے مطابق اسی دن رات کے وقت انتقال فرما گئے بعض کا کہنا ہے کہ چند دن کے بعد وصال فرمایا تھا تاریخ شہادت کے بارے میں اختلاف ہے اتفاق ۱۷ رمضان المبارک پر ہے (رحمتہ العالمین ج ۲ ص ۸۱)

زخم جس پر شہادت ہوئی کثیر بن عمرو الکوفی نے جو شاہان ایران کا طبیب تھا اس نے بتایا کہ زخم ان کے دماغ تک پہنچ گیا ہے اور اب صحت محال ہے۔

بکر بن حماد القاہری نے ہائلہ شہادت پر اشعار کہے ہیں ہم صرف اشعار کے ترجمے پر ہی اکتفا کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ ابن ملجم سے کہنا گو میں جانتا ہوں کہ تقدیر سب پر غالب ہے لیکن کم بخت تو نے اسلام کے ارکان کو ڈھا دیا۔

۲۔ وہ شخص جو زمین پر چلنے والوں میں سب سے افضل تھا اور اسلام اور ایمان میں سب سے اول اور قرآن و سنت کے جاننے میں سب سے بڑا عالم تھا تو نے اسے قتل کر دیا۔

۳۔ وہ داماد نبی اور ان کا دوست اور ناصر تھا جس کے مناقب کے نور اور براہان روشن ہیں۔

۴۔ جو علی کے لئے ایسا تھا جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ۔

۵۔ جو لڑائی میں شمشیر حیدر زندہ اور دلیر شیر تھا جب خوب رن پڑ جاتا ہو۔

۶۔ میں اس کے قاتل کا خیال کرتا ہوں اور روتا روتا کہتا ہوں کہ اے خدا! تو پاک ہے اور تیری قدرت عجیب ہے۔

۷۔ میں تو اس کے قاتل کی بات کروں گا کہ یہ وہ شیر نہیں جو قیامت سے ڈرتا ہو بلکہ وہ تو اپنے قبیلہ میں سب سے زیادہ بد بخت اور میزان اعمال میں سب سے زیادہ زیاں کار۔

Marfat.com

۸۔ وہ تو عاقر ناقہ جیسا تھا جس نے صالح کے ناقہ کو مارا اور قوم ثمود پر ملک حجر میں تباہی لانے کا سبب ٹھہرا۔

۹۔ معلوم ہوتا ہے حضرت علی پر وار کرنے سے اس کا مقصد یہی ہوگا کہ وہ خود جہنم کی آگ کا ایندھن بن سکے۔

شہادت کے وقت آپ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی۔

امام عالی مقام ہادی افام کے محاسن وفضائل کے لئے کئی دفتر درکار ہیں۔ آپ کے شاندار کارنامے شب ہجرت، بدر، احد، خندق اور صلح حدیبیہ، خیبر اور حنین کے واقعات نہایت مشہور ہیں شجاعت، بہادری، اولوالعزمی، فصل قصاص یالین دین میں ممتاز تھے سیدہ النساء العالمین کے زوج اور حسن وحسین کے والد بزرگوار اور ابوالحسن کنیت رکھتے تھے حضور کی عنایت کردہ کنیت پر شاداں وفرحان ہوتے تھے۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد ماہ ذوالحج ۳۵ ہجری کو خلیفہ ہوئے اور بروز جمعہ ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کو شقی الناس ابن ملجم کے ہاتھ سے مسجد کوفہ میں زخمی ہو کر جام شہادت نوش فرمایا آپ کی مدت خلافت ۴ سال اور ۶ ماہ رہی جو خلافت اور ملوکیت میں گزاری۔

تجہیز وتکفین

آپ کی شہادت کے بعد امام حسن اور امام حسین حضرت عبداللہ بن جعفر نے آپ کو غسل دیا تین کپڑوں میں کفن دیا گیا امام حسن نے نماز جنازہ پڑھائی اور دارالحکومت کوفہ میں رات کے وقت ان کو دفن کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

خلافت وشہادت۔(سیدنا امام حسنؓ)

آپ کا اسم مبارک حسن اور کنیت ابو محمد ہے اور القاب سبط اکبر۔ زاہد اور طیب ہیں آپ کی ولادت باسعادت ۱۵ رمضان المبارک ۳ ہجری بروسہ شنبہ کے روز ہوئے سید المرسلین ﷺ کو جب اپنے نواسے کی اطلاع ملی تو خوشی اور مسرت سے سیدہ زہرا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا بیٹی! میرے بیٹے کو دکھاؤ شیر خدا نے امام حسن کو رحمت عالم کی گود میں دے دیا کملی والے نے فرمایا اے علی اس بچے کا نام کیا رکھا ہے شیر خدا نے عرض کی آقا، اس کا نام تو اس کے نانا پاک ہی رکھیں گے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس بچے کا نام خدا رکھے گا۔ فجاء جبریل فقال یا محمد ﷺ ان اللہ یھنیک لھذا المولود ۔پس جبریل حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ اس بچے کی ولادت پر آپ کو مبارکباد دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ اس کا نام حضرت ہارونؑ کے لڑکے کے نام پر رکھا جائے گا جس کا نام شبیر تھا۔ جس کا معنی ہے حسن۔ حضرت ہارونؑ کے لڑکے کے نام پر اس لئے کہ سید المرسلین نے فرمایا تھا کہ تیری نسبت میرے ساتھ ایسی ہے جیسے ہارونؑ کی نسبت موسیٰؑ کے ساتھ ہے۔ (نزہتہ المجالس جلد۲ص ۲۲۹)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضورؐ امام حسن کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے تشریف لائے تو ایک غلام نے دیکھ کر عرض کی۔ نعم المرکب یا غلام . فقال رسول ﷺ و نعم المراکب ۔اے صاحبزادے جس سواری پر تو سوار ہے وہ کتنی اچھی سواری ہے تو حضورؐ نے جواب میں فرمایا سوار بھی تو اچھا ہے (ترمذی شریف ۲ص ۵۷۱)
حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ حضورؐ ایک دن منبر پر کھڑے ہوگئے حضرت حسن کو پاس کھڑا کر کے فرمایا۔ ھذا سید یصلح اللہ علی یدیہ بین فئستین ۔کہ یہ میرا بیٹا حسن سید ہے جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا (ترمذی شریف ۲ص ۲۱۸) چنانچہ امیر المومنین حضرت علی کی شہادت کے بعد جب مسلمانوں کے

Marfat.com

اتفاق رائے سے آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو چالیس ہزار افراد اہل کوفہ نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی لیکن ساتھ کچھ دشمنان اسلام نے اہل بیت عترت رسول کے متعلق توہین آمیز روش اختیار کی چنانچہ ایسے حالات پیدا کر دیئے قریب تھا کہ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان ایسی خطرناک جنگ چھڑ جاتی جس سے نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کا قتل عام ہو بلکہ اسلام کی بنیادوں کو بھی نقصان پہنچتا چنانچہ ایسے خطرناک حالات کے پیش نظر حضرت امام حسنؓ ۶ ماہ اور چند دن کی خلافت کے بعد بڑی ہی حکمت عملی، حسن تدبر اور فراست سے کام لیتے ہوئے امیر معاویہ سے ان شرائط پر صلح کر کے اپنے نانا پاک ﷺ کے علم غیب پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ جس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے کئی سال پہلے ہی فرما دیا تھا کہ میرے بیٹے حسن کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

شرائط صلح

☆ امیر معاویہ کے بعد خلیفہ پھر امام حسن ہوں گے۔

☆ امیر معاویہ ایک لاکھ درہم سالانہ حضرت حسن کو بطور وظیفہ ادا کریں گے۔

☆ اہل مدینہ و عراق حضرت علی کے زمانے کے متعلق کسی شخص سے کوئی مواخذہ یا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

☆ اہل بیت اطہار کی عزت اور جان و مال کی حفاظت کی جائے گی۔

امیر معاویہ نے یہ تمام شرطیں قبول کر لیں اور صلح ہو گئی مگر اس وقت کچھ محبان اہل بیت کو امام حسن کا امیر معاویہ کے حق میں دستبردار ہو جانا سخت ناگوار گزرا اور انہوں نے طرح طرح کی نکتہ چینیاں کیں اور اشاروں کنائیوں میں ناراضگی کا اظہار کیا۔ حالانکہ امام حسن کی مسلمانوں کی دو جماعتوں کو خوفناک جنگ سے بچانے کے لئے اسلام کی بنیادوں کو قائم رکھنے کے لئے یہ ایک بہت بڑی قربانی تھی اور بہت بڑا ایثار تھا اور بہت بڑی سخاوت تھی اس لیے کہ وہ دنیا کی کسی سلطنت کے حکمران نہیں تھے بلکہ وہ خلافت الٰہیہ کے علمبردار تھے اور حکومت الٰہیہ

Marfat.com

کے مسند نشین تھے۔ وہ خلیفۃ المسلمین بھی تھے اور امیر المومنین بھی۔ اس لئے وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ دنیا پرست حکمرانوں کی طرح اپنی خلافت کو قائم رکھنے کے لئے مسلمانوں کا قتل عام کرائیں اور دین میں فتنہ وفساد برپا ہوا اور اسلام کی بنیادیں کمزور ہوں آپ کو بزدل بھی کہا گیا اور کچھ گفتنی اور ناگفتنی باتیں بھی ہوئیں لیکن سب سے بڑی بات یہ تھی کہ حضور کی پیشگوئی تھی یہ بات ہو کر رہے گی حضور کا ارشاد۔ وما ینطق عن الھویٰ ہے۔ پھر مشیت ایزدی یہی تھی جس کو حضور کی زبان سے پورا ہونا تھا۔

رات کو کہ دیا دن تو سورج نکل آیا
اور دن کو کہہ دیا رات تو رات ہو کے رہی
تیری زباں سے جو بات نکلی وہ پوری ہو کے رہی ۔

حضورؐ کا فرمان غلط نہیں ہوسکتا۔ شاعر مشرق علامہ اقبال امام حسن کی شان میں فرماتے ہیں

مزرع تسلیم راحائل بتول ۔۔۔ مادراں را اسوۂ کامل بتول
ہوشیار راز دست بردروزگار ۔۔۔ گیر فرزندان فودرادر کنار
حضرت تو جذبہ ء دارد بلند ۔۔۔ چشم ہوش ازاسوۂ زہرا بلبند
تاحسینے شاخ تو بارآورد ۔۔۔ موسم بیشن بہ گلزار آورد
اگر بندے زدرویشے پذیری ۔۔۔ ہزار امت بمیرد تونہ میری
بقول باش پنہاں شوازیں عصر ۔۔۔ کہ آغوش شبیر بگیری

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ امام حسن کا نصف بالائی حصہ اور امام حسین کا نصف پیکر زیریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھا۔ احادیث صحیحہ سے تواتر سے ثابت ہے کہ نبیؐ نے ان کی شان میں فرمایا ہے انا النبی ھذا سید عسی اللہ ان بیقیہ حتی یصلح عن فئتین عظمتین من المسلمین یہ میرا فرزند ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک باقی رکھے گا کہ اسکے وسیلے سے مسلمانوں کے دوگروہوں کے اندر صلح ہو جائیگی (رحمۃ اللعالمین جلد ۲ ص ۱۴۳)

Marfat.com

آپ کو زہر دیدیا گیا

امام حسن کو زہر کس نے دیا اور کیوں دیا علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس کو مدینہ شریف میں یزید نے خفیہ طور پر یہ پیغام بھیجا اگر تم امام حسن کو زہر دیدو تو میں تم سے شادی کرونگا اس فریب میں آ کر بدنصیب جعدہ نے آپؓ کو زہر دیدیا جس کے اثر سے آپؓ شہید ہو گئے۔ جعدہ نے یزید کو لکھا کہ میں نے تمہارا کام کر دیا ہے اپنا وعدہ پورا کرو جس کا جواب یزید نے دیا کہ میں نے اس طریقہ سے امام حسن کو راستہ سے ہٹانا مقصود تھا وہ مطلب پورا ہو گیا ہے تو اگر ایسے مخلص اور برگزیدہ بندے کی نہ بن سکی پھر مجھ سے کب وفاداری کرو گی۔ اس لئے میں تم سے شادی نہیں کر سکتا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۳۹۹) اسی کو کہتے ہیں نہ خدا ملا۔ نہ وصال صنم۔ نہ ادھر کے رہے۔ نہ ادھر کے رہے۔ دین بھی گیا اور دنیا بھی۔ خسر الدنیا والآخرہ. ذالک ھو الخسران المبین.

اکثر مورخین یہاں آ کر خاموش ہو جاتے ہیں کہ زہر دینے والے کا نام نہیں لکھنا چاہیے لیکن جو بات تاریخ میں آ جائے وہ کیسے چھپائی جا سکتی ہے۔ سیدنا امام حسن نے مشیت ایزدی سمجھ کر خاموشی اختیار کی اور زہر دینے والے کا نام ظاہر نہیں کیا آپؓ رحم دل تھے آپؓ کو علم تھا زہر دینے والے سے قصاص لیا جائیگا اس لیئے آپؓ نے اپنی طرف سے عفو درگزر سے کام لیا۔ آپؓ پر نہ کوئی رعب تھا نہ کوئی دھمکی تھی نہ کوئی مقابلے کا امکان تھا بہر کیف آپؓ کو زہر دیدیا گیا زہر کے اثر سے آپؓ کو اسہال لاحق ہو گیا اور جگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کر گرنے لگے ایک روایت کے مطابق جگر کے ستر ٹکڑے آئے بے قراری اور بی تابی بڑھتی گئی۔ اور پیشانی پر آثار حزن اور ملال پیدا ہونے لگے تو امام حسین نے پوچھا بھائی جان آپ اتنے بے قرار کیوں ہیں تو فرمایا اس وقت میری آنکھوں کے سامنے میدان کربلا کا ہولناک منظر ہے اور تمہارے جسم پر تیروں کی بارش ہو رہی ہے اور میں زینبؓ کے خیمے جلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور علی اکبر کے بدن کے ٹکڑے ہوا میں اڑتے ہوئے نظر آ رہے ہیں علی اصغر کے حلق میں تیر

Marfat.com

پیوست ہوتا دیکھ رہا ہوں۔اے میرے پیارے حسینؓ میدان کربلا میں ثابت قدم رہنا اور نانا مصطفیٰ کی شریعت کے دامن کو داغدار نہ کرنا۔امام حسینؓ نے پھر پوچھا۔اب کیا حالت ہے فرمایا۔اب میرا وقت قریب آ گیا ہے۔وہ دیکھو نانا جانؐ اور باپ شیر خداؓ اور ماں حضرت زہراؓ مجھے بلا رہے ہیں اور دیکھو میرا لخت جگر قاسم ہے اس کا ہاتھ تھام لو اسے اپنے پاس رکھنا اور سنو ایک دن میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے عرض کی تھی کہ مجھے روضہ اقدس میں دفن ہونیکی اجازت مل جائے تو انہوں نے خوشی سے منظور کر لیا تھا جس وقت میری روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے اور جنازہ تیار ہو جائے تو نانا اقدس کے روضے پر لے جانا اور پھر ام المومنین سے اجازت لینا اگر وہ راضی ہو جائیں تو نانا پاک کے روضے میں دفن کر دینا اگر کسی فتنہ وفساد کا خطرہ ہو تو پھر تکرار نہ کرنا تو پھر مجھے جنت البقیع میں دفن کر دینا امام حسن ابھی وصیت کر ہی رہے تھے کہ شدید درد کا دورہ پڑا اور ساتھ ہی قے شروع ہوگئی طشت لایا گیا تو طشت میں جگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کر گرے اور آپ کی طبیعت بگڑ گئی اور پھر شہزادہ کونین کا طائر روح آشیانہ اقدس کی طرف پرواز کر گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جناب نانا کی فرقت حسین نے دیکھی
پیارے باپ کی محبت حسین نے دیکھی
شفیق ماں کی قربت بھی حسین نے دیکھی
عزیز بھائی کی رحلت بھی حسین نے دیکھی
کس احتیاط سے کانٹوں پر چل رہے تھے حسین
مٹا رہا تھا زمانہ سنبھل رہے تھے حسین

اور پھر تجہیز وتکفین کے بعد آپ کا جنازہ مبارک اٹھایا گیا حضرت عائشہ صدیقہ سے اجازت لی انہوں نے فرمایا ان کے نانا کا حجرہ ہے اس میں میری اجازت کی کیا ضرورت ہے یہاں دفن ہونے کا ان کے سوا اور کس کا حق ہو سکتا ہے مگر مروان (شیطان) نے فساد کرنا چاہا اور نوبت

Marfat.com

یہاں تک پہنچی کہ امام حسینؓ کے ساتھی بھی ہتھیار بند ہو گئے مگر حضرت ابو ہریرہؓ نے ان کے بھائی کی وصیت یاد دلائی تو لوگ خاموش ہو گئے اور پھر حضرت امام حسنؓ کو جنت البقیع میں خاتون جنت کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

جنت کے پہلو

سیدنا امام حسن کی اولاد آپ کے ۱۲ بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں امام حسن کی نسل ان کے چار فرزندوں، زید، حسن مثنیٰ، حسین الاشرم اور عمر سے جاری ہوئی مگر حسن اور عمر کا سلسلہ ختم ہو گیا اب دنیا میں دو فرزندوں، زید اور حسن مثنیٰ کی اولاد باقی ہے اولاد حسنؓ سے عمر، قاسم اور عبداللہ میدان کربلا میں شہید ہوئے۔

اسلامی تاریخ شہادتوں سے بھری پڑی ہے تاریخ اسلام میں بے شمار شہادتیں ہوئیں ہر شہادت اپنی جگہ نمایاں حیثیت رکھتی ہے انفرادی قدر و منزلت اور اعلیٰ مقام کی حامل ہے ہر شہادت میں اسلام کی بقا اور دوام دین اسلام اور آپ ﷺ کی سنت مبارکہ کی حمایت جاوداں کا راز پوشیدہ ہے یہی وجہ ہے کہ تاریخ اسلام میں ہر شہادت اپنی جگہ اہم شمار کی جاتی ہے لیکن شہادت سیدنا امام حسن اور امام حسینؓ کا واقعہ کئی اعتبار سے دیگر کئی شہادتوں سے مختلف اور منفرد ہے ان کی انفرادیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ خانوادہ رسولؐ کے چشم و چراغ تھے اور ایسے چشم و چراغ کہ جنھوں نے براہ راست حضورؐ کی آغوش میں تربیت پائی تھی آپ کے مبارک کندھوں پر سواری کی تھی آپ کے لعاب دہن کو اپنی غذا بنایا تھا اور جنہیں حضورؐ کا بیٹا ہونے کا شرف حاصل تھا اس لئے غربت، پردیس اور مظلومیت کی حالت میں یزیدیوں کے ہاتھوں شہادت پائی یہ شہادتیں تمام شہادتوں پر فوقیت رکھتی ہیں۔

خلافت راشدہ کی مدت

حضورؐ نے اپنے بعد قائم ہونے والے دور حکومت کی نشاندہی پہلے ہی کر دی تھی حضرت سفینہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ الخلافته فی امتی ثلاثون سنته ثم

Marfat.com

ملک بعد ذالک ۔یعنی میری امت میں خلافت تیس برس تک رہے گی پھر اس کے بعد ملوکیت ہو جائے گی (جامع ترمذی ۲ص ۴۵ مسند امام حسین ۵ص ۲۲۱) دلائل النبوۃ امام بیہقی ۶ص ۳۴۲ فتح الباری شرح بخاری ۸ص ۲۱۲) آپ کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ۔ **الخلافته بعدی ثلاثون سنته ثم تکون ملکا** ۔حضورؐ کے فرمان کے مطابق خلافت راشدہ آپ کے بعد تیس سال ہوگی اس کے بعد ملوکیت کا آغاز ہوگا خیر و صلاح کی مبنی حکومت کو بدل دیا جائے گا ۔اور امت مسلمہ میں سیاسی اقتدار کی شکل رواج پائے گی وہ ملوکیت کی صورت میں ہوگی چنانچہ حضور کی پیش گوئی کے مطابق خلافت راشدہ کی مدت خلافت اس طرح ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق کی مدت خلافت	۲ برس ۳ ماہ ۱۰ دن
خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظم کی خلافت	۱۰ برس ۶ ماہ ۴ دن
خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی کی خلافت	۱۱ برس ۱۱ ماہ ۲۸ دن
خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجھہ مدت خلافت	۴ برس ۶ ماہ
امام حسن کا دور خلافت	۶ ماہ

خلیفہ چہارم کی مدت خلافت

خلافت اور ملوکیت کے درمیان بغاوتوں اور فتنوں، سازشوں کے ساتھ فرائض سر انجام دیتے رہے۔آپ کی شہادت کے بعد آپ کے صاحبزادے سیدنا امام حسنؓ اس منصب جلیلہ پر ۶ ماہ تک رہے۔آپ کی ۶ ماہ کی مدت شامل کر کے تیس برس خلافت راشدہ کہلاتا ہے ۔حضرت علی شیر خدا کی خلافت کے اعلان کے ساتھ ہی ملک شام میں امیر معاویہ نے خلافت سے بغاوت کر کے اپنی آزاد حکومت کا اعلان کر دیا اور حضرت علی کی خلافت کو تسلیم نہ کیا جس پر امت مسلمہ متفق رہی ہے کہ خلافت ہر حال میں حضرت علی کرم اللہ وجھہ کا حق تھا۔آپ ہی خلیفہ برحق اور خلیفہ راشدہ تھے امیر معاویہ کا یہ فیصلہ اور اقدام جمیع اہل اسلام اور آئمہ اہل سنت کے ہاں اجتہادی غلطی تھی

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب چہارم

داستان خونچکاں

کربلا کے لرزہ خیز واقعات

سرتا بقدم ہے تن • سلطان زمین پھول
لب پھول ، دہن پھول ، زمن پھول ، بدن پھول

کیا بات ہے رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس کی حسین و حسن پھول

صدق خلیل بھی ہے عشق ، صبر حسین بھی ہے عشق
معرکہ وجود میں بدر و حسنین بھی ہے عشق

Marfat.com

سید الشہداء سیدنا امام حسینؑ

کے واقعات شہادت پر ایک طائرانہ نظر

امام حسنؑ کے برادر خورد ہیں ۵ شعبان ۴ ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے واقدی وغیرہ کا قول ہے کہ حسن کے ولادت سے ۵۰ یوم بعد امام حسین نےؑ ماوراء النہر میں استقرار پایا تھا امام جعفر صادق عن ابیہ کی روایت میں ہے **لم یکن بین الحسن و الحسین الاطہرا واحدا** امام حسن اور امام حسین میں صرف ایک طہر کا فاصلہ تھا یہ بات غلط مشہور ہے کہ امام حسین بطن والدہ میں صرف چھ ماہ ٹھہرے تھے کیونکہ ابتدا اور انتہائے حمل کی تاریخوں کا تعین ہو چکا ہے۔ (رحمۃ للعالمین ۲ ص ۱۳۷)

آپ کا اسم مبارک حسین اور کنیت ابو عبداللہ ہے آپ کی ولادت سے پہلے حضرت ام الفضل خواب دیکھتی ہیں اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے **عن ام الفضلؓ۔ ارایت کان قطعته من جسدک قطعت ووضعت فی حجری** ۔ حضور نے فرمایا وہ کیا خواب ہے تو فرمایا کہ آپ کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا میری آغوش میں رکھا گیا ہے تو حضور نے فرمایا۔ **رایت خبراً تلد فاطمہؓ انشاء اللہ غلاماً** کہ تو نے اچھا خواب دیکھا ہے میری بیٹی فاطمہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ پھر ام الفضل فرماتی ہیں کہ واقعی سیدہ فاطمہ کے ہاں امام حسین تشریف لائے۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا۔ **اتانی جبریلؑ فاخبرنی ان امتی مستقتل انی ھذا**.(1)
کہ میرے پاس جبریل آئے اور مجھے خبر دی کہ میری امت میرے اس بیٹے کو شہید کرے گی۔ حضرت ام الفضل فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ۔ اس بچے کو فرمایا۔ ہاں! اس بچے کو **واتانی من تربته حمراً** جبریل نے مقام شہادت کی سرخ مٹی بھی مجھے لا کر دی آپ کی

1۔ ابن ماجہ صفحہ 89 مشکوٰۃ شریف صفحہ 522

Marfat.com

ولادت باسعادت پر جبریل اللہ کی طرف سے مبارکباد بھی لائے اور ساتھ ہی اظہار غم بھی کیا اس وقت سید المرسلین امام حسین کو چوم رہے تھے جبریلؑ نے آبدیدہ ہو کر عرض کی آپ جس گلے کو چوم رہے ہیں اس گلے پر خنجر چلے گا اور آپ کا یہ بچہ اللہ کی راہ میں شہید ہوگا اور یہ ہے اس جگہ کی سرخ مٹی۔

سیدہ زہرا نے اپنے باپ کو بیٹے کا گلا چومتے ہوئے دیکھا تو عرض کی ابا جان لوگ تو اپنے بیٹوں کے منہ اور پیشانی چومتے ہیں اور سر کو بوسہ دیتے ہیں اور آپ میرے بیٹے حسین کا گلا کیوں چومتے ہیں تو حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا۔ بیٹی! اس گلے پر تلوار چلے گی۔ سیدہ خاتون نے فرمایا کیا ابا جان آپ اس وقت نہیں ہوں گے تو حضور ﷺ نے فرمایا ہم میں سے کوئی بھی موجود نہ ہوگا۔

سیدنا امام حسینؑ کی ولادت مبارکہ پر سرکار دو عالم تشریف لائے آپ نے سیدنا امام حسین کے دائیں کان میں اذان دی اور بائیں میں اقامت۔ پھر فرمایا۔ اس بچے کا نام کیا رکھا ہے تو حضرت علی نے فرمایا کہ اس کا نام تو آپ ہی رکھیں گے حضورؑ نے نام حسین تجویز فرمایا بیٹے نے اپنے نانا پاک کی آواز سنی تو آنکھیں کھول دیں حضرت علی نے فرمایا بیٹے حسین! یہ نانے کی آواز ہے اس کی لاج رکھنا۔ امام حسین نے آنکھ کھولی تو نانے پاک کو دیکھا اور نگاہ سے نگاہ ملی تو امام حسین نے نگاہوں میں یہی جواب دیا نانا جان آپ فکر نہ کریں اگر آواز آپ کی ہے تو کان حسین کے ہیں لوگ مسجدوں میں قرآن پڑھتے ہیں منبروں پر بیٹھ کر قرآن پڑھتے ہیں نانا جان اگر وقت آیا تو میں نیزوں پر قرآن پڑھوں گا۔ جب تک دنیا قائم رہے گی امام حسن کا نام بھی زندہ رہے گا اس لئے کہ یہ نواسہ رسول اور جگر گوشہ بتول ہے اس لئے کہ وہ نور نگاہ علی ہے نواسہ رسول ہونا ہی بڑی سعادت ہے جگر گوشہ بتول بھی بڑی عزت ہے لیکن امام حسین کا نام اس لئے بھی زندہ رہے گا۔

Marfat.com

اسکی ہمت پہ علی شیر خدا کو ناز ہے
اس نواسے پر محمد مصطفیٰ کو ناز ہے
سجدے تو سب نے کئے اس کا نیا انداز ہے
اس نے وہ سجدے کیا جس پر خدا کو ناز ہے

اور ہو بھی کیوں ناں۔سجدہ فرش والے بھی کرتے ہیں اور عرش والے بھی کرتے ہیں زمین والے اور آسمان والے بھی کرتے ہیں جنت کی حوریں بھی سجدہ کرتی ہیں اور بہشت کے غلمان بھی اور زمین سے لے کر آسمان تک اور فرش سے لے کر عرش تک کائنات کا ذرہ ذرہ خداوند تعالٰی کی حمد وثنا اور تسبیح وتہلیل میں ہر وقت مشغول رہتا ہے عرش عظیم کے سائے میں سجدہ کرنا آسان ہے جنت کی پر کیف فضاؤں میں حمد وثنا بیان کرنا مشکل نہیں مسجد کے حجرے میں اللہ اللہ کرنا آسان ہے مگر جوان بیٹے کی لاش پر گھوڑا دوڑاتے دیکھ کر معصوم اصغر کے گلے پر تیر پیوست ہوتے دیکھ کر عباس کے بازو قلم ہوتے دیکھ کر عون ومحمد کی لاش پر اور قاسم کے جسم پر ہزاروں زخم دیکھ کر اور اپنے جسم پر ہزاروں زخم کھانے کے بعد کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر بارگاہ الہٰی میں سجدہ کرنا صرف اور صرف حضرت امام حسین کا کام ہے۔

اس دنیا میں اہل بیت سے بغض رکھنے والے ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے بغض وعناد کی بنا پر کہتے ہیں کہ امام حسین لڑنے کے لئے گئے تھے اور لڑائی کے ذریعہ اپنی خلافت منوانے کے لئے گئے تھے مگر اے عترت پیغمبر سے تعصب رکھنے والے خارجیو! اور اے امام حسین کو یزید کی حکومت کا باغی کہنے والے یزیدیو اپنی آنکھوں سے تعصب کے پردے اٹھا کر دیکھو اپنے دلوں کے بغض وعناد کے غبار کو مٹا کر سوچو! اپنی عقل وہوش سے خارجیت کی پٹیاں اتار کر دیکھو اور اپنے دماغی شعور کے دشمنی امام حسین کی مٹی کو جھاڑ کر دیکھو۔اگر لڑنے کے لئے جاتے تو اپنے ساتھ عرب کے مجاہدوں اور بہادروں کی تلواریں لے کر جاتے اور اگر وہ لڑنے کیلئے جاتے تو اپنے چھ ماہ کے شیر خوار اصغر کو ساتھ لیکر نہ جاتے وہ لڑنے نہیں گئے تھے مگر ان کو لڑایا گیا

Marfat.com

جھگڑا خلافت کا نہیں تھا امامت کا نہیں تھا اور کسی سیادت کا نہیں تھا اگر جھگڑا تھا تو اسلام کی بقا اور اسلام کی سرحدوں کو توڑنے کا تھا اگر اختلاف تھا تو دین کی دشمنی کی وجہ سے تھا اگر تنازعہ تھا تو شریعت مصطفیٰ سے بغاوت کا تھا اگر لڑنے کے لئے جاتے تو چھ سال کی معصوم بیٹی سکینہ کو ساتھ لے کر نہ جاتے اور اپنی بہن زینب کو ساتھ لے کر نہ جاتے۔

ہاں اگر یزید کی حکومت غیر اسلامی نہ ہوتی اور اس کا نظام حکومت بھی غیر شرعی نہ ہوتا اور اس کی طرز سلطنت بھی غیر شرعی نہ ہوتی اگر وہ بھی شریعت مصطفیٰ کے مطابق اپنی حکومت چلاتا اور اس میں شریعت نافذ کرتا اور وہ اسلام کی سرحدوں کو نہ توڑتا اور دین کے قواعد وضوابط کی توہین نہ کرتا اور شریعت مصطفیٰ سے بغاوت نہ کرتا اور اپنی حکومت کو شخصی حکومت نہ بناتا ملوکیت اور باطل پرستی کا شکار نہ ہوتا اور خلفائے راشدین کے نقش قدم پر چل کر دینی حکومت اور خالص شرعی حکم رکھتا اور پھر امام حسین اس کی اور اس کی حکومت کی مخالفت کرتے تو پھر ان پر جو بھی الزام لگایا جاتا تو درست تھا اور جب یزید نے ایسا نہیں کیا اور اس پر کوئی بھی نصیحت کارگر نہ ہوسکی تو ہم اسے اسلام کا باغی نہ قرار دیں تو اور کیا کہیں امام عالی مقام کے بے سروسامانی آنے پر تنقید کرنے والے سوال کرتے ہیں کہ آخر وہ تنہا کیوں آئے اس بے سروسامانی کے عالم میں بچوں اور عورتوں کو ہمراہ کیوں لائے۔

مگر اسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ باطل جب بھی آتا ہے تو شان وشوکت کے ساتھ آتا ہے تخت وتاج لے کر آتا ہے اور جاہ وجلال کے ساتھ آتا ہے ساز وسامان کے ساتھ آتا ہے اور حق جب بھی آتا ہے بے وسیلہ ہوکر آتا ہے بے سروسامان آیا اور تنہا آیا نمرود کے شاہی دربار میں تارخ کا بیٹا ابراہیم یا فرعون کے سامنے عمران کا بیٹا موسیٰ اور جو کفار مکہ کی مجلس میں عبداللہ کا یتیم یا یزید کے مقابلے میں فاطمہ کا لخت جگر ہو۔

آئینہ محبت کا شناسا ایسا۔ جس کے قدموں میں ہو کوثر وہ پیاسا ایسا
کیوں فخر سے نہ جھومیں رسول عربی۔ تقدیر سے ملتا ہے نواسہ ایسا

Marfat.com

فرعون کو اللہ تعالیٰ نے حکومت دی۔ بادشاہت دی، تخت و تاج دیا، اور مصر کا راج دیا۔ مگر وہ بد بخت انسان خداوند تعالیٰ کے اس عطیے کو اپنی عقل و دانش اور اپنے ہی کسب کمال سمجھ بیٹھا اور پھر اس میں تکبر اور غرور آ گیا اور اس میں اتنی نافرمانی اور سرکشی پیدا ہو گئی کہ سب کچھ دینے والے کے مقابلے میں انا ربکم الاعلیٰ ۔ بن بیٹھا۔

نمرود کو بھی اللہ تعالیٰ نے شان و شوکت دی اور تخت و جلال دیا مگر وہ بد بخت انسان بھی اپنے دینے والے کا شکر گذار بندہ تو نہ بن سکا اور وہ بھی اپنے آپ کو خدا سمجھ بیٹھا۔ کفار مکہ کے پاس بھی سیم و زر کے خزانے تھے سونے اور چاندی کے ڈھیر تھے عرب کی سرداری بھی تھی اور مکہ کی مختاری بھی اگرچہ وہ خدا تو نہ بنے مگر وہ اپنے ہی ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کو خدا بنا بیٹھے۔ یزید نے بھی اپنے باپ سے حکومت لی۔ شخصی حکومت اور آمرانہ بادشاہت۔ لیکن وہ بھی اپنے آپ کو خلافت اسلامیہ کا حقدار اور مسلمانوں کا امیر بن بیٹھا۔

مگر ان باطل پرستوں کا انجام کیا ہوا خدا کی بے آواز لاٹھی حرکت میں آ گئی فرعون دریائے نیل کی لہروں میں ڈوبا اور نمرود کو مچھر نے مارا۔ ابو جہل کو بچوں نے قتل کیا اور یزید درد قولنج سے ختم ہوا اور حق پرستوں کا انجام خدا کی شان، حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہوئے۔ ابراہیم خلیل اللہ ہوئے اور کملی والے حبیب اللہ بنے اور امام حسین شہدوں کی سردار اور امام بنے۔ فرعون ڈوب گیا مصریوں کا خدا مر گیا نمرود مر گیا۔ ابو جہل قتل ہوا اور اس وقت کے عربوں کا بادشاہ بے نشان ہو گیا یزید مر گیا اور اس وقت کے عراقیوں کا تاجدار چل بسا مگر فرعون کے ڈوبنے پر مصریوں نے آنسو نہ بہائے اور نہ نمرود کے مرنے پر روی روئے اور نہ ابو جہل کے مرنے پر مکہ والے روئے اور نہ ہی یزید کی موت پر عراقیوں نے گریہ وزاری کی غرضیکہ دریائے نیل میں ڈوبنے والے کی موت پر نہ کوئی رویا مگر نہر فرات کے کنارے شہید ہونے والے امام حسین کی شہادت پر کائنات کا ذرہ ذرہ رویا اور رو رہا ہے زمین و آسمان رو رہے ہیں زمین والے بھی رو رہے ہیں اور آسمان والے بھی رو رہے ہیں ہندوستان والے بھی رو رہے ہیں اور افغانستان والے بھی رو رہے ہیں پاکستان والوں کا کلیجہ پھٹ رہا ہے اور ایران والے تڑپ رہے ہیں

Marfat.com

عراق والے بھی آہ وفغاں کر رہے ہیں مصر والے بھی بے چین ہی ہیں۔ بلکہ ان کی شہادت کے چھ ماہ بعد تک آسمان کے کنارے سرخ رہے ستارے آپس میں ٹکرائے اور بیت المقدس کے ہر پتھر سے تازہ خون کے فوارے نکلے اور یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا بلکہ قیامت تک ان کی شہادت پر دنیا آنسو بہاتی رہے گی اس لئے فرعون ڈوب کر مر گیا نمرود بے نشان ہو گیا ابو جہل کا نشان مٹ گیا اور مر کر نابود ہو گیا مگر آقا حسین، مر کر بھی زندہ ہیں اس لئے کہ ان کا نام زندہ ہے عمل زندہ ہے اس کا کردار زندہ ہے اور اس کے نام لیوا زندہ ہیں اور اس کے ماننے والے بھی زندہ ہیں شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے۔

کون حسین! جو عابد تھے زاہد تھے ایسے عابد کہ انتہائی مظلومی اور بے بسی کے عالم میں شب عاشورہ کی ساری رات اپنے خیمے میں عبادت الہیٰ میں گذاری اور عابد ایسے کہ اپنے جسم مبارک پر سینکڑوں زخم کھانے کے بعد میدان کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر بھی دو رکعت نفل ادا کیئے۔

•

کون حسین! جو بہادر تھے اور ایسے بہادر کہ بے سروسامان ہونے اور تین روز کے بھوکے پیاسے ہونے کے باوجود بیس ہزار دشمنوں کے مقابلے میں صبح سے لے کر ظہر تک ڈٹے رہے اور بہادر ایسے کہ جسم پر تیروں کا مینہ برسا۔ نیزوں کی بارش ہوئی برچھیوں کے بادل برسے اور تلواروں کی یلغار ہوئی مگر آپ کے پاؤں میں ذرہ بھر لغزش نہ آئی اور آخر دم تک ثابت قدم رہے۔ اور اگر شریعت کی حفاظت کے لئے حسین نہ اٹھتے تو اور کون اٹھتا۔ جن کی چیز تھی انہوں نے ہی حفاظت کرنی تھی شریعت حسین کے نانا کی تھی۔ دین اسلام حسین کے نانا کا تھا تو پھر ان کی حفاظت امام حسین نہ کرتے تو اور کون کرتا۔

معرکہ کربلا کی آشنائی چاہتے ہو تو اس انداز سے نہ دیکھو اگر دیکھنا ہے تو طرفین کی شخصیتوں کا تعین کرو تنازعہ تو ہوتا رہتا ہے ابراہیم اور نمرود میں تنازعہ تھا مصطفیٰ اور ابو جہل میں بھی تنازعہ تھا تو پھر تم کس کے حق میں فیصلہ کرو گے فیصلہ کرنے سے پہلے تمہیں شخصیتوں کو دیکھنا ہوگا ان کے مقاصد کو دیکھنا ہوگا حق اور باطل میں فرق کرنا ہوگا۔ حق کو حق مان کر باطل کو باطل

Marfat.com

قرار دے کر فیصلہ کرو گے تو حقیقت واضح ہو جائے گی شاعر مشرق امتیاز کرتے ہیں۔

موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید ۔ دین دو قوت از حیات آمد پدید

زندہ حق از قوت شبیری است ۔ باطل آخر داغ حسرت میری است

چوں خلافت رشتہ از قرآن گیخت ۔ حریت راز ہر اندر کام ریخت

برزمین کربلا بارید و رفت ۔ لالہ در ویران ہا کارید و درفت

تا قیامت قطع رستبداد کرو ۔ فوج او خون چمن آباد کرو

برحق در خاک وخوں غلطیدہ است ۔ پس بنائے لالہ گردیدہ است

مدعائش سلطنت بودے اگر ۔ خود نکردے یا حسین سامان سفر

سر ابراہیم و اسماعیل بود ۔ یعنی آل اجمال را تفصیل بود

تیغ بہر عزت دین است بس ۔ مقصد او حفظ و آئین است بس

ماسوی اللہ را مسلمان بندہ نیست ۔ پیش فرعونے سرش افگندہ نیست

خون او تفسیر ایں اسرار کرد ۔ ملت خوابیدہ را بیدہ کرد

تیغ لا چوں از میاں بیروں کشید ۔ از رگ ارباب باطل را کشید

نقش الا اللہ بر صحرا نوشت ۔ سفر عنوان نجات ما نوشت

رمز قرآں از حسین آموختیم ۔ نو آتش او شعلہ ہا اندوختیم

تار ما از زخم اش لرزاں نبور ۔ نازہ از تکبیر او ایمان سوز

اے صبا اے بیک دور افتادگاں ۔ اشک ما بر خاک پاک اور ساں

ہوسکتا ہے کہ کسی کے پریشان ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ میدان کربلا میں جو کچھ ہوا وہ کیوں ہوا اور حضرت امام حسین نے ایسا کیوں کیا تو اس کا ایک ہی جواب ہے کہ امام عالی مقام کے کانوں میں آخری دم تک نانا مصطفیٰ ﷺ کی یہ آواز آتی رہی۔ لا طاعتہ لمخلوق فی

Marfat.com

معصیتہ الخالق ۔کہ کسی فاسق فاجر حکمران کی اطاعت اور سیاہ کار گنہگار بادشاہ کی بیعت ایک مسلمان کے لئے باعث ذلت ہے اور پھر ان کو آغوش ملی تو فاطمۃ الزہرہ کی نگاہ پیار ملی تو امام الاولیاء کی اور سواری ملی تو امام الانبیاء کی اور ان کی ماں سیدہ النساء العالمین ہے ان کا باپ سید المومنین ہے اور ان کے نانا سید المرسلین ہے انہوں نے آنکھ کھولی تو پہلی نگاہ محبوب خدا کے چہرے پر پڑی اور دودھ کا پہلا قطرہ جو ملا وہ ویطھر کم تطھیر تھا۔ اور دست شفقت ملا تو شبیر خدا کا اس لئے وہ جانتے تھے کہ الا اللہ کی بنیاد لا الہ پر قائم ہے اور اسلام باطل کی نفی سے شروع ہوتا ہے۔ اور حق کے اثبات پر کوئی مسلمان مکمل مسلمان نہیں ہوسکتا کہ جب تک وہ اپنی زبان سے لا الہ کہ کر تمام معبودان باطل کی نفی نہ کر دے اور تمام خواہشات نفسانی اور ہر نقش ربانی کے ہر نقش کو اپنے دل سے نہ مٹائے اور اسلام کے دشمنوں اور دین کے غداروں کے خلاف نبرد آزمانہ ہو اور غیر اسلامی اور غیر شرعی نظام حکومت مٹانے کے لئے میدان میں نہ آئے اور یہی وہ مقام ہے جہاں خواجہ اجمیریؒ کے حق پرست ولی نے سمجھا حق شناس نگاہوں سے دیکھا پھر حق کی زبان پکار اٹھی کہ حقا کہ بنائے لا الہ است حسین۔

جوش ملیح آبادی لکھتے ہیں۔

اے بار الہٰ نوحہ سناتا پھرتا ۔ تا روز حشر اشک بہاتا پھرتا

امداد نہ کرتے کربلا میں حسین ۔ تو اسلام تیرا ٹھوکریں کھاتا پھرتا

نیز یہ بھی لا الہ تھا باطل پرست حکمران تھا دین کا دشمن تھا شریعت کا باغی تھا اور اس کا نظام حکومت بھی غیر اسلامی اور غیر شرعی تھا جس کے مقابلے میں الا اللہ کو قائم رکھنے کے لئے امام حسین نے اپنی جان اور مال اور خویش و اقارب اور اپنے بچوں تک کی بازی لگادی۔

جو دہکتی آگ کے شعلوں پہ سویا وہ حسین
جس نے اپنے خون سے عالم کو دھویا وہ حسین
جو جواں بیٹے کی موت پہ نہ رویا وہ حسین
جس نے سب کچھ کھو کر بھی کچھ نہ کھویا وہ حسین

Marfat.com

جس نے اپنے بچوں کو دے دی سخاوت وہ حسین

ہنس کے جس نے پی لیا جام شہادت وہ حسین

مسجد نبوی میں عصر کی نماز ہو رہی تھی امام الانبیاء جماعت کرا رہے تھے اور تمام صحابہ کرام مقتدی تھے امام حسین جن کی عمر چھ سال تھی مدینہ منورہ کی گلیوں میں کھیل رہے تھے وہ کبھی مدینے پاک کے درو دیوار کو دیکھتے اور کبھی نانا پاک کو۔ کملی والے آقائے دو جہاں ﷺ سجدے میں گئے تو امام حسین نے چھلانگ لگائی اور نانا کے کندھوں پر سوار ہو گئے عرش والے حیران رہ گئے فرشتے دم بخود تھے اور حوریں محو حیرت تھیں مگر روح فطرت مسکرا رہی تھی۔ جبریل پکار اٹھے مولا، یہ کیا تماشہ ہے کہ بچہ امام الانبیاء کے کندھوں پر نماز اور سجدے کی حالت میں سوار ہو گیا ہے خداوند عالم نے فرمایا جبریل خاموش۔ آج جس حسین کو تم سجدے میں نانا مصطفی ﷺ کے کندھوں پر دیکھ رہے ہو۔ کل اس بچے حسین کو میدان کربلا میں نیزے پر چڑھ کر قرآن پڑھتے دیکھنا سید المرسلین نے ارادہ کیا کہ سجدے سے سر اٹھائیں مگر جبریل نے آ کر فرمان خداوندی سنایا کہ جب تک حسین اپنی مرضی سے نہ اترے آپ سجدے سے سر نہ اٹھائیں۔ کملی والے آقا نے نماز لمبی کر دی تین یا پانچ تکبیروں کی بجائے ستر دفعہ تسبیح پڑھی امام حسین اپنی مرضی سے نانا کے کندھوں سے نیچے اترے اور ہنستے کھیلتے گھر آ گئے ماں نے گود میں لیا منہ چوما اور پیار کیا بیٹے نے عرض کیا۔ امی جان! آج تو عجیب بات ہوئی ماں نے پوچھا کیا ہوا عرض کی امی جان آج آپ کے باپ اور میرے نانا جان اور تمام نبیوں کے امام سجدے میں گئے تو میں دوڑ کر ان کے کندھوں پر سوار ہو گیا اور جب تک میں خود نہیں اترا نانا نے سجدے سے سر نہیں اٹھایا خاتون جنت نے فرمایا حسین تم نے نماز کا خیال نہ کیا بیٹے نے عرض کیا امی جان! پریشان نہ ہوں یہ ایک راز کی بات ہے ماں نے پوچھا وہ راز کیا ہے تو عرض کی میرے نانا جان نے میرے لئے بہتر تسبیحیں پڑھیں اور کربلا کے میدان میں اس کے بدلے نانا کے دین کی خاطر بہتر تن قربان کر دوں گا۔

Marfat.com

بدبخت یزید

بدبخت یزید۔ اسلام کی مقدس پیشانی پر ایک بدنما داغ۔ دین پاک کی چادر پر ایک سیاہ دھبہ اور مذہب کے نورانی چہرے پر ایک کالک کا ٹیکہ۔

کون یزید۔ جس نے خلافت اسلامیہ کی بجائے شخصی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ جس نے امانت الٰہی کی خیانت کی جس نے خلفائے راشدین کے ہر نقش حق پرستی کو مٹا دیا۔ یزید کو امام حسین کے مقابلے میں کھڑا ہونا ہی دین کی توہین ہے اور اسلام سے جنگ ہے اس لئے کہ یہ پیکر فتنہ و فساد۔ وہ مجسمہ حق ہدایت۔ یہ دنیا کا بدمست انساں اور وہ دین میں سرپرست۔ یہ باطل پرست وہ حق پرست۔ یہ مجسمہ کفر و طغیان وہ پیکر دین و ایمان۔ یہ فسق و فجور میں مبتلا۔ وہ سراپا تسلیم و رضا۔ یہ مکر و فریب کی جیتی جاگتی تصویر۔ وہ اخلاق محمدی کی زندہ تفسیر یہ اسلام میں نفس شریر۔ اور وہ وارث چادر تطہیر۔

حضرت ابی الدرداء فرماتے ہیں۔ **سمعت النبی** ﷺ **یقول اول من سنتی یبدل راجل من ابو امیہ یقال لہ یزید** (البدایہ والنہایہ ۸ ص ۲۳۱)

حضرت ابوالدرداء فرماتے ہیں کہ میں نے سید المرسلین سے سنا کہ نبو امیہ میں پہلا شخص یزید ہوگا جو میری سنت کو تبدیل کرے گا۔ قربان جاؤں مصطفیٰ پر۔ کہ ایک سو سال پہلے ہی فرما دیا تھا کہ جو پہلا شخص میری سنت کو تبدیل کرے گا اس کا نام یزید ہوگا زبان مصطفیٰ ﷺ حق کی ترجمان ہے ان کی زبان سے نکلی ہوئی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی تو پھر یزید نے حضور کی پیشگوئی ثابت کر کے دکھائی (تاریخ الخلفاء ۶ ص ۴۲۹)

علامہ ابن کثیر نے یزید کے فسق و فجور، کفر و طغیان، گناہ و عصیان کی جو تفصیل لکھی ہے اور اس کی بداعمالیوں اور عیاشیوں کا جو نقشہ پیش کیا ہے اس کے پڑھنے کے بعد کوئی مسلمان بھی یزید پر لعنت بھیجے بغیر نہیں رہ سکتا چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ **ان یزید . قد الشتھر بالمعارف و شرب الخمر** ۔ یہ مشہور ہے کہ یزید راگ رنگ کا متوالا اور شراب نوش تھا۔

Marfat.com

واتخاز الغلمان والصبیان اور اپنے پاس ہر وقت حسین دوشیزائیں اور گانے والی لڑکیوں اور خوبصورت لڑکوں کو رکھتا تھا۔ وما من یوم لا یصبح فیه مخموراً ۔ ہر صبح اٹھتا تو شراب کے نشے میں بدمست ہوتا اور کتوں کا شکاری تھا اور بندروں کے سروں پر سونے کی ٹوپیاں پہناتا تھا۔ وکان اذا مات الغرده حزن الیه۔ اور جب کوئی بندر مرجاتا تو اس کا سوگ مناتا تھا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۶) ۴۲۹)

حضرت عبداللہ بن حنظلہ فرماتے ہیں۔

فاخر جنا علی یزید حتیٰ حفقاً ان ترجی بالجارة من السماء۔ ہم نے اس وقت یزید کی بیعت توڑی جس وقت ہمیں یہ خوف پیدا ہو گیا کہ کہیں ہمیں آسمان پر سے پتھر نہ برسنے لگیں۔ ان رجلاً ابنکم امهات الاولاد والبنات والدخوالات و یشرب بالخمر ویدع الصلوٰة ۔ اس لئے یزید شراب پیتا تھا سوتیلی ماؤں، سوتیلی بہنوں اور سوتیلی بیٹیوں سے ہمبستری کرتا تھا اور تارک نماز تھا۔

حضرت نوفلؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے یزید کو امیر المومنین کہہ دیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا۔ تقول امیر المومنین۔ کہ تو یزید کو امیر المومنین کہتا ہے۔ وامر به ضرب عشرین سوطاً ۔ پھر عمر بن عبدالعزیز نے اس کو بیس کوڑے لگوائے (تاریخ الخلفاء ۴۲۹ ص ۱۴۶) آ ؤ اب مدینہ منورہ کی حرمت اور اہل مدینہ کی عزت و وقار تاجدار مدینہ کی زبانی سنیں۔ اور فیصلہ کریں کہ لشکر کشی سے جو قتل و غارت ہوئی، وحشت و بربریت پھیلی اور مدینہ منورہ کی جو بے حرمتی ہوئی اور اہلیان مدینہ کی جو بے عزتی ہوئی اس کے جرم میں یزید کو کونسی سزا دی جاسکتی ہے۔

عن سعید ابن عبدالعزیز قال کان ایام الحرة لم یوذن فی المسجد النبی ﷺ ثلاثاً و لم یقم ۔ حضرت سعید بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ جب یزید نے مدینہ پر لشکر کشی کی اسکو یوم حرہ کہتے ہیں تو تین دن مسجد نبوی میں نہ اذان ہوئی اور نہ نماز

Marfat.com

باجماعت ہوئی۔

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ میں ایک کونے میں چھپ کر بیٹھا رہا اور ان کو نماز کے وقت کا پتہ نہیں چلتا تھا مگر جب نماز کا وقت ہوتا تو حضورؐ کے روضہ اقدس سے اللہ اکبر کی آواز آتی تھی (مشکوۃ شریف ص ۵۴۸)

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ جس وقت یزید نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی تو۔ نھبت مدینتہ و افتض نیھا الف غلاما۔ مدینہ پاک کو لوٹا گیا اور پاک دامن دوشیزاؤں کی عصمت دری کی گئی یہاں تک کہ ایک ہزار عورتوں نے ناجائز بچے جنے (تاریخ الخلفا ص ۱۴۶)

مسلم شریف میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ لایرید افعل لمدینة بسوء الا ادابة اللہ تعالیٰ فی النار ذوھب الریاض ۔ جو بھی مدینہ سے برائی کا ارادہ کرے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ قلعی کی طرح پگھلائے گا۔ (مسلم شریف ا ص ۴۴۱)

علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ من خاف اھل المدیتہ اخاف اللہ علیہ و لعنته اللہ و الملائکته و الناس اجمعین۔ جس نے مدینہ پاک کے بسنے والوں کو خوفزدہ کیا قیامت کے دن اس کو خوف زدہ کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی تمام فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

یہ عام مقولہ ہے کہ آواز خلق کو نقارہ خدا سمجھو۔ شروع سے لے کر آج تک یہ دستور چلا آیا ہے کہ ہر ایک چیز کی ایک حد ہوتی ہے نیکی کے بدلے برائی۔ خیر کے بدلے شر۔ بیماری اور صحت۔ رات اور دن۔ انسان اور شیطان ایک طرف۔ کئی سو سال سے امام حسینؑ پر درود و سلام بھیجے جا رہے ہیں اور قیامت تک امام حسین کی قربانیوں کا چرچا ہوتا رہے گا۔ اور اگر ایک سر پھرا انسان امام حسین کو باغی (معاذ اللہ) یا نافرمان کہہ دے امام حسین کے کردار پر فرق تو نہیں آئے گا۔ البتہ الزام لگانے والے اور یزید کو امیر المومنین تسلیم کرنے والوں کا کردار سامنے آجاتا ہے۔ کوئی شخص آسمان کی طرف منہ کر کے آسمان پر تھوکے گا تو سورج تک اس کی

Marfat.com

تھوک نہیں پہنچے گی بلکہ اس کے منہ پر آ کر گرے گی ان سے کوئی پوچھے۔ اور بد بختو! بد نصیبو! تم کیوں اپنی عاقبت خراب کر رہے ہو۔ اللہ ان کے دل اپنے حبیب پاک کے صدقے اہل بیت کی طرف پھیر دے اور ان کے دلوں کو نور مصطفی کی روشنی سے منور کر دے تا کہ وہ مقام حسین پہچان سکیں۔

شاعر مشرق علامہ اقبال اور بد بخت یزید

دشمن اہل بیت اور منفی سوچ رکھنے والے حضرات نے اپنی کتاب کی ابتداء علامہ اقبال کے ایک شعر سے کی ہے وہ کہتا ہے

ذرہ سی بات تھی اندیشہ و عجم نے اسے
بڑھا دیا ہے فقط زیب داستاں کے لئے

منفی سوچ رکھنے والوں کے یہ شعر لکھ کر مسلمانوں میں یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ علامہ اقبال شہادت امام حسین اور واقعہ کربلا کو معمولی واقعہ کہتے تھے یزید کے متعلق دل میں نرم گوشہ رکھتے تھے علامہ اقبال پر یہ الزام جھوٹ کی منہ بولتی تصویر ہے۔ درویش لاہوری نے ایسے ہی ملاؤں کے متعلق لکھا ہے۔

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
حکیم و بوذر و دلق اویس چادر زہرا

اور وہ مرد قلندر جس نے مسلمانوں کو آزادی و حریت کا سبق دیا اور جس نے مسلمانوں کے دلوں میں خود اور خود آ گاہی کی روح پھونکی اور جس نے اہل ہند کو فرنگیوں کو غلامی کے جال سے نجات حاصل کرنے کی راہ بتائی اور جس نے پاکستان کا تخیل اور تصور پیش کیا اور پھر مسلمانوں میں جذبہ جہاد پیدا کیا اور وہ مرد درویش جو سکول سے نکلا لاہور کالج پہنچا کالج سے نکلا تو لندن پہنچا اور وہاں جا کر اس نے فرنگیوں کے عشر تکدوں کو دیکھا۔ رقص و سرور کی محفلیں دیکھیں اور

Marfat.com

شراب وکباب کے دور چلتے دیکھے لیکن جب وہ وطن واپس پہنچا تو کہتا ہے

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانش فرنگ

سرمہ ہے میری آنکھ میں خاک مدینہ و نجف

اور پھر جس مردقلندر نے اپنی کتاب رموز بے خودی میں محبت امام حسین کے پیش نظر اپنی بے خودی میں مقام حسین اور فلسفہ شہادت کو بیان کر کے قلم توڑ دیا ہے اب اس کے مرنے کے بعد اس کو بدنام کرنا کہ وہ واقعہ کربلا کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے اسکی پاکیزہ روح کو تڑپانا اور اس کی قبر پر یوں پھولوں کی چادر چڑھانے کے بجائے کانٹوں کی چادر چڑھانا نہیں تو اور کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

آں امام عشقاں پور بتول۔ سرو آزاد کے زبستان رسول

یہ وہ حسین ہے جو زہرا کا لخت جگر اور عاشقان الٰہی کا امام ہے اور جو باغ رسالت کا ایک آزادی کا سرو کا پودا ہے۔

اللہ۔ اللہ بائے بسم اللہ پدر۔ معنی ذبح عظیم آمد پسر

یعنی وہ حسین جس کا باپ علی کرم اللہ وجہہ بسم اللہ کی "ب" ہے اور وہ حسین جو ذبح عظیم کی تفسیر ہے۔

بعد آں شہزادہ خیل الملل۔ دوش ختم المرسلین نعم الجمل

یعنی وہ حسین جو شہزادہ کونین تھا۔ اور جس کے لئے دوش مصطفیٰ کی اچھی سواری تھی۔

زندہ حق است از قوت شبیری است۔ باطل آخر داغ حسرت میری است

یعنی وہ حسین جس کی قوت حق پرستی سے حق زندہ ہے اور جس کی وجہ سے باطل کے پاس داغ حسرت کے سوا کچھ نہیں

سر ابراہیم و اسماعیل بود۔ یعنی آں اجمال را تفصیل بود

اور وہ حسین حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کا ایک راز تھا اور وہ دونوں اجمال تھے اور حسین

Marfat.com

اس کی تفصیل ہے یعنی وہ قربانی جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل سے رہ گئی تھی وہ قربانی امام حسین نے میدان کربلا میں پوری کر دی۔

خوں او تفسیر آں اسرار کرد۔ ملت خوابیدہ را بیدار کرد

وہ حسن جس کے خون شہادت نے سوئی ہوئی ملت اسلامیہ کو بیدار کر دیا۔

تیغ او چوں از میاں بیرون کشید۔ از رگ ارباب باطل خون کشید۔

اور وہ حسین جس نے لا لہ کی تلوار میان سے نکالی تو باطل پرستوں کی رگوں سے خون نچوڑ لیا۔

نقش الا اللہ بر صحرا نوشت۔ سطر عنوان نجات ما نوشت

اور وہ حسین جس نے اپنے خون کی سیاہی سے الا اللہ دشت کربلا میں لکھ دیا بلکہ ہماری رہبری کا پروانہ لکھ دیا۔ رمز قرآں از حسین آموختیم۔

اور ہم نے قرآنی نکات اور قرآن کی تلاوت کرنی حسین سے سیکھی اور وہ مرد حق شناس جو سبط پیغمبر کی شہادت عظمیٰ کو غیر اسلامی حکومت غیر دینی معاشرت، غیر شرعی قوانین، غیر شرعی نظریات و آمریت و ملوکیت کے خلاف ایک جہاد اکبر سمجھ کر موجودہ دور کے نام نہاد پیروں، بے عمل فقیروں، اور خانقاہوں پر عمل مجاوروں سے کہتا ہے۔

یہ رسم خانقاہی ہے غم اندوہ دلگیری نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری۔ اور وہ مرد درویش جو امام حسین کی شہادت کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

قوت سلطان و پیر از لا الہ۔ ہیبت مرد فقیرے از لا الہ۔

فقر عریاں گرمی بدر و حنین۔ فقر عریاں بانگ تکبیر حسین

سید المرسلین ﷺ مکہ مکرمہ کی گلیوں میں گالیاں سن کر طائف کے بازاروں میں پتھر کھا کر اپنے پاک وطن کو چھوڑ کر اور پھر میدان احد میں اپنے خون کے فوارے بہا کر مسلمان غلاموں کی ایک ایسی مقدس جماعت تیار کی تھی جن کے دل صاف تھے اور سینے پاک۔ جن کی روحیں پاکیزہ تھیں اور عقل سلیم۔ وہ امر بالمعروف کے صحیح تفسیر تھے اور نہی عن المنکر کی زندہ تفسیر۔ جو

Marfat.com

خلافت الٰہیہ کے علمبردار تھے اور حکومت الٰہیہ کے محافظ۔اور نورانی جماعت اپنے اندر ایسے ٹھوس نظریات اور مستحکم نظریات رکھتی تھیں جن سے یہ توقع کی جاسکتی تھی کہ اس جماعت سے جو بھی نسلیں چلیں گی ان میں اس مقدس جماعت کے تمام خدوخال کے موتی اور محاسن و کمالات کے جوہر قیامت تک چمکتے رہیں گے۔لیکن اچانک بنوامیہ کے خاندان سے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام یزید تھا۔

بچھو کا زہر اور یزید

قیام پاکستان سے پہلے میں کتابیں دہلی (بھارت) سے منگوایا کرتا تھا ان میں سے آج کوئی کتاب میرے پاس نہیں عدم تحفظ اور زمانے کی دست بردار سے خرد برد ہوگئیں آج جو خفیہ گوشے ظاہر کر رہا ہوں۔انہی کتابوں کا نچوڑ ہے۔یزید کا واقعہ بھی انہی کتابوں میں پڑھا تھا۔چند احباب کہتے ہیں کہ یہ واقعہ صرف سماعی ہے اس کی حقیقت یا دلیل نہیں ہے اگر سماعی بھی ہو تو پھر بھی اس کی بنیاد تو ضرور ہو گی پھر سماعت تک پہنچتی ہے ہوسکتا ہے یہ واقعہ اور کسی صاحب کے پاس اس کی دلیل ہو تو ضرور مطلع فرمائیں یہ واقعہ اس طرح ہے کہ امیر معاویہ ایک جگہ پیشاب کرنے لگے سوئے اتفاق سے وہاں بچھو تھا اس نے امیر معاویہ کے عضو مخصوص پر ڈنگ مارا جب زہر کی تکلیف بڑھنے لگی تو حکیموں نے کہا کہ آپ کسی ایسی عورت سے مباشرت کریں جس کی کوئی اولاد نہ ہوئی ہو آپ نے اپنی منکوحہ یا کسی اور عورت سے نکاح کر لیا اور مباشرت کی تو وہ زہر وہاں سے منتقل ہو کر اس عورت کے رحم میں چلا گیا۔اور جب مدت پوری ہوئی تو زہر خارج ہوا تو وہ یزید تھا جس نے نواسہ رسول کی عزت واحترام۔کعبۃ اللہ کی حرمت اور مدینہ منورہ کے تقدس کو پامال کیا ورنہ ایک صحابی کا بیٹا اور اتنا زہریلا۔واللہ اعلم باالصواب

یزید کو اپنے باپ سے بادشاہت ملی۔دنیا کی حکومت ملی اور پھر اس نے برسر اقتدار آکر اسلام کی روح کو تبدیل کیا خلافت اسلامیہ کو برباد کیا سنت رسول کو تباہ کیا ملوکیت وامارت کو

Marfat.com

مسلمانوں کے دل و دماغ پر مسلط کیا اس زہریلے بچے کا نام یزید تھا اور وہ امیر معاویہ کا بیٹا تھا۔ اور پھر اس کی عیش وعشرت ،عیاشی وفحاشی اور اس کا فسق و فجور اور ظلم وستم انتہا کو پہنچ گیا تو حق پرستوں کو اندیشہ ہوا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان راہ ہدایت اور مستقیم سے ہٹ کر ضلالت اور گمراہی کے گڑھے میں جا گریں۔ اور امام الانبیاء کی بنائی ہوئی اس مقدس جماعت کا نام و نشان مٹ جائے اور اسلام کا وہ طرز حکومت جو ہمارے رسول کریم ﷺ نے نافذ کیا تھا اور خلفائے راشدین جس پر آخر دم تک کار بند رہے کہیں برباد نہ ہو جائے تو اس وقت حق پرستوں کی جماعت اور دین کے متوالوں کا گروہ اور اسلام کے فدائیوں اور پرستاروں کا ٹولہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ خلافت الہیہ کی نگہداشت اور حکومت اسلامیہ کی حفاظت شریعت کے حقوق کی نگہبانی اور اسلامی نظام کی پاسبانی کس طرح کی جائے اور یزید کے فسق و فجور اور فتنہ وفساد کا کس طرح مقابلہ کیا جائے لیکن وہ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ قدرت نے فاطمہ کے لعل حضرت امام حسین کو منتخب کیا۔ قدرت کا یہ انتخاب ہر وقت بھی تھا اور ضروری بھی تھا آخر اس وقت ایسے مشکل وقت ہی نواسہ رسول کے سوا اور کون تھا جو باطل کے اندھیروں میں حق کی شمع روشن کرے کسی کا سر لینے کے بجائے اپنا سر دینا اور کسی کے بچے کو قتل کرنے کے بجائے اپنے بچے قربان کرتا اور کسی کا گھر جلانے کے بجائے اپنے خاندان کا گھر جلانا یہ صرف اور صرف امام حسینؓ کا ہی کام تھا۔

قدرت کا یہ انتخاب اس لئے بھی صحیح تھا کہ قدرت جانتی تھی کہ کربلا کے میدان میں حق و باطل کے خونیں معرکہ میں پیاس کی شدت اور سوکھی زبان اور خشک ہونٹوں کے باوجود اگر اس حسین سے دین وایمان کی حفاظت اور شریعت قرآن کے تحفظ کے لئے اس کے ننھے ننھے بچوں کا خون بھی ضرورت ہو تو دے گا اس کے جوان بیٹے کا خون بھی طلب کروں تو دے گا اور اس کا سر بھی مانگوں تب بھی یہ عذر نہیں کرے گا اور قدرت نے جو کہا حضرت حسین نے کربلا کے میدان میں کر دکھایا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا

Marfat.com

کہ حضورؐ بہت پریشان ہیں اور ہاتھوں میں یک بوتل ہے اور بوتل میں خون ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے تو حضورؐ نے فرمایا کہ یہ میرے بیٹے اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے اور پھر نبی ﷺ نے اپنے نواسے کی شہادت کا وقت بھی بتا دیا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں نے وہ وقت یاد رکھا اور پھر حضرت امام حسین اسی وقت شہید ہوئے اور پھر جبریلؑ نے سرخ مٹی بھی کربلا کی دکھائی اور اس عظیم قربانی، بلند پایہ ایثار اور شہادت عظمیٰ کے لئے یہ قدرت کا انتخاب اس لئے بھی درست تھا کہ خاندان نبوت کی لڑی میں حضرت امام حسین کی شہادت کا موتی بھی پرو دیا جائے کیونکہ سید المرسلین پر نبوت ختم ہو چکی تھی اور ولایت اور امامت کا مرکز اور سخاوت و شجاعت کا منبع حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیا جا سکتا ہے اب شہادت کا درجہ ہی ایسا تھا جو رسالت کے گھرانے سے علیحدہ تھا اور پھر دشت کربلا میں مظلوم کربلا نے اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر کے خود بھی جام شہادت نوش فرمایا اور انسانی عظمت کے سب سے بڑے کمالات شہادت کو بھی حاصل کر کے خاندان نبوت پر معجزات، کرامات، صفات و کمالات فیوض و حسنات کی تکمیل کر گیا۔

آج کئی لوگ ایسے ہیں جو یہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ امام حسین کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا خواہ مخواہ مصیبت میں مبتلا ہوئے مگر جب بھی اس خطہ اراضی پر کسی شخصی حکومت کے بجائے اسلامی حکومت ہو گی اور ملوکیت کی جگہ شورائی حکومت ہو گی۔ اور آمریت کے منہ پر روح جمہوریت کا تسلط ہو گا اور نسل انسانی کے مکار سیاستدانوں کی جگہ اسلامی حکومت ہو گی اور ان مکار سیاستدانوں سے نجات پا چکی ہو گی تو اس وقت زمین کا ایک ایک ذرہ پکار رہے گا کہ ہاں یہ وہی چراغ تھے جسے امام حسین نے دشت کربلا میں اپنے بچوں کا خون دے کر جلایا تھا اسلامی حکومت کا یہ پرچم سب کچھ اسی سر اقدس کا مرہون منت ہے جو حق و باطل کے معرکے میں صحرائے کربلا میں نیزے پر چڑھایا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

شہادت امام حسین کا پس منظر اور معرکہ حق و باطل

کوفہ کا گورنر مغیرہ بن شعبہ دارالحکومت کوفہ میں مسند امامت پر بیٹھا ہوا ہے پہرے دار نے امیر شام کا قاصد آنیکی اطلاع دی تو اسے اندر بلا لیا قاصد نے آداب شاہی کے ساتھ چمڑے کے تھیلے سے خط نکالا اور پیش کر دیا خط کھول کر پڑھا ہاتھ کانپنے لگے خط میں لکھا تھا۔ منجانب امیر شام۔ گورنر کوفہ مغیرہ کے نام۔ اس خط کو معزولی کا حکم نامہ سمجھو اور فوراً دمشق پہنچو۔ نیچے دستخط تھے۔ امیر شام۔

جناب مغیرہ بن شعبہ نے اپنے حلقے کے لوگوں کو بلایا اور رات کو ایک خفیہ میٹنگ ہوئی قاصد کو اعزاز شاہی کے ساتھ واپس کر دیا اور خود گورنری کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔ کافی عرصہ گزر جانے کے بعد دمشق پہنچا اور امیر معاویہ کے دربار میں حاضری دی امیر معاویہ نے سرزنش کے انداز سے پوچھا کہ اس قدر دیر کر کے کیوں آئے ہو۔ بہت ضروری کام میں مصروف تھا۔ ہم اس ضروری کام کی وضاحت چاہتے ہیں۔ اس کے لئے تخلیہ کی ضرورت ہے یا امیر۔ میں دربار عام میں نہیں بتا سکتا پھر تخلیہ ہو گیا تو مغیرہ نے کہا کہ میں آپ کے بعد تخت حکومت کے لئے یزید کے حق میں لوگوں کو ہموار کر رہا تھا امیر معاویہ نے تھوڑی دیر سوچا اور کہا کہ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ مغیرہ۔ لوگ اسے آسانی سے امیر تسلیم نہیں کریں گے ہاں امیر۔ مشکل تو ضرور لیکن کوشش سے ہر مشکل کام آسان ہو جاتی ہے مغیرہ نے کہا۔ اور پھر معاویہ نے مغیرہ کو کوفہ کی گورنری پر بحال کر دیا اور کام تیز کرنے کی اسے ہدایت کی اور خود بھی بیڑہ اٹھا لیا۔ دمشق اور اطراف کے لوگوں نے اس کا فیصلہ اہل مجاز پر چھوڑ دیا امیر معاویہ نے گورنر مدینہ کو لکھا ہماری خواہش ہے کہ اپنے بعد یزید کو خلیفہ بنا دیا جائے اہل شام اور اہل عجم نے یہ بات قبول کر لی ہے تم مدینہ منورہ اور اطراف و جوانب کے لوگوں کو بیعت یزید کے لینے پر رضامند کرو۔

Marfat.com

مدینہ نے حالات کے جائزہ لیا اور لکھا کہ یہ لوگ اس بات کو ہرگز قبول نہیں کریں گے اور پھر ان کو حج کے بہانہ سے مکہ معظمہ خود آنا پڑا حالات کی آگاہی حاصل کرنے پر پتہ چلا کہ عوام الناس متفقہ طور پر درج ذیل پانچ آدمیوں میں سے کسی ایک کے حق میں ووٹ دینا چاہتے ہیں۔ اور یزید کی بیعت کرنے کو تیار نہیں پانچ حضرات یہ ہیں جناب حسین بن علی، عبدالرحمن بن ابوبکر۔ جناب عبداللہ بن زبیر جناب عبداللہ بن عمر اور جناب عبداللہ بن عباسؓ۔

امیر معاویہ نے زیادہ زور دیا تو لوگوں نے سارا بوجھ ان پانچوں پر ڈال دیا۔ کہ اگر یہ لوگ یزید کی بیعت پر رضامندی ظاہر کریں تو ہم بھی تسلیم کریں گے۔ کیونکہ یہ بزرگ ترین صحابہ کرام کی اولاد ہونے کیساتھ خود بھی کئی اصحاب رسول ہیں امیر معاویہ کا خیال تھا کہ حج کے موقع پر حج کا اجتماع کثیر ہے تو اس وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہیے چنانچہ ایک کمرہ میں سوائے امام حسین کے ان سب کو جمع کیا کہ ملک فتنہ وفساد سے بچ جائیگا اس لئے میرے اس رائے کو قبول کرلو اور اس پر اتفاق کرلو۔

وصیت امیر معاویہ

ان مقتدر حضرات نے متفقہ طور پر جواب دیا کہ ہم یہ کبھی برداشت نہیں کریں گے کہ نظام اسلام میں اس بدعت کو رواج دیا جائے خلافت اسلامیہ کو آمریت وملوکیت میں تبدیل کرنا اسلام کی شہہ رگ پر چھری پھیر دینے کے مترادف ہے اگر کسی کو ولی بنانا جائز ہوتا تو ابوبکر صدیق اور عمر فاروقؓ اپنے اپنے بیٹوں کو ولی عہد بناتے امیر معاویہ نے ہر قسم کا لالچ دیا دھمکی بھی دی لیکن ان مقدس ہستیوں نے بیعت یزید کے لئے صاف انکار کردیا کمرے کے باہر حرم کے سامنے دنیا بھر کے کونے کونے سے آئے ہوئے لوگوں کا جم غفیر اور اجتماع عظیم ہے اور لوگ اس اعلان کا انتظار کر رہے ہیں جو اوپر بتائے گئے ہیں چاروں حضرات نے یزید کی خلافت کے بارے میں اعلان کرنا تھا امیر معاویہ کو جب ان سے مایوسی ہوئی تو کمرے کے باہر چند سپاہیوں کو ننگی تلواریں دے کر تعین کردیا کہ ان میں سے کوئی بھی باہر نہ آئے اور خود باہر

Marfat.com

جا کر اعلان کر دیا کہ وہ لوگ بیعت یزید پر متفق ہیں اس لئے ہم سب لوگ بھی اس کی خلافت قبول کر لیں شام کے لوگوں نے کہا کہ اگر وہ بیعت قبول کر کے اس کا اعلان باہر آ کر نہیں کریں گے تو ہم ان لوگوں کی گردنیں اڑا دیں گے۔ اور لوگوں کو امیر معاویہ نے بڑی مشکل سے خاموش کیا۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے لوگ مختلف قسم کے ذہن لے کر منتشر ہو گئے وقت گزرتا رہا اور امیر معاویہ کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔(1)

یزید کو بلا کر وصیت کی کہ میں نے ہر ممکن طریقہ سے تیری جانشینی کے لئے فضا کو سازگار کر دیا ہے اب تمہیں پورے عجم سے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں البتہ اہل حجاز کی طرف سے خدشات ابھی باقی ہیں۔ ان خدشات اور خطرات کو دور کرنے کے لئے تمہیں ان چار اشخاص یعنی حسین ابن علی، عبداللہ بن ابو بکر، عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ ان کے پانچویں ساتھی حضرت عبداللہ بن ابو بکر وفات پا چکے ہیں ان چاروں میں سے دو حضرات تمہارے لئے زیادہ خطرناک ہیں وہ اگرچہ لوگوں میں زیادہ با اثر ہیں لیکن وہ سیاست میں زیادہ حصہ نہیں لیتے البتہ عبداللہ بن زبیر تیرے لئے زیادہ خطرناک ہیں اور چوتھے امام حسین بن علیؓ بہت زیادہ با اثر ہیں اس لئے ان کے معاملے میں بہت غور و فکر سے قدم اٹھانا ہو گا اور پھر امیر معاویہ کا انتقال ہو گیا اور ملک الموت نے انہیں دبوچ لیا۔

رہی دل کی دل ہی میں حسرتیں کہ نشاں قضا نے مٹا دیا

☆☆☆☆☆

1۔ (نوٹ) امیر معاویہ کی وصیت کے متعلق مورخین اور مصنفین نے مختلف انداز سے کر مختلف خیالات ظاہر کئے ہیں کسی نے نرم گوشہ اختیار کیا۔ کئی تذبذب کا شکار ہوئے اور کئی حضرات نے خاموشی اختیار کر لی وصیت معاویہ کی حقیقت کسی نے وضاحت کے ساتھ بیان نہیں کی۔ راقم نے تمام وصیتوں کو نظر انداز کر کے علامہ سیوطی کی کتاب کو ترجیح دی ہے تاریخ الخلفا ص ۲۰۸ پر موجود ہے)

Marfat.com

وفات امیر معاویہ اور یزید کی تخت نشینی

امیر معاویہ بن ابوسفیان کا جہنمی بیٹا یزید کو آٹو میٹک خلافت یا کسرائی یادگار یا جانشینی مل چکی تھی۔ تخت آمریت پر بیٹھتے ہی عامل مدینہ ولید کو لکھا کہ ان چار اشخاص سے میرے لئے بیعت طلب کر و انکار کی صورت میں تشدد کرو حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمرؓ پہلے ہی مکہ مکرمہ جا چکے تھے عبداللہ بن زبیر کو پتہ چلا کہ سپاہی مجھے تلاش کر رہے ہیں تو وہ بھی مکہ معظمہ چلے آئے۔ ان میں سے امام عالی مقام ہی مدینہ منورہ میں موجود تھے جنہیں ولید نے دارالامارت بلایا آپ تشریف لائے تو ولید نے یزید کا حکم نامہ پڑھ کر سنایا آپ نے فرمایا یہ بات کبھی نہیں ہوسکتی پہلی بات یہ ہے کہ یہ نظام روح اسلام کے منافی ہے یہ خالص عامتہ المسلمین کا حق ہے جسے چاہیں اپنا خلیفہ مقرر کریں یزید لاکھوں مسلمانوں کا حق غصب کرنا چاہتا ہے اس لئے ہم کسی غاصب کی اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ یزید فاسق، فاجر، غاصب اور تارک نماز ہے ان صورتوں میں ہمارے لئے قطعی طور پر ناممکن الامر بات ہے کہ کسی فاجر، فاسق، غاصب اور ڈکیٹر کی اطاعت کریں ولید نے آخری فیصلہ سنا تو خاموش ہوگیا۔ آپ اٹھ کر جانے لگے تو مردان نے ولید کو مشورہ دیا کہ اب تو یہ تمہارے قابو میں ہے تشدد کرو اور اپنا مطلب پورا کرو امام عالی مقام ابھی دروازے تک پہنچے ہی تھے کہ مردان کی گفتگو سن لی او واپس پلٹ کر آئے اور تلوار میان سے کھینچ لی گورنر ولید اہل بیعت کا محبّ تھا اس نے مردان کو برا بھلا کہا اور امام عالی مقام کو جانے کی اجازت دے دی اور کہا کہ آپ اس معاملے میں ٹھنڈے دل سے غور کریں کیونکہ میں حکومت کا حکم ماننے پر مجبور ہوں امام عالی مقام گھر تشریف لائے اور اہل بیت کو فرمایا کہ حالات بے حد خطرناک ہو چکے ہیں معاویہ کا بیٹا تشدد پر اتر آیا ہے وہ ہر حالت اپنی غیر اسلامی حکومت کی جڑیں مضبوط کرنا چاہتا ہے خواہ اسے خون کی ندیاں بہانی پڑیں میرے لئے یہ انتہائی مشکل کام ہے کہ میرے ہوتے ہوئے مدینہ کی گلیوں میں خون کی نہریں جاری ہوں مجھے نانا کے روضے

Marfat.com

کی جدائی کا بھی غم ہے اور مدینہ منورہ کی بے حرمتی کا بھی شدید خطرہ ہے اور میرے لئے یہ امر بھی محال ہے کہ کسی غاصب ڈکیٹر اور کسی فاجر فاسق کی اطاعت کر کے نانا کے دین کے حلق پر چھری پھیر دوں اور دین کو رسوا کروں یہ نہیں ہوسکتا۔ ان حالات میں میرے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ مدینہ منورہ کی جدائی برداشت کرلوں اور اس مقدس شہر کو بے حرمتی سے بچالوں آپ سب لوگ تیار ہو جائیں آج ہی رات کو یہاں سے مکہ مکرمہ کی طرف روانگی ہو جائے گی جناب زینب سلام اللہ علیہا بھی وہاں موجود تھیں۔ انہوں نے اپنے شوہر جناب عبداللہ بن جعفر سے بھائی کے ساتھ جانے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت دے دی۔

مدینہ منورہ کی جدائی اور امام حسین ماں کے مزار پر

اہل بیت اطہار کو تیاری کا حکم دے کر کربلا کا مسافر ماں کے مزار پر حاضری دیتا ہے۔ رات بیتی جارہی ہے مدینہ کے لوگ چین اور آرام کی نیند سو رہے ہیں جنت البقیع کے قبرستان میں دل دہلا دینے والا ہول اور سناٹا چھایا ہوا ہے ہر طرف ہو کا عالم ہے۔ حسین آتے ہیں ماں کی قبر انور پر دیوانہ وار گر جاتے ہیں اور انتہائی کرب کی حالت میں مزار اقدس پر بازو پھیلا دیتے ہیں۔ ہچکی بندھی ہوئی ہے اور ماں کے حضور فریاد کرتے ہیں۔

اے مسکینوں، غریبوں کے سوال پورے کرنے والی بنت رسول خود بھوکی رہ کر دوسروں کو کھانا کھلانے والی مقدس ماں۔ اپنے حسین کا آخری سلام قبول فرمادیں تیرے حسین پر امت کے شریروں نے مدینہ کی زندگی تنگ کردی ہے میری پیاری ماں اپنے حسین کا آخری سلام قبول کرلو امی جان مجھے ایک بار الوداع کہہ دو۔

مقدس ماں! حسین بزدل نہیں حسین نے تیرا دودھ پیا ہے حسین کی رگوں میں حیدر کرار کا خون ہے میری مقدس ماں مجھے جان جانے کا خوف نہیں تیرا حسین موت سے نہیں ڈرتا میں اس لئے روتا ہوں کہ نانے کا مدینہ چھوٹ رہا ہے میری شفیق ماں میں فریادی بن کر آیا ہوں۔ میرا آخری سلام قبول کرلو ادھر عالی مقام کی یہ حالت ادھر شہزادی کونین خاتون جنت کی

Marfat.com

قبر کو لرزہ جاتا ہے۔ زمین کانپنے لگتی ہے آسمان پر ستارے ٹوٹنے لگتے ہیں جنت البقیع کا تمام بام و در مزار کانپ اٹھتے ہیں حوروں کی چیخیں نکل جاتی ہیں شہزادی مصطفیٰ کے مزار اقدس سے درد میں ڈوبی ہوئی آواز آتی ہے میرے لعل چپ ہو جاؤ اب کچھ نہ کہنا ماں کا کلیجہ پھٹ جائے گا اور نظام عالم تہ و بالا ہو جائے گا میرے بیٹے تیری فریاد نے ماں کے سینے پر چھریاں چلا دی ہیں میرے لعل دل یہی چاہتا ہے کہ تجھ سے باہر آ کے تجھے شہادت کا دولہا بناؤں تیری پیشانی اور تیری گردن کو چوموں تجھے سینے سے لگاؤں اور اپنے ہاتھوں تجھے شہادت کا جوڑا پہناؤں لیکن مجبوری ہے میرے چاند میں اس لئے مجبور ہوں کہ میرے اس طرح باہر آ جانے سے قیامت آ جائے گی۔ زمین شق ہو جائے گی اور آسمان ٹوٹ جائے گا۔

میرے حسین ماں کے دودھ کی لاج رکھنا۔ تمہیں ذوالفقار حیدری کی عظمت کا تحفظ کرنا ہے تمہیں نانا کی امت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو سہارا دے کر پار لگانا ہے۔ میرے چاند اٹھ! باطل کی ہر قوت سے ٹکرا جاؤ میرے لعل جب تیرا خون تپتے ہوئے صحرا کے سینے پر گرے گا۔ تو تجھے تیرے نانا کے حضور سرخروئی حاصل ہو جائے گی میں آؤں گی میرے بیٹے میں آؤں گی میں تجھے دیکھنے آؤں گی۔ جاؤ اے چاند! میں تمہیں پورے اعتماد اور مکمل یقین کے ساتھ بھیج رہی ہوں تم یقیناً کامیاب ہو گے۔ اس کٹھن امتحان میں تیرے سوا کوئی کامیاب نہیں ہو سکتا تم فاطمہ کے دودھ کی لاج ضرور رکھو گے۔ جاؤ خدا تمہاری نصرت اور حمایت فرمائے جاؤ میرے لعل تجھے الوداع کہتی ہے۔ تمہارا اسلام قبول کرتی ہے جاؤ جان دے کر نانا کے دین کو زندگی بخشو میرے لعل تم ہمیشہ زندہ رہو گے۔ خدا حافظ۔

غمزدہ ساری فضا تھی فلک تھراتا رہا
غم کے آنسو صورت شبنم میں برساتا رہا
پوچھیے خاتون جنت کے دل دلگیر کو
الوداع کیسے کیا تھا آپ نے شبیر کو

Marfat.com

حسین اٹھے ماں کی قبر انور کو قدموں کی جانب بوسہ دیا اور عالم بے خودی میں الٹے پاؤں واپس آئے۔

الوداع

الوداع اے امی جان الوداع۔ الوداع اے بنت رسول الوداع
الوداع اے مالک تطہیر الوداع۔ الوداع اے خاتون جنت الوداع
اے غریبوں مسکینوں کی فریاد اس الوداع

الوداع اے مرکز مہر و محبت الوداع۔ الوداع بنت نبی الوداع
میری امی جان میرے دل کی راحت الوداع۔ یاد رکھنا میرا وقت شہادت الوداع
بھول نہ جانا کہیں میری امی میری فریاد کو
کربلا میں پہنچنا بہر خدا امداد کو

اس عالم میں الوداع کہتے ہوئے امہات المومنین کے مزارات پر آئے ان تمام مقدس مزارات کو بوسے دیئے جنت البقیع کے دیگر مکینوں کو سلام کیا اور پھر آپ نے اپنے نانا جان کے مزار پر حاضری دی۔

امام عالی مقام حضور کے مقدس آستانے پر

یہ امام الانبیاء ﷺ کا مزار اقدس ہے رات تیسرے پہر میں داخل ہو رہی ہے ملائکہ کرام آسمان سے صف بہ صف سلامی اور زیارت کے لئے نازل ہو رہے ہیں ایک فرد ہے جو زمین و آسمان کے درمیان خلاؤں اور فضاؤں کو منور کئے ہوئے ہے یہ فیصلہ کرنا انتہائی مشکل ہے کہ یہ نور آسمان کی جانب پرواز کر رہا ہے یا آسمان سے زمین کی طرف آ رہا ہے اہل عرفان ہی اس حقیقت سے پردہ اٹھا سکتے ہیں کیونکہ یہ نور کی بات ہے اپنی نور و تجلیات کی برسات میں

Marfat.com

امام حسین حاضر ہو کر مقدس نانا کے حضور صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ پیش کرتے ہیں۔

نانا تیرے کرم کے خزینے کی خیر ہو۔ دے بھیک مجھ کو تیرے مدینے کی خیر ہو
میں جا رہا ہوں اس سکوں کے چمن کو چھوڑ کر۔ اٹھ کر گلے لگایئے اپنے حسین کو

کون اندازہ کر سکتا ہے کہ غم والم کے اس طوفان کا جو امام عالی مقام کے سینے میں موجزن تھا۔ آپ تصویر درد بنے ہوئے فریاد پر فریاد کر رہے ہیں۔

ہاں نانا جان! حسین حاضر ہے وہی حسین جو حالت نماز میں آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو جاتا تھا تو آپ اس وقت تک سجدہ سے سر نہیں اٹھاتے تھے جب تک میں خود نہ اترتا۔ نانا جان! آپ کا نازوں پلا حسین آج آپ کے قدموں سے دور جا رہا ہے اس کو سہارا دیجیے اسی طرح آہ و بکا وزاری کرتے ہوئے نانا کے مزار کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں باد رحمت چلتی ہے نیم خوابی کا عالم طاری ہے حسین دیکھتے ہیں کہ انبیا و ملائکہ کے جھرمٹ میں شب اسریٰ کے دولہا امام الانبیاء ﷺ درد والم اور حزن وملال کی تصویر بنے ہوئے سامنے تشریف فرما ہیں نانا بڑھتے ہیں نواسے کا سر اپنی گود میں لیتے ہیں۔ حسین نانے کی آغوش میں سمٹ جاتے ہیں اے میرے لعل حسین تیرے نانا کا ہر منصب تمام کائنات سے بلند و بالا ہے اور یہ منصب شہادت جو ہمیں تیری طرف سے ملے گا یہ بھی تمام کائنات سے عظیم ہوگا۔

میرے لعل اٹھو اور باطل کی سر ابھارتی ہوئی سلطنت سے ٹکرا جاؤ خود فنا ہو کر بقا حاصل کرو لیکن باطل کے خونیں عفریت کو اس کو پنجے گاڑنے سے پہلے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دو۔

میرے حسین! میری امت کی کشتی امارت کے چڑھے ہوئے طوفانوں کے تھپیڑے کھا رہی ہے اٹھو اور اپنی جان دے کر انہیں کنارے پر لگا دو میرے مقدس دین کو ظلم و جبر کی طاقتیں ختم کر دینا چاہتی ہیں اٹھو اور میرے دین کو ہمیشگی کی زندگی دے دو۔

حسین اس نیم بیداری میں آنکھیں کھول دیتے ہیں۔ خواب میں دیکھا کربلا کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے آپ اٹھتے ہیں نانا کی قبر کو والہانہ طور پر بار بار چومتے ہیں اور حجرہ رسول سے باہر آ کر حجرہ بتول میں آجاتے ہیں۔

Marfat.com

آل بیت اطہار پر آزمائشوں کا دور

حق و باطل۔ خیر و شر	آمنے سامنے
یزیدی لشکر کا کمانڈر اور یزید کا نائب	عبداللہ بن زیاد
یزیدی لشکر کا سالار اعلیٰ	عمرو بن سعد
افسران فوج	شمر خولی سنان وغیرہ
لشکر کی تعداد	۲۰ ہزار جنگجو
امام عالی مقام	۸۴ نفوس چھوٹے بڑے

قیامت صغریٰ سر پر کھڑی ہے

چڑھ جائے کٹ کے سر تیرا نیزے پر تو کر قبول
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

☆☆☆☆☆

Marfat.com

امام عالی مقام کی مدینہ پاک سے روانگی
اور مکہ مکرمہ میں آمد

راقم نے کربلا کے تاریخی حالات و واقعات مختصر کر کے تحریر کئے ہیں صرف اسباب شہادت کو مدنظر رکھا ہے تفصیلی حالات مرثیہ خوانی، اور شعر و شاعری سے عمداً اجتناب کیا ہے اور پہلو تہی کی ہے البتہ جو اشعار برمحل اور برموقعہ نظر آئے وہ مختصر تحریر کر دیئے ہیں وہ شہید اعظم جن کا ذکر اس کتاب میں ہو رہا ہے اس لئے اس میں کوچہ عشق و محبت میں قدم رکھا ہے جس کے تصور سے سینہ شق ہو جاتا ہے اور جن کے خیال سے انسانیت کا کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے اور جس کے بیان سے ایک مسلمان کی آنکھوں سے آنسو کی جھڑی لگ جاتی ہے اور جس کے لکھنے سے صفحہ قرطاس پر خون کے سرخ دھبے نقش ہو جاتے ہیں۔

ہے کربلا کا بیان لہو لہو ● صحرائے دلفکار کا داماں لہو لہو
سب دشت کوہ و جنگل میدان لہولہو ● وہ رزمگاہ شہیداں لہو لہو

یزید نے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی جو پہلا حکم جاری کیا وہ یہ تھا کہ عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر، عبدالرحمٰن بن ابوبکر، عبداللہ بن عباس، اور حسین ابن علی سے فوراً بیعت لی جائے اگر وہ انکار کریں تو انہیں قتل کر دیا جائے عامل مدینہ ولید نے امام حسین کو دارالامارت میں بلایا اور یزید کا حکم پڑھ کر سنایا یزید کا حکم سنتے ہی ہاشمی خون جوش میں آ گیا اور آتا بھی کیوں ناں بھلا جن کی رگوں میں محمد کا خون تھا جن کے بازوؤں میں علی کی قوت تھی اور جن کے خون میں فاطمہ کا پاک دودھ تھا اور جن کے دل میں عشق الٰہی کا دریا موجزن تھا جن کے سینے میں دین مصطفیٰ کی تڑپ تھی اور جن کی نگاہوں میں جلوہ حسن یار تھا وہ کس طرح برداشت کر لیتے کہ کوئی اسلام کے نام پر حکومت کرے اور پھر اسلام کی قدروں کو توڑ دے سیدہ کے لعل نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ایک حق پرست مسلمان کے لئے ایک باطل پرست انسان کی بیعت شجر دین اسلام کی جڑوں پر کلہاڑا مارنے کے مترادف ہے اور پھر ساتھ ہی نانا مصطفیٰ ﷺ کی

Marfat.com

یہ آواز آئی کہ بیٹا حسین۔ **لا طاعته المخلوق فی معصیته الخالق**۔ایک فاسق فاجر حکمران کی اطاعت مت کرو شہزادہ کونین کی بیعت سے انکار حق وصداقت اور دین ومذہب کی حفاظت کے لئے پہلی شہادت تھی اور یزید کی باطل قوتوں کے خلاف ایک اعلان جنگ تھا اور پھر یزید کو یہ اطلاع ملی کہ حسین ابن علی نے میری بیعت سے انکار کر دیا ہے تو اس کی آتش غضبناک پھڑک اٹھی اور پھر وہ تدبیریں سوچنے لگا کہ کس طرح حسین ابن علی سے بیعت لی جائے یا اسے قتل کر دیا جائے اور ادھر کوفہ والوں نے یزید کے فسق وفجور، غیر اسلامی روش اور غیر اسلامی طرز زندگی سے تنگ آ کر امام حسین کو خط لکھنے شروع کئے اور ساتھ قاصد پر قاصد بھیجنے شروع کئے کہ اے نواسہ رسول جگر گوشہ بتول ہم کوفہ والے آل بیت اطہار کے پرانے اور سچے غلام ہیں اور ہم وہی ہیں جو جنگ صفین میں آپ کے والد محترم حضرت علی المرتضیٰ کا ساتھ دیا تھا اور اب یزید ہم پر حاکم مسلط ہو گیا ہے اور ہم اسکے فسق وفجور اور غیر اسلامی حکومت اور غیر دینی روش کے پیش نظر اس کو خلیفہ ماننے کے لئے قطعاً تیار نہیں ہیں خلافت آپ کا حق ہے اور ہم آپ کے غلام ہیں اس لئے ہمیں یزید کے فسق وفجور اور ظلم وستم سے نجات دلانے کے لئے فوراً کوفہ تشریف لے آئیں یہاں ایک لاکھ مسلمان آپ کے مقدس ہاتھوں پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جب کوفہ والوں نے سلام وپیام کے ذریعہ نواسہ رسول کو اپنا خلیفہ اور پیشوا تسلیم کرنے کا وعدہ کیا تو سبط پیغمبر نے اس امید پر کہ باطل کے مقابلے میں حق پرستوں کا ایک لشکر تیار ہو جائے گا۔تو بخوشی کوفہ والوں کی دعوت قبول کر لی کہ نانا مصطفیٰ ﷺ کی وہ امانت جو باطل کے ہاتھوں برباد ہو رہی ہے ہمیشہ کے لئے اس کا انتظام کیا جائے۔ان دنوں کوفہ والون کے خط اور قاصد آ رہے تھے امام عالی مقام ان دنوں مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے اہل کوفہ کی عقیدت اور محبت کو دیکھ کر اور ان کی مجبوریوں کو سامنے رکھ کر بیعت لینے کی یقین دہانی پر زہرا کے لخت جگر نے کوفہ جانے کے لئے رخت سفر باندھا لیکن مکہ مکرمہ میں بسنے والوں نے جب یہ دیکھا تو بے چین ہو گئے اور ایک جلسہ مقرر کر کے حضرت امام کو سمجھایا کہ کوفہ جانے کا ارادہ

Marfat.com

ملتوی کر دیں اس لئے کہ کوفہ والوں میں وفا نہیں ہے اور وہ اپنی وعدہ خلافی اور عہد شکنی میں مشہور ہیں ہمیں فکر ہے کہ وہ کہیں آپ کو بھی دھوکہ نہ دیں آپ اطمینان سے یہاں تشریف رکھیں اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ جب تک ہماری جانوں میں جان ہے آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر کوئی نہیں دیکھ سکے گا اور آپ نے اگر ضروری جانا ہی ہے تو پہلے مسلم بن عقیل کو روانہ کر دیں وہ وہاں جا کر وہاں کا رنگ ڈھنگ دیکھیں اور کوفہ والوں کے ارادوں کا پتہ کر کے پھر جو کچھ وہ لکھیں اس پر عمل کیا جائے اس فیصلے کے بعد حضرت مسلم بن عقیل کو مع آپ کے دو بچوں کے کوفہ روانہ کر دیا گیا۔

امام مسلم کی مکہ مکرمہ سے کوفہ روانگی

جوں ہی حضرت مسلم اپنے دو بچوں سمیت کوفہ میں داخل ہوئے تو خوشی اور مسرت کے نعروں سے کوفہ کی فضا گونج اٹھی کوفہ والوں نے مسرت کا اظہار کیا حضرت مسلم کے قدم چومے ان کو گلے لگایا ان چالیس ہزار کوفیوں • نے حضرت مسلم کے دست مبارک پر بیعت کی حضرت مسلم نے کوفہ والوں کی یہ محبت اور عقیدت دیکھی اور ان کا والہانہ جوش و خروش دیکھا تو فوراً امام حسین کو ایک خط لکھ دیا کہ کوفہ والے ہر طرح ہمارے ساتھ ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ چالیس ہزار شہ زور کوفی میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں اس لئے آپ فوراً تشریف لا کر حق پرستوں کی حوصلہ افزائی کریں وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اپنی جانیں قربان کریں گے لیکن یزید کی خلافت تسلیم نہیں کریں گے۔ اس وقت یزید کی طرف سے کوفہ میں نعمان بن بشیر گورنر تھے چونکہ وہ عاشق رسول اور محبان اہل بیعت تھے اور جانتے تھے کہ یزید کی شخصی حکومت دین و مذہب کی تباہی کا باعث ہے اس لئے سب کچھ اپنی نگاہوں سے دیکھنے اور سننے کے باوجود خاموش تھے۔

بنو امیہ کے حامیوں نے نعمان بن بشیر کو جا کر کہ جو کچھ ہو رہا ہے یزید کی منشا کے خلاف ہو رہا ہے اول تو آپ امام مسلم کو قتل کر دیں یا انہیں گرفتار کریں آپ چونکہ یزید کے تنخواہ

Marfat.com

دار ہیں اور ملازم ہیں اس لئے یہ تمام ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے۔ بنوامیہ کے گستاخ چیلوں کی یہ بات سن کر نعمان بن بشیر نے جواب دیا کہ ملازمت اور چیز ہے عقیدت اور چیز ہے یزید کے چند ٹکوں کے بدلے ہاشمی جوان کا خون بہا کر دین و دنیا میں رسوا نہیں ہونا چاہتا اور ایک سید کو قتل کر کے اپنی عاقبت خراب نہیں کر سکتا۔

بنوامیہ کے طرفدار نعمان بن بشیر کا یہ جواب سن کر اس کے دلی ارادوں کو سمجھ گئے اور فوراً عمار بن ولید کو یزید کے پاس بھیج کر تمام حالت کی اطلاع دی اطلاع پاتے ہی یزید نے فوراً عبداللہ بن زیاد کو جو اس وقت بصرے کا ولی تھا حکم بھیجا کہ فوراً کوفہ جاؤ اور نعمان کو معزول کر کے وہاں کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے کر مسلم بن عقیل کو فوراً قتل کر دو اور کوفہ والوں کو حسین بن علی کی بیعت سے سختی سے روکو اور جو ذرہ بھر تامل کرے اس کا سر قلم کر دو۔

بھیڑیا شیر کی شکل میں کوفہ داخل ہو گیا اور کوفہ والے بزدل اور بے وفا نکلے

بھیڑیے اور لومڑ سے موصوف عبداللہ بن زیاد بڑا مکار اور عیار آدمی تھا یزید کا حکم ملتے ہی حاکم کوفہ کی حیثیت میں حجازی لباس پہن کر اور چہرے پر نقاب ڈال کر مغرب اور عشاء کے درمیان رات کے اندھیرے میں اسی راستہ سے کوفہ میں داخل ہوا جس راستے سے حجازی قافلے آیا کرتے تھے عبداللہ کا ان مکاریوں سے یہ مطلب تھا کہ کوفہ والے چونکہ امام عالی مقام کے منتظر تھے اسی لئے رات کے اندھیرے میں وہ مجھے پہچان نہ سکیں گے اس طرح با آسانی میں کوفہ میں داخل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کوفہ والے امام عالی مقام کے منتظر تھے حجازی لباس اور حجازی راستہ سے آتا دیکھ کر وہ ابن زیاد کو پہچان نہ سکے اور اسی خوشی میں امام حسین آ گئے ہیں مسرت سے نعرے لگانے لگے مرحبا یا ابن رسول ﷺ خیر امت خیر مقدم

Marfat.com

کہ آپ کی تشریف آوری کا شکریہ عبداللہ بڑی خاموشی اور سکوت سے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے دارالامارت کی طرف روانہ ہوا جو حضرت ہانی جن کے گھر حضرت مسلم قیام پذیر تھے راستے میں سوچتے آئے تھے اگر یہ ہمارے آقا و مولا امام حسینؑ ہوتے تو وہ اس خاموشی اور سکون سے نہ آتے اور پھر ان کے چہرے پر نقاب نہ ہوتا اس میں کوئی ضرور راز ہے آخر انہوں نے بڑی جرات اور دلیری سے عبداللہ کے چہرے کا نقاب کھینچ لیا دیکھا تو امام عالی مقام کے بجائے عبداللہ بن زیاد تھا اور پھر پکارا کہ اے کوفہ والو! اب تمہارے امتحان کا وقت آ گیا ہے یہ تو ابن زیاد ہے۔

یہ سنتے ہی کوفہ والوں کے دل لرز گئے وہ حیران رہ گئے تھے کہ اب کیا کر سکتے تھے اور کیا ہو سکتا تھا ابن زیاد کی مکاری کام آ چکی تھی او وہ کوفہ والوں کو دھوکہ دے چکا تھا اور کوفہ والے دھوکہ کھا چکے تھے ہاں اگر کوفہ والے ذرا سی جرات اور دلیری کرتے اور اپنے عہد و پیان پر قائم رہتے وہ تنہا کچھ نہیں کر سکتا تھا اور اگر اس کے کچھ ساتھی تھے تو کوفہ والے مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ابن زیاد کو قتل کر کے آنے والے وحشتناک واقعات کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو کر مبارکباد کے مستحق ہو جاتے مگر وہ ایسا نہ کر سکے کیونکہ مشیت ایزدی یہی تھی کہ اسلام کے باغ کو اہل بیعت کے خون سے سینچا جائے۔

ابن زیاد سیدھا دارالامارت پہنچا نعمان بن بشیر کو یزید کا حکم نامہ دکھایا اور اسکو کہا کہ تم نے مسلم کو کوفہ میں داخل کرنے اور بلانے میں سازش کر کے نمک حرامی کی ہے نعمان بن بشیر نے جواب دیا وہ زندگی جو باطل پرستی میں گزرے اس پر لعنت ہے اور موت جو حق پرستی میں آئے وہ رحمت ہے اور میں اپنی موت کو زندگی پر ترجیح دوں گا ابن زیاد نے نعمان بن بشیر کو گرفتار کر لیا اور رات بڑی بے قراری میں بسر کی صبح کا ستارہ لرزتا ہوا طلوع ہوا اور سورج آگ برساتا ہوا نکلا اور پھر دن نکلتے ہی ابن زیاد نے کوفہ کی جامعہ مسجد میں جلسہ منعقد کیا اور اپنی تلوار ہوا میں لہرائی (تارہ سنگھ کی طرح) اور بولا جو مجھے جانتے ہیں وہ تو جانتے ہی ہیں اور جو نہیں جانتے وہ جان لیں میں عبداللہ بن زیاد ہوں میں لومڑی کی طرح مکار اور بھیڑیے سے زیادہ

Marfat.com

درندہ۔ یزید نے مجھے حکم دیا اور یہاں کا حاکم بنایا ہے۔ معلوم ہوا کہ تم لوگ یزید کے خلاف ہو اور حسین ابن علی کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتے ہو اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تم نے اس کام کے لئے مسلم بن عقیل کو کوفہ میں بلا لیا ہے اور یہاں پہنچ چکے ہیں اور حسین ابن علی بھی آنے والے ہیں خبردار! جس کے گھر سے حسین ابن علی کی آواز آئی اس گھر کو مسمار کیا جائے گا اور جس زبان سے حسین بن علی کا نام نکلا اس کی زبان کاٹ دی جائے گی اور جو ہاتھ حسین بن علی کی بیعت کے لئے نکلیں گے وہ کاٹ دیئے جائیں گے اور آج شام تک مسلم بن عقیل کو میرے حوالے کر دو ورنہ کوفہ میں قیامت آ جائے گی۔

ابن زیاد کی اس تقریر سے کوفہ والوں کے دل کانپ گئے اور پانسہ پلٹ گیا اور وہ لوگ یزید کے خلاف بغاوت کی تیاریاں کر رہے تھے اور آل محمد کے سائے تلے یزید کی غیر اسلامی حکومت کا تختہ الٹ کر خلافت الٰہیہ کا علم بلند کرنے کے لئے مشورے کر رہے تھے آج ابن زیاد کے قہر و غضب کے سامنے دبکے بیٹھے تھے جیسے سمندر کی جھاگ اور پانی کا بلبلہ اور کوفہ کی جس جامع مسجد میں کل اہل کوفہ شمع اہل بیت پر یزید کے مر مٹنے کا عہد باندھ رہے تھے آج اسی جامع مسجد میں ابن زیاد کی تقریر سن کر کانپ رہے تھے مجمع منتشر ہو گیا۔

اور کوفہ والے سینکڑوں خط اور ہزاروں قاصد بھیج کر بلائے ہوئے معزز مہمانوں کا ساتھ چھوڑ رہے تھے حضرت ہانی بھی جلسہ سے اٹھے راستے میں سوچتے رہے کہ کیا کروں کہ مسلم ابن زیاد کے حوالے کر دوں تو ایمان جاتا ہے اگر حوالے نہ کروں تو جان جاتی ہے اور ساتھ ہی چمنستان نبوت کی ایک شاخ کا ایک پھول میرے ہی ہاتھوں ٹوٹ جائے گا او رقیامت تک آنے والی نسلیں مجھ پر پھٹکار بھیجیں گی اور آخر انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر جان جاتی ہے تو جائے مگر ایمان نہ جائے دنیا نہیں رہتی تو نہ رہے دین رہ جائے اور میں کسی صورت بھی امام مسلم کو ابن زیاد کے حوالے نہیں کروں گا۔

ادھر صبح سے شام تک ابن زیاد نے انتظار کیا اس ظالم کا خیال تھا کہ ہانی ڈر کے مارے مسلم کو میرے حوالے کر دے گا مگر شائد وہ نہیں جانتا تھا کہ ایک مسلمان جب حق کا ساتھ

Marfat.com

دینے کا فیصلہ کر لیتا ہے پھر آگ کا دریا بھی پھلانگ جاتا ہے اور پہاڑوں سے بھی ٹکرا جاتا ہے۔ اور وہ دنیا کی ہر مصیبت قبول کر لیتا ہے مگر باطل کے آگے نہیں جھکتا اور نہ سر جھکاتا ہے۔ رات ہوئی تو ابن زیاد نے اپنے جاسوس معقل کو کچھ رقم دے کر قاصد کا لباس پہنا کر حضرت ہانی کے گھر حضرت مسلم کا پتہ لگانے کے لئے بھیجا وہ سیدھا ہانی کے گھر آیا اور ہانی بھی اس فرضی قاصد کے دھوکہ میں آ گئے اور اس کو حضرت مسلم کے پاس لے گئے وہ واپس آ کر ابن زیاد کو معقل نے ساری بات بتا دی کہ مسلم بن عقیل کے ہانی کے گھر میں ہیں۔ ساری رات اس بدنہاد نے بے چینی میں گزاری اور پھر علی الصبح ابھی موذن نے صدائے توحید و رسالت بلند کی ہی تھی اس ظالم نے فوج کے ایک دستے کو حضرت ہانی کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالدیں اور ابن زیاد کے پاس لے گئے حضرت ہانی کو دیکھ کر اس ظالم کی آتش غضب بھڑک اٹھی اور کڑک کر بولا۔ او نمک حرام کیا تو نے کل کا اعلان نہیں سنا تھا جس نے مسلم کو پناہ دی اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

حضرت ہانی نے فرمایا ہاں سنا تھا۔

ابن زیاد! تو پھر تو نے خلیفہ یزید کے باغی کو ہمارے حوالے کیوں نہیں کیا۔

حضرت ہانی! اس لئے کہ میں یزید کو خلیفہ تسلیم نہیں کرتا۔

ابن زیاد! تو پھر تمہارا خلیفہ کون ہے؟

ام ہانی! حضرت حسین ابن علی

ابن زیاد! وہ کیوں؟

حضرت ہانی! اس لئے کہ حسین نہ صرف یہ کہ حق کا نمونہ ہے اور برحق خلیفہ ہے اور یزید نہ صرف باطل پرست ہے بلکہ عین باطل ہے۔

ابن زیاد! خبردار میں امیر المومنین یزید کے متعلق ایسی گستاخی نہیں سن سکتا

حضرت ہانی! یہ زبان کاٹی تو جا سکتی ہے لیکن حق گوئی کے لئے روکی نہیں جا سکتی

Marfat.com

حضرت ہانی کا قتل

ابن زیاد! تیری گردن اتاری جائے گی۔

حضرت ہانی! میری اس گردن کو جدا تو کیا جاسکتا ہے لیکن باطل کے آگے جھکائی نہیں جاسکتی

ابن زیادہ! اب بھی اگر مسلم کو میرے حوالے کردو تو تمہیں معاف کیا جاسکتا ہے۔

حضرت ہانی! میں مسلم کو ایک خونخوار بھیڑیئے کے حوالے کر کے آخری وقت اپنا نامہ اعمال سیاہ نہیں کرسکتا اور تم جیسے دنیا کے کتے کے آگے تو مسلم کو پیش کر کے قیامت کے دن دربار نبوت میں رسوا نہیں ہونا چاہتا۔

ابن زیادہ! تو پھر مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ

حضرت ہانی! یہ موت نہیں زندگی ہے فنا نہیں بقا ہے اور تو بھی یاد رکھ کہ قیامت کے دن جب تجھ سے حساب لیا جائے گا تو خون مسلم کا تیرے پاس کیا جواب ہوگا اور اب بھی وقت ہے کہ اپنی آنکھوں سے غفلت کے پردے اٹھادو اور دیکھو اور اپنے دل سے طمع اور لالچ کے غبار کو اتار اور سوچ اپنے سینے سے بغض وعناد کی مٹی کو جھاڑ دو اور غور کرو کہ تو کس کے خون کا پیاسا ہے اور اس کا جرم کیا ہے اٹھ اور حق کا دامن تھام لے چل اور مسلم کے دامن سے لپٹ جا۔

ابن زیاد! میں نے تجھے وعظ کے لئے نہیں بلایا۔

حضرت ہانی! تو میں بھی باطل کے آگے سر جھکانے نہیں آیا۔

ابن زیاد! حضرت ہانی کی اس حق گوئی سے ابن زیاد بھڑک اٹھا اور اپنا عصا ہانی کے سر پر دے مارا ابن زیاد کی اس ضرب سے حضرت ہانی کا سر پھٹ گیا خون کے فوارے بہہ نکلے پھر جلاد نے اس ظالم کے اشارے پر تلوار کے ایک وار سے سر تن سے جدا کر دیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) حضرت ہانی کی شہادت کی خبر سارے کوفہ میں ہوا کی طرح پھیل گئی کوفہ والے ابن زیاد کے تشدد سے پہلے ہی خوفزدہ تھے اور یہ خبر ملی تو گھبرا گئے۔

حضرت ہانی کی شہادت کے بعد حضرت مسلم قیام گاہ سے نکلے اور میان سے تلوار

Marfat.com

نکالی اور بپھرے ہوئے شیر کی طرح کوفہ کے بازار میں آئے آپ کی اس جرات اور دلیری کو دیکھ کر قبیلے ہانی کے چند لوگ بھی آ گئے اور آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہو گئے۔ ابن زیاد کو جب یہ اطلاع ملی تو اس مختصر دستے پر تیروں کی بارش شروع ہوگئی اور اس خوفناک منظر کو دیکھ کر جو لوگ حضرت مسلم کی حمائت میں نکلے تھے تمام کے تمام بھاگ گئے اور حضرت مسلم پھر تنہا رہ گئے اور اب کوفہ کا بازار تھا یا حضرت مسلم کے دو بچے۔ تنہائی و بے بسی تھی غربت اور بے کسی تھی مظلومی و بے چارگی ہے عجیب دردناک حالت تھی جس دروازے پر جائے کوئی جواب نہ دیتا نادان اور معصوم بچے ساتھ ہیں اور خیر خواہ کوئی نہیں کوفہ کا شہر ہے پناہ گاہ کوئی نہیں۔ ہر مکان کے دروازے اندر سے بند ہیں اور کوفہ کی زمین کا چپہ چپہ آپ کے خون کا پیاسا تھا۔

دونوں بچوں کو سینے سے چمٹائے ہوئے ایک بے نوا کی طرح چھپنے کی جگہ تلاش کر رہے ہیں اچانک ایک دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا انسان جس کا نام قاضی شریح تھا باہر نکلا اندھیری رات میں قاضی شریح کو چند سائے نظر آئے قاضی شریح نے پوچھا تم کون ہو اور اس وقت بازار میں گھوم رہے ہو حضرت مسلم نے جواب دیا ہم مسافر ہیں ہمارا وطن بہت دور ہے یہاں ہمارا کوئی ہمدرد نہیں اور نہ ہی کوئی پناہ گاہ ہے اگر تم میرے ان دو معصوم بچوں کو آج رات اپنے پاس رکھو اور میں کہیں اجاڑ میں رات بسر کروں گا صبح ہوتے ہی ہم یہاں سے کسی اور جگہ چلے جائیں گے آج کی رات ہمیں پناہ دید و قیامت کے دن ہم آپ کو پناہ دیں گے حضرت مسلم کی اس دردناک گفتگو سے قاضی شریح کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور دروازہ کھولکر عرض کی آپ اندر تشریف لے آئیں مدینہ کے یہ تینوں مسافر قاضی شریح کے مکان میں داخل ہو گئے اندر چراغ جل رہا تھا قاضی شریح نے دیکھا تو پہچان گئے اور حضرت مسلم کے قدموں میں گر گئے بچوں کو گلے لگایا اور ساری رات ان مسافروں کا پہرہ دیتا رہا۔ حضرت مسلم نے فجر کی نماز ادا کی اور سوچنے لگے کہ ایسی کون سی تدبیر ہو کہ حضرت امام حسین کو کوفہ والون کی بے وفائی عہد شکنی اور دشمنی اور ابن زیاد کی ظلم و ستم کی اطلاع مل جائے مگر اب کیا کر سکتے ہیں۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا سورج نکلتے ہی کوفہ کے کوچہ و بازار میں منادی ہونے لگی کہ مسلم جس گھر سے

Marfat.com

پکڑے گئے اس کے بال بچوں کو ذبح کر دیا جائے گا حضرت مسلم نے یہ دلخراش آواز سنی کہ میری وجہ سے یہ شخص مبتلائے مصیبت کیوں ہو جوش میں آئے تلوار میان سے نکالی اور قاضی شریح سے فرمایا۔ آپ کی مہمان نوازی کا شکریہ میں اس کا بدلہ قیامت کے دن ادا کروں گا۔ دیکھو یہ میرے دو بچے آپ کے پاس امانت ہیں اگر کوئی وقت ملے تو انہیں مدینے کے راستے پر ڈال دینا ٹھوکریں کھاتے گرتے پڑتے مدینے پہنچ جائیں گے یہ کہہ کر حضرت مسلم نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور شمشیر حیدری کو ہوا میں لہراتے ہوئے میدان میں آ گئے اور للکارا کہ اوکوفہ کے بے وفا لوگو! تم نے میرے ہاتھ پر بیعت کی مجھے اپنے مذہبی پیشوا تسلیم کیا خود نہیں آیا تمہارے بلانے پر آیا ہوں تم نے میرے پیچھے نمازیں پڑھیں ہیں اپنے بلائے ہوئے مہمان کے پیاسے ہو گئے ہو جواب دو! کہ کل قیامت کے دن تم کیا جواب دو گے اور میرے نانا مصطفیٰ ﷺ کو کیا جواب دو گے کس طرح منہ دکھاؤ گے جس نے فرمایا میری آل بیت کا دشمن میرا دشمن ہے اور میری آل سے لڑنے والا میرا دشمن ہے اور میری پیروی حق ہدایت کا سرچشمہ ہے مگر تم آج اہل بیت کے ایک چمن سے ایک پھول کو توڑنے کے درپے ہو اسی آل محمد کی ایک حجرے کی ایک دیوار گرانا چاہتے ہو اور اسی عزت رسول کے ایک باغ کی شاخ کاٹ رہے ہو باطل کو مغلوب کرنے کے لئے اگر اب بھی حق کا ساتھ دو تو خداوند کریم کی رحمت اور بخشش کے دروازے تمہارے لئے کھلے ہیں ورنہ آئندہ آنے والی نسلیں تمہاری بے وفائی عہد شکنی، وعدہ خلافی اور بزدلی پر قیامت تک لعنت برساتی رہیں گی۔

ہاشمی جوان کی اس ایمان افروز تقریر نے کوفہ میں ایسی آگ لگا دی اور کوفہ والوں کے دل دہلا دیئے اور ایک بار پھر ہزاروں تلواریں یزید کی غیر اسلامی حکومت کے خلاف اور خاندان نبوت کی حفاظت کے لئے حق و صداقت کی رکھوالی کے لئے میانوں سے نکل آئیں۔ ابن زیاد نے شہر کے بڑے رؤسا اور سرکردہ لوگوں میں لالچ کا ایک جال بچھا رکھا تھا اور تمام امراء اور رؤسا کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ انہوں نے اپنے اپنے قبیلے کے لوگوں کو حضرت مسلم کا ساتھ نہ دینے پر آمادہ کیا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ پھر ساتھ چھوڑ گئے اور حضرت مسلم

Marfat.com

پھر تنہا رہ گئے اور پھر ہر طرف سے مایوس ہو کر بھوکے پیاسے ایک طرف چل دیئے کوفہ کے بازاروں اور گلیوں سے گزرتے ہوئے دیکھا کہ ایک طرف ایک بوڑھی عورت جس کا نام طوعہ تھا خوف وہراس سے سہمی ہوئی مکان کے دروازے پر کھڑی تھی حضرت مسلم نے فرمایا مائی میں پیاسا ہوں دو گھونٹ پانی پلا دو۔ قیامت کے دن حوض کوثر کا جام پلاؤں گا اور تیری شفاعت کروں گا اور جنت میں اپنے ساتھ لے جاؤں گا طوعہ نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں نواسہ رسول ہوں امام حسینؑ کا بھائی ہوں کوفہ والوں کا بلایا ہوا مہمان ہوں اور مدینہ کا مسافر ہوں اور میرا نام مسلم ہے مسلم کا نام سنا تو طوعہ قربان ہو گئی خاک پاک کو چوما سجدہ شکر ادا کیا کہ کہاں میرا غریب خانہ اور کہاں خاندان نبوت کا شہزادہ گھر لے گئی۔ اور خدمت میں لگ گئی آدھی رات ہوئی تو طوعہ کا لڑکا ابن زیاد کے دربار سے گھر آیا بوڑھی ماں نے بیٹے کو خوشی سے بتایا کہ بیٹا ہماری سوئی ہوئی قسمت جاگ اٹھی اور ہمارے مقدر کا ستارہ چمک اٹھا تھا کہ حضرت مسلم میرے گھر رونق افروز ہیں ساری رات اپنے مہمان پر ماں بیٹا دونوں خوش تھے مگر دونوں کی خوشیاں مختلف تھیں ماں اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتی تھی اور بیٹا حضرت مسلم کو گرفتار کر کے ابن زیاد سے انعام پانے کا خواہشمند تھا چنانچہ اس جنتی ماں کے بیٹے نے ایسے ہی کیا پچھلی رات گھر سے نکلا ابن زیاد کو حضرت مسلم کا پتہ دیا صبح کی نماز کے بعد ابھی حضرت مسلم ذکر واذکار میں مصروف تھے کہ باہر سے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز آئی یہ محمد بن اشعث کوتوال شہر کے گھوڑوں کی آواز تھی آپ نے فرمایا۔ مائی یہ آوازیں کیسی ہیں طوعہ نے حسرت بھی نگاہوں سے حضرت مسلم کو دیکھا اور عرض کی آقا معلوم ہوتا ہے کہ میرے گھر کا محاصرہ کر لیا گیا ہے ہاشمی کچھار کا یہ شیر ایک بار پھر تکبیر کا نعرہ بلند کرتا ہوا طوعہ کے مکان سے باہر آ گئے ہاتھ میں تلوار لہرائی اور سر پر مصطفیٰ کی دستار تھی ہاشمی جوان کی شمشیر حیدری کوفہ کے بدفطرت انسانوں کے سر پر چمکی اور آن کی آن میں ڈیڑھ سو دشمنوں کا صفایا کر گئی کوفہ کے عہد شکن اور اہل بیت کے دشمن اس ہاشمی شمشیر کی تاب نہ لا سکے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ محمد بن اشعث نے ابن زیاد کو لکھا کہ مسلم کا مقابلہ کرنا آسان نہیں ابن زیاد نے پانسو سوار اور بھیج دیئے مگر یہ اللہ کا شیر ذرہ بھر نہ گھبرایا تازہ

Marfat.com

دم ہو کر پھر حملہ آور ہوا اور کوفہ کے بے وفا انسانوں کے لئے فرشتہ اجل بن گیا اور چار سو کوفیوں کو واصل جہنم کیا محمد بن اشعث نے جب یہ صورت دیکھی تو اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ سب مل کر حملہ کرو اور پھر حضرت مسلم پر تیروں کی بارش ہونے لگی تلواروں کی جھنکار اور نیزوں کی سرسراہٹ سے کوفہ کی فضا میں ایک شور برپا ہو گیا کہ ہاشمی شہزادے کی تیغ برآن کی چمک نگاہوں کو خیرہ کر رہی تھی اور قہر خداوندی بن کر سروں کو کاٹ رہی تھی صبح سے دوپہر ہو گئی حضرت مسلم لڑتے لڑتے تھک چکے تھے پیاس کی شدت نے نڈھال کر رکھا تھا جسم اقدس زخموں سے چور چور تھا بے ہوش ہو کر گر پڑے محمد بن اشعث نے آگے بڑھ کر گرفتار کر لیا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

آل بیت پر آزمائشوں کا دور

پہلی آزمائش حضرت مسلم کی شہادت

زخمی شیر کی مشکیں کس کر ابن زیاد کے پاس لے چلے راستے میں دیکھا کہ ایک عورت پانی کی صراحیاں اٹھائے جا رہی ہے آپ نے فرمایا خدا کے لئے دو گھونٹ پانی پلا دو محمد بن اشعث نے یہ درخواست قبول کر لی اور پانی کا پیالہ پیش کر دیا حضرت مسلم پانی پینے لگے تو ایک ظالم نے تلوار ماردی جس پر اوپر کا ہونٹ کٹ گیا اور پانی کا پیالہ خون سے بھر گیا اور پھر ابن زیاد کا دربار تھا اور ہاشمی خاندان کا زخمی شیر۔ ابن زیاد نے حضرت مسلم کو دیکھا تو غضب سے بھڑک اٹھا اور کڑک کر بولا مسلم اب بھی یزید کو خلیفہ مانتے ہو کہ نہیں حضرت مسلم نے فرمایا نہیں۔ ابن زیاد نے کہا کہ کیوں نہیں۔ حضرت مسلم نے فرمایا اسلئے کہ وہ فاسق، فاجر، زانی اور شرابی ہے دنیا کا کتا ہے وہ دین کا دشمن ہے ابن زیاد نے کہا زبان بند رکھو حضرت مسلم نے جواب دیا اس زبان کو منہ سے نکالا جا سکتا ہے لیکن کلمہ حق کہنے سے روکا نہیں جا سکتا ابن زیاد کہتا ہے تمہاری گردن کاٹ دی جائے گی حضرت مسلم فرماتے ہیں مگر باطل کے آگے جھک نہیں سکتی۔

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
عشق کی آگ ہے دل میں ابھی بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے ہر میدان میں مگر جھکی تو نہیں

ابن زیاد۔ اب بھی اپنی زبان سے یزید کی خلافت کا اقرار کر لو تو تمہاری جان بچ سکتی ہے حضرت مسلم فرماتے ہیں قرآن کی تلاوت کرنے والی زبان یزید کی خلافت کا اعلان نہیں کر سکتی اور یہ جان میری جان نہیں ہے خدا کی امانت ہے اور حق کی حفاظت کے لئے جان دینی شان مسلم ہے اور میں مسلم ہوں اور دین و شریعت کی حفاظت کے لئے مرنا موت نہیں بلکہ زندگی

Marfat.com

ہے اور پھر اسلام کی حدوں کو قائم رکھنے کے لئے فنا ہونا فنا نہیں ہے بلکہ بقا ہے اور دیکھو مجھے میرے نانا مصطفیٰ ﷺ اور بابا علی المرتضیٰ حوض کوثر کا پیالہ لئے ہوئے مجھے بلا رہے ہیں اے ابن زیاد میں جانتا ہوں کہ میرا آخری وقت ہے میری چار وصیتیں پوری کرنا (۱) میری لاش کو برباد نہ کرنا (۲) میں نے کوفہ والوں سے کچھ قرض لیا ہوا تھا میرا گھوڑا بیچ کر ادا کرنا (۳) اور حضرت حسین کو لکھ دینا کہ کوفہ نہ آئیں میرے بچوں کا کچھ پتہ نہیں وہ کہاں ہیں وہ مسافر ہیں بے وطن ہیں ان پر ترس کھانا انہیں مدینے پہنچا دینا۔ ابھی آپ فرما ہی رہے تھے کہ ابن زیاد نے جلاد کو حکم دیا کہ مسلم کو شاہی دربار سے لے جا کر اس کی گردن کاٹ دی جائے ظالم جلاد مسلم کو شاہی چھت پر لے گیا اور وہاں ہاشمی جوان کی زلفوں کو پکڑ کر تلوار ماری سر اسکے ہاتھوں میں اور جسم فرش پر جا پڑا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بنا کردند خوا سے کہ بخاک وخون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ہاشمی شہزادے کا بے گور وکفن لاشہ کوفہ کے فرش پر پڑا ہے کوئی اٹھانے والا نہیں اور نہ کوئی رونے والا۔ ابن زیاد خوش ہو گیا اور یزیدی کتے مسکرا دیئے مگر فرشتے چیخ اٹھے حوریں چلا اٹھیں اور خود روح فطرت کانپ اٹھی اور کائنات تڑپ کر رہ گئی۔

حضرت مسلم کی شہادت کے بعد ابن زیاد ایک سنہری تخت پر بڑے تکبر اور غرور کے ساتھ جھوم رہا ہے اور کوفہ کے باوفا رئیس، دغا باز چوہدری، عہد شکن اور لالچی اور چڑھتے سورج کے پجاری کتے ارد گرد بیٹھے چراغ حق بجھانے پر اپنے مذہبی پیشوا، دین کے امام اور طریقت کے پیر کو شہید کرنے پر انعام لے رہے تھے اور افسران فوج اپنی بہادری اور شجاعت کے انعام لے رہے تھے۔

ابن زیاد تکبر اور غرور کے ساتھ کہہ رہا تھا اے کوفہ والو! میں نے جو کچھ کہا تھا وہ پورا کر دیا اور آئندہ بھی یاد رکھو کہ جس نے حسین ابن علی کا نام لیا اس کا بھی یہی حشر ہوگا جو یزید

Marfat.com

کے خلاف باغی مسلم کا ہوا ابھی وہ اور کچھ کہتا مگر ایک بوڑھی عورت سر پر سیاہ چادر اوڑھے لکڑی کے سہارے ابن زیاد کے سامنے کھڑی ہوگئی اور غضبناک آواز میں بولی اے بدنہاد انسان زبان بند کر ہم نے جس شیطان کی خبر سنی تھی وہ شیطان اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اسی نے حضرت آدم کی خلافت کا انکار کر کے اعلان کیا تھا اور تو امام حسین کی خلافت کا منکر ہے اس نے بھی خلیفہ برحق کی بے ادبی کی تھی تو بھی خلیفہ برحق کا دشمن ہے وہ قیامت تک ملعون ہوا اور تجھ پر بھی قیامت تک پھٹکار پڑتی رہے گی نور حق اور نور ہدایت ایک چراغ کو بجھا کر تو نے اسلام کو اندھیرے میں ڈال دیا ہے گلشن اہل بیت کے ایک پھول کو توڑ کر تو نے اس باغبان کی روح کو شرمایا ہے اور عزت پیغمبر کو پامال کر کے تو نے انسانیت کے چہرے پر سیاہ دھبہ لگایا ہے اے دنیا کے کتے۔ یاد رکھ! حشر کے دن تیرا بھی یہی حشر ہوگا جو فرعون اور نمرود کا ہوگا اور یہ ایک چھوٹی سے حمائل ہے جو ہر وقت اس مظلوم کے گلے میں رہتی تھی یہ اس کی امانت ہے سنبھال اور یہ لے اس جوان ہاشمی کی چادر جو تیرے درباری کتوں نے برسر بازار پھاڑ دی ہے۔

پہرہ دار عورت کی بے باک گفتگو سن کر ابن زیاد غصے سے لال پیلا ہوگیا اور گرج کر بولا او گستاخ عورت تو کون ہے بڑھیا خاموش رہی ابن زیاد نے ایک فوجی افسر کو حکم دیا کہ اس کے چہرے سے نقاب کھینچ لی جائے بوڑھی عورت کڑک کر بولی۔ خبردار! ٹوٹ جائیں وہ ہاتھ جو میرے چہرے کی طرف بڑھیں گے اور جن آنکھوں نے حضرت مسلم کی صورت دیکھی ہے وہ آنکھیں اب تم جیسے مردود کی شکل نہیں دیکھ سکتیں اور میں وہی بدنصیب طوعہ ہوں جس کے گھر سے حضرت مسلم کو نکال کر شہید کیا گیا ہے خدا جانے اس کی سزا مجھے قیامت کو کیا ملے گی خدا کے لئے مجھے حضرت مسلم کی لاش دکھا دو تا کہ میں ان کے قدموں سے لپٹ کر خون آلود ناک کو چوم کر اپنے گناہوں کی معافی مانگ لوں مجھے افسوس ہے کہ میں ان کو اپنے گھر ایک مہمان کی حیثیت سے کیوں لے گئی اور پھر اس نے اپنے دغا باز اور بے ایمان بیٹے کی گرفتاری سے اس مظلوم کی شہادت کا باعث بنی۔ اے مردود تو اپنے قہر و غضب کے خوف سے ہوسکتا ہے کہ خدا کے بندوں کی زبانیں بند کر دو مگر لوگوں کے دلوں سے محبت اہل بیت نہیں چھین سکتے۔

Marfat.com

دو مظلوم شہزادے

ابن زیاد نے کوفہ میں ہونے والی تمام کاروائی یزید کو پہنچادی جس میں امام مسلم کے بچوں کا بھی ذکر تھا یزید کی طرف سے حکم ملا کہ ان بچوں کو میرے پاس بھیج دو۔ مظلوم بچے ابھی تک قاضی شریح کے گھر تھے ابن زیاد نے اعلان کر دیا کہ جس کے پاس امام مسلم کے بچے ہوں وہ دارالامارت میں پہنچائے قاضی شریح کو حضرت مسلم سے کیا ہوا وعدہ یاد آ گیا اور بے قرار ہو گیا بچوں کو مدینہ منورہ بھیجنے کی ترکیب سوچنے لگا پتہ چلا رات کو ایک قافلہ مدینے کو جانے والا ہے رات کے وقت اپنے لڑکے کو بلا کر سمجھایا کہ تم مسلم کے بچوں کو لے کر احتیاط سے چھپتے چھپاتے شہر سے باہر نکل جانا وہاں تمہیں مدینہ منورہ کو جانے والا قافلہ ملے گا میں نے ان سے بات کر لی ہے بچوں کو ان کے حوالے کر دینا کہ ان کا خیال رکھیں۔ اور مدینہ پہنچا دیں میں اس لئے نہیں جاتا کہ پہچان نہ لیا جاؤں اگر تم سپاہیوں کی نظروں میں آ گئے تو میں تمہیں بچالوں گا اپنے بیٹے کو اچھی طرح سمجھا دینے کے بعد قاضی شریح نے سوتے ہوئے بچوں کو جگایا ہاتھ منہ دھلایا تا کہ نیند کا غلبہ کم ہو جائے۔ پھر دونوں شہزادوں کو گلے لگا کر خوب پیار کیا پیار کرتے کرتے حضرت مسلم کی شہادت کی طرف خیال چلا گیا قاضی شریح کی چیخیں نکل گئیں اور زار و قطار رونے لگے ننھے شہزادے پریشان ہو گئے ننھے شہزادوں نے بے قرار ہو کر پوچھا بابا آپ روتے کیوں ہیں؟ ہمارے ابا کہاں ہیں؟ آپ کہتے تھے کہ وہ کسی دوسرے شہر گئے ہیں کیا وہ ابھی تک واپس نہیں آئے۔ ہم نے ابا سے وعدہ کیا تھا کہ ہم کبھی ضد نہیں کریں گے اور نہ ہی کوئی چیز مانگیں گے ہم نے سفر کی مصیبت اس لئے برداشت کی تھی کہ ابا کے ساتھ رہیں گے۔ شہزادوں کی دردناک اور رقت انگیز گفتگو سن کر قاضی شریح دھاڑیں مار کر رونے لگا بابا کو روتے دیکھ کر بچے بے قرار ہو گئے بچوں کی فریاد اور آہ وزاری اور قاضی شریح کا رونا فضائے عالم کو غمزدہ کر چکا تھا قاضی شریح کا گھر ماتم کدہ بن گیا۔ شہزادو! تمہارا باپ اب اس دنیا میں نہیں ہے تمہارے باپ کو ظالموں نے شہید کر دیا ہے اب تم یتیم ہو چکے ہو ابھی تھوڑی دیر تک ایک

Marfat.com

قافلہ مدینے کو جانے والا ہے تمہیں اس قافلے کے ساتھ مدینے بھیج رہا ہوں میں نے اس لئے تمہیں اس وقت جگایا ہے کہ اب جلدی کرو لڑکے کے ساتھ چھپتے چھپاتے چلے جاؤ یہاں کا حاکم تمہیں تلاش کر رہا ہے تا کہ وہ تمہیں بھی شہید کر دے اب دیر نہ کرو قافلہ کہیں چلا نہ جائے اب کس طرح بتایا جائے کہ امام مسلم کے ان بچوں پر یہ خبر سن کر کیا بیتی ہوگی یہ اندازہ تو صاحب اولاد ہی کر سکتے ہیں بچوں کے دل کانپ گئے لرز گئے حسرتوں کے طوفان آنکھوں سے آنسو بن کر ٹپکنے لگے سینے سے اٹھنے والے طوفان حلقوں پر آ کر پھنس گئے پھٹی آنکھوں سے قاضی شریح کو دیکھا اور آنکھوں میں ہزاروں ارمان لئے اس لڑکے کے پیچھے ہو گئے۔

جاتے ہیں چاک دامن راحت لئے ہوئے
ننھے سے پھول داغ یتیمی لئے ہوئے

ٹھوکر تو لگ ہی چکی تھی اب گرنے میں کیا دیر تھی گرتے پڑتے اٹھتے رات کا وقت اندھیرا کوفیوں کے ناہموار دلوں کی طرح راستہ گلیوں کے موڑ۔ قاضی شریح کے لڑکے کی رفتار تیز اور یہ کمزور کبھی ایک گرتا ہے۔ اور کبھی دوسرا اسی طرح شہر سے باہر آتے ہیں چاند کی چاندنی میں بہت دور جاتے ہوئے قافلے کا اڑتا ہوا غبار نظر آتا ہے قافلہ جا چکا ہے مدینہ منورہ کو جانے والا قافلہ ارمانوں کی بستی کو لے جانے والا قافلہ۔ آرزوؤں کے شہر جانے والا قافلہ

آں خنک شہر ے کہ آنجا دلبراست
خاک وطن تخت سلیماں خوشتراست

قاضی شریح کے لڑکے نے کہا کہ قافلے والے جا رہے ہیں تم دوڑ کر ان تک پہنچ جاؤ قافلہ ابھی دور نہیں گیا تم جلدی پہنچ جاؤ گے پس تقدیر انہیں جنہیں دوڑاتی رہی وہ دوڑتے رہے قافلے تک انہوں نے کیا پہنچنا تھا قافلے کا اڑتا ہوا غبار بھی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تھک ہار کر بیٹھ گئے ٹانگیں جواب دے گئیں سانس پھول گئے رات کا وقت ہے ریت کے ٹیلے ہیں خوفناک جنگل اور ننھے سے پھول، غم کی تصویریں بنے ہوئے دل، سہمی ہوئی نگاہیں، نہ کوئی منزل نہ کوئی

Marfat.com

رہبر، بے یار و مددگار ریت پر بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں لوگوں کے بچے بستروں پر خواب راحت میں پڑے سو رہے ہیں لیکن مسلم شہید کے یتیم شہزادے تھکاوٹ سے چکنا چور ریت پر لیٹے ہوئے ہیں آپس میں مشورہ کر کے اٹھتے ہیں اور آہستہ آہستہ دوڑنا شروع کر دیتے ہیں لیکن راستے کا کچھ پتہ نہیں۔ اسی طرح چلتے چلتے صبح کے آثار نمودار ہوتے ہیں سامنے دیکھتے ہیں ایک شہر ہے۔ دل کو تھوڑی سی تسلی ہوئی شائد یہاں کسی سواری کا بندوبست ہو جائے لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا چند قدم پر چلنے والا آدمی نظر آ گیا وہ شخص صبح ہی صبح دو بچوں کو شہر کی طرف آتا دیکھ کر بڑا حیران ہوا اتنے میں بچے قریب پہنچ گئے بڑے شہزادے نے پوچھا اس شہر کا نام کیا ہے اس نے کہا۔ کوفہ۔ کوفہ کا نام سن کر بچوں کی جو حالت ہوئی وہ ناقابل بیان ہے اس شخص نے پوچھا تم کون ہو مسلم کے یتیم بچے۔ بے وفاؤں اور لالچیوں کا شہر وہ ان دونوں کو لے کر ابن زیاد کے پاس آ گیا اس نے کہا داروغہ جیل کے سپرد کر دو حق بیان کرنے والوں کے لئے جیل پرانی بات ہے یہی بات کہنے سے انہیں جیل بھیج دیا گیا۔

جیل کے داروغہ کا نام مشکور تھا وہ حکومت کا ملازم مگر اہل بیت سے بے حد محبت اور عقیدت رکھتا تھا اس نے شہزادوں کے ساتھ بہت پیار کیا اس عالم میں کسی کا پیار سے پوچھ لینا ہی بڑی بات ہے داروغہ جیل کی شفقت سے شہزادوں کو کچھ تسلی ہوئی داروغہ نے کھانے پینے کی چیزیں پیش کیں بادل نخواستہ تھوڑا بہت کھا پی لیا کھانا کیا تھا باپ کی یاد سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا اسی طرح دن گزر گیا رات ہو گئی رات کا اندھیرا بڑھنے لگا مشکور نے بچوں کو ساتھ لیا اور شہر کے باہر آ گیا بچوں کے سروں پر دست شفقت پھیرا بڑے شہزادے کو ایک انگوٹھی دے کر کہنے لگا یہ راستہ شہر قادسیہ کا ہے دل تو نہیں چاہتا کہ رات کے وقت آپ کو سفر کی تکلیف دوں لیکن مجبوری ہے یہاں کا حاکم بڑا سخت اور بدبخت ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں تمہیں وہ شہید نہ کر دے یہ نہایت پر امن راستہ ہے آپ بغیر کسی ڈر کے اپنا سفر جاری رکھیں جب قادسیہ پہنچ جائیں تو میرے بھائی کا پتہ پوچھ لینا اسے میری انگوٹھی دینا وہ آپ کو کسی سواری کے ذریعہ مدینہ منورہ پہنچا دے گا۔

Marfat.com

شہزادے مشکور کے جذبہ رحم سے بہت متاثر ہوئے سر پر وہی سفر کی مصیبت دیکھ کر پریشان ہو گئے تقدیر کب کسی کی پریشانی دیکھتی ہے۔ مشکور چند قدم ساتھ چلتا رہا اور پھر دونوں کو پیار کر کے واپس آ گیا صرف سات آٹھ سال کے ننھے منے مسافر رات کے اندھیرے میں چلے جا رہے ہیں پھر چاند طلوع ہو جاتا ہے شہزادے پھر چلنا شروع کر دیتے ہیں جب تھک جاتے ہیں تو بیٹھ جاتے ہیں مسلسل تین دنوں سے جاگ رہے ہیں کسی جگہ آرام کرتے ہیں تو نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے لیکن سونے کی خواہش خود بخود دم توڑ دیتی ہے جلد از جلد مدینہ پہنچ جانے کا جذبہ نیند کو بھگا دیتا ہے آنکھیں مل کر اٹھتے ہیں پھر چلنا شروع کر دیتے ہیں ساری رات مصیبت کا سفر کرتے کرتے صبح کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں پھر سامنے ایک شہر نظر آتا ہے گویا تھکے ماندے مسافر شہر کو دیکھ کر خوش ہو جاتے ہیں۔

چلتے چلتے پاؤں پر چھالے پڑ چکے تھے مگر شہر کو دیکھ کر ایک نیا ولولہ پیدا ہو گیا سارا جسم تھکن سے چور چور ہے لیکن اب قدم خود بخود اٹھ رہے ہیں بڑے شہزادے نے کپڑے میں بندھی ہوئی انگوٹھی کو کھول کر دیکھا مشکور کے بھائی کا نام یاد کیا اور چھوٹے بھائی کو کہا کہ مشکور بہت نیک آدمی تھا دعا کرو کہ اس کا بھائی بھی ایسا ہی ہو۔ تھکاوٹ تو بہت ہے لیکن مشکور کے بھائی کو کہنا کہ ہمیں آج ہی مدینہ منورہ پہنچا دے اسی طرح گفتگو کرتے کرتے شہر کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے اس خوشی میں دل دھڑکنے لگتا ہے جب شہر کے اور قریب ہوئے تو ایسے ہوا جیسے کسی نے بجلی کا کرنٹ لگا دیا ہو دونوں تصویر حیرت بنے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے ہیں دونوں نے پہچان لیا کہ یہ تو وہی شہر کوفہ ہے جہاں سے ہم نے سفر کا آغاز کیا تھا ننھے مسافروں کے دل ٹوٹ گئے پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھا نزدیک ہی پانی کا ایک چشمہ تھا اس کی طرف چلے گئے چشمے کا ٹھنڈا پانی نوش کیا منہ دھویا دونوں کے جسم درد اور تھکاوٹ سے چور چور تھے کسی بھی حصے میں ہاتھ نہیں رکھا جاتا تھا۔

دل میں ہو درد تو دعا کیجیے
بن جائے دل یہی درد تو کیا کیجیے

Marfat.com

مشکور کی شہادت

ادھر صبح ہوتے ہی ابن زیاد کو خبر ملی کہ حضرت مسلم کے بیٹے جیل میں نہیں ہیں ابن زیاد نے داروغہ جیل مشکور کو حاضر ہونے کا حکم دیا تھوڑی دیر کے بعد مشکور ابن زیاد کے دربار میں حاضر ہو جاتا ہے۔

ابن زیاد! مسلم کے بچوں کے متعلق مجھے خبر ملی ہے کہ وہ جیل میں نہیں ہیں کیا یہ درست ہے؟ ہاں! یہ اطلاع درست ہے۔ کیا تم نے انہیں کسی اور جگہ ٹھہرایا ہے؟ مشکور جواب دیتا ہے کہ نہیں۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کی خاطر انہیں آزاد کر دیا ہے کیا تمہیں میرا ڈر نہیں تھا۔ نہیں! جو خدا سے ڈرتے ہیں وہ کسی سے نہیں ڈرتے تو بھی اللہ سے ڈر بے گناہ بچوں کو بے دردی سے شہید کر کے شداد اور نمرود کی روحوں کو بھی شرمندہ کر رہے ہو ان کی روحیں بھی کانپ جاتی ہوں گی مشکور کی حق گوئی اور بے باکی سے ابن زیاد کے تن بدن میں آگ لگ گئی جلاد کو حکم دیا کہ اس کا سر قلم کر دو پہلے درے لگائے جاتے ہیں پھر تلوار سے سر قلم کر دیا جاتا ہے۔ **انا لله وانا الیه راجعون۔**

ہزار ہزار سلام ہو اس اہل بیت کے خادم پر کہ جس نے جان تو دے دی مگر کلمہ حق کہنے سے باز نہ آیا یہی سنت ہے یہی پیغام حسین ہے دار ورسن کی پرواہ کئے بغیر کلمہ حق کہتے رہو۔

دل میں حق حریت کا جذبہ ہونا چاہیے
جذبہ مشکور کا۔مشکور ہونا چاہیے۔

ادھر مشکور جن بچوں کو بچانے کے لئے جام شہادت نوش فرماتے ہیں وہ چشمہ کے کنارے بیٹھے ہوئے چھپنے کی کوشش کر رہے ہیں دیکھتے ہیں کہ چشمہ کے کنارے والے موٹے تنے میں کافی خلا ہے معصومانہ سوچ تھی جو بھی آیا کیا دونوں بچے اس تنے کی کھوہ میں دبک کر بیٹھ گئے۔

Marfat.com

حبشیہ کنیز کا آنا

تھوڑا ہی وقت گذرا ایک عورت ہاتھ میں برتن لئے ہوئے چشمے پر آتی ہے جب اس نے چشمے سے پانی لینا چاہا تو درخت کے عکس کے ساتھ شہزادوں کا عکس نظر آیا یوں محسوس ہو رہا تھا کہ دو چاند پانی سے طلوع ہو رہے ہیں جو نور کی تصویریں ہیں گلاب کے پھولوں جیسے چہرے خون کے آنسو میں بھیگ کر گل لالہ بن چکے ہیں وہ عورت ایک حارث نامی شخص کی کنیز تھی اس نے اوپر نظر اٹھائی مسلم کے دونوں یتیم سراپا درد کی تصویریں اس کی جانب دیکھ رہی تھیں۔ کنیز نے شہزادوں کی حالت دیکھی تو تڑپ اٹھی وہ سوچنے لگی اتنے خوبصورت بچے اس قدر غم والم کی تصویر کیوں بنے ہیں ان پر کیا مصیبت نازل ہوئی ہے جو یہاں چھپے ہوئے ہیں آنکھیں سرخ ہیں بال بکھرے ہوئے ہیں اور بڑی حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔

کنیز اپنے آپ کو سنبھال کر عرض کرتی ہے۔ اچھے بچو! تم کون ہو تمہیں کس کا ڈر ہے کہ اس طرح چھپے بیٹھے ہو تمہارے باپ کا کیا نام ہے۔ بچوں نے جواب دیا۔ بی بی! ہم سے یہ نہ پوچھو کہ ہم کس لئے یہاں بیٹھے ہیں باپ کا نام بتاتے وقت ہمارے سینے پھٹ جاتے ہیں بس یوں سمجھ لیں کہ ہم دونوں یتیم ہیں۔

کنیز کے دل میں اچانک خیال آیا کہ یہ بچے کوفیوں کے معلوم نہیں ہوتے یقیناً یہ حضرت مسلم کے شہزادے ہیں پھر ٹھنڈی آہ بھر کر بچوں سے مخاطب ہوتی ہے اگر میرا خیال غلط نہیں تو آپ حضرت مسلم کے فرزند دلبند ہیں شہزادوں نے تڑپ کر کہا کہ ہاں بی بی! تم ٹھیک کہتی ہو مگر اب ہمیں مسلم کے دلبند نہ کہو بلکہ مسلم کے یتیم کہو غریب الوطن پردیسی کہو۔

طور جن کا چھپ گیا ہم وہ کلیم ہیں
دلبند کس کے رہ گئے اب تو یتیم ہیں
بی بی ہمیں یاد کے تحفے نہ دیجیے
ہم بے وطن ہیں مسافروں پر رحم کیجیے

Marfat.com

کنیز یہ درد بھری داستان سن کر تڑپ کر رہ گئی پھر عرض کرتی ہے اچھے شہزادو! اللہ تمہیں صبر دے اور تم پر رحم فرمائے میں ایک بی بی کی کنیز ہوں میں بھی خاندان اہل بیت کی غلام ہوں اور میری مالکہ کو بھی اہل بیت سے محبت ہے میں ابھی جا کر تمہارے متعلق بتاتی ہوں تم کسی قسم کا فکر نہ کرنا میں ابھی آتی ہوں کنیز چلی گئی تو بڑے شہزادے محمد نے چھوٹے بھائی کو مخاطب کیا کہیں ہم پھر کسی جال میں نہ پھنس جائیں۔ بھائی جان! اب جو بھی تقدیر میں ہوگا وہ ہو کر رہے گا مجھے تو اس حبشی کنیزہ میں سچائی معلوم ہوتی ہے۔ ہاں بھائی جان سیاہ فام حبشیہ کے چہرے پر عقیدت اور سچائی نظر آتی تھی خدا کرے اس کے دل میں بھی سچائی اور ہمدردی ہو۔

ادھر شہزادے اپنی سوچ اور فکر میں تھے ادھر اس کنیز نے جا کر مالکہ کو سب حالات سے آگاہ کیا مالکہ نے جب حضرت مسلم کے یتیم شہزادوں کا حال سنا تو تڑپ کر رہ گئی اور پھر والہانہ انداز میں باہر کو دوڑ پڑی کنیز بھی ساتھ تھی دروازے کے پاس پہنچ کر رک گئی کنیز بھی رک گئی مالکہ نے اپنے سر کا دوپٹہ اتارا اور کنیز کے سر پر دے کر کہنے لگی آج سے تو میری لونڈی نہیں بہن ہو۔ تو نے مجھے بڑی خوشخبری سنائی ہے میں نے اس کے صلے میں اپنے مال کے حصے سے آزاد کرتی ہوں پھر ننگے سر ہی والہانہ دوڑتی ہوئی چشمے پر پہنچتی ہے شہزادے اسی طرح درخت کی کھوہ میں دبکے بیٹھے تھے حالات دیکھ کر بی بی کی چیخ نکل گئی قریب پہنچ کر نہایت شفقت سے بولی۔ گلستان اہل بیت کے نونہالو۔ نیچے تشریف لے آؤ ڈرو نہیں۔ پیارے شہزادو! میں آپ کی خادم ہوں اہل بیت کی غلام ہوں خاندان نبوت کی لونڈی ہوں مجھے اپنی سمجھو دونوں بھائی ڈرے ہوئے نیچے اتر آئے آخر انہوں نے درخت سے باہر آنا ہی تھا مگر وہ بی بی جو کچھ کہہ رہی تھی دل کی گہرائیوں سے کہہ رہی تھی۔ آخر شہزادے درخت سے نیچے اتر آئے شہزادوں کو گود میں لے کر بے اختیار روتی ہوئی کبھی ایک کا منہ چومتی کبھی دوسرے کا۔ کبھی دونوں کو گلے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر روتی اور پھر ایک بھائی کو اپنی گود میں اٹھا لیا اور دوسرے کو کنیز نے اٹھا لیا اور گھر کے اندر لے آئی جلدی جلدی پانی گرم کیا بچوں کو نہلایا کپڑے پہنائے اور کھانا آگے رکھ دیا بچوں نے کھانا کھایا بی بی نے بستر لگا دیا کہ بچے آرام سے سو جائیں۔

Marfat.com

بچے سو رہے ہیں۔ بی بی سرہانے بیٹھی بچوں کا نظارہ کر رہی ہے رحم کا جذبہ تھا اسلام کی چاشنی تھی اسلام کا نور تھا انسانیت کی عظمت تھی ایمان کی حرارت تھی صداقت کی روشنی تھی شرافت کی حیا تھی اہل بیت کی عقیدت تھی خاندان نبوت کی محبت تھی بہنوں کا پیار تھا ماں کی ممتا تھی۔

اس کے دل میں خلوص و پیار کی تنویر تھی
اس کے دل میں الفت آل نبی تحریر تھی
پیکر مہر و وفا آل محمد کی غلام
چلتی ہوئی ممتا کے پیار کی تصویر تھی

رات ہو جاتی ہے کنیز کو بلایا اور کہا تمہارے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مجھے بڑی دولت سے نوازا ہے کنیز نے مالکہ کی باتیں سنیں تو دل بھر آیا بی بی دعا کرو اللہ تعالیٰ ایسا بندوبست کرے کہ یہ شہزادے بخیریت اپنے گھر مدینہ منورہ پہنچ جائیں۔ (تقدیر مسکرا رہی تھی) اسی لئے تمہیں بلایا ہے کہ تم نے ایک کام کرنا ہے کام یہ ہے کہ تم میرے شوہر حارث کو جانتی ہو کہ وہ حکومت کا ملازم ہے اور لالچی بھی ہے میں نے سنا ہے کہ حکومت نے شہزادوں کو پیش کرنے کے لئے انعام مقرر کر رکھا ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرا شوہر حارث انعام کے لالچ میں آ کر بچوں کو حوالے نہ کر دے تو پھر کیا کیا جائے کنیز مالکہ سے پوچھتی ہے بی بی اب یہ کرنا ہے کہ انتہائی رازداری سے کام لیا جائے اس کو بالکل پتہ نہ لگ سکے کہ شہزادے یہاں ہیں سوائے تمہارے اور میرے اس راز سے کوئی واقف نہ ہو۔ کافی رات گذر جانے کے بعد حارث گھر آتا ہے اور کھانا کھا کر لیٹ جاتا ہے اور اسی سوچ میں سو جاتا ہے کہ ایسی قسمت کہاں کہ مجھے بچے مل جائیں تو انہیں ابن زیاد کے حوالے کر کے انعام حاصل کروں سارا دن تلاش کرتے کرتے تھک کر چور ہو گیا ہوں۔

یا اللہ! حضرت مسلم کے بچوں کی حفاظت کرنا۔ یا اللہ! بچوں نے مجھ پر بھروسہ کیا ہے ان کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرنا۔ یا اللہ! حارث کو ہدایت دے اس کے دل میں رحم ڈال دے وہ صبح

Marfat.com

ہی چلا جائے اور بچوں کو یہاں سے نکالنے کا بندوبست کرلوں گی۔ یا اللہ! حارث بڑا خودغرض ہے تو اس کا دل پھیر دے تو ہی غریبوں کا فریادرس ہے الٰہی میری لاج رکھ لینا۔

الٰہی لاج رکھ لینا میری ان التجاؤں کی

حفاظت آپ فرما یتیموں بے نواؤں کی

نیک بی بی سوچ رہی تھی اے اللہ اہل بیت کے ساتھ میری محبت داغدار نہ ہونے پائے یا اللہ! اپنی اپنی سوچ ہے اپنا اپنا راستہ ہے یہ فطرت کی نیرنگیاں ہیں ایک ہی گھر میں نور بھی ہے اور نار بھی۔ پھول بھی ہیں اور خار بھی۔ پیار بھی ہے اور ظلم بھی شرافت بھی ہے اور شرارت بھی۔ ہدایت بھی ہے اور گمراہی بھی۔ روشنی بھی ہے اور اندھیرا بھی۔ محبت بھی ہے اور عداوت بھی۔ بیوی بچانا چاہتی ہے شوہر مارنا چاہتا ہے ایک طرف حیات ہے دوسری طرف موت۔ ایک طرف پیکر انسانیت ہے دوسری طرف شیطانیت ایک ہی گھر میں ایک ہی کمرہ میں عقیدت بھی ہے اور بغض بھی۔ یہی تو خدا کی شان ہے یہی تو مصلحت الٰہی ہے یہی تو قدرت کے راز ہیں یہی تو خالق اکبر کے بھید ہیں جس کی تہ تک عقل وخرد کی رسائی نہیں۔ دونوں بچے خواب دیکھتے ہیں پھر رو پڑتے ہیں ڈوبی ہوئی رونے کی آواز حارث کے کانوں میں پڑتی ہے حارث پوچھتا ہے یہ رونے کی آواز کہاں سے آرہی ہے بی بی روتے ہوئے جواب دیتی ہے معلوم نہیں۔ حارث۔ مجھے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ آواز ہمارے ہی گھر میں سے آرہی ہے۔

حارث خاموشی سے اٹھ کر اس کمرے میں جاتا ہے جہاں شہزادوں کے رونے کی آواز آرہی تھی بیوی بے قرار ہو کر اس کے پیچھے دوڑتی ہے حارث کو دیکھ کر بچے سہم جاتے ہیں۔ لڑکو! تم کون ہو حارث نے پوچھا بچوں کے بجائے بیوی نے جواب دیا کہ یہ حضرت مسلم کے شہزادے ہیں میں نے کہا سو رہے ہوں گے تمہیں صبح بتاؤں گی۔ حارث جی ہم پر خدا نے فضل کیا ہے کہ اہل مصطفیٰ کے شہزادے ہمارے مہمان ہیں ایک دو روز ان کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کریں گے پھر ان کو کسی طرح مدینہ منورہ

Marfat.com

پہنچادیں گے۔

وہیں کھڑے حارث نے کہا سو جاؤ اس کی بیوی تسلی دینے کے لئے آگے بڑھی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے آیا کمرے میں آ کر حارث نے بیوی سے پوچھا کہ تم نے جان بوجھ کر پردہ رکھنے کی کوشش کی ہے پھر بھی میں تجھے معاف کرتا ہوں کہ تم نے واقعی سچ کہا کہ ان بچوں کے ذریعے ہمارے دن پھر جائیں گے میں صبح ان کے سر کاٹ کر ابن زیاد کے دربار میں لے جاؤں گا پھر مجھے اتنا انعام ملے گا کہ ہماری ساری زندگی آرام سے گذر جائے گی بس یہی رحمت خداوندی ہے۔شوہر کی وحشتناک اور خوفناک گفتگو سن کر بی بی کا کلیجہ دہل گیا رات کا باقی حصہ ہر طرح منت اور خوشامد میں گذرا کہ کسی طرح یہ ظالم راہ راست پر آ جائے اور بچوں پر ظلم نہ کرے لیکن حارث پر دولت کا بھوت سوار تھا خدا ہی جانتا ہے دوسری طرف مسلم کے معصوم بچوں نے کس طرح رات بسر کی۔

حضرت مسلم کے بچوں کی شہادت دوسری آزمائش

صبح ہوتے ہی حارث نے بچوں کو بازوؤں سے پکڑا اور باہر کی طرف لے جانے لگا اس کو شہزادوں کو پکڑنے کا انداز ایسا تھا جیسے قصاب دو بکروں کو کانوں سے پکڑ کر ذبح خانے کی طرف لے جاتا ہے اور کانوں کو زور سے پکڑے رکھتا ہے تا کہ یہ کہیں بھاگ نہ جائیں۔حارث کی عورت بچوں کو بچانے کے لئے جو کچھ بھی کر سکتی تھی اس نے ہر طرح اس خونی درندے سے بچوں کو چھڑانے اور بچانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکی آخر اس نے فیصلہ کیا کہ بچوں کو بچانے کے لئے جان کی بازی لگا دے گی یہ سوچ کر آگے بڑھی اور حارث کو روک کر کہنے لگی کہ ظالم تو اگر ان بچوں کو قتل کرنا ہی چاہتا ہے تو پہلے مجھے قتل کر دے میں دنیا میں اپنے ساتھ اہل بیت مصطفیٰ کے ساتھ غداری کا داغ نہیں لگانا چاہتی حارث پر لالچ اور دنیا کا بھوت سوار تھا اس پر کوئی حربہ کارگر ثابت نہیں ہو سکتا تھا۔

لالچ انسان کو اندھا کر دیتا ہے اور پاگل بنا دیتا ہے اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت

Marfat.com

بے کار ہو جاتی ہے وہ اپنے برائے اور نیکی بدی کی تمیز کرنے سے عاری ہو جاتا ہے اس نے شدت غضب سے تلوار کھینچی اور اس دنیا کی پاکباز عورت اور نیک فطرت بی بی پر وار کیا تلوار سر پر پڑی بی بی کا سر زخمی ہو گیا خون کا فوارہ پھوٹ پڑا چکرا کر گری دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے سر کو تھام کر بچوں سے کہا شہزادو! مجھے معاف کر دینا میں بے قصور ہوں تم سے شرمندہ ہوں تم میرے گھر سے مقتل کی طرف جا رہے ہو کاش میں تمہیں گھر نہ لاتی سر سے خون کے فوارے بہتے رہے حارث نے اسے پاؤں کی ٹھوکر ماری اور بے کس یتیموں کو زلفوں سے پکڑ کر کھینچتا ہوا آگے بڑھ گیا اس پاکباز اور درد میں ڈوبی ہوئی آواز آتی رہی محمد عربی کے شہزادو مجھے معاف کر دینا قیامت کے دن میری شکایت نہ کرنا میں بے قصور ہوں مگر نادم ہوں بچوں کے سامنے حارث کی بیوی پر وار ہوا تھا اس وار نے ان کے دل چیر دیئے ان کے دلوں سے ایک ہوک اٹھی اور اس ہوک کے ساتھ ایک خیال آیا کہ کاش یہ ظالم ہمیں قتل کر دیتا اور اس پاکباز بی بی کو کچھ نہ کہتا ہم نے تو قتل ہونا ہی تھا وہ بے چاری بھی ہماری تقدیر کی لپیٹ میں آ گئی ابھی ان خیالوں میں ہی تھے کہ نہر کا کنارہ آ گیا حارث نے بڑے شہزادے کو لیٹ جانے کو کہا بڑا ابھی لیٹنے والا تھا کہ پہلے چھوٹا لیٹ گیا کہ اس سے پہلے مجھے قتل کرو میں بھائی کو قتل ہوتے نہیں دیکھ سکتا بڑے نے کہا کہ رک جاؤ پہلے مجھے قتل کرو۔

معصوم محبت کا یہ انداز دیکھ کر حوروں کی چیخیں نکل گئیں آسمان کا کلیجہ پھٹ گیا عرش خداوندی لرز کر رہ گیا فرشتے تلملا کر رہ گئے زمین کو زلزلہ آ گیا کائنات عالم کانپ اٹھی لیکن بے رحم حارث کو رحم نہ آیا۔ نبی کے تارے، علی کے دلارے، حسین کے سہارے مسلم کے یتیم عقیل کے پوتے، محبت کے شاہکار، اہل بیت کی بہار، ایک دوسرے کو سینے سے لگا کر ایسے لیٹ گئے جس طرح بستر پر آرام کرنے کے لئے لیٹے ہوں ابا جان سے ملاقات کا شوق، شہادت کا ذوق، غم سے بے نیاز کر دیتا ہے سینے ملے ہوئے ہیں بازو ایک دوسرے میں حمائل ہیں سونے کے انداز میں آنکھیں بند کر دیتے ہیں حارث کی تلوار نکلتی ہے چمکتی ہے دونوں یتیموں کے سر تن سے جدا کر دیتی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

Marfat.com

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ریں عاشقان پاک طینت را

اہل بیت کے دو معصوم، محمد کے مظلوم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چین کی نیند سو جاتے ہیں دنیا کے دکھوں سے نجات ہو جاتی ہے پھر ابا جان سے ملاقات ہو جاتی ہے ظالم نے ظلم کی انتہا کر دی صابروں نے صبر کی انتہا کر دی فرشتوں کی معصومیت کانپتی رہی شیطان کی شقاوت مسکراتی رہی جنت میں جاتے ہوئے شہیدوں کے روحوں نے دنیا کے بڑے بڑے فلاسفروں اور دانشوروں کو ایک پیغام وفا کہ موت کو سر پر دیکھ کر ہی بھائی کو بھائی سے محبت کا رشتہ نہیں توڑنا چاہیے ایثار کرنا سیکھو اے دنیا والو! ایثار ہی مقصد انسانیت ہے جان تو دینی ہے لیکن ایک دوسرے پر قربان ہونا سیکھو۔

خدا کی بے آواز لاٹھی حرکت میں آ گئی

ظالم کو ظلم کا بدلہ مل گیا

شیطان حارث نے یتیموں کے دھڑوں کو نہر میں پھینک دیا یہ وہی نہر فرات ہے جس کا پانی شہیدوں کے لئے بند کر دیا گیا تھا اہل بیت مصطفیٰ اس نہر کا پانی کیسے پی سکتے تھے جس میں مسلم کے یتیم بچوں کا خون ملا ہوا تھا حارث نے سر اٹھائے اور طشت میں سجا کر ابن زیاد کے پاس لے گیا طشت اس کے سامنے رکھ کر اوپر سے رومال اٹھا کر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا دل میں انعام ملنے کی خوشی میں لڈو پھوٹ رہے تھے ابن زیاد نے بچوں کے کٹے ہوئے سر دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے حضور یہ مسلم کے بچوں کے سر ہیں۔ بڑی مشکل سے پکڑے گئے تھے حارث نے خوش ہو کر کہا ابن زیاد نے غصے سے کانپتے ہوئے کہا تمہیں کس نے کہا تھا کہ بچوں کے سر کاٹ کر لاؤ احمق کے بیٹے یزید نے مجھ سے زندہ بچے مانگے ہیں سر نہیں مانگے۔ حرامزدے تم نے انہیں قتل کیوں کیا حارث کانپنے لگا اور کہا حضور غلطی ہو گئی ہے معاف کر دیجیے ابن زیاد نے غصے سے کہا یہ غلطی معاف نہیں ہو سکتی جلاد اسے لے جاؤ اسے چوراہے میں گاڑ کر

Marfat.com

اس پر خونخوار کتے چھوڑ دو یہی اس کی سزا ہے۔

ابن زیاد کو بچوں کے قتل کا غم نہیں تھا اسے یزید کی طلبی کا ڈر تھا جو کچھ بھی تھا قدرت کا انتقام تھا فطرت خاموش کا انتقام معصوم بچوں کے معصوم روحوں کا انتقام، قاتل کو قتل ہونا ہی تھا ظالم کو اپنے ظلم کا بدلہ وصول کرنا ہی تھا نظام قدرت ہے اسے کوئی تبدیل نہیں کر سکتا ظالم کو ظلم کرنے کے لئے وقت دیا جاتا ہے لیکن اس پر گرفت بھی قائم رہتی ہے اس کے لئے قدرت کا شکنجہ ہر وقت تیار رہتا ہے سر لینے کے بدلے سر دینا بھی پڑتا ہے کسی کے ارمانوں کا خون کر کے اپنے ارمانوں کا لاشہ اٹھانا ہی پڑتا ہے یہ قانون فطرت یہ قضا و قدر کا اصول ہے قدرت کا اٹل دستور ہے۔ اس کی گرفت سے بچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا قانون قدرت کو توڑا نہیں جا سکتا یہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا دنیا کے بعد آخرت کا حصہ باقی ہے جہاں ذرے ذرے کا حساب ہوگا حارث کو کوفہ کے چوراہے میں سینے تک گاڑ دیا گیا اور اس پر دہی ڈال کر خونخوار کتوں کو چھوڑ دیا گیا خونخوار کتوں نے انسان نما کتے کے جسم کی تکا بوٹی کر دی ظالم کو ظلم کی سزا مل گئی فطرت خاموش کو سکون حاصل ہو گیا قضا و قدر نے اپنا انتقام لے لیا ابھی یوم حساب باقی ہے۔

عبرت ہے اہل بصیرت کے لئے

امام حسین کی مکہ مکرمہ سے روانگی

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ یزید کے بد ارادوں اور پھر حاکم مدینہ ولید بن عقبہ کا ان کو یزید کی بیعت کی کہنے کے بعد مدینہ منورہ سے پہلے ہی مکہ مکرمہ آ گئے تھے اور جب ان کو اور دوسرے مسلمانوں کو امام حسین کی کوفہ کو روانگی کا پتہ چلا تو فوراً حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی اے نواسہ رسول اور جگر گوشہ رسول کوفہ والے اپنی بد عہدی اور بے وفائی میں مشہور ہیں اور ہمیں ڈر ہے کہ کہیں آپ کے ساتھ بھی کوئی دھوکہ نہ ہو اس لئے آپ کوفہ جانے کا ارادہ ملتوی کر دیں اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ جب تک ہماری زندگی ہے آپ کی طرف کوئی آنکھ بھی اٹھا کر نہیں

Marfat.com

دیکھے گا مگر عبداللہ بن زبیر اور دوسرے اکابرین کی درخواست امام پاک نے قبول نہ کی اور فرمایا کہ نانا پاک کا وہ فرمان مجھے یاد ہے کہ ایک دنبہ حرم کعبہ میں ذبح کیا جائے گا جس سے کعبۃ اللہ کی بے حرمتی ہوگی اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ دنبہ میں ہی نہ ہوں اور کہیں میری وجہ سے کعبۃ اللہ کی بے حرمتی نہ ہو جب امام حسینؓ اپنے ارادے سے کسی طرح باز نہ آئے تو عرض کی کہ اگر آپ نے جانا ہی ہے تو جائیں مگر ان پردہ دار بیبیوں اور معصوم بچوں کو ساتھ نہ لے جائیں مگر سیدہ کے لعل نے ان کی یہ تجویز بھی مسترد کر دی اور فرمایا میں آخری وقت اپنے بچوں کو جدا نہیں کر سکتا۔

ہلال عید نے نمودار ہو کر لوگوں کو عید الاضحیٰ کی مسرتوں کی مبارکباد دی اور دنیائے اسلام کی سنت ابراہیمی زندہ کرنے کا پیغام دیا اور توحید و رسالت کے پرستاروں کو حج بیت اللہ کی راہ دکھائی اور طواف کعبہ کے لئے اپنا چراغ جلایا اور پھر عید الاضحیٰ کا چاند مسلمانوں میں ایثار و قربانی کے جذبے کو زندہ کر کے ڈوب چکا تھا اور صبح کے چہرے پر شام کی زلف سیاہ بکھیر چکی تھی اور دن کی روشنی پر رات کے اندھیرے پوری طرح مسلط ہو چکے تھے اور صفا و مروہ کی پہاڑیاں حضرت ہاجرہ کے شعائر کو دیکھنے کے لئے دور دور سے آنے والے مسلمانوں کی راہ دیکھ رہی تھیں اور کھجوروں کے گچھے یاد الٰہی میں جھوم رہے تھے اور آب زمزم مسلمانوں کی پیاس بجھانے کے لئے موجزن ہو چکا تھا اور رات نصف بیت چکی تھی کہ دوش رسول کا سوار چپکے سے خانہ کعبہ میں داخل ہوا دو نفل ادا کئے بارگاہ رب العزت میں ہاتھ پھیلا کر دعا کی کہ اے میرے معبود حقیقی عین اس وقت جب عید الاضحیٰ قریب آ رہی ہے اور مسلمان تیرے گھر کا طواف کرنے کے لئے دور دور سے چلے آ رہے ہیں تیرا حسینؓ اور تیرے محبوب کا حسینؓ تیرے گھر کو چھوڑ کر پردیس جا رہا ہے اور تیرے گھر کی در و دیوار میرے لئے سایہ رحمت ہیں آج میں ان سے رخصت ہو رہا ہوں اور تیرے گھر کی عزت اور صحن کعبہ کی حرمت کی خاطر تیرے گھر کو چھوڑ رہا ہوں اے پروردگار عالم میری خطائیں بخش دے اے خالق کائنات میری غلطیاں معاف کر دے۔ رب ذوالجلال اپنے پیارے محبوب کا صدقہ توفیق عطا کر۔ تیرے اور تیرے

Marfat.com

دشمنوں کے ظلم وستم بخوشی برداشت کروں اور مجھے ایسا حوصلہ بخش کہ پیش آنے والی مصیبتوں میں ثابت قدم رہوں۔

اور مجھے اتنی ہمت عطا فرما کہ کربلا کے حق و باطل کے معرکے میں میرے قدم ڈگمگا نہ جائیں اے اللہ کے گھر کی مقدس دیوار وسلام، اے مکہ کی پہاڑیو الوداع، اے صحن کعبہ الوداع، اور جب موذن کی صدائے توحید ورسالت نے دامن شب کو چاک کیا تو سیدہ کا لخت جگر فجر کی نماز حرم خداوندی میں ادا کر کے گھر تشریف لائے اپنے عزیز واقارب اور ساتھیوں کو روانگی کا حکم دیا اور پھر گلشن اسلام کو اپنے خون سے سینچنے کے لئے کشتی دین واسلام کو کنارے پر لگانے کے لئے اور یزید کے ہاتھوں لٹتی ہوئی سنت الہیٰہ کو بچانے کے لئے عترت پیغمبر کا یہ خدائی گھرانہ اور خاندان نبوت کا یہ مقدس قافلہ صرف ۸۴ جانثاروں پر مشتمل تھا ۳ ذوالحج ۶۰ ہجری کو نعمت الامن کو چھوڑ کر صحرائے حزن کی طرف روانہ ہوئے دنیا والو دیکھو اور غور سے دیکھو ظاہری آنکھوں سے نہیں دل کی آنکھوں سے دیکھو نگاہوں سے تعصب کے پردے اٹھا کر دیکھو اور نظروں سے بغض وعناد کی پٹیاں اتار کر دیکھو یہ کون جا رہا ہے کہاں جا رہا ہے اور کیوں جا رہا ہے سنو اور غور سے سنو یہ قافلہ سالار عشق امام حسینؓ کا ہے جو مرکز عشق سے شہادت گاہ حسین اپنا سر کٹوانے جا رہا ہے یہ دوش مصطفیٰ کا سوار ہے جو آرام گاہ مصطفیٰ سے نکل کر دین مصطفیٰ کے دشمنوں کے مقابلہ میں شریعت مصطفیٰ کی حفاظت کے لئے اپنے مقتل کی طرف قربان ہونے کو جا رہا ہے یہ فاطمہ کا لعل ہے جو آغوش فاطمہ کو چھوڑ کر فاطمہ کے دودھ کی لاج رکھنے کے لئے سر کو نیزے پر چڑھانے کے لئے کربلا کے خونیں میدان کی طرف جا رہا ہے اور یہ حیدر کا لاڈلا ہے۔ جو شان حیدری دکھانے کے لئے کوفہ کے ریگستان کی طرف جا رہا ہے اور یہ ناطق قرآن ہے جو آئین قرآن کو زندہ رکھنے کے لئے دشت کربلا میں نیزے پہ چڑھ کر قرآن سنانے جا رہا ہے۔

میرے آقا حسینؓ پر جنگ کرنے سے ارادے سے جانے کا الزام لگانے والو خارجیو اور حصول خلافت کی خاطر لڑنے کا بہتان باندھنے والو یزیدیو اور یزید کے خلاف علم

Marfat.com

بغاوت بلند کرنے کا شور مچانے والو یزید کے حامیو بتاؤ کہ کیا کسی دشمن کے مقابلے میں لڑنے کے لئے جانے والا اس بے سروسامانی کے ساتھ جاتا ہے بے کسی بے بسی اور تنہائی میں جاتا ہے چھ سال کی معصوم بچی کو ساتھ لے کر جاتا ہے کیا وہ چھ ماہ کے شیر خوار بچے کو اپنے دامن میں چھپا کر جاتا ہے اور کیا وہ بیس ہزار کے لشکر کے مقابلے میں صرف ۸۴ انسانوں کا قافلہ لے کر جاتا ہے اگر یہ درست ہے تو ثابت کرو اور اگر نہیں تو پھر اپنے ہی گمراہ کن عقیدے سے باز آ جاؤ۔ ناموس رسالت کا یہ نورانی قافلہ مقام حدیبیہ میں پہنچ گیا خیمے نصب کر دیئے گئے اور پھر ظہر کی نماز کے لئے وضو کر کے قافلہ سالار کی امامت میں سربسجود ہو گئے۔

امام عالی مقام نماز سے فارغ ہوئے تو فرزدق شاعر سے ملاقات ہوگئی جو کوفہ سے آ رہا تھا اور محبّ اہل بیت تھا آپ نے فرزدق سے کوفہ والوں کا حال دریافت کیا تو فرزدق نے جواب دیا۔ آقا! کوفہ والوں کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں لیکن تلواریں بنو امیہ کے ساتھ۔ اس لئے میں التجا کرتا ہوں کہ آپ کوفہ جانے کا ارادہ ترک کر دیں اور واپس چلے جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو کوئی دکھ پہنچے۔ آپ نے فرمایا فرزدق تمہارے اس مشورے کا شکریہ مگر میرے وہ قدم جو اللہ کی راہ میں آگے بڑھ چکے ہیں اب پیچھے نہیں ہٹ سکتے میر کاروان عشق نے اپنے جانثاروں کو کوچ کا حکم دیا اور اہل بیت کا یہ قافلہ مقام صفاح سے بھی آگے کو روانہ ہو گیا۔

توحید و رسالت کی صدائیں بلند کرتا ہوا یہ قافلہ آگے ہی بڑھتا گیا کہ راستے میں طرح بن عدی سے ملاقات ہوگئی وہ بھی کوفہ سے آ رہا تھا اس نے گھوڑے سے اتر کر نواسہ رسول کے قدموں کو بوسہ دیا امام عالی مقام نے اس سے بھی عراق والوں کے ارادوں کا حال معلوم کیا اس نے بھی یہی جواب دیا اے سیدہ کے لعل میں نے قادسیہ کے مقام پر ایک بہت بڑا لشکر جرار دیکھا ہے جو صرف آپ سے لڑنے کے لئے تیار کھڑا ہے آپ کے ساتھ تو پردہ دار خواتین ہیں اور شیر خوار بچے بھی ہیں خدا کا واسطہ دے کر التجا کرتا ہوں یہاں سے ایک قدم بھی آگے نہ جائیں ورنہ ڈر ہے کہ آپ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائیں۔

Marfat.com

سب نے عرض کی شہزادہ حیدر نہ جا
اے حسین ابن علی سبط پیغمبر نہ جا
صدمے پہنچے ہیں وہاں تو حسن کو تو کیا کہا
چلنا کوفے کا ہرگز نہیں بہتر ہے نہ جا
روئے انور ہے تیرا آئینہ اندھے ہیں وہ
دے کے اندھوں میں یہ آئینہ سکندر نہ جا
سنگ باراں سے بچا جام بلوریں اپنا
ایسے لوگوں سے ہیں جو پتھر سے ہیں بدتر نہ جا
گلشن شاداب بنی اپنے چمن سے نہ نکل
نازنین پھول ہے تو کانٹوں کے اندر نہ جا

سیدنا امام حسین جواب دیتے ہیں

اے میرے غمگسارو مہربانو مجھے جانے دو
مجھے نانا کے دین کی ڈوبتی کشتی بچانے دو
کسی کے روکنے سے ابن حیدر رک نہیں سکتا
یہ سر کٹ سکتا ہے باطل کے آگے جھک نہیں سکتا
مجھے نانا کے حکم خاص کی تعمیل کرنے دو
مجھے تم کیا سناتے ہو مجھے حکم پورا کرنے دو
خدا کی راہ میں گھر سے خدا کا مہمان نکلا
شہیدان محبت کا امیر کارواں نکلا

اور اگر آپ اور کسی جگہ جانا چاہتے ہیں کہ جہاں دشمنوں کا خوف نہ ہو تو میرے ساتھ چلے

Marfat.com

آئیں آپ کو کسی محفوظ مقام پر لے چلتا ہوں پھر ایک دو دن میں قبیلہ کے بیس ہزار بہادروں کی تلواریں آپ کی حفاظت کے لئے تیار ہو جائیں مگر اس اللہ کے شیر نے طرح بن عدی کی درخواست بھی رد کر دی اللہ کی راہ میں جان دینے سے ڈرنا کفر ہے اور پھر امیر کاروان نے قافلے کو آگے چلنے کا حکم دیا اور پھر عترت پیغمبر کا یہ مقدس قافلہ بڑی ہی انکساری کے ساتھ تصور یار میں گردنیں جھکائے ہوئے آگے روانہ ہو گیا یہاں تک کہ ثعلبہ کے مقام پر خیمہ زن ہو گیا یہاں پر بکر اسعدی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ بھی کوفہ سے آرہا تھا اس نے امام عالی مقام کے قدم چومے۔ علی کے نور نظر نے اس سے بھی کوفہ والوں کے حالات پوچھے اس نے بھی عرض کی یا حضرت ابن زیاد نے عمر و سعد کو آپ کو قتل کرنے کیلئے روانہ کر دیا ہے اور وہ بھاری لشکر لے کر قادسیہ میں اتر چکا ہے اور آپ کا منتظر ہے اس لئے خدا کے لئے کوفہ جانے سے باز آجایئے اور اپنے بال بچوں پر رحم کیجیے اپنے خویش و اقارب پر ترس کیجیے اور پردہ نشین عورتوں پر رحم کیجیے اور آگے نہ جایئے کوفہ والوں نے امام مسلم اور ان کے دونوں بچوں کو شہید کر دیا ہے اگر آپ وہاں گئے تو آپ کی جان کا بھی خطرہ ہے۔ امام عالی مقام نے اس کے حق میں دعا کی اور اس کی التجا بھی یہ کہہ کر قبول نہ کی کہ آپ واپس ہو کر علی کی شجاعت کو دھبہ نہیں لگائیں گے۔

حضرت مسلم اور ان کے دونوں بچوں کی شہادت سن کر امام عالی مقام کو ایسا صدمہ ہوا کہ رات اسی مقام پر بسر کی حضرت مسلم اور ان کے بچوں کی شہادت کا خیال بار بار امام عالی مقام کو پریشان کر رہا تھا کہ بھائی مسلم نے اپنی جان بھی دے دی اور اپنی عمر بھر کی کمائی دونوں بچوں کو بھی مجھ پر قربان کر دیا حضرت مسلم کی یتیم بچی اس سفر حق و صداقت میں امام عالی مقام کے ساتھ تھی اس کو بار بار دیکھتے اور اسکی یتیمی کا احساس کر کے آہیں بھرتے سیدہ کے لعل نے بہت کوشش کی کہ باپ اور بھائیوں کی شہادت کی خبر اس تک نہ پہنچے مگر ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار اس کو گلے لگا لیا بار بار اپنے دست شفقت اس کے سر پر پھیرتے وہ نو سال کی بچی نہ سمجھ سکی کہ آج بے پناہ شفقت کا کیا راز ہے بچی نے کئی بار چچا حسین کے چہرے پاک کو دیکھا تو

Marfat.com

نواسہ رسول نے سر کو بوسہ دیا تو معصوم بچی نے عرض کی چچا جان میرے ابا جان کی خیر تو ہے آج آپ مجھ سے ایسا پیار کر رہے ہیں جیسے یتیموں سے کیا جاتا ہے چچا جان بتایئے تو سہی۔ آپ کیوں رو رہے ہیں میرے ابا جان خیریت سے ہیں بیٹی آج کے بعد میں تیرا ابا ہوں اور تیری ماں شہر بانو ہے اور تیرے بھائی اکبر اور اصغر ہیں حضرت مسلم کی بیٹی اگر انجان تھی مگر امام پاک کی اس گفتگو سے سمجھ گئی کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا ہے بھائی ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے ہیں اور میں یتیم ہوگئی ہوں لیکن تسلی کے لئے پوچھا۔ چچا جان! کیا میرے ابا اور بھائی شہید ہو گئے ہیں سیدہ کے لعل نے مسلم کی اس بیٹی کو گود میں اٹھالیا اور فرمایا ہاں بیٹی تیرے ابا شہید ہونے کا حق ادا کر گئے ہیں اور انہوں نے خاندان کی لاج رکھ لی اور دنیا کو بتا گئے ہیں کہ دین کے معاملے میں جان کچھ چیز نہیں ہے۔ وہ خود بھی شہید ہو گئے ہیں اور تمہارے دونوں بھائی بھی دین پر قربان ہو گئے ہیں جو خدا کو منظور تھا وہ ہو گیا اب صبر کرو قافلہ والوں نے یہ رات انتہائی بے چینی اور بے قراری میں گذاری صبح ہوئی تو نماز فجر سے فارغ ہو کر قافلہ چلنے ہی والا تھا کہ حر بن ریاحی فوج کے ایک دستے کے ساتھ سامنے آتا دکھائی دیا۔ پھر اس نے فوج سے علیحدہ ہو کر امام پاک کی طرف قاصد بھیجا اور حاضر ہونے کی اجازت چاہی شہزادہ کونین نے اجازت دے دی حر تنہا ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کیوں آئے ہو حر نے عرض کی آقا مجھے عمر و سعد نے آپ کی گرفتاری کے لئے بھیجا ہے مگر خدا وہ دن اور وہ وقت نہ لائے کہ کہیں میں ایسی گستاخی کر بیٹھوں اور میری طرف سے آپ کو کوئی تکلیف پہنچے میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ بال بچوں سمیت اور کسی طرف نکل جائیں میری فوج آپ کا راستہ نہیں روکے گی۔ آپ نے حر کے لئے دعائے خیر فرمائی نماز فجر کا وقت آ گیا شہزادہ علی اکبر نے اذان کہی حضرت امام خیمے سے باہر آئے اور حر کو مخاطب کر کے فرمایا۔ حر۔ اذان ہو چکی ہے جماعت تیار ہے نماز میرے پیچھے پڑھو گے یا اکیلے امام عالی مقام کی اس آواز نے حر کو سوچنے پر مجبور کر دیا اگر نماز الگ پڑھی تو ہو گی نہیں اس لئے کہ امام برحق موجود ہے اور اگر پیچھے پڑھ لی تو پھر مقتدی ہونے کا حق ادا کرنا پڑے گا ادھر حر سوچ رہا تھا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں ادھر امام برحق نے

Marfat.com

نماز شروع کر دی ابھی امام عالی مقام نے رکوع نہیں کیا تھا تو حر نے آ کر پیچھے اس امام کے اللہ اکبر کہہ دیا۔

عشا کی نماز کے بعد حر نے پھر ملاقات کی حر نے ابن زیاد کا ایک خط اور پیش کر دیا جس میں لکھا تھا کہ حسین ابن علی کو گرفتار کرنے اور قتل کرنے میں ذرہ بھر تامل نہ کیا جائے خط پڑھنے کے بعد آپ نے فرمایا تو اب کیا چاہتے ہو عرض کی آقا! میں خاندان نبوت کا غلام ہوں آپ مجھ سے بے فکر رہیں۔ اور میں پھر التجا کرتا ہوں کہ آگے نہ جایئے اور آپ ایسا کریں کہ آپ ہمارے ساتھ ساتھ چلیں تھوڑی دور منزل سترہ ہے وہاں میں آپ کو اتار دوں گا اور آپ میری فوج کے دستے سے دور اتریں اس طرح آپ کو نکل جانے کا موقعہ مل جائے گا۔

لیکن فاطمہ کے لعل نے حر کی یہ تجویز بھی مسترد کر دی کہ حق وصداقت کی راہ سے جان بچا کر بھاگ جانا خاندان نبوت کی توہین ہے۔ حر! ناامید ہو کر چلا گیا تو مظلوم کربلا نے قافلے کو آگے چلنے کا حکم دیا اور ابھی رات کا تھوڑا ہی حصہ گذرا تھا کہ ناموس رسالت کا یہ نورانی قافلہ یہاں سے بھی آگے کو روانہ ہو گیا۔ حر نے جان بوجھ کر اپنے دستے کو آہستہ آہستہ اپنے پیچھے چلنے کا حکم دیا تا کہ امام حسین کو کسی طرف نکل جانے کا موقعہ مل جائے یہاں تک کہ رات کے اندھیرے میں یہ قافلہ حر کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

حضرت امام حسین کو کچھ پتہ نہیں کہ کہاں جا رہے ہیں اور کس طرف جا رہے ہیں یہاں تک کہ ساری رات چلتے رہے صبح ہوئی تو امام عالی مقام ایک مقام پر رک گئے امام حسین نے اپنے گھوڑے کو آگے چلانے کی بہت کوشش کی مگر اس نے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا اور پھر آپ نے ساتھیوں سے پوچھا کہ اس مقام کا کیا نام ہے۔ تو جواب ملا۔ کربلا۔ کربلا کا نام سن کر مظلوم کربلا نے قافلہ ٹھہرانے کا حکم دیا اور فرمایا یہی ہماری آخری منزل ہے اور یہی میری شہادت گاہ ہے اور یہی وہ زمین ہے جو آل بیت کے لہو سے سیراب ہوگی اور یہی وہ خاک کربلا ہے جو اہل بیت کے خون سے رنگین ہوگی پھر محرم الحرام کی نویں تاریخ ۶۱ ہجری خاندان نبوت کا یہ نورانی گھرانہ اور آل بیت اطہار کا یہ مقدس قافلہ خونیں میدان میں نہر فرات کے کنارے خیمہ زن ہو گیا۔

Marfat.com

کربلا کا خونیں میدان شہادت گاہ اہل بیت

محرم کی نویں رات ہے شمر نے ابن سعد سے کہا جلدی جلدی نماز عصر ادا کرو اور بھر پور حملہ کرو ادھر امام عالی مقام نماز عصر کی تیاری کر رہے تھے ادھر یزیدی فوج نماز عصر سے فارغ ہو کر روح نماز کو جلد از جلد قتل کرنا چاہتی ہے صلوٰۃ الوسطیٰ کی حفاظت کی جا رہی ہے مگر جس کے باپ کی اسی نماز کی ادائیگی کے لئے سورج کو پلٹنا پڑا اس کی لاش پر گھوڑے دوڑانے کے مشورے کئے جا رہے ہیں۔

اہل عرفان حیران ہیں کہ یزیدیوں کی اس نماز کا کیا نام دیا جائے بہر حال نماز عصر سے فارغ ہو کر امام عصر کو قتل کرنے کے لئے یزیدی فوج حرکت میں آ جاتی ہے حضرت عباس علمدار بیس سواروں کے ساتھ سامنے آئے اور عمرو سعد سے پوچھتے ہیں تمہاری فوج کیوں آگے بڑھ رہی ہے ابن سعد نے بتایا کہ ابن زیاد کا لکھا ہوا خط اس قسم کا شمر لایا ہے اب بتاؤ کیا ارادہ ہے حضرت عباس نے فرمایا کہ میں امام عالی مقام سے پوچھ کر بتاتا ہوں۔

حضرت عباس امام عالی مقام کے خیمے میں گئے دونوں طرف کے لوگوں نے آپس میں بحث شروع کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بدترین لوگ وہ ہوں گے جو اس کے حضور اس حالت میں آئیں گے کہ ان کے ہاتھ تہجد گذار عابدوں اور اسکی نبی کی اولاد کے خون سے رنگین ہوں گے۔ یزیدی فوج کے عزرہ بن قیس نے کہا بہت خوب۔ اپنی عظمت اور بڑائی بیان کرنے کا اچھا طریقہ نکالا ہے جی بھر کے اپنی پاکیزگی اور شان بیان کرو۔ عزرہ کا یہ تمسخر سنا تو حضرت مظاہر نے فرمایا۔ عزرہ! تم ایک واضح حقیقت کا مذاق اڑا رہے ہو۔ سنو! خدا تعالیٰ نے ہمیں ہدایت کا راستہ دکھا کر ہمارے نفوس کو پاک کر دیا ہے خدا سے ڈرو اور آخرت کا خوف کھاؤ اور ان لوگوں کو جن کے نفوس پاک کئے جا چکے ہیں نشانہ نہ بناؤ ظلم و ستم بننے والوں کا ساتھی نہ بن۔ عزرہ نے جواب دیا کیا تم وہی مظاہر ہو جو حضرت عثمان کے حامیوں میں اور حضرت علی کے محافظوں کے ساتھ تھے مظاہر نے کہا۔ ہاں! یہ درست ہے یہی وجہ ہے کہ میں

Marfat.com

نے امام حسین کو دیکھا اپنے خط نہیں لکھا لیکن جب میں نے ان کے ساتھ سفر کیا تو میری آنکھوں سے پردے اٹھ گئے۔ میں نے ان کے تقویٰ اور ورع کا عالم اور چلنا پھرنا دیکھا تو مجھے رسول خدا یاد آ گئے رسول اللہ کی محبت یاد آ گئی۔

میں نے دیکھا کہ یہ کتنے عظیم لوگ ہیں جو محض تحفظ حق وصداقت کے لئے ایک زبردست طاقت اور جابر حکومت سے ٹکرانے کے لئے جا رہے ہیں حالانکہ بے سروسامان ہیں۔ خداوند عالم نے میرے دل میں محبت ڈال دی میرے ضمیر نے مجھے بار بار کہا کہ حسین کا ساتھ دینا چاہیے اپنی جان کی قربانی دینی چاہیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے اس حق کی حفاظت کرنی چاہیے جس کو یزید کے حواری ضائع کر رہے ہیں۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ حضرت عباس امام عالی مقام کا پیغام لے کر آ گئے آپ نے عمر وسعد کو فرمایا کہ امام عالی مقام فرماتے ہیں بس آج کی رات ہمیں رب کی عبادت کر لینے دیں ہم زندگی کی آخری شب میں آخری بار تلاوت قرآن پاک کرنا چاہتے ہیں عمر وسعد کے ساتھیوں نے کہا ٹھیک ہے اب شام ہو رہی ہے اگر تم سے مہلت مانگتے ہیں تو تم کو مہلت دینی چاہیے چنانچہ یزیدی لشکر پھر اپنے مقام پر واپس آ گیا۔

محرم کی دسویں رات

صبح کو یوم عاشورہ ہے یہ تاریخی دن ہے کائنات ارضی وسماوی کے ظہور میں آنے کا دن چاند، سورج اور ستاروں کی پیدائش کا دن۔ جنت اور دوزخ کے بننے کا دن ابتلاؤں اور آزمائشوں کا دن۔ حق کی فتح اور باطل کی موت کا دن، ملائکہ مقربین کی تخلیق کا دن، لوح وقلم کے نقوش ترتیب دینے کا دن، ارادہ وعلم کے بطون سے ظہور میں آنے کا دن، حضرت ابراہیمؑ کے نار کو گلزار بنانے کا دن، قیام عرش اور قیامت برپا ہونے کا دن حضرت آدم وحوا کی توبہ قبول ہونے کا دن، فرعون کا دریائے نیل میں غرق ہونے کا دن، حضرت ادریس کو بلندی درجات پر جانے کا دن، حضرت نوحؑ کی کشتی کنارے پر لگنے کا دن اسی دن یوسفؑ نے قید سے نجات

Marfat.com

حاصل کی اسی دن حضرت یعقوبؑ سے ملاقات ہوئی اسی دن یعقوبؑ کی بینائی واپس آئی۔ دنیائے اسلام میں تاریخی اعتبار سے یہ دن انتہائی عظیم دن ہے اسی لئے تو امام عالی مقام اس دن کا انتظار کر رہے تھے وہ دن تھا جس دن شہزادہ کونین نے اپنے نانا کے دین کو ظلم و استبداد کے پنجے سے چھڑانا تھا نانا کے امت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو ساحل آشنا کرنا تھا اور جان دے کر یہ واضح کرنا تھا کہ

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

یہی وہ مقدس اور عظیم دن تھا جس کو خون حسین کی قربانیوں نے اور ابھی مقدس بنا دیا تھا اور اور بھی درخشاں کر کے اور بھی باعظمت کر دیا تھا اس میں شک نہیں کہ یہ دن پہلے ہی ہزاروں سعادتیں اور لاکھوں رحمتیں اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے تھا لیکن جو سر بلندی اور شہرت نامہ اس خون حسین کی برکت سے ملی بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ شہزادہ گلگوں قبا نے اس دن کو اپنے لئے منتخب فرما کر پھر اپنے ہی لئے مخصوص فرمایا اس کی تاریخی عظمتوں کو اگر یاد کیا جاتا ہے تو محض ذکر حسین ہی کی وجہ سے یاد کیا جاتا ہے۔ اے یوم عاشورہ تیری عظمتوں کو سلام تجھے خون حسین کی سرخی نے درخشندہ و تابندہ کر دیا ہے تو جب بھی آئے گا اہل ایمان تجھے سلامی پیش کرتے رہیں گے۔

اس عاشورہ محرم کی صبح ہونے میں کچھ ساعتیں باقی ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ قیامت برپا ہونے میں چند گھڑیاں باقی ہیں قیامت بھی اسی روز قائم ہوگی لیکن اس کی آمد معلوم نہیں کربلا کی زمین پر تھوڑے عرصے کے بعد اس قیامت کا منظر سامنے آ جائے گا۔

Marfat.com

کربلا کی خونیں داستان

قیامت سے پہلے قیامت

میدان کربلا میں صبح کی اذان کے لئے شہزادہ علی اکبر کی صدائے توحید و رسالت بلند ہوئی آپ کے جاں نثاروں نے امام برحق کے پیچھے فجر کی نماز ادا کی نماز کے بعد امام حسینؑ نے ایک بار پھر اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ آپ لوگوں نے جس خلوص اور عقیدت سے اس وقت تک میرا ساتھ دیا میں اس کا شکر گذار ہوں مگر میں پھر آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ مجھے اللہ کے آسرے پر چھوڑ کر چلے جاؤ اس لئے کہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے آپ لوگ موت کے منہ میں چلے جائیں آپ کی بیویاں بیوہ ہو جائیں گی آپ کے بچے یتیم ہو جائیں گے مگر اس آخری وقت بھی کہ لشکر یزید جنگ کے لئے للکار رہا ہے اور ہر ایک کو اپنی موت نظر آ رہی تھی اور تین دن کے بھوکے پیاسے بھی تھے تمام ساتھیوں نے متفقہ طور پر جواب دیا کہ اے امام عالی مقام ہم بھی مسلمان ہیں اور ہم بھی آپ کے نانا ﷺ کی شفاعت کے امیدوار ہیں اور ہم بھی ایک فاسق فاجر کی بیعت نہیں کریں گے صرف آپ کی وجہ سے ہی نہیں بلکہ اسلام کی عزت اور دین کی آبرو اور حق و صداقت کے پرچم کو بلند رکھنے کے لیے ہمیں بھی اپنی قربانی پیش کرنے کی اجازت دیں۔

ایک انسان کے لئے خوف و ہراس، بھوک پیاس، اور بال بچوں کی محبت، اور اپنی جان کا خطرہ اس دنیا میں انتہائی مصیبتیں ہوسکتی ہیں اور اللہ پاک نے بھی ان چیزوں کو راہ حق و صداقت کے لئے آزمائش قرار دیا ہے مگر اس انسانیت کے پیکر مظلوم کربلا کے سامنے یہ تمام چیزیں ایک ایک کر کے موجود تھیں مگر وہ بھی راہ حق و صداقت کی روگردانی کرنے یا کسی مصلحت وقت کی تاویل پر عمل کرتے ہوئے ایک فاسق فاجر اور ایک شریعت کے باغی کی اطاعت کر لیتے ایک شخصی حکمران کے آگے سر جھکا لیتے تو وہ ان تمام مصائب سے نجات پا کر بڑی شان و شوکت کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر سکتے تھے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور کیوں نہیں کیا اس

Marfat.com

لئے کہ یزید کی حکومت غیر اسلامی تھی اور یزید خود اسلامی حدوں کو توڑتا تھا اور فاطمہ کے لعل کے لئے ایک غیر اسلامی حکومت کو تسلیم کرنا اور اسلام کے باغی کے آگے سر جھکا دینا خاندان نبوت کی توہین تھی شیر خدا کی توہین تھی اور فاطمہ کے دودھ کی توہین تھی۔ امام حسینؑ پر اعتراض کرنے والوں سے ایک بار پھر کہتا ہوں کہ میدان کربلا میں جو کچھ ہوا ہونا تھا اور ضرور ہونا تھا اس لئے کہ اسکی اطلاع زبان مصطفی ﷺ سے نکل چکی تھی۔ نوشتہ تقدیر تھا جو نواسہ رسول کے لئے روز ازل سے ہی لکھا جا چکا تھا ورنہ جس خدا نے پیاس کی شدت سے ایڑیاں رگڑنے پر آب زمزم کا چشمہ جاری کر دیا تھا میدان کربلا میں بھی وہی خدا تھا اور آج اس میدان میں پیاس سے تڑپنے والے بوڑھے اور نوجوان اور بلکنے والے بچے اسی خلیل اللہ کی نسل پاک تھی اور شدت پیاس سے ایڑیاں رگڑتے علی اصغر اسی اسماعیل کی اولاد تھا اور نیزے پر قرآن پڑھنے والا حسین بھی ملت ابراہیمی کا امام تھا یہ بھی اگر چاہتا تو آسمان سے فرشتوں کی فوج آ سکتی تھی تسنیم و کوثر کی نہریں زمین کربلا کے ذرے ذرے سے پانی کے چشمے پھوٹ سکتے تھے اور لشکر یزید کو ایک نیزے کی جنبش فنا کر سکتے تھے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا کیوں نہیں کیا اس لئے فرمان مصطفی ﷺ جھوٹا نہ ہو جائے اور نوشتہ تقدیر غلط نہ ہو جائے یہی وجہ ہے کہ جب میدان کربلا میں زعفر جن نے عرض کی کہ آقا اگر حکم ہو تو لشکر یزید کو ایک دم میں تباہ کر دوں تو صابر امام نے جواب دیا کہ اے زعفر تمہاری اس ہمدردی اور غمگساری کا شکریہ مگر تمہارے ہاتھوں نانے کی امت نہیں مروا سکتا شیر خدا کا شیر فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد میدان کربلا میں آیا آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی۔ آواز آئی حسین بچ جا! میں تقدیر ہوں حسین نے کہا آ جا میں شبیر ہوں۔ پھر آواز آئی حسین مجھے خدا نے بھیجا ہے۔ حسین نے فرمایا مجھے مصطفی نے بھیجا ہے پھر آواز آئی حسین میرا نام قضا ہے حسین نے جواب دیا میرا باپ مرتضی ہے پھر عقل بولی حسین یزید کی بیعت کرنے سے شان و شوکت ملے گی تخت و تاج ملے گا دنیا کے خزانے ملیں گے اور آرام بھی ہاتھ آئے گا اور راحت بھی ملے گی دولت بھی ملے گی اور مدینے کی حکومت بھی ملے گی عشق نے پکارا یہ تو ٹھیک ہے لیکن تو نے آج اگر صبر دکھایا تو کوثر بھی ملے گا اور جنت بھی ملے گی عقل نے

Marfat.com

پھر کہا حسین دیکھنا گھر کا نظام نہ بگڑے عشق نے آواز دی حسین محمد کا اسلام اور کام نہ بگڑے عقل پھر بولی اکبر کی لاش پر گھوڑے دوڑیں گے اصغر کے حلق پر تیر پیوست ہوگا عباس کے بازو قلم ہوں گے عابد کے پاؤں میں بیڑیاں پہنائی جائیں گی بی بی زینب کے خیمے جلائے جائیں گے اور تمہارا سر بھی نیزے پر چڑھایا جائے گا اب بھی وقت ہے پیچھے ہٹ جا عشق نے پکارا حسین یہ سب کچھ ہوگا مگر تو ایک روش مصطفیٰ ہے لخت جگر زہرا ہے فاطمہ کا دودھ پیا ہے اس لئے حسین:

چڑھ جائے کٹ کے سر تیرا تو نیزے پہ کر قبول
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

لشکر یزید سے آواز آئی۔ حسین! دیر کیوں کر رہے ہو یزید کے بیعت کے متعلق سوچ رہے ہو عمر وسعد کی اس بدزبانی سے حیدری خون جوش میں آ گیا گھوڑے کو ایڑ لگائی اور تنہا ہی لشکر یزید کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ایک ایمان افروز خطبہ دیا ارشاد فرمایا:۔

او باطل پرستو اور دین کے دشمنو! سنو اور غور سے سنو کہ یہ جو کچھ کر رہے ہو وہ کون ہے جس کے خون کے تم پیاسے ہو اور اس کی شان کیا ہے اس کے حسب ونسب کو یاد کرو میں اس رسول کا نواسہ ہوں جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو میں اس باپ کا بیٹا ہوں جو تمہارا خلیفہ اور امام تھا اور میں اس کا فرزند ہوں جس سے فرشتوں کو بھی شرم آتی تھی میرا خاندان! خاندان نبوت ہے میرا خاندان نورانی اور پاک ہے آیت تطہیر ہماری شان میں نازل ہوئی میں امام الانبیا کے دوش پر سوار ہونے والا حسین ہوں میں محبوب خدا کی زلفوں کے ساتھ کھیلنے والا حسین ہوں میرا کوئی قصور ہے تو بتاؤ۔ میرا کوئی جرم ہے تو ثابت کرو اگر کوئی گناہ ہے تو بتاؤ اور میں خود نہیں آیا تمہارے بلاوے پر آیا ہوں تمہارے سینکڑوں خطوط میرے پاس موجود ہیں اور پھر آپ نے ایک ایک کا نام لے کر مخاطب کیا فرمایا دنیا کے لالچ میں آ کر اور یزید کی غیر اسلامی دربار سے انعام واکرام کے لالچ میں عزت پیغمبر کو ہلاک کرنے کا ارادہ اب بھی چھوڑ دو اور اپنی عاقبت

Marfat.com

برباد نہ کرو خدا تمہیں معاف کردے گا ہاں تمہاری نظر میں میرا قصور یہ ہے کہ میں یزید کی بیعت نہیں کرتا اور ایک فاسق فاجر کے آگے سر نہیں جھکاتا۔ سن لو۔ میں اپنا سب کچھ قربان کر دوں گا اور خود بھی نیزے پہ چڑھ جاؤں گا مگر فاطمہ کے لال سے یہ توقع نہ رکھو کہ وہ بھوک اور پیاس، خوف وہراس اور قتل اولاد کے ڈر سے یزید کی بیعت کرلے گا۔

میرے آقا پر اعتراض کرنے والو جانتے ہو میدان کربلا میں محرم کی دس تاریخ کو کون کھڑا ہے اور کہاں کھڑا ہے کس کے سامنے کھڑا ہے اور کس لئے کھڑا ہے تو سمجھ جاؤ اگر نہیں جانتے تو سنو اور غور سے سنو ظاہری کانوں سے سنو اور دل کے کانوں سے بھی سنو یہ راکب دوش مصطفیٰ ہے یہ راحت جاں مرتضیٰ ہے اور یہ لخت جگر زہرا ہے یہ محبوب خدا ہے اور خدا کا پیارا حسین ہے یہ علی کے دل کا سہارا حسین ہے اور فاطمہ کی آنکھوں کا تارا حسین ہے۔

یہ مصر کے شام کے محلوں میں نہیں روم اور ایران کے سنہری تختوں پر نہیں بلکہ عراق کے بیابان میں کھڑا ہے کوفہ کے ریگستان میں کھڑا ہے اور کربلا کے میدان میں کھڑا ہے اور ان کے سامنے کھڑا ہے جو اس کے نانے کا کلمہ پڑھتے ہیں اور عراق میں کھڑا ہے جو اس کے باپ کا دارالحکومت تھا۔ اور اس کوفہ میں کھڑا ہے جس کی جامع مسجد کا امام اس کا باپ تھا اور ان کے سامنے کھڑا ہے جہاں نمرود نے خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا تھا جہاں ہاروت اور ماروت کو ایک اندھے کنویں میں لٹکایا گیا تھا اور جہاں سے طوفان نوح کے دریا ابلے تھے۔ اور آج بچوں کے خون سے اہل وایمان کی شمع جلانے کے لئے کھڑا ہے باطل کے مقابلے میں دین کا پرچم لہرانے کے لئے کھڑا ہے اور نیزے پر چڑھ کر قرآن سنانے کے لئے کھڑا ہے۔

لشکر یزید پر ایک سکوت طاری تھا ہر طرف خاموشی چھا گئی تھی کسی کو جواب دینے کی ہمت نہ تھی امام عالی مقام کی اس یمان افروز تقریر نے حر کی آنکھوں سے غفلت کے تمام پردے اٹھا دیئے۔ اس نے محبت کی نظروں سے امام حسین کی طرف دیکھا حیا آ گئی اور سر جھکا لیا پھر نگاہ اٹھائی شرم آ گئی اور گردن جھکا لی تیسری بار دیکھا تو شمر نے پوچھا۔ حر۔ تم حسین کی طرف بار بار کیوں دیکھ رہے ہو۔ فرمایا۔ ظالمو! مجھے حسین کی پیشانی سے محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور

Marfat.com

نظر آ رہا ہے اور پھر گھوڑے کو دوڑا کر امام حسین کے قدموں میں آ گرا۔ نواسہ رسول نے اٹھایا اور فرمایا۔ حر! کیوں آئے ہو؟ عرض کی آقا اپنے مقتدی ہونے کا حق ادا کرنے آیا ہوں اور گناہ کی معافی لینے آیا ہوں اور اپنے جرم سے توبہ کرنے آیا ہوں اور آپ کے قدموں میں جان دینے آیا ہوں اور عرض کی اے امام عالی مقام قصوروار میں ہوں کہ آپ کو گھیر کر یہاں لایا گنہگار ہوں کہ آپ کو یہاں اتارا۔ مگر واللہ میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ ان کے دل اتنے سیاہ ہو چکے ہیں کہ آپ کو قتل کرنے کے درپے ہو جائیں گے اور آل رسول پر پانی بند کر دیں گے۔

مظلوم کربلا نے حر کو گلے لگایا اور فرمایا خدا تیری توبہ قبول کرے پھر حضرت حر نے یزیدی لشکر کی طرف منہ کیا اور عمر و سعد کو مخاطب کر کے فرمایا لعنت ہے تجھ پر کہ تو دنیا کے لالچ کے بدلے اپنے دین کو بدنام کر رہا ہے اور یزید سے انعام پانے کی خاطر باطل کی حمایت کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہا ہے اور اہل بیت کی دشمنی میں اپنا نامہ اعمال سیاہ کر رہا ہے۔ آ۔ باز آ جا۔ اب بھی وقت ہے اٹھ۔ دوڑ۔ اور امام حسین کے پاؤں پکڑ لے اور اے یزید کی باطل پرستی کا ساتھ دینے والے بے دینو جس فاطمہ کے لال کو تم نے سینکڑوں خطوط اور قاصد بھیج کر اس لئے بلایا کہ ہم آپ کی بیعت کریں گے اور جب وہ آ گئے تو ان کو یزید کی بیعت کے لئے مجبور کر رہے ہیں تمہاری بدعہدی ہے عہد شکنی ہے بے وفائی ہے اب بھی وقت ہے اپنی آنکھوں سے غفلت کے پردے اٹھاؤ اور اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے باطل کا ساتھ چھوڑ کر حق کی حمایت کرو اللہ تمہیں معاف کر دے گا۔

صبح کی نماز کا وقت ہے امام عالی مقام نے پہلے نوافل ادا فرمائے ذکر و اذکار کے بعد حضرت علی اکبر کو اذان دینے کا حکم دیا شبیہ مصطفیٰ نے اذان کہی امام وقت امام حسین نے فرائض امامت ادا کئے اور اللہ والی جماعت نے امام کے پیچھے نماز پڑھی سامنے یزیدی فوج کی تلواریں چمک رہی ہیں نماز محبت ادا ہو رہی ہے فرشتے جھوم اٹھتے ہیں اور اس عظیم نماز کا اجر جمع کرنے کے لئے جھولیاں پھیلا دیں۔ آواز آ رہی ہے۔

Marfat.com

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کے دیواروں کے سائے میں
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے ہیں

امام عالی مقام کے ساتھی حاضر خدمت ہیں آپ نے خیموں کا مشاہدہ فرمایا حسب الحکم سب کچھ درست کر دیا گیا خیمے ساتھ ساتھ کر کے طنابوں میں طنابیں ملا دی ہیں اور خیموں کے ساتھ خندق کھود کر خشک لکڑیوں سے بھر دی گئیں۔ اب سپہ سالار اعظم نواسہ رسول اور فاتح خیبر کا بیٹا اپنی عسکری صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتا ہے آپ کے ساتھ اگر چہ گنتی کے چند ساتھی تھے لیکن آپ نے ان چند افراد پر مشتمل چھوٹے سے لشکر کو بڑی اچھی طرح ترتیب دیا جس کی مثال پوری تاریخ عالم میں نہیں ملتی آپ کے ساتھ بہتر جان باز تھے جن میں بتیس سوار تھے باقی پیدل آپ نے ایک جانب حبیب بن مظاہر اور دوسری جانب زہیر بن قیس کو سالار لشکر مقرر کیا اور حق وصداقت کا حسینی پرچم حضرت عباس بن علی المرتضیٰ کو عنایت فرمایا جب ملکوتی لشکر ترتیب دیا جا چکا تو آپ نے تحیت شہادت کے لئے تیمّم فرمایا اور خود بھی میدان میں تشریف لے آئے

تاریخ رقم ہو رہی ہے بذبح عظیم کی

امام عالی مقام نے میدان کربلا کو دور تک دیکھا تو حد نگاہ یزیدی فوج کا سیلاب نظر آیا پھر اپنے چند ساتھیوں کی طرف دیکھا اور بارگاہ خداوندی میں ہاتھ اٹھا دیئے اور عرض کی کہ اے خداوند قدوس۔ حسین اپنے بے بضاعتی اور بے سروسامانی کے ساتھ حاضر ہے اسے استقامت عطا فرمایا اللہ۔ یہ تیرے غلام تیرے نام کی عظمت کے پرچم کو بلند کرنے کے لئے اٹھے ہیں انہیں صبر کی توفیق دے۔ اے میرے خالق و مالک حسین اس زبردست امتحان میں تیرے فضل ورحمت کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتا۔ یا اللہ مجھ پر اپنا فضل ورحمت فرما۔ الٰہی میں تیرے محبوب کی زلف عنبرین کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے دنیا کے ان ظلمت کدوں میں روشنی کا مینار بنا دے۔

Marfat.com

خدا وندا تیرے دربار میں شبیر حاضر ہے
میری گردن برائے خنجر و شمشیر حاضر ہے
تیرے دربار میں اک التجا شبیر کرتا ہے
الٰہی استقامت کی دعا شبیر کرتا ہے
خدا وندا مجھے اس امتحاں میں کامیابی دے
حضورِ سرورِ عالم میں شرف بازیابی دے

اس دعا کے بعد آپ نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے قرآن مجید کی آیت تلاوت فرمائی
کم من فئته قلیلته غلبت فئته کثیرة باذن الله و الله مع الصابرین . (التوبہ)
کہ بار ہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے اور پھر فرمایا غالب آنے کا انحصار زندگی اور موت پر نہیں غلبہ یہ ہے کہ گردن کٹتی ہے تو کٹ جائے مگر حق و صداقت کے پرچم کو سرنگوں نہ ہونے دیا جائے چند لمحوں کی عارضی زندگی کو راہ خدا پر قربان کر کے ابدی حیات کے مالک بننے کا نام ہے غالب وہی ہے جو ظلم و ستم کے ہر وار کو اپنے سینے پر روکے۔ غالب وہی ہے جو میدان جہاد سے پشت پھیر کر نہ جائے غالب وہی ہے جو حق و صداقت کے تحفظ کے لئے قلت و کثرت کی پرواہ کئے بغیر اپنی جان کی بازی لگا دے غالب وہی ہے جو حق و صداقت کا پیکر بن کر باطل کے سامنے ڈٹ جائے غالب وہی ہے جو ہر مصیبت کو پوری رضا مندی سے قبول کرے غالب وہی ہے جو ظلم و ستم کے طوفانوں کے سامنے صبر و شکر کی چٹان بن جائے غالب وہی ہے جس کا سینہ زخموں سے چور ہو مگر حرف شکایت زبان پر نہ لائے اور انشاء اللہ ہم غالب رہیں گے فتح ہمیشہ حق کی ہوئی ہے ہم جانیں دے کر بھی انشاء اللہ فاتح کہلائیں گے ہر حالت میں فتح ہماری ہوگی اس لئے ہم حق پر ہیں اور حق ہمارے ساتھ ہے۔ اور پھر فرمایا کہ خیموں کے پیچھے خندق کی لکڑیوں کو آگ دے دو تا کہ عقب سے حملہ کی بھی روک ہو جائے اور خیموں کی بھی حفاظت ہو جائے چنانچہ امام عالی مقام

Marfat.com

کے حکم سے لکڑیوں کو آگ لگادی گئی۔

حسینی لشکر اور یزیدی فوج آمنے سامنے

جنگ بدر ہوئی تو لشکر کفار کی تعداد ایک ہزار تھی اور اسلامی لشکر کی تعداد تین سو تیرہ تھی تین گنا فوج سے ٹکرانا بھی بہت بڑی بات تھی لیکن کربلا کے میدان میں شہزادا امام عالی مقام کے مقابلے میں آنے والے شریران امت کی تعداد تین سو گنا زیادہ تھی بہتر کے مقابلے میں بائیس ہزار۔ ایک کے مقابلے میں تین سو۔ تاریخ عالم میں ایک بھی مثال ایسی موجود نہیں کہ فوجوں کی تعداد کی اس نسبت سے باقاعدہ جنگ لڑی گئی ہو شاعر مشرق اقبال تعداد کی اس کثرت وقلت کو یوں بیان کرتے ہیں۔

دشمنان چوں ریگ صحرا لا تعدد

دوستان او بیزداں ہم عدد

بحساب ابجد یزداں کے عدد بھی بہتر ہیں اور امام عالی مقام کے ساتھیوں کی تعداد بھی بہتر تھی معتبر روایات کے مطابق امام عالی مقام کے جسم اطہر پر تیروں اور تلواروں کے زخموں کی تعداد بھی بہتر تھی اور ان کی یہ تعداد دل کے زخموں کے برابر تھی ہر ساتھی کی شہادت کا ایک ایک زخم قلب حزیں کو مجروح کر رہا تھا۔ بہتر زخم جوانوں کے ذبح ہونے کے تھے اور ایک تہترواں زخم معصوم بچے کی شہادت کا تھا وہ معصوم بچہ جو پانی کے چند قطرے چاہتا تھا مگر اسے زہر میں بجھا ہوا تیر ملا۔ یزداں کے عدد بہتر ہیں قوت یزداں کا ظہور حسین کی طرف تھا یہی وجہ تھی کہ حق و باطل کا یہ معرکہ باقاعدہ طور پر قائم ہوا اور اتنی کثیر تعداد تو چند لمحوں میں اتنے آدمیوں کو کاٹ کر پھینک دیتی ہے ان حالات میں باقاعدہ جنگ اور مقابلہ تحیر خیز اور حیرت انگیز ہے۔ مورخ انگشت بدنداں ہیں اور اس کو یکطرفہ کاروائی قرار دینے پر مجبور ہو جاتا ہے مگر اس یکطرفہ کاروائی میں بھی ابن حیدر کرار نے قوت خیبر شکن کا پورا پورا مظاہرہ فرمایا ہے۔ اور کوئی ہوتا تو ان مایوس کن حالات میں دم گھٹ کر مر جاتا مقابلہ کسی اور شخص سے ہوتا تو یزید کی اتنی فوج اپنا ایک شخص

Marfat.com

بھی مروائے بغیر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا مگر ان کا مقابلہ حسین سے تھا اس امام حسین سے جس کے سینے میں محمد کا نور تھا جس کی رگوں میں حیدر کرار کا خون تھا اور جس کے خون میں فاطمہ کے دودھ کی غیرت اور طہارت رچی بسی ہوئی تھی۔

کون حسین۔

خون سے جس کے بہائے شرح محکم ہو گئی
جس کی قربانی سے تنظیم دو عالم ہو گئی
بزم باطل جس کا نعرہ سن کے برہم ہو گئی
جس کی خونیں آستیں ملت کا پرچم ہو گئی
جس کی قربانی سے باطل کا کلیجہ پھٹ گیا
سامنے تھے جو ہزاروں ان میں اکیلا ڈٹ گیا

کون امام حسین۔ جس نے تلواروں کی جھنکار میں پس پردہ مسکراتی ہوئی ابدی زندگی کا پردہ اٹھایا جس نے عروسہ شہادت کے حسن و جمال جہاں آرا کو بے نقاب کیا جس کی موت کے گھونگھٹ میں چھپی ہوئی حیات سرمدی کے رخ سے آنچل اٹھایا جس نے دنیا والوں کو ہمیشہ زندہ رہنے کا سلیقہ سکھایا اور آشکار کرادیا۔

لاکھ ابھرے پر کبھی باطل ابھر سکتا نہیں
موت سے بھی زندہ و جاوید رہ سکتا نہیں

کون امام حسین۔ جن کا دعویٰ تھا کہ حکومت کی پائیداری کا راز روحوں پر حکومت کرنے میں ہے جسموں پر نہیں اور پھر اس نے اس عظیم دعوے کی دلیل بن کر دنیا والوں کو کربلا کے میدان میں دکھا دیا۔ یزید نے حکومت کرنے کے لئے جسموں کا سہارا لیا تھا یزید مر گیا اور اس کی حکومت بھی مر گئی حسین ملک روحانیت کے تاجدار تھے آپ کی سلطنت کا دارومدار مملکت ارواح پر تھا اور پھر آپ کا جسم نازنین کٹ جانے پر بھی ان کی حکومت مومنوں کے قلب اور ارواح پر تھا اور

Marfat.com

ابدالآباد تک رہے گا۔ یزید کا خیال تھا میرے ظلم وستم کی تلوار انسان کامل کا گلا کاٹ دے گی تو انسانیت مرجائے گی مگر خون حسین کا پیغام تھا۔

علم سے انسانیت مجروح ہوسکتی نہیں
جسم ہو سکتا ہے فانی روح مر سکتی نہیں

(نصرت آفریدی)

کون امام حسین جو مینارہ نور اور پیکر استقلال ہے مجسمہ استقامت اور شان رب ذوالجلال ہے کون حسین۔ جس کا عشق بھی بے مثال اور حسن بھی بے مثال جس کی قربانی بھی بے مثال اور عزم بھی بے مثال جسکی قوت۔ قوت لایزال ہے اور جس کا کارنامہ بھی لاثانی اور لازوال ہے

ہاں اب بھی جو مینارہ عظمت ہے وہ حسین
اب بھی جو محو درس شہادت ہے وہ حسین
جس کی نگاہ مرگ عداوت ہے وہ حسین
آدم کی جو دلیل شرافت ہے وہ حسین
واحد جو نمونہ ہے۔ بذبح عظیم کا
اللہ رے انتخاب ۔ خدائے عظیم کا

کون حسین۔ جو تین دن سے بھوکا پیاسا ہے مگر ساقی تسنیم وکوثر ہے جو ریگ زار کربلا میں ذبح ہورہا ہے مگر وارث خلد نعیم ہے جس کی قربانی تفسیر ذبح عظیم ہے جو خاک خون میں لتھڑا ہوا بھی لائق تعظیم ہے جس کا احترام۔ احترام رسول کریم ہے جس کی شان۔ شان رؤف ورحیم ہے اور جنت وکوثر کا نسیم ہے اور کربلا کے محور کا کلیم ہے۔

خون سے جس نے کیا تحریر اس عنوان کو
جان دے کر بھی بچایا۔ دولت ایمان کو

کون حسین۔ جس کے خون کا ہر قطرہ یہ اعلان کررہا تھا

Marfat.com

جان دیتا ہے مسلمان وعدہ دیدار پر
رقص کرتا ہے مجاہد تیغ کی جھنکار پر

کون حسین ۔۔ جو معلم انسانیت ہے اور روح انسانیت ہے جو شان انسانیت ہے اور فخر انسانیت ہے۔

کون حسین ۔۔ جو مرکز ہدایت اور پیغمبر عشق ہے جو مزاج شناس قدرت اور راز دار مشیت ہے جس کا ضمیر ۔ضمیر نبوت اور جس کا خمیر ۔خمیر رسالت ہے جو صاحب معراج نبوت ہے جو وارث تعمیر رسالت ہے جو واقف اشارہ قدرت ہے

غازہ ہے جس کا خون رخ کائنات کا
یہ قطرہ کوہ نور ہے تاج حیات کا

(جوش ملیح آبادی)

کون حسین ۔ جو شرافت کی جان اور امامت کا نور ہے جس کا نقش قدم عاشقوں کا طور ہے۔

کون حسین ۔ جس کے سر اقدس پر امامت کا تاج ہے زیر خنجر جس کی نماز ہے ۔ زمانہ جس کا محتاج ہے اشکوں کے موتی جس کا خراج ہے روحوں پر جس کا راج ہے غریبوں کی جس کو لاج ہے جو معرفت کا سراج ہے اور معراج کی امت کا سراج ہے

کون حسین ۔۔ جس کا ضمیر غیور تھا اور قلب بھی غیور جس کی روح بھی غیور تھی اور جسم بھی غیور جس کی نگاہوں میں غیرت کی بجلیاں تھیں جس کے سینے میں غیرت کا بحر بیکراں تھا۔

کون حسین۔

عزت پہ جس نے سر کو فدا کر کے دم لیا
حق کو ابد کا تاج عطا کر کے دم لیا
صدق و منافقت کو جدا کر کے دم لیا
جس نے یزید کو فنا کر کے دم لیا

Marfat.com

ضو کے جس کے خون سے ذرے دمک گئے

ظلمت کا حلقہ توڑ کے ایمان چمک گئے

کون حسین ۔جس نے روح اسلام کو کفر والحاد کے شکنجے میں جکڑا ہوا دیکھا تو اسے آزاد کرانے کے لئے حجرہ بتول سے نکل کر میدان کربلا میں آ گیا جس نے معبودان برحق کے حضور میں شب و روز سجدے کئے اور اب ان لاکھوں سجدوں کا حاصل وہ سجدہ کرنے کے لئے بے قرار ہو گیا جو تلوار کے نیچے گردن رکھ کر پورا ہو سکتا تھا ہاں ہاں ۔وہی سجدہ عشق و محبت جس میں کیف دیدار بھی ہے اور لذت وصال بھی وہی سجدہ شوق ہے جس سے لطف اندوز ہونے کے لئے گرمیوں میں آگ برستی دوپہر میں جاتے آب خشک کے آب تیغ سے اپنے ہی خون میں لتھڑی ہوئی گرم گرم ریت سے تیمّم کرتا ہے۔

سر کٹا کے سجدے میں کی شرح واسجد واقترب

کتنی ہی ارفع ہے جناب ابن حیدر کی نماز (نور۔ایم۔اے)

کون حسین ۔جس کا بھائی عباس علمدار کے کٹے ہوئے بازو تلوار بن کرامت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو کنارے پر لے آئے ۔کون حسین ۔۔جو کل بھی زندہ تھا اور آج بھی زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا۔

کون حسین ۔جس کے سامنے دشمن کے ہزاروں سپاہی صف بستہ کھڑے ہیں لیکن وہ بغیر اضطراب واضطرار کے اپنے چند ساتھیوں کی صفیں آراستہ کر چکا ہے۔اور خیموں کے پیچھے کھوئی ہوئی خندق میں لکڑیوں کو آگ دے چکا ہے۔

جنگ شروع ہو جاتی ہے

حضرت حر کی جان نثاری

پھر ابن زیاد کا غلام سالم، گھوڑا دوڑاتا ہوا میدان میں آیا۔تلوار چمکائی ۔لہرائی ،

Marfat.com

شہزادہ عالم کو جنگ کے لئے پکارا۔ سیدہ کا لال اٹھا مگر حضرت حر نے پاؤں پکڑ لئے اور عرض کی آقا۔ جان نثار غلام کے ہوتے ہوئے آقا میدان میں نہیں جا سکتا مظلوم کربلا نے فرمایا، حر۔ یہ ٹھیک ہے مگر میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی اپنی جان ضائع کرے حر نے پھر عرض کی مجھے اپنی جان پیاری نہیں۔ ایمان پیارا ہے اور زندگی عزیز نہیں بلکہ دین عزیز ہے اگر دین و ایمان کی خاطر یہ جان جاتی ہے تو جائے مگر ناموس رسالت اور اہل بیت کی حفاظت کے لئے موت آتی ہے تو آئے۔ دشمن جنگ کے لئے للکار رہا ہے اجازت دیجئے امام عالی مقام نے اجازت دے دی اور فرمایا۔ جاؤ خدا تمہاری یہ قربانی قبول فرمائے پہلے تو تمہارا نام ہی حر ہے اب تمہیں دوزخ کی آگ سے بھی آزاد کر دیا۔

حر۔ شوق شہادت میں سرشار جھومتا ہوا آگے نکلا اور عمرو سعد کو مخاطب کر کے فرمایا۔ او دنیا کے ذلیل انسان اب میں وہ حر نہیں ہوں جو امام حسین کو گرفتار کرنے پر مامور تھا اب میں وہ حر نہیں ہوں جو اہل بیت کو گھیر کر لایا تھا اور اب میں راہ حق و صداقت پر قربان ہونے والا حر ہوں۔ دین و ایمان پر جان دینے والا حر ہوں اور امام کے قدموں میں جان نثار کرنے والا حر ہوں اور جہنم کی آگ سے آزاد ہونے والا حر ہوں۔ اور اے بدفطرت کوفیو۔ تم نے نواسہ رسول کو اپنا مذہبی پیشوا بنانے کے لئے بلایا اپنے دین کا امام تسلیم کرنے کے لئے بلایا اور اپنی طریقت پر پیر ماننے کے لئے بلایا اور جب وہ تمہارے وعدوں پر اعتبار کر کے اور تمہاری قسموں پر یقین کر کے آ گیا ہے تو اب اس کو مجبور کرتے ہو کہ وہ ایک فاسق فاجر کو اپنا مذہبی پیشوا تسلیم کرے اب اس کو کہتے ہیں کہ وہ ایک بے دین کو امام بنائے اور اب اس کو تنگ کرتے ہو کہ وہ ایک عیاش اور بدقماش کو اپنی طریقت کا پیر مان لے۔ حالانکہ مذہب ان کے گھر کا ہے اور طریقت ان کے گھر کی ہے۔

نبوت ان کے گھر کی ہے۔ رسالت ان کے گھر کی ہے
شجاعت ان کے گھر کی ہے۔ امامت ان کے گھر کی ہے

Marfat.com

نیابت ان کے گھر کی ہے۔ سیادت ان کے گھر کی ہے

سخاوت ان کے گھر کی ہے۔ شہادت ان کے گھر کی ہے

گنہگارو نہ گھبراؤ شفاعت ان کے گھر کی ہے

بروں کو بخشوا لینا یہ عادت ان کے گھر کی ہے

اس لئے خبردار اب بھی وقت ہے آنکھیں کھولو اور حضرت امام حسین کے چہرے پر حسن مصطفیٰ کے جلوے دیکھو، حق کا ساتھ دو اور ساتھ دے کر جنت کا سودا کر لو آگے بڑھو اور امام حق کے پاؤں پکڑ لو۔ خدا تمہیں معاف کرے گا۔

حر کی اس حقیقت افروز تقریر نے عمر سعد اور کوفیوں کے دل دہلا دیئے کسی کو جواب دینے کی ہمت اور جرات نہ ہوئی جھوٹے تھے بے وفا تھے کیا جواب دیتے لیکن عمر و سعد پکارا ساتھیو۔ کیا دیکھتے ہو اٹھو اور اس نمک حرام کا منہ بند کر دو چنانچہ سالم آگے بڑھا اور سرسراتا ہو تیر حر کے کانوں کے قریب سے گزر گیا حر۔ جوش میں آ گیا اور للکارا۔ او ابن زیاد کے غلام۔ میرا اور تیرا کوئی مقابلہ نہیں تو ابن زیاد کا غلام ہے اور میری ماں نے میرا نام۔ حر۔ آزاد رکھا ہے میں پہلے بھی دنیا کے غم وفکر سے آزاد تھا تو اب تو فاطمہ کے لال نے مجھے جہنم کی آگ سے آزاد کرا دیا ہے تو ابن زیاد کا غلام ہے جا اور جا کر عمر و سعد کو کہہ دے کہ وہ خود مقابلے میں آئے اور میری تلوار کی کاٹ دیکھے دشمن نے آواز دی یہ ٹھیک ہے کہ میں غلام ہوں مگر بہادر ہوں آگے آ اور میری شمشیر کے جوہر دیکھ لے حر نے جوش میں آ کر گھوڑے کو آگے بڑھایا اور ہوا کی طرح سالم کے سر پر پہنچا تلوار بجلی کی طرح چمکی اور پھر سالم کی لاش زمین پر تڑپنے لگی عمر و سعد اس ناکامی کو دیکھ کر پکار اٹھا کہ اے یزید کے نمک حرام خور اور تم میں سے کون بہادر ہے جو حر کو قتل کرے یزید کے دربار سے سونے اور چاندی کے خزانے حاصل کر لے۔

اس لالچ نے حسین بن نمیر کو اندھا کر دیا اور بڑے غرور اور تکبر کے ساتھ تلوار ہاتھ میں لہراتا ہوا مقابلے پر آیا لیکن وہ بھی ابھی سنبھلنے نہ پایا تھا کہ حر نے اس کے بھی دو ٹکڑے کر

Marfat.com

دیئے اور پھر شوق شہادت میں خود بھی یزیدی لشکر پر جا پڑا۔ یزیدی لشکر میں ہلچل مچ گئی اور حر کے ایک ایک حملے سے کئی یزیدی مرنے لگے اور پھر دشمنوں نے یکبارگی ملکر حملہ کیا تیروں کی بارش اور تلواروں کی بوچھاڑ سے حر زخموں کی تاب سے نہ گھبرایا اور زخم پہ زخم کھاتا رہا تھا مگر لڑتا جارہا تھا آخر بے ہوش ہو کر گر پڑا عمرو سعد پکارا حسین اپنے نئے غلام کی لاش لے جاؤ۔ حضرت حسین حر کے پاس پہنچے اور فرمایا مرحبا۔ حر نے آنکھیں کھولیں پھر آخری بار اپنے آقا کو دیکھا اور قدموں میں جان دے دی۔ انا اللہ و انا الیہ راجعون

بنا کر دند خوش رسمے کہ بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کندا یں عاشقان پاک طینت را

پاکستان کے مسلمانو! غور کرو۔ مسجدوں میں اپنے اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھنے والو مقتدیو۔ کہ کسی امام کا مقتدی بن کر اس کا حق ادا کرنے کا طریقہ۔ حر سے سیکھو۔ جس نے امام حسین کے پیچھے صرف ایک نماز پڑھی اور آپ ہیں کہ کسی امام کے پیچھے ساری عمر نمازیں پڑھنے کے بعد اس کی عزت اور آبرو کی خاطر جان دینی تو در کنار اس کا ساتھ دینے کو تیار نہیں۔

حضرت وہب بن عبداللہ کلبی کی شہادت

حضرت حر کی شہادت کے بعد حضرت وہب بن عبداللہ کلبی نے امام حسین سے میدان میں جانے کی اجازت مانگی یہ اپنے قبیلے کا خوبصورت جوان تھا جس کی شادی کو ابھی صرف پندرہ دن ہوئے تھے اپنی تمام امنگوں سے منہ موڑ کر اپنی تمام تمناؤں اور ارمانوں سے منہ موڑ کر اور اپنی تمام خواہشات کو خاک میں ملا کر اور دنیا کی ہر خواہش کو پس پشت ڈالکر اور اپنی نئی دلہن کے سہاگ کا خیال نہ کرتے ہوئے ناموس اسلام کی خاطر قربان ہونے کے لئے تیار ہو گیا شائد یہ جوان دلہن کے سہاگ کو قائم رکھنے کے لئے اس کی بوڑھی ماں نے فرمایا بیٹا میں نے تمہیں جنا ہے میں نے تمہیں پالا ہے میں نے تمہارے لاڈ دیکھے اور مجھے ایک لمحے کے لئے بھی تمہیں آنکھوں سے دور نہ کیا اور میں یہ جانتی ہوں کہ تم میرے دل کا چین ہو میرے

Marfat.com

سینے کا قرار ہو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو اور میرے بڑھاپے کا سہارا ہو اور فرمایا ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اولاد ساری زندگی میں بھی اپنی ماں کا حق ادا نہیں کر سکتی مگر آج تم دین پر قربان ہو جاؤ تو میں سمجھوں گی کہ تم نے ماں کا حق ادا کر دیا ہے بیٹا۔ دیکھتے کیا ہو اٹھو اور میرے سفید بالوں کی لاج رکھ لو اور جاؤ اور میرے دودھ کی لاج رکھ لو بیٹا۔ میں بوڑھی عورت ہو کر بھی یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ ہمارا آقا حسین۔ ایک بہت بڑی مصیبت اور ایک سخت امتحان میں مبتلا ہوں اور میں دیکھتی ہوں تو تم نوجوان ہو کر بہادر ہو کر اور شاہ سوار ہو کر یہ سب کچھ دیکھ رہے ہو تم نے اگر میرا حکم نہ مانا تو پھر تجھے نہ اپنا دودھ بخشوں گی اور نہ ہی قیامت کے دن یہ جرم تمہارا معاف کروں گی اور اگر تم نے انکار کر دیا تو میں خود تلوار لیکر میدان میں جاؤں گی اور عمرو سعد کو بتا دوں گی اور دین وایمان کی حفاظت کے لئے خداوند عالم نے صرف مردوں کو ہی نہیں بلکہ عورتوں کو بھی ہمت دی ہے۔ بوڑھی ماں کی اس دل دہلا دینے والی گفتگو نے حضرت وہب کے سینے میں ایک طوفان برپا کر دیا اور دل میں آگ بھڑک اٹھی جوش میں اٹھے اور بیوی کے پاس گئے اور فرمایا اے رفیقہ حیات میں تمہاری امنگوں کو جانتا ہوں اور سخت مصیبت میں مبتلا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تمہارا سہاگ خدا سلامت رکھے لیکن تمہارے سہاگ کی قیمت بھی میں جانتا ہوں مگر آج دین رسول اور جگر گوشہ بتول پر مصیبت آئی ہوئی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ فاطمہ کے لال کی حمایت میں اور ان کی آن پر اپنی جان قربان کر دوں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ اپنا حق مہر معاف کر دو۔ وفادار بیوی دست بستہ کھڑی ہو گئی اور جواب دیا

میرے سرتاج۔ اگرچہ میں جانتی ہوں کہ تمہاری موت سے میرا سہاگ لٹ جائے گا لیکن اگر میرا سہاگ لٹ کر بھی دین وحق کا علم بلند رہ سکتا ہے۔ تو مجھے منظور ہے اور اگر میرا سہاگ لٹتا ہے تو لٹے مگر عروس ایمان کا سہاگ نہ لٹے اگر اسلام عورتوں کو بھی میدان جنگ میں جانے کی اجازت دیتا تو میں بھی تمہارے شانہ بشانہ ہو کر لڑتی اور یزیدیوں کو بتاتی کہ تمہاری غیر اسلامی حکومت اور شخصی بادشاہت کسی کو بھی منظور نہیں یہ تینوں ماں بیٹا اور نئی دلہن امام مظلوم کی خدمت میں حاضر ہوئے ماں نے پاؤں کی خاک چومی بیٹے نے قدموں کا بوسہ لیا اور دلہن نے سر جھکا دیا

Marfat.com

وہب کی ماں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ۔ وہب میرا ایک ہی بیٹا ہے اور زندگی کا سہارا ہے اور بڑھاپے کا بھی سہارا ہے یہی میری دولت ہے یہی میری کمائی ہے یا امام حسین میری حقیری سی قربانی قبول فرما لو میں یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ عترت پیغمبر مصیبت میں مبتلا ہو اور میرا جوان بیٹا دیکھتا رہے اس لئے میرے اس بیٹے کو نثار ہونے کی اجازت دیجئے۔ نئی دلہن نے عرض کی اے سیدہ کے لال میں جانتی ہوں کہ وہب کی موت سے میرا سہاگ اجڑ جائے گا اور میں اپنے سر کے والی سے محروم ہو جاؤں گی مگر میرے آقا مجھے یہ سب کچھ منظور ہے مگر آپ کی مصیبت دیکھی نہیں جاتی۔ میرے سرتاج کو جہاد میں جانے کی اجازت دیجئے۔ اور اسکے عوض میں اپنا حق مہر معاف کرتی ہوں حضرت وہب حال تک صف بستہ کھڑے تھے بول اٹھے کہ اے ہمارے امام! وہ موت جو اسلام کی سربلندی کے لئے آئے وہ موت نہیں بلکہ وہ زندگی ہے اور جو وہ سر جو ناموس دین کی خاطر کٹے وہ بلند ہے یا امام اجازت دیجئے کہ میں میدان میں جاؤں اور دین کے دشمنوں کو بتاؤں کہ ابھی حق کی حمایت کرنے والے موجود ہیں

تینوں کی اس گفتگو سے اہل خیمہ رونے لگے اور حضرت امام حسین جانتے تھے کہ جو بھی میدان جنگ میں گیا وہ زندہ واپس نہیں آیا اور وہب کی موت سے اس کی بوڑھی ماں کی لاٹھی ٹوٹ جائے گی اور اس کی بیوی کا سہاگ خاک میں مل جائے گا اس لئے فرمایا وہب تمہاری اس عقیدت اور محبت کا بہت بہت شکریہ۔ مگر میں نہیں چاہتا۔ کہ تمہیں موت کے حوالے کر کے تمہاری ماں کا سہارا چھین لوں اور تمہاری بیوی کا سہاگ خاک میں ملا دوں مگر تینوں میں سے کوئی بھی اس بات پر راضی نہیں ہوا اور پھر تینوں نے پاؤں پکڑ کر کہا اور وہب کی ماں نے عرض کی اے امام عالی مقام میرے سہارے آپ ہیں بیوی نے کہا میرے والی آپ ہیں وہب نے کہا کہ میرے امام آپ ہیں اپنے نانا کا واسطہ مجھے نثار ہونے کا حکم دیجئے۔

شہزادہ کونین نے جب وہب کا شوق شہادت دیکھا تو اجازت دیدی اور پھر حضرت وہب نے امام کے قدم چومے اور ماں کے پاؤں کو بوسہ دیا اور بیوی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور گھوڑے کو اشارہ کیا اور پھر دشمنوں کے سامنے ڈٹ گئے سر پر لوہے کا خود تھا اور ہاتھ میں

Marfat.com

فولادی تلوار پشت پر ڈھال تھی اور دوسرے ہاتھ میں نیزہ محکم بن طفیل ایک شامی سوار تھا مقابلے پر آیا اور پھر دو تلواریں لہرائیں نیزے ابھرے چمکے وہ بھی شاہ سوار تھا یہ بھی تجربہ کار تھا وہ یزیدی کتا تھا یہ حسینی شیر تھا وہب نے گھوڑے کو ایڑ لگائی بجلی کے طرح سر پر پہنچے اور پھر فولادی شمشیر اٹھی اور محکم کے سر پر گری وہ خاک میں تڑپنے لگا۔ یزیدی لشکر میں خاموشی چھا گئی اور حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے کہ کون مقابلے میں جائے اور جب وہب نیزہ ہلا ہلا کر للکار رہے تھے اور یزیدی کتو آؤ اور حسینی شیر کا پنجہ دیکھو جب کوئی بھی مقابلے میں نہ آیا تو شوق شہادت میں خود ہی بھوکے شیر کی طرح یزیدی لشکر میں جا پہنچے یزیدی بھیڑیوں میں کھلبلی مچ گئی عمر وسعد پکارا تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم حسین ابن علی کے ایک ساتھی کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور پھر تمام یزیدیوں نے ملکر حضرت وہب پر حملہ کیا ایک تیر آپ کے گھوڑے کی پیشانی پر لگا گھوڑا گر پڑا اور حضرت وہب پا پیادہ ہو گئے زخموں پر زخم کھا رہے تھے مگر ثابت قدم تھے اور اس حالت میں بھی چالیس یزیدیوں کو قتل کر دیا آخر ایک تیر آپ کے سینے میں لگا بے ہوش ہو کر گر پڑے اور دشمنوں نے موقعہ دیکھ کے آپ کا سر تن سے جدا کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

عمر وسعد نے آواز دی حسین اپنے دوسرے ساتھی کی لاش لے جاؤ۔ وہب کی ماں دیکھ رہی تھی اس نظارہ کی تاب نہ لا سکی دوڑی اور اپنے بیٹے کا سر جھولی میں اٹھا لیا۔ سینے سے لگایا اور پھر دلہن کی گود میں ڈال دیا دلہن نے اپنے سرتاج کا سر اپنی گود میں دیکھا تو ایک چیخ ماری اور اپنی جان اپنے سرتاج کے حوالے کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت وہب کی شہادت کے بعد نواسۂ رسول کے جانثار ساتھی اور وفادار غلام کی شہادت تھی اور وفادار غلام اور وفادار خادم یکے بعد دیگرے ناموس اسلام کی حفاظت اور حق وصداقت کی رکھوالی کے لئے اپنے اپنے جوہر دیکھاتے رہے اور قربان ہوتے گئے۔ علی شیر خدا کے نور نظر کے ان وفاداروں اور غلاموں پر ہزار بار سلام ہو۔ جو دین وایمان کی آبرو بچانے کی خاطر جان کا نذرانہ دے گئے فاطمہؓ کے لال کے جان نثار ساتھیوں پر صدقے۔

Marfat.com

حق وصداقت کا علم بلند رکھنے کے لئے قربان ہو گئے۔ نواسہ رسول کے ان وفاداروں کے خون کے ایک ایک قطرے پر فدا۔ جو میدان کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر شریعت مصطفیٰ کی پاسبانی کی خاطر مظلوم کربلا کے قدموں میں شہادت پا گئے ان کی پاک روحوں کو سلام اور ان کی قبروں پر رحمت اور تحسین اب خاندان نبوتؐ کے مقدس قدموں میں صرف اہل بیت اطہار کے چند بوڑھے اور چار جوان اور ایک دو بچے ہی رہ گئے تھے جو نوشتہ تقدیر کو پورا کر کے اور قدرت کے عطا کئے ہوئے مرتبہ شہادت کے ازلی عطیے کو حاصل کر کے کفر و باطل کے اندھیروں سے اپنے خون سے حق وصداقت کی شمع جلا کر وفدیناہ بذبح عظیم کی تفسیر بننے والے تھے جو دنیا کے باطل پرست انسانوں کو یہ بتا کر کہ حکومت صرف اللہ کی ہے قرآن خدا کا ہے اور اطاعت صرف خدا کی ہے اور اس کے رسول کی ہے جو مرتبہ شہادت پر فائز ہونے والے تھے جو یزیدیت کی فسق و فجور کے اندھیروں میں اپنے خون سے شمع حسینیت جلانے کے لئے تیار کھڑے تھے۔

دو ننھے شہزادے عون و محمد کی شہادت

حضرت وہب کی شہادت کے بعد حضرت امام حسینؓ اپنے خیمے میں واپس آئے بی بی شیر بانو اپنی چادر کے دامن سے علی اصغر کو ہوا دے رہی تھیں فاطمہ کے لال نے اپنی ہمشیرہ سیدہ زینب سلام اللہ علیھا سے فرمایا۔ بہن زینب اٹھو اور بھائی حسن کی کمان دو اور نانا مصطفیٰ کی دستار اور بابا علی کی تلوار اور جی بھر کے اپنے بھائی کی صورت دیکھ لو پھر نظر نہیں آؤں گا بہن روتی ہوئی اٹھی اور بھائی کے قدموں پر گر پڑی اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ میرے پیارے بھائی حسین اس نازک وقت اور شدید امتحان کے وقت جبکہ ہماری مظلومی پر آسمان والے بھی رو رہے ہیں بہن اپنے بھائی کے آگے ایک درخواست پیش کرتی ہے اور مجھے امید ہے کہ اللہ کا شیر علی کا فرزند اور سخی ماں کا جایا اپنی بہن کی درخواست قبول کرلے گا۔ نواسۂ رسول نے فرمایا۔ زینب کہو کیا کہنا چاہتی ہو بی بی سیدہ نے عرض کی سیدنا پاک کی حدیث ہے الصدقة ردالبلاد کہ مصیبت کے وقت کوئی صدقہ کرو تو رب کریم اس مصیبت کو ٹال دیتا ہے۔ اور اس سے بڑھکر

Marfat.com

اور کیا مصیبت آئیگی کہ دشمنوں نے ہم پر پانی بھی بند کر دیا ہے۔اور ہمارے بچے پیاسے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ کسی چیز کا صدقہ دیا جائے امام عالی مقام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا میری بہن نانا پاک کی یہ حدیث بالکل درست ہے مگر اس مظلومی اور غریب الوطنی میں میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جسکا مس صدقہ دون ہمارے پاس تو اس وقت پانی کی چند بوندیں بھی نہیں ہیں۔پھر صدقہ کس چیز کا دوں بہن زینب نے عرض کی بھائی حسین آج صدقہ کیلئے پانی کے مشکیزوں کی ضرورت نہیں ہے آج صدقہ دینے کے لئے اپنے دونوں بچے عون ومحمد حاضر ہیں اور دونوں ناموس اسلام کی خاطر قربان ہونے کو تیار ہیں اور بے قرار ہیں اور میں جدھر جاتی ہوں میرے پیچھے پیچھے جاتے ہیں۔امی جان۔ماموں جان سے میدان جنگ میں جانے کی اجازت لے دو۔شہزادہ کونین کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔فرمایا۔کس منہ سے بچوں کو اجازت دوں میں اپنی خاطر اپنی بہن کو بے اولاد نہیں کر سکتا سیدہ زینب نے پھر دامن پھیلا دیا اور عرض کی۔آقا۔میں کتنی خوش نصیب ہوں جسکی اولاد بھائی پر قربان ہو جائے گی۔مجھے تو افسوس ہے کہ میرے دو ہی بچے ہیں اگر ہزار بھی ہوتے تو آج نانا پاک کی شریعت کی لاج رکھنے کی خاطر قربان کر کے میں فخر محسوس کرتی۔یا حسین۔بہن کے سوال کو رد نہ کرو وہ دیکھو دونوں شہادت کیلئے بے قرار ہیں۔

یا حسین۔آج اگر ان کا باپ ہوتا تو سفارش کرتا ماں ہوتی تو حمایت کرتی بھائی ہوتا تو مدد کرتا کروں تو کس کی مدد تلاش کروں فاطمہ کی چار تطہیر کا صدقہ میرے بچوں کو میدان جہاد مین جانے کی اجازت دیں۔مظلوم کربلا نے ایک بار پھر اپنی بہن کو کہا کہ بہن زینب اس ارادے سے باز آ جاؤ اور اپنے بچوں سے کہو کہ وہ خیمے مین جا کر آرام کریں آج ماموں کے پاس سوائے موت کے اور کچھ نہیں اور میں اپنی بہن کی عمر بھر کی کمائی لٹانا نہیں چاہتا!بہن زینب نے پاؤں پکڑ لئے اور پھر دست سوال بڑھایا۔بھائی حسین۔سخی باپ کے بیٹے ہو اور سخی ماں کے لخت جگر ہو اور سخی نانا کے نواسے ہو۔بہن کے کاسۂ گدائی میں خیرات ڈال دو ورنہ میں قیامت کے دن نانا مصطفیٰ کو کیا جواب دوں گی۔باپ علی کو کیا منہ دکھاؤنگی اور ماں فاطمہ کے

Marfat.com

پاس کس طرح جاؤ گی۔ آپ فکر نہ کریں اگر چہ یہ میرے بچے کمسن ہیں۔ نو اور دس سال کے ہیں علی کی شجاعت پر حرف نہیں آنے دیں گے۔ اور کمائی اگر نیک کام کیلئے اور نیک مقصد کے لئے لگتی ہے تو لگنے دو سیدہ نے اپنے بچوں کو اشارہ کیا تو عون ومحمد نے ماموں کے پاؤں پکڑ لئے اور پھر التجا کی۔ ماموں جان آپ ہماری کمسنی پر نہ جائیں ہماری رگوں میں بھی شیر خدا کا خون ہے۔ انشاء اللہ ہم اپنے اپنے چھوٹے تیروں اور چھوٹی چھوٹی تلواروں سے دشمنوں کی صفیں الٹ دینگے اور یزیدی لشکر کو بتا دینگے۔ کہ

علی کا گھر کیا گھر ہے جس گھر کا ہر اک بچہ
جسے دیکھو وہی شیر خدا معلوم ہوتا ہے

امام عالی مقام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بچوں کی اس دلیرانہ گفتگو سے خوش ہو کر فرمایا بہن زینب۔ میری طرف سے اجازت ہے جاؤ اور بچوں کو تیار کرو سیدہ زینب نے بچوں سے کہا کہ ماموں جان کے قدموں میں گر کر شکریہ ادا کرو کہ تمہاری قربانی قبول کر لی گئی۔

سیدہ دونوں بچوں کو خیمے میں لے آئی اپنے ہاتھوں سے کپڑے بدلے آنکھوں میں سرمہ لگایا۔ زلفیں سنواریں۔ بی بی شیر بانو نے پوچھا زینب کیا کر رہی ہو بچوں کو دولہا بنا رہی ہو۔ سیدہ زینب نے کہا کہ کب کا ارمان تھا پورا ہو گیا پھر چھوٹے چھوٹے ہتھیار جسم پر لگائے اور فرمایا۔ بیٹو۔ جس سینے سے دودھ پیا ہے ایک بار اس سینے سے لگ جاؤ عون ومحمد ماں کے کلیجے کے ساتھ لپٹ گئے آنکھیں اشکبار تھیں اور زبان خاموش۔ فرشتے تڑپ اٹھے حوریں مچل اٹھیں اور خدا نے فرمایا۔ جبریل۔ زینب کے حوصلے کو دیکھو سیدہ کا صبر دیکھو اور ماں کا عزم دیکھو اگر مجھے سیدوں کا امتحان مقصود نہ ہوتا تو قیامت تک زینب کا کلاوہ نہ کھلتا سیدہ نے فرمایا بیٹو میں خوش ہوں کہ تم جیسے فرمانبردار، غازی اور جان نثار بچے میرے پیٹ سے پیدا ہوئے اور یاد رکھو اگر عمرو سعد پوچھے کہ کون ہو تو یہ نہ کہنا کہ ہم زینب کے بیٹے ہیں بلکہ یہ کہنا کہ ہم امام حسین کے غلام ہیں میرا نام زبان پر نہ آئے اور علی کی شجاعت کو دھبہ نہ لگے فاطمہ کی

Marfat.com

چادر کو داغدار نہ کرنا نانا مصطفیٰ کی آن کو رسوا نہ کرنا بیٹو۔ تمہاری اس اطاعت گزاری پر زمانہ فخر کرے گا اور تمہاری ماں اس جان نثاری پر ناز کرے گی اور تمہاری اس قربانی پر مسلمان جھوم اٹھیں گے حضرت علی خوش ہوں گے نانا فخر کریں گے اور فاطمہ صدقے جائیں گی ۔ اور نانا مصطفیٰ ﷺ سے حوض کوثر سے پانی پیو گئے جس وقت بچوں نے خیمے پر آخری سلام کے لئے سروں کو جھکایا تو اس وقت خدا ہی جانتا ہے سیدہ زینب کے دل پر کیا گزری ہوگی اور بیٹوں کو یہ کہتے ہوئے رخصت کیا کہ دنیا کی مائیں بچوں کو رخصت کرتے وقت دعائیں دیتی ہیں کہ زندہ جاؤ اور واپس آؤ مگر تمہاری ماں یہ دعا کرتی ہے کہ زندہ جاؤ اور شہید ہو کر آؤ اور پھر یہ کہہ کر الوداع کیا۔

جاؤ بیٹو اللہ حافظ میرا نام نہ لینا

تیرو جن تے آہ نہیں کرنی ظلم شمردا سہنا

حضرت ہاجرہ نے بھی اسماعیل کو قربان ہونے کے لئے رخصت کیا تھا مگر وہ انجام سے بے خبر تھیں لیکن واہ رے سیدہ زینب تیرے حوصلے پر قربان تیرے صبر پر فدا۔ تیرے عزم پر نثار۔ تیرے مضبوط دل پر صدقے ۔ کہ بچوں کی موت سامنے نظر آ رہی ہے بیس ہزار تلواریں منتظر ہیں۔ اور اپنے بیٹوں کے انجام سے بھی باخبر ہیں اور اپنے ہاتھوں سے رضا اور صبر کا دامن نہیں چھوڑتیں ۔ اور پھر دو چھوٹی چھوٹی تلواریں فضائے کربلا میں چمکیں اور چھوٹے چھوٹے نیزے ہوا میں لہرائے فرشتوں نے کہا۔ مرحبا۔ حوریں بولیں آفرین ہے اور روح فطرت جھوم اٹھتی ہے عمر و سعد دیکھتے ہی پکارا کہ یہ تو میں جانتا ہی ہوں کہ تم زینب کے بیٹے ہو اور حسین کے بھانجے ہو مگر خدا معلوم تمہاری بھولی بھالی صورتیں دیکھ کر مجھے تم پر رحم کیوں آ گیا ہے آؤ اب بھی میری طرف آ جاؤ تمہیں پانی کے مشکیزے بھی مل سکتے ہیں اور دنیا کی ہر نعمت بھی مل سکتی ہے۔

عمر و سعد کی اس گستاخی سے عون و محمد تڑپ اٹھے اور جواب دیا کہ او ظالم ۔ جھوٹ نہ

Marfat.com

بک ہم ہرگز زینب کے بیٹے نہیں ہیں اور نہ ہم حسین کے بھانجے ہیں ہم تو امام حسین کے غلام ہیں اور ہماری ماں فاطمہ کی کنیز ہے اور علی کی خادمہ ہے اور اے ملعون جب تجھے نواسہ رسول جگر گوشہ بتول پر رحم نہیں آیا تو ہم پر کیا رحم کرے گا اور ہم تیرے پانی کے مشکیزوں کے محتاج نہیں ہیں ہم تو حوض کوثر کے مالک ہیں اور ہماری ماں نے ہمیں اندر واپس جانے کے لئے نہیں بھیجا ہم تو اللہ کی راہ میں قربان ہونے کے لئے آئے ہیں یہ کفن دیکھو ہمارے سروں پر باندھے ہیں اور ہمیں پانی کے مشکیزوں اور دنیا کی نعمتوں کا لالچ دے کر باطل کی طرف بلانے والے کمینے انسان باطل پرستی کو چھوڑ کر اور یزید کی غیر اسلامی حکومت کے جال سے نکل کر ہماری طرف آ جاؤ تو ہم تیری شفاعت کریں گے اور تجھے جنت میں لے جائیں گے اور آب کوثر کے جام پلائیں گے اور پھر عون و محمد کے نعروں سے زمین کربلا ہل گئی عون نے دائیں جانب سے اور محمد نے بائیں جانب سے حملہ کیا چھوٹی چھوٹی دو تلواریں لشکر یزیدی پر چمکیں اور ہلکے ہلکے نیزے ہوا میں لہرائے اور نو دس سال کے بچوں نے میدان جنگ کا نقشہ بدل دیا جدھر رخ کرتے دشمن گاجر مولی کی طرح کٹ کٹ کر گرتے کسی کا سر نہیں کسی کا بازو نہیں کسی کی لاش تڑپتی ہے اور کوئی بھاگ رہا ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا نواسہ رسول کے بھانجے تھے دودھ زینب کا تھا اور خون علی کا۔ عمر وسعد نے عون و محمد کے اس انداز کو دیکھا تو پکار اٹھا او ساتھیو اگرچہ یہ نو دس سال کے بچے ہیں لیکن ان کی رگوں میں شیر خدا کا خون ہے اگر تم ان کو اس طرح قتل نہیں کر سکتے تو سب ملکر کرو یہ کیا بزدلی ہے تین دن کے بھوکے پیاسوں کو تم ابھی تک ختم نہیں کر سکے۔

اس بدبخت کی گفتگو ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ دونوں لشکر میں پہنچے دشمنوں کے سر تیغ کرتے ہوئے عمر وسعد کے سر پر پہنچ گئے اور کہا کہ ہم نے جو ماں سے وعدہ کیا تھا وہ پورا ہو گیا۔ قریب تھا کہ عمر وسعد کا خاتمہ کر دیتے کہ تیروں اور نیزوں کی بوچھاڑ نے زخمی کر دیا چھوٹے کے سینے میں تیر پیوست ہو گیا اور وہ بے ہوش ہو گیا اور گر پڑا اس کے سینے سے تیر نکالنے کے لئے بڑا بھائی جھکا تو دشمن نے تلوار ماری تو دونوں بھائی تڑپنے لگے عمر وسعد نے آواز دی حسین

Marfat.com

اپنے بھانجوں کی لاش لے جاؤ سیدہ زینب نے آواز سنی تو سجدے میں گر گئیں اور بارگاہ رب العزت میں عرض کی یا اللہ تیرا شکر کہ تو نے میرے بچوں کی قربانی قبول کر لی اور پھر سیدہ نے سجدے سے سر اٹھایا اور ادھر امام پاک نے عون و محمد کی لاشوں کو بہن کی جھولی میں ڈال دیا اور فرمایا بہن تیرے بیٹے قربان ہو گئے۔

حضرت سیدہ زینب نے بچوں کی لاشوں کو دیکھا خون میں ڈوبی ہوئی تھیں سنہری زلفوں میں گرد و غبار اٹا ہوا تھا چہروں پر مٹی جم گئی تھی اپنی چادر سے مٹی جھاڑی گرد و غبار صاف کیا آسمان کی طرف نگاہ کی اور فرمایا اے خالق کائنات یہ ہے میری کمائی جو تیری راہ میں لٹا دی۔ یہ ہے میرا سہارا جو دین کے راہ پر قربان ہو گیا۔ یہ ہے میری دولت جو تیرے محبوب کی شریعت پر قرباں کر دی۔ اے رب ذوالجلال یہ دیکھ جن کو میں آغوش میں لے کر قرآن کی لوریاں سنایا کرتی تھی آج ان کی لاشیں میری گود میں ہیں آج ان کے خون سے میری آغوش رنگین ہو گئی ہے آج ان کے لہو سے میرا دامن سرخ ہو گیا ہے۔

پرودگار عالم۔ میں نے اپنی عمر بھر کی کمائی تیری راہ میں لٹا دی ہے میں نے اپنا چین تیرے دین کی آن پر قربان کر دیا اور میں نے نانا مصطفیٰ ﷺ کی شریعت پر اپنے بچوں کو قربان کر دیا اور اب فریاد سن میری التجا قبول کر میری درخواست منظور فرما۔ میرے بچوں کے خون کا صدقہ قیامت کے دن میرے نانا کی گنہگار امت کو بخش دینا۔

ادھر سیدہ اپنے بچوں کی لاشوں کے ساتھ لپٹ کر زار و قطار رونے لگیں اور کہا اے میرے بیٹو تم میرے دل کا چین تھے میرے سینے کا قرار تھے میری آنکھوں کا نور تھے عون اور محمد خوش قسمت ہو کہ اللہ کی راہ میں قربان ہو گئے اور راہ حق میں شہادت پا گئے ہو اور میں بھی خوش نصیب ہوں کہ تم جیسے نیک بہادر اور جان نثار بیٹے میرے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں اور آج میں خوش ہوں کہ تم نے مجھے دو جہانوں میں خوش کر دیا ہے۔ مگر یہ افسوس بھی ہے کہ مدینے پاک کی مقدس گلیوں میں کھیلنے والو! اور نانا پاک کے روضے کی جالی چومنے والو اور باغ مدینہ کے پر کیف بہاروں میں بلبلوں کی طرح پھولوں کی شاخوں پر مہکنے والو آج میں تمہیں بے گور و

Marfat.com

کفن کوفہ کے ریگستان کے حوالے کر رہی ہوں اور کربلا کی تپتی ہوئی ریت میں دفن کر رہی ہوں اٹھو میرے بچو! ماں کے کلیجے سے لگ جاؤ اٹھو میرے لال ماں کا سینہ ٹھنڈا کر دو اٹھو میرے بچو ماں سے کوئی بات کرو آنکھیں کھولو دیکھو میں تمہاری ماں ہوں زینب تمہیں بلا رہی ہے بولتے کیوں نہیں۔

اور پھر حضرت امام حسین اور حضرت عباس نے دونوں بچوں کی لاشوں کو اٹھایا نہ غسل نہ کفن۔ نہ کوئی چارپائی اور نہ کوئی ساتھ جانے والا۔ عون کو عباس نے اٹھایا اور محمد کو امام حسین ہاتھوں پر اٹھایا اور اور انہیں لتھڑے ہوئے کپڑوں میں لپیٹ کر دفن کرنے کے لئے اپنے خیموں مین لے آئے وہاں خیموں میں کہرام مچ گیا تمام کی چیخیں نکل گئیں سیدہ نے عرض کی یا حسین ذرا ٹھہر جاؤ میں ایک بار پھر اپنے جگر گوشوں کی صورت دیکھ لوں منہ سے خون آلود کپڑے ہٹایئے اور لاشوں سے لپٹ گئیں۔ زلفوں کو چوما لہو کے قطرے اپنی چادر پر ملے اور ایک آہ سرد بھری اور کہا۔ میرے عون و محمد ماں کو اکیلے چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو ماں کی آغوش کو بے اولاد کر کے کہاں جا رہے ہو سیدہ زینب کے ساتھ سب بیبیاں رو رہی تھیں اور کائنات کا ذرہ ذرہ رو رہا تھا امام عالی مقام نے بہن کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب صبر کرو۔ تم خوش قسمت ہو کہ تمہارے لال علی کی شجاعت دکھا گئے فاطمہ کی آن بچا گئے اور نانا کی شان دکھا گئے اور تمہارے دودھ کی لاج رکھ لی۔ اور اس بہادری سے لڑے کہ اپنے تو اپنے دشمن بھی عش عش کر اٹھے بچوں کو رخصت کر وہ دیکھو نانا جان کوثر کا پیالہ لئے کھڑے ہیں وہ دیکھو شیر خدا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ دیکھو حضرت فاطمہ دامن پھیلائے کھڑی ہیں سیدہ زینب نے یہ کہتے ہوئے رخصت کیا عون و محمد جاؤ نانا جان کو بصد سلام کہو نانا اور شیر خدا اور ماں فاطمہ کو اور پھر اور پھر یزید کی طرف منہ کر کے عمر و سعد کو مخاطب کر کے فرمایا قیامت کے دن حساب کتاب ہو گا۔

Marfat.com

حضرت عباس علمدار کی شہادت

سیدہ زینب کے دونوں بچوں کو دفن کرنے کے بعد حضرت امام حسین اور حضرت عباسؓ خیموں میں آئے تو پیاس کی شدت سے بچے رو رہے تھے نبوت کا گھرانہ پیاس کی شدت سے تڑپ رہا تھا ایک دردناک منظر اور پرسوز سماں تھا کہ حشر کی گرمی بھی گنہگاروں کو حوض وکوثر سے جام پلانے والے سید اپنے نانا کی امت کا کلمہ پڑھنے والوں کے ہاتھوں پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے تھے اور قیامت کے دن جنت کی نہر نسیم سے عاصیوں کی پیاس بجھانے والی آل رسول آج کربلا کے میدان میں نہر فرات کے کنارے پیاس سے تڑپ رہی ہے۔ بی بی سکینہ حضرت عباس کے قدموں میں گر پڑی حضرت عباس نے فرمایا بیٹی سکینہ کیوں عرض کی چچا جان میں نے سنا ہے کہ ہم حوض کوثر کے مالک ہیں مگر یہ کیا ظلم ہے کہ آج ہمارے لئے نہر فرات کا پانی بند ہے چچا جان کیا ہم اسی طرح پیاس سے ایڑیاں رگڑتے مرجائیں گے اب زیادہ دیر تک پیاس برداشت نہیں کرسکتی ذرا دیکھو تو سہی میرا حلق کس طرح خشک ہوگیا ہے خدا کے لئے کہیں سے دو گھونٹ پانی پلادو۔

حضرت عباس نے بی بی سکینہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا بیٹی گھبرانا نہیں میں ابھی پانی لاتا ہوں حضرت عباس نے تلوار ہاتھ میں لی سر پر خود پہنا۔ مشکیزہ کندھوں پر رکھا اور گھوڑے کی زین پر سوار ہونے ہی والے تھے کہ امام حسین نے راہ روک لی اور فرمایا کہاں جا رہے ہو عرض کی آقا اب بچوں کی حالت دیکھی نہیں جاتی اور سکینہ کی بے قراری برداشت نہیں ہوسکتی مظلوم کربلا نے فرمایا۔ مجھ پر رحم کرو میری اس چھوٹی سی جماعت کے علمدار ہو اور تمہارے بعد یہ علم کون اٹھائے گا اور تمہارے ہوتے ہوئے مجھے کسی کی پرواہ نہیں تمہارا موجود ہونا میرے لئے حوصلہ کا باعث ہے اس لئے بڑے بھائی پر ترس کھاؤ اور نہ جاؤ نہر فرات پر پہرہ لگا ہوا ہے اب وہاں موت کے سوا کچھ نہیں۔

جناب عباس نے نواسہ رسول کے قدم چومے اور کہا کہ یا حسین میں بھی جانتا ہوں

Marfat.com

کہ اس میدان میں ہمارے لئے موت کے سوا کچھ نہیں مگر وہ موت جو اللہ کی راہ میں آئے وہ موت نہیں زندگی ہے فنا نہیں بقا ہے مرتا نہیں زندہ ہوتا ہے اور ایسی موت پر لاکھوں زندگیاں قربان اور آپ بےفکر رہیں جب تک عباس کے جسم میں جان ہے حق وصداقت کے اس علم کو گرنے نہیں دوں گا مرنے کے بعد بھی اسلام کا یہ علم قیامت تک بلند رہے گا یا امام وہ دیکھو شیر خدا انتظار کر رہے ہیں کہ بیٹا عباس آج اگر تو نے جان بچائی تو کل قیامت کے دن میرے قریب نہ آنا۔ امام مظلوم کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور فرمایا اچھا عباس جاؤ اور پہلے دشمنوں سے پانی طلب کرو شائد کسی اولاد والے کے دل میں رحم آ جائے تو تھوڑا سا پانی دے دے اور بچوں کی جان بچ جائے اجازت ملتے ہی عباس علمدار مرکب تیز پر سوار ہوئے پشت پر ڈھال لٹکائی اور سر پر رومی خود پہنا ہاتھ میں مصری تلوار پکڑی اور کندھوں پر وزنی مشکیزہ اٹھایا گھوڑے کو ایڑ لگائی اور ایک آن میں لشکر اعدا کے سامنے آ گیا۔

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے
رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے

ہاشمی خاندان کے شہزادے نے گھوڑے کی ٹاپوں سے کربلا کی زمین ہل گئی۔ تلوار کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں نیزے کی جنبش سے دشمنوں کے دل کانپ رہے تھے اور شمشیر حیدری کی آب وتاب سے لشکر یزید کے سینے دھڑک رہے تھے۔ عمر وسعد نے عباس کا یہ رعب و دبدبہ اور جاہ وجلال دیکھا تو پکار اٹھا ساتھیو خبردار اب عباس علمدار ہوشیار خبردار۔

اے صل علی کیا سپر شیر خدا ہے
یہ شیر خدا نہیں شمشیر خدا ہے

ہاشمی شہزادے نے یزیدی لشکر کے سامنے ہو کر فرمایا۔ اے باطل پرستو تم جس نبی کا کلمہ پڑھتے ہو اسی نبی کی اولاد سے برسر پیکار ہو اور جس نبی کی شفاعت کے امیدوار ہو اسی رسول کے

Marfat.com

نواسے کے خون کے پیاسے ہواور تم جس گھرانے سے حوض کوثر کے جام پینے کی تمنا رکھتے ہو اسی گھرانے پر پانی بند کر کے ان کے بچوں کو تڑپا رہے ہواور امام حسین آل محمد پر تم نماز میں درود پڑھ کر اپنی نماز قبول کرواتے ہواسی آل محمد کو وضو کے لئے پانی نہیں دیتے۔

میں تم سے ڈر کرنہیں اور اپنی جان بچانے کی خاطرنہیں بلکہ اتمام حجت کے لئے تم سے درخواست کرتا ہوں کہ ہمارے بچوں پر رحم کرواوران کے لئے تھوڑا سا پانی دے دواور میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری اس خدا ترسی کے بدلے میدان حشر کی گرمی میں میں تمہیں آب کوثر کے جام پلاؤں گا حضرت عباس کی اس ایمان افروز تقریر کے بعد بھی پتھر دل انسانوں کے دل پر کوئی اثر نہ ہوااور حریصہ بن زید لشکر سے نکلا اور بولا جو کچھ بھی تم نے کہا ہے ٹھیک ہے مگر آج پانی ملنے کی ایک یہی صورت ہے کہ یزید کی بیعت کا اقرار کرلو حریصہ بن زید کی اس بے حیائی سے ہاشمی خون جوش میں آ گیا اور فرمایا اے لعین اگر ہم نے یزید جیسے فاسق فاجر اور دین کے باغی کی بیعت کرنی ہوتی تو ہم نانا مصطفیٰ کا روضہ چھوڑ کر کربلا کے میدان میں آ کر ڈیرے نہ لگاتے اور تم نے یہ کیسے سمجھ لیا ہے کہ پانی کے چند قطروں کے لالچ میں ہاشمی شہزادوں کی گردنیں باطل کے آگے جھک جائیں گی اور بچوں کی پیاس کو دیکھ کر فاطمی اولاد کے نیزے سر نگوں ہو جائیں گے یاد رکھو ہم اپنی گردنیں حق کی خاطر کٹوا سکتے ہیں مگر باطل کے آگے جھکا نہیں سکتے اور اپنی جانیں دین کی خاطر قربان تو کر سکتے ہیں مگر ایک بے دین کی بیعت نہیں کر سکتے۔

ظالمو! ہم تو اپنے خون سے دین کی شمع جلانے کے لئے آئے ہیں اپنے لہو سے گلشن اسلام کی آبیاری کرنے کے لئے آئے ہیں اور قرآن کے دشمنوں کو نیزے پر چڑھ کر قرآن سنانے آئے ہیں جاؤ۔ پانی دو۔ نہ دو مگر ہم سے یزید کی بیعت کی توقع نہ رکھو۔ حضرت عباس علمدار کی اس حقیقت افروز گفتگو سے لشکر یزید میں سناٹا چھا گیا کسی کو جواب دینے کی ہمت نہ رہی۔ شمر بولا اے ہمارے سردار، آپ فکر نہ کریں میں جانتا ہوں اور ابھی عباس کو ساتھ لاتا ہوں اس لئے کہ عباس میرا بھائی ہے اور اس طرح کہ ام البنین بنت خرام جو حضرت علی کے

Marfat.com

نکاح میں تھیں شمر کی حقیقی پھوپھی تھیں اور عباس انہی کے بطن سے پیدا ہوئے اتنا کہہ کر شمر آگے بڑھا اور عباس کے آگے آ کر کھڑا ہو گیا کہنے لگا اے عباس میں عمر وسعد کی طرف سے ایلچی بن کر تمہارے پاس آیا ہوں تم میرے بھائی ہو اس لئے میں نے تمہارے لئے امان مانگی ہے ادھر آ جاؤ اور اپنی جان بچاؤ تمہیں پانی بھی مل سکتا ہے اور لعل و جواہرات بھی۔ شمر کی اس بے ہودگی سے حضرت عباسؓ کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ فرمایا او شمر یہ ٹھیک ہے کہ تم میرے بھائی ہو مگر دین شریعت اور حق وصداقت کے مقابلے میں ایک بھائی کی کوئی حیثیت نہیں اور پانی کا لالچ دے کر لعل و جواہر کی ہوس دلا کر مجھے ضلالت اور گمراہی کی طرف بلا رہے ہو تو ہماری طرف آ جا ہم تمہیں دین وایمان کی دولت سے مالا مال کریں گے اور نہر فرات کے بجائے حوض کوثر تیرے سپرد کریں گے اور حضرت مسلم بھی ایلچی بن کر کوفہ گئے تھے مگر تم نے ان کو اور ان کے بچوں کے ساتھ جو ظلم کیا تھا قیامت تک کے مسلمان ان پر لعنت بھیجتے رہیں گے اور اسلام میں کسی ایلچی کو قتل کرنا جائز ہوتا تو آج تمہاری لاش بھی اسی خاک پر تڑپتی ہوتی اتنا کہہ کر حضرت عباس نے اپنے گھوڑے کو ذرا سی جنبش دی تو شمر کتے کی طرح بھاگ نکلا اس اتمام حجت کے بعد حضرت عباس علمدار نے اپنے مرکب تیز کو اشارہ کیا اور چاروں قدم اٹھا اور ہوا ہو گیا اور حضرت عباس صفوں کو چیرتے ہوئے ہر طرف قتل عام کرتے ہوئے نہر فرات کے کنارے پہنچ گئے پیاس سے نڈھال ہو چکے تھے پانی کا چلو بھر پینے لگے تو سکینہ کی پیاس یاد آ گئی پانی پھینک دیا کہ بچے پیاس سے تڑپیں اور میں پانی پی لوں گھوڑے کا منہ پانی میں کیا کہ پی لے مگر اس نے نہ پیا اور زبان حال سے عرض کی حضور میں اگرچہ حیوان ہوں مگر اہل بیت کی صحبت کے اثر سے اتنی پہچان رکھتا ہوں کہ آل مصطفیٰ کے مقابلے میں میری پیاس کی کوئی حقیقت نہیں ہے پھر آپ نے مشکیزہ بھرا کندھوں پر رکھا اور خیموں کی طرف دوڑ پڑے پہرہ داروں نے حضرت عباس کا راستہ روکا مگر اللہ کے اس شیر نے جدھر رخ کیا دشمن کی صفیں الٹ دیں اپنے برق رفتار گھوڑے کو لگام دی پہلی ہی جست میں خیموں کے قریب پہنچے عمر وسعد چلایا کہ بنو امیہ کے بہادرو۔ تمہاری بہادری کہاں گئی۔ خبردار! اگر پانی کا یہ مشکیزہ بنو فاطمہ کے

Marfat.com

خیموں میں پہنچ گیا تو قیامت تک جنگ ختم نہیں ہوگی اور بہت ممکن ہے کہ اولاد فاطمہ کے یہ چند سپاہی دنیا سے ہمارا نام ونشان مٹا دیں ہمت کرو آگے بڑھو اور تم میں سے کون ہے جو عباس کو قتل کرے اور اور سونے چاندی کے خزانوں سے مالا مال ہو جائے۔عمر و سعد کے اس لالچ دینے پر حریصہ بن زید اندھا ہو گیا اور اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی حضرت عباس کا راستہ روک کر تلوار کا وار کیا مگر تلوار اس ہاشمی جوان کی ڈھال سے ٹکرا کر دو ٹکڑے ہو گئی اور حریصہ کا ہاتھ ہاشمی جوان کے ہاتھ میں تھا آپ نے جھٹکا دیا اور حریصہ گھوڑے سے گرنے ہی والا تھا کہ پیچھے سے ایک ظالم نے برچھے کا وار کیا ہاشمی شہزادے نے پلٹ کر تلوار ماری کہ اس یزیدی کے دو ٹکڑے ہو گئے اور راستہ صاف ہو گیا اور آپ للکارتے ہوئے پھر خیموں کی طرف دوڑ پڑے۔

حضرت حسین اپنے بھائی کا جذبہ دیکھ کر خیمے سے باہر کھڑے داد دے رہے تھے سیدہ زینب پردے کے پیچھے کھڑی ہاشمی تلوار کی کاٹ دیکھ رہی تھیں اور بچی سکینہ انتظار کر رہی تھیں کہ چچا عباس اب پانی لے کر آئے۔اور جب عباس دشمنوں کے نرغے سے نکل کر خیموں کی طرف دوڑے تو سکینہ خوشی سے اچھل رہی تھیں وہ دیکھو چچا جان پانی کا مشکیزہ لے کر آئے مگر سکینہ کی خوشی فوراً ہی ختم ہو گئی جبکہ ایک شقی نے آگے بڑھ کر عباس علمدار کو تلوار ماری جس سے ان کا دایاں بازو کٹ گیا آپ نے مشکیزہ بائیں ہاتھ میں لیا اور نکلنے کی کوشش کی مگر ایک اور ظالم نے وار کیا جس سے بایاں بازو بھی کٹ گیا آپ نے مشکیزے کا تسمہ دانتوں میں پکڑ لیا۔اور دوڑے کہ کسی طرح پانی کا یہ مشکیزہ خیموں تک پہنچ جائے مگر نوشتہ تقدیر اور منشا الہٰی یہی تھا کہ حوض کوثر کے مالک آج پیاسے ہی شہید ہو جائیں۔

عمر و سعد نے پھر آواز دی کہ ساتھیو مشکیزے کو چھلنی کر دو چنانچہ تیروں کی بارش ہونے لگی۔اور عمر و الحجاج کی مسلسل تیر اندازی سے مشکیزہ پھٹ گیا اور سارا پانی بہہ گیا۔ادھر عباس علمدار بازو کٹوا چکے تھے اور ادھر سیدہ زینب نے حضرت عباس پر تیروں کی بارش ہوتی دیکھی اور بازو قلم ہوتے دیکھے تو پکار اٹھیں۔اور پھر ظالموں نے چاروں طرف عباس کو گھیر لیا ار تیروں، تلواروں، نیزوں پر وار ہونے لگے۔علی کا لال زخموں سے چور ہو کر گھوڑے کی زین

Marfat.com

سے گرا اور آواز دی یا حسین مجھے سنبھالنا امام عالی مقام دوڑ کر پہنچے اور عباس کو جھولی میں بٹھایا ابھی کچھ سانس باقی تھے فرمایا عباس کوئی بات کرو عباس نے آنکھیں کھولیں عرض کی یا امام عالی مقام بیٹی سکینہ سے کہنا کہ مجھے معاف کر دے کہ اس کا وعدہ پورا نہ کر سکا اور امام پاک کی گود میں جان دے دی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

مظلوم کربلا میدان کربلا سے عباس علمدار کی لاش اپنے کندھوں پر رکھ کر خیموں میں لے آئے اور بچی سکینہ کے آگے رکھ دی اور فرمایا یہ ہے تمہارا بہشتی جو تمہارے لئے پانی کا مشکیزہ لینے گیا تھا لیکن لا نہ سکا بیٹی اسے معاف کر دو۔ خیموں میں ایک حشر برپا ہو گیا عباس علمدار کی موت نے امام عالی مقام کی کمر توڑ دی اور ان کی تمام امیدوں پہ پانی پھر گیا۔

حضرت قاسم کی شہادت

حضرت عباس علمدار کی لاش کو دفن کرنے کے بعد امام مظلوم واپس خیموں میں آ گئے جنگ کی تیاری اور اپنے جسم پر ہتھیار لگا ہی رہے تھے کہ امام حسین کا لال شہزادہ قاسم دست بستہ کھڑا ہو گیا اور عرض کی چچا جان کیا میں اہل بیت سے نہیں ہوں فرمایا بیٹا کیوں نہیں ابن حسن نے پھر کہا تو پھر مجھے شہادت کا مرتبہ حاصل کرنے سے محروم کیوں کیا جا رہا ہے میں اس وقت تک انتظار ہی میں ہوں کہ آپ خود مجھے جنگ میں جانے کا حکم دیں گے آپ نے مجھے بیگانہ سمجھ کر دین پر قربان ہونے کی سعادت سے محروم کیوں کیا جا رہا ہے آج میرا باپ زندہ ہوتا تو آپ ایسا نہ کرتے تو وہ خود ضرور اجازت دے دیتے مگر کیا کروں کس طرف جاؤں اور کس کو کہوں بی بی زینب سے کہتا ہوں تو وہ منہ پھیر لیتی ہیں چچی جان سے درخواست کرتا ہوں تو وہ خاموش ہو جاتی ہیں بھائی اکبر سے التجا کرتا ہوں تو وہ جواب نہیں دیتے آپ نے بھی ابھی تک کوئی خیال نہیں کیا چچا جان مجھے بھی جنگ میں جانے کی اجازت دے کر اپنے سخی ہونے کا

Marfat.com

ثبوت دیں جگر گوشہ رسول نے حسن کے لال کو سینے سے لگایا آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور فرمایا بیٹا تمہیں دیکھ کر بھائی کی صورت سامنے آ جاتی ہے تم میرے بھائی کی نشانی ہو تمہارے باپ نے آخری وقت تمہارے حق میں مجھے وصیت کی تھی کہ میرا بیٹا قاسم تمہارے پاس امانت ہے خیانت کیسے کر سکتا ہوں جاؤ بیٹا آرام کرو اور اپنے چچا جان پر رحم کرو۔ نور نظر حسن نے عرض کی قبلہ یہ تو ٹھیک ہے لیکن آج اگر میں اپنی جان بچا گیا تو کل قیامت کے دن اپنے باپ کو اپنی صورت نہ دکھا سکوں گا اور اس وقت میں دادی فاطمہ کو کیا جواب دوں گا جب انہوں نے پوچھا قاسم میدان کربلا میں جب میرا پیارا حسین مصیبت میں مبتلا تھا تو اس وقت تم نے میرے بیٹے کی کیا مدد کی تھی اور پھر جب نانا مصطفیٰ نے فرمایا کہ حسن کے بیٹے قاسم کو لاؤ جو حق و باطل کے معرکے میں اپنی جان بچا گیا تھا تو دربار مصطفیٰ میں میں کیا جواب دوں گا اور کون سا منہ لے کر جاؤں گا۔

یا امام دیکھو عون و محمد قربان ہو گئے چچا عباس شہید ہو گئے حر اور وہیب جو بیگانے تھے وہ قربان ہو گئے مگر میں ابھی تک منہ دیکھ رہا ہوں چلو مجھے اپنا سمجھ کر نہ سہی بیگانہ جان کر اجازت دے دیں سیدہ زینب پاس ہی کھڑی تھیں قاسم کی اس گفتگو سے تڑپ کر رہ گئیں اور فرمایا قاسم تمہارے باپ نے آخری وقت ایک تعویذ گلے میں ڈالا تھا کہ اس کو کسی مصیبت کے وقت کھولنا اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہو سکتی ہے کہ بچے گرمی کی شدت میں پیاس سے تڑپ رہے ہیں اور دشمن اہل بیت کے خون کے پیاسے ہیں۔ لاؤ! میں اس تعویذ کو کھولوں سیدہ نے قاسم کے گلے سے تعویذ کھولا اور پڑھا اس میں ایک خط تھا جو امام حسین کے نام تھا لکھا تھا۔ بھائی حسین! میدان کربلا کے حق و باطل کے معرکے میں میرے بیٹے قاسم کو بھی شہید ہونے کی اجازت دے دینا۔ تاکہ یہ بھی دین و ایمان کی خاطر میرا خون بھی شامل ہو جائے۔ بی بی زینب دوبارہ حضرت قاسم کو امام کی خدمت میں لے آئیں اور عرض کی بھائی جان اب تو قاسم کو اجازت دینی ہی پڑے گی علی کے لاڈلے نے فرمایا اور امام حسن کا خط امام حسین کے آگے رکھ دیا خط پڑھ کر امام حسین زار و قطار رونے لگے پھر فرمایا۔ جاؤ بیٹا! اب

Marfat.com

تمہیں اجازت ہے مگر ذرا میرے سامنے آ کر کھڑے ہو جاؤ تا کہ میں آخری بار اپنے بھائی حسن کی نشانی دیکھ لوں۔

حضرت قاسم نے پھوپھی کا شکریہ ادا کیا اور امام پاک کے قدم چومے ہتھیار پہنے آخری بار سب کو سلام کیا پھر اسلام کا نعرہ لگاتے ہوئے میدان میں جا پہنچے اور فرمایا او ظالمو عون و محمد نے تمہیں نہیں بتایا تھا کہ ہم کون ہیں آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ میں کون ہوں؟ .

امام حسن کا بیٹا ہوں پوتا مرتضیٰ کا ہوں
ہے۔دادی فاطمہ میری نواسہ مصطفیٰ کا ہوں
.یہ قاسم نام ہے میرا قاسم کوثر لقب میرا
جہاں میں سب سے اونچا دیکھ لو حسب و نسب میرا
ہمارے گھر فرشتے بھی اجازت لے کے آتے تھے
جو آرام کرتے تھے انہیں جھولا جھلاتے تھے
ہوا کیا آج جو میں تین دن سے پیاسا ہوں
مگر جان لو۔ پھر بھی محمد کا نواسہ ہوں
میں آیا ہوں تمہارے سامنے ایمان پر مر مٹنے
نبی کی شان پر مرنے علی کی آن پر مرتے

پھر آپ نے یزیدی لشکر کو دعوت دی۔ عمرو سعد نے دیکھا تو بول اٹھا۔ بہادرو! خبردار! یہ علی کا پوتا اور حسن کا دلبند ہے ایک ایک کر کے اس کے مقابلے میں نہ جانا۔ آپ نے تین بار للکارا مگر کسی کو مقابلہ میں آنے کی جرات نہ ہو سکی لیکن آپ نے خود ہی میسرہ کے لشکر پر حملہ کر دیا اور ایسی شان حیدری دکھائی کہ فرشتے بھی مرحبا پکار اٹھے اور پھر میمنہ پر بجلی کی طرح گری اور دشمن کی صفیں الٹ دیں حسن کے لال کی تلوار تھی جو بجلی کی طرح کوند رہی تھی جس طرف گرتی کو فیوں کو خاک میں ملا دیتی میمنہ سے رخ موڑا تو قلب لشکر میں جا پہنچے تازہ دم ہونے کے

Marfat.com

لئے دشمن کی صفوں سے باہر نکل آئے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور بارگاہ رب العزت میں دعا کی کہ اے ذبیح اللہ کے لئے مکہ کی پتھریلی زمین سے آب زمزم کا چشمہ جاری کر دینے والے خدا اور اے میدان بدر میں توحید و رسالت کے پرستاروں کے لئے آسمان سے پانی برسانے والے مالک اگر نہر فرات کا پانی ہماری قسمت میں نہیں آسمان سے ہی دو قطرے برسا دے اور میرے حلق میں ڈال دے اور میں پھر تیری دنیا کو بتا دوں کہ حق کی تلوار جب میان سے نکلتی ہے تو پھر اس وقت تک میدان میں نہیں جاتی جب تک کفر و باطل کو ختم نہ کر دے مگر ہاشمی شہزادے کی التجا قبول نہ ہو سکی اور پردہ غیب سے آواز آئی کہ اے امام حسن کے لال میں بھی اگر چاہوں تو خاک کربلا سے چشمے ابال سکتا ہوں اور کوفہ کے اس ریگستان سے بھی آب حیات پیدا کر سکتا ہوں مگر یہ تو نوشتہ تقدیر ہے جسے تم آج ادا کر رہے ہو اور یہ منشا الٰہی جسے تم پورا کر کے باطل پرستی کی دیواریں ہلا رہے ہو اگر پیاس بجھانے کی تمنا ہے تو حوض کوثر پر پہنچ جاؤ۔

عمرو سعد نے امام حسن کے بیٹے کا یہ انداز جنگ دیکھا تو گھبرا کر چلایا اے شام و عراق کے بہادرو آج تمہاری جرات اور بہادری کہاں غائب ہو گئی اور تم میں سے کوئی اٹھے اور قاسم کو قتل کرے اس کے انداز جنگ اور اسکی جرات اور شاہ سواری سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تین دن کا بھوکا اور پیاسا نہ ہوتا تو اس کی تلوار اس وقت تک سب کا خاتمہ کر دیتی اور پھر ارزق سے کہا کہ اس لشکر یزید میں تم سب سے زیادہ بہادر اور تجربہ کار ہو اس لئے قاسم کے مقابلے میں تم جاؤ ارزق نے جواب دیا کہ اس چھوٹے سے لڑکے کے مقابلے میں جانا میری توہین ہے عمرو سعد نے کہا کہ اس کے لڑکپن کو نہ دیکھو یہ دیکھو کہ یہ حسن مجتبیٰ کا بیٹا ہے اور شیر خدا کا پوتا ہے اس کے ہاتھوں میں شمشیر حیدری ہے اور اس کی رگوں میں بھی علی کا خون ہے ارزق نے جواب دیا اچھا اگر اس کا قتل میرے ذمہ ہے تو پہلے میں اس لڑکے کے مقابلے میں اپنے لڑکے کو بھیجتا ہوں وہ بھی بڑا شاہ سوار ہے الغرض ارزق کا لڑکا بڑے ہی تکبر اور غرور کے ساتھ نیزہ ہوا میں لہراتا ہوا میدان میں آیا اور حضرت قاسم کو آواز دی کہ ہمت ہے تو میرے سامنے آ۔ تو پھر یکا یک دو تلواروں کی جھنکار سے فضائے کربلا جھوم اٹھی حضرت قاسم نے نیزہ مارا جو اس کی

Marfat.com

ٹانگ پر لگا وہ لڑ کھڑاتا ہوا گھوڑے سے گر پڑا جناب قاسم فوراً گھوڑے سے اترے اور اس کے لمبے لمبے بالوں کو اپنے ہاتھوں سے لپیٹ کر دور گھما کر اس زور سے زمین پر مارا کہ اس کی ہڈیاں اور پسلیاں ٹوٹ گئیں اور اس کی قیمتی تلوار کو پکڑ لیا۔

پھر ارزق کا دوسرا لڑکا میدان میں آیا وہ بھی جناب قاسم کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا اور پھر تیسرا لڑکا آیا تو ہاشمی جوان کا نیزہ سینے سے پار ہو گیا اور پھر چوتھا لڑکا آیا تو حضرت قاسم نے اس کے بھی دو ٹکڑے کر دیئے پھر ارزق کی آتش غضب بھڑک اٹھی اور پھر ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر فولادی تلوار ہاتھ میں لہراتا ہوا مقابلے پر آیا اور آتے ہی ہاشمی شہزادے کو نیزہ مارا علی کے بہادر پوتے نے وار بچا لیا ہاشمی جوان نے تلوار ماری ارزق نے روک لی ارزق نے پٹہ گھمایا قاسم نے داؤ بچایا قاسم نے تلوار ماری ارزق نے ڈھال پر رکھی ارزق نے زنجیر کی گرہ ماری قاسم نے کھول دی قاسم نے بند باندھا ارزق نے توڑ دیا۔ پھر ایک دوسرے پر تلواروں کے وار ہونے لگے ہاشمی جوان نے تلوار اٹھائی تو ارزق دیکھ کر کہنے لگا کہ قاسم یہ تلوار تو میری ہے تمہارے ہاتھ کہاں سے آ گئی حضرت قاسم نے فرمایا تمہارا بیٹا پہلا دے گیا ہے پھر قاسم نے ارزق سے فرمایا تم بڑے بہادر اور شہ زور ہو اور تمہاری بہادری اور شہ زوری کی دھوم ہے اور شام و عراق تک مشہور ہے مگر اتنے بے وقوف ہو کہ گھوڑے کی تنگ کا بھی ہوش نہیں ارزق دھوکہ کھا گیا اور شرمندہ ہو کر تنگ کو دیکھنے لگا اور جھکا تو حسن کے لال نے فوراً تلوار اٹھائی اور ارزق کی گردن پر ماری اور وہ گردن اس سے جدا ہو کر زمین پر جا گری اے قاسم تیری شجاعت پر قربان، تیری ہمت اور جرات پر فدا، تیرے حوصلے پر نثار، اور تیرے انداز جنگ پہ صدقے، کاش تمہیں کہیں سے پانی کے دو قطرے مل جاتے اور پھر تیری شمشیر حیدری سے شکست خوردہ، باطل نہ اٹھ سکتا ہاشمی شہزادہ لشکر یزید کے میسرہ پر بھی عقاب کی طرح جھپٹا میمنہ پر بھی بجلی کی طرح چمکا قلب لشکر میں بھی شیر کی طرح پنجہ زن ہوا ارزق کے چاروں لڑکوں کو بھی قتل کیا اور پھر ارزق کو بھی واصل جہنم کیا مگر ابھی تک قاسم کے جسم پر خراش تک نہیں آئی اور پھر لشکر یزید کی طرف دیکھا تو سامنے عمر و سعد بیٹھا نظر آیا اس کو قتل کرنے کے ارادے سے پھر لشکر

Marfat.com

میں گھس گئے لیکن چاروں طرف دشمنوں میں گھر گئے اور پھر تلواروں اور برچھیوں کی بوچھاڑ سے ۲۷ زخم آپ کے جسم پر آئے اور شیث بن سعد نے آپ کے سینے میں نیزہ مارا جو پار ہو گیا اور آپ اسپ تازی سے فرش زمین پر آ گئے اور گر پڑے اور پکارا یا امام مجھے سنبھالنا امام عالی مقام نے قاسم کی آواز سنی تو بے تابانہ دوڑ کر پہنچے تو خاک اور خون میں تڑپ رہا ہے لاش کو کندھوں پر اٹھایا یا خیموں میں لے آئے اور اپنی گود میں رکھ کر رونے لگے بیبیاں بھی دھاڑیں مار کر رونے لگیں۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

شہادت

حضرت امام حسن کی امانت حضرت قاسم کو خاک کربلا میں سپرد کر کے امام پاک خیموں میں آئے تو دیکھا اپنا لخت جگر ہتھیار لگائے میدان کربلا میں جانے کے لئے تیار کھڑا ہے آپ نے فرمایا جان پدر! اپنے بوڑھے سے باپ کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو شہزادے نے عرض کی جہاں عون و محمد گئے اور قاسم و عباس گئے قبلہ حضور اجازت دیجیے مظلوم کربلا نے ایک پرسوز آہ بھری اور فرمایا بیٹا تم شبیہ مصطفیٰ ہو تمہیں دیکھ لیتا ہوں تو نانا کی پاک صورت سامنے آ جاتی ہے میں اس تنہائی کو ضائع نہیں کرنا چاہتا شہزادہ علی اکبر نے جواب دیا۔یا حضور! جس نانا پاک کا میں ہم شکل ہوں انہوں نے بھی میدان احد میں دین حق کی سربلندی کے لئے دانت مبارک شہید کرائے تھے ہم شکل مصطفیٰ کو اپنے نانے پاک کی سنت کیوں نہیں ادا کرنے دیتے اور یہ ہے وہ چادر جس سے دادی فاطمہ نے نانا پاک کے خون کو صاف کیا تھا سنو ابا جان آج دادی جان نہیں ہیں پھوپھی بھی تو انہیں کی بیٹی ہیں۔اس وقت دادی جان نے اپنے باپ کا خون صاف کیا تھا آج ہم شکل مصطفیٰ کا خون ان کی بیٹی زینب دھوئے گی۔

نواسہ رسول اپنے لخت جگر کی یہ معنی خیز گفتگو سن کر حیران رہ گئے اور فرمایا بیٹا

Marfat.com

تمہارے ان ارادوں پر قربان، مگر میں ان آنکھوں سے اپنے جوان بیٹے کی لاش نہیں دیکھ سکتا ۔ابا حضور! اجازت دیجیے بیٹا پہلے مجھے جانے دو شہزادہ علی اکبر نے عرض کی ابا حضور اگر آپ کی آنکھیں جوان بیٹے کی لاش نہیں دیکھ سکتے تو اٹھارہ سال کا جوان بیٹا بھی اپنے بوڑھے باپ کے سر کو نیزے پر نہیں دیکھ سکتا۔ابا حضور! اجازت دیجیے کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن نانا جان اپنے دربار سے دھکار دے کر نکال دیں دادی اماں دیکھ کر منہ پھیر لیں اور شیر خدا بزدلی کا طعنہ دیں اور آج آپ نے مجھے حق وصداقت کی حفاظت کی خاطر شہید ہونے کی اجازت نہ دی تو بہت ممکن ہے کہ کہیں آیندہ آنے والی نسلیں آپ پر یہ الزام نہ لگائیں کہ حسین نے اپنی بہن کے بچوں کو شہید کرادیا اور بھائی حسن کے بیٹے کی قربانی تو دے دی لیکن جب اپنے لخت جگر کی باری آئی تو گھبرا گئے سیدہ کے لال کی آنکھیں پرنم ہوگئیں اور فرمایا تجھے اجازت دینے کا حق مجھے نہیں ہے تیری پھوپھی زینب کو ہے جس نے اپنے دنوں کا چین اور راتوں کی نیند حرام کر کے پالا ہے۔

علی اکبر آگے بڑھے اور پھوپھی زینب کے پاؤں پکڑ لئے اور عرض کی پھوپھی جان میں جانتا ہوں کہ آپ نے مجھے نہایت محبت سے پالا ہے مگر آپ نے اپنے بچوں کو خوشی سے قربان کر دیا اور ان کے لئے آپ نے اجازت بھی لے لی مگر میرا کیا قصور ہے کہ مجھے اس مرتبہ شہادت سے محروم کیا جارہا ہے خدا کے لئے میری بھی سفارش کریں سیدہ نے کلیجہ تھام لیا اور فرمایا علی اکبر! میں نے آج تک ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی آنکھوں سے تجھے اوجھل نہیں ہونے دیا مگر میں آج ہمیشہ کے لئے تجھے اپنی آنکھوں سے کس طرح دور کروں۔ اتنا کہا اور ایک آہ بھری اور زہرا کی جائی بے ہوش ہوگئی حضرت شیر بانو پاس کھڑی تھیں بار بار اپنے دامن سے اپنے آنسو صاف کر رہی تھیں فرمایا پھوپھی جان کے منہ پر اپنا منہ رکھ دو تا کہ اس کی خوشبو سے انہیں ہوش آجائے عرض کی۔ امی جان! علی اکبر کا منہ اس قابل نہیں کہ سیدہ پاک کے منہ پر رکھوں اور شہزادے نے اپنا سر پھوپھی کے قدموں میں رکھ دیا سیدہ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا علی اکبر جاؤ مگر باطل کو حق پرستی کے معنی سمجھ میں آجائیں اور لشکر یزید پر علی اکبر کی شجاعت

Marfat.com

کا راز کھل جائے۔

شہر بانو نے لباس بدلا لباس کیا تھا بھائی حسن کا پٹکا تھا نانا مصطفیٰ کا عمامہ تھا اور حضرت زہرا کی چادر تھی امام عالی مقام نے ہتھیار لگائے ہتھیار کیا تھے امیر حمزہ کا نیزہ تھا حضرت جعفر کی کمان تھی اور بابا علی کی تلوار۔ ہاشمی شہزادہ جب اپنے جسم پر ہتھیار لگا کر اپنے بھائی زین العابدین کو ملنے کے لئے خیمے میں گئے تو ایک حشر برپا ہو گیا پاک دامن بیبیوں کی چیخیں نکل گئیں شہر بانو بے ہوش ہو گئی اور امام پاک تڑپ کر رہ گئے۔

اک حشر تھا بپا عابد جو ہوتے تھے

جھولے میں پھوٹ پھوٹ کر اصغر بھی روتے تھے

حضرت عابد فرش پر لیٹے ہوئے تھے اور شیر خوار اصغر ایک ٹوٹے ہوئے جھولے میں پڑا ہوا اپنی خشک زبان نکال کر پانی کی اک اک بوند کو ترس رہا تھا۔ علی اکبر! بھائی عابد کے پاس گئے عابد نے اٹھ کر گلے لگنے کی بہت کوشش کی مگر کمزوری کی وجہ سے نہ اٹھ سکے اٹھتے پھر گر پڑتے ایک تو بیمار تھے دوسرے تین دن سے پیاسے تھے بولے بھائی معاف کرنا میں اٹھ نہیں سکتا علی اکبر کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور خود ہی عابد کے ساتھ لپٹ گئے دونوں بھائی دل کھول کر روئے دونوں کا دل چاہتا تھا کہ قیامت تک اسی طرح رہیں اتنے میں عمر و سعد پکارا۔ حسین! اہل بیت کی غیرت کہاں گئی نواسہ رسول نے علی اکبر کو اٹھایا اور فرمایا بیٹے جاؤ یزیدی لشکر ہماری غیرت کو للکار رہا ہے عرض کی ابا جان! جواب دو کہ اہل بیت کی غیرت ابھی زندہ ہے علی اکبر! عابد کو چھوڑ کر اٹھے اور معصوم اصغر کے پاس گئے جھولے کو جھلایا اور پھر اصغر کو گود میں اٹھایا اور پھر سینے سے لگا کر رونے لگے شیر خوار اصغر نے اپنی زبان خشک نکال کر دکھائی علی کے بیٹے نے پشت پر ہاتھ رکھا علی اکبر کی طبیعت سنبھل گئی باپ نے اپنے اٹھارہ سال کے بیٹے کو شہادت گاہ کی طرف بھیجنے کے لئے زانو کا سہارا دے کر گھوڑے پر سوار کرایا علی اکبر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مدینے پاک کی طرف منہ کر کے رونے لگے فرمایا بیٹا موت کے ڈر سے روئے ہو کہا ابا جان

Marfat.com

نہیں بہن صغریٰ یاد آتی ہے میں اس سے وعدہ کر کے آیا تھا کہ ایک مہینے کے بعد تجھے لے جاؤں گا مگر افسوس کہ امیں اس کا وعدہ پورا نہ کر سکا وہ میرا راہ دیکھتی ہوگی وہ لوگوں سے میرا پتہ پوچھتی ہوگی انتظار کرتی ہوگی مگر اسے کیا خبر کہ دشمنوں نے مہلت ہی نہیں دی اور صغریٰ کو لے آنے کا وعدہ کرنے والا بھائی آج ہمیشہ کے لئے جدا ہو رہا ہے وہ قیامت تک میرے فراق میں روتی رہے گی اور پھر سامنے کی طرف منہ کر کے فرمایا بہن صغریٰ مجھے معاف کرنا میں اپنا وعدہ پورا نہ کر سکا اور اب حشر کے میدان میں نانا مصطفیٰ کے پہلو میں ملوں گا۔

ہاشمی شہزادہ گھوڑے کو چلنے کا حکم دینے ہی والا تھا کہ بہن سکینہ روتی ہوئی آئی اور گھوڑے کی لگام پکڑی علی اکبر نے پوچھا بہن سکینہ کیوں۔ جواب دیا۔ بھائی جان! بھائی جب دولہا بن کر گھوڑے پر سوار ہوتا ہے تو بہنیں باگ پکڑتی ہیں اور بھائی بہنوں کو انعام دیتے ہیں بھیا تم بھی آج دولہا بن کر گھوڑے پر سوار ہو تو کچھ انعام دے جاؤ علی اکبر کی آنکھوں سے آنسوؤں کے چند قطرے بہن سکینہ کے دامن میں گرے۔ پوچھا بھائی جان یہ کیا فرمایا یہ تمہارا انعام ہے۔ ہاشمی شہزادے کو میدان جنگ میں جانے کے لئے کھڑا دیکھ کر ایک حشر برپا ہو گیا اور

دیتے تھے اہل بیت دہائی امام کی
تصویر گھر سے جاتی ہے خیر الامام کی

اور خیموں کے چاروں طرف سے یہ آوازیں آ رہی تھیں۔

شبیہ مصطفیٰ تیرا علی اکبر جواں بیٹا
اٹھارہ سال کا نوخیز حیدر کا نشاں بیٹا
چلا میدان میں نانے کی شریعت کو بچانے کو
وہ اپنے خون سے اک چراغ حق جلانے کو
کہا حوروں نے دیکھو شہ کے دل کا پارہ ہے

Marfat.com

فرشتوں نے کہا یہ تو قرآن کا ہی پارہ ہے

ابھی یہ دردناک منظر ختم نہیں ہوا تھا کہ لشکر یزید سے پھر آواز آئی۔ حسین! موت سے ڈرتے ہو پھر ہاشمی شہزادے کی صدا نعرہ تکبیر سے فضا گونج اٹھی چہرے کی بجلی سے میدان کربلا چمک اٹھا زلف ہائے عنبرین سے کوفہ کا میدان مہک اٹھا رخ انور کی ضیا سے خاک کربلا کے ذرے ذرے دمک اٹھے حسن مرتضیٰ کی تصویر کے آگے فسق وفجور کی عمارتیں تھرا گئیں اور جمال مصطفیٰ کی تنویر کے آگے کفر و باطل کے ٹیلے گر پڑے اور پھر ہاشمی جوان لشکر یزید کے سامنے بڑے ہی جاہ وجلال کے ساتھ ڈٹ گیا اور فرمایا۔

علی اکبر ہے میرا نام بابا مرتضیٰ میرا
سخی لجپال کا بیٹا ہوں نانا مصطفیٰ میرا
شبیہ مصطفیٰ کہتے ہیں مجھ کو سب جہاں والے
زمیں والے فلک والے مکان ولامکاں والے

سنو اے کوفیو میں اہل بیت کے گھر کا گدا ہوں میں کعبے کا پجاری ہوں مدینے کا مسافر ہوں

عمر وسعد نے علی اکبر کا یہ جاہ وجلال دیکھا اور نعرہ حق پرست سنا تو تو بولا۔ اے علی اکبر! اپنی اٹھتی ہوئی جوانی پر رحم کھاؤ اور اپنے آپ کو موت کے حوالے نہ کرو مجھے بھی شبیہ مصطفیٰ دیکھ کر ترس آ گیا ہے جاؤ اور اپنے باپ سے کہہ دو کہ عمر وسعد نے مجھے چھوڑ دیا ہے یا ادھر آ جاؤ پانی کے مشکیزے بھی ملیں گے اور عیش وآرام میں بھی دنیا کی ہر نعمت ملے گی اور چین وقرار بھی ملے گا اور دولت وشوکت بھی ملے گی عمر وسعد کی اس گستاخی سے ہاشمی خون کھول اٹھا اور گرج کر بولے دین کے بدلے دنیا کا سودا کرنے والے عمر وسعد سن اور غور سے سن کہ تو اس عاشق رسول کا بیٹا ہے کہ جس نے میدان احد میں ناموس اسلام کی حفاظت کے لئے اور ذات مصطفیٰ کی حفاظت کی خاطر پہلا تیر لشکر کفار پر چلایا تھا اور تو ہے کہ دین کے باغ کو اجاڑنے اور چمستان اہل بیت پامال کرنے کے لئے پہلا تیر امام حق پر چلایا تو پھر صحیح ہے کہ جنتی باپ کا جہنمی بیٹا ہے۔ لیکن

Marfat.com

اب بھی اپنے نیک باپ کے نقش قدم پر چل کر ہمارے دامن کو تھام لے تو تیری یہ غلطی معاف ہو سکتی ہے ہوش کرو اور حق و باطل کی پہچان کرو اسلام اور کفر کے فرق کو حسین اور یزید میں امتیاز کرا اور اگر تیرا یہ خیال ہے کہ تمہاری چمکتی ہوئی تلواریں دیکھ کر ہاشمی شہزادے کا سر باطل کے آگے جھک جائے گا تو یہ خیال غلط ہے اور اگر تیرا گمان ہے کہ پانی کے چند قطروں کی خاطر حیدر کرار کا پوتا یزید کی بیعت کر لے گا تو یہ خیال دل سے نکال دو۔ اے عمر و سعد یاد رکھو تو دنیا کے ساز و سامان کے عوض میری دولت ایمان نہیں چھین سکتا اور موت کا خوف دلا کر تو مجھے راہ حق سے نہیں ہٹا سکتا اور اے کوفہ کے دغا باز انسانوں اس دنیا کی چند روزہ شان و شوکت آخرت کی پر لطف زندگی کا سودا نہ کرو اور یزید کے دربار سے عارضی عزت و دولت کی خواہش میں حسین کے مقدس دامن کو نہ چھوڑو اور سنو میں تمہارے پاس پانی کی بھیک مانگنے نہیں آیا رحم کی درخواست لے کر نہیں آیا بلکہ دین و ایمان کی حفاظت کی خاطر لڑنے آیا ہوں اور حق و صداقت کی رکھوالی کے لئے آیا ہوں اور اب بھی سمجھ جاؤ اب بھی وقت ہے باز آ جاؤ اور فسق و فجور کے اندھیروں سے نکل کر حق و صداقت کی روشنی میں آ جاؤ وحشت و بربریت کے کرگسوں سے نکل کر انسانیت اور آدمیت کے دامن کو تھام لو اور کفر و باطل کے سمندر سے نکل کر حق و صداقت کے ساحل پر آ جاؤ۔ اور یزید کی طوفانیت سے نکل کر حسین کے دامن میں پناہ لے لو۔ اب بھی اپنے گناہوں سے توبہ کرو خدا تمہیں معاف کر دے گا اگر اس کے بعد بھی تم اپنے ظلم و ستم سے باز نہیں آتے تو پھر ہاشمی تلوار کے جوہر دیکھ لو شہزادہ علی اکبر کی اس ایمان افروز تقریر نے کوفیوں کے دل ہلا دیئے حیرت سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے اور عمر و سعد خود بھی گھبرا گیا کسی کو سامنے آنے کی جرات نہ ہوئی اور جب کوئی بھی مقابلے پر نہ آیا تو شہزادہ علی اکبر خود ہی لشکر یزید پر حملہ آور ہو گئے اور ایک ایک وار سے کئی یزیدیوں کو قتل کرنے لگے کہیں میسرہ کی طرف شیروں کی طرح لپکتے تو لاشوں کے ڈھیر لگا دیتے کبھی میمنہ کی طرف عقابوں کی طرح جھپٹتے تو صفیں الٹ دیتے اور کبھی قلب لشکر پر بجلی کی طرح چمکتے تو یزیدیوں کو خاکستر کرتے ہوئے آگے نکل جاتے گرم لو کی تھپڑوں نے بدن کو جھلسا دیا اور پیاس کی شدت نے

Marfat.com

نڈھال کر دیا تو لشکر یزید سے نکل کر باپ کے قدموں میں آئے تو عرض کی ابا جان۔ پانی! فرمایا بیٹا پانی کہاں۔ بیٹا میں نے اپنی ساری زندگی تمہاری خواہش کو پورا کیا مگر آج تمہارا شفیق باپ تمہاری پانی کی خواہش پوری نہیں کر سکتا۔ بیٹا لو۔ میری زبان اپنے منہ میں ڈال لو۔ علی اکبر نے زبان منہ میں ڈالی اور چوسی تو جام کوثر کے مزے آ گئے۔ عرض کی۔ ابا حضور! اگر میدان کارزار میں غلطی ہوگئی ہو تو معاف کر دینا۔ فرمایا۔ بیٹا! تمہارے اس عزم واستقلال پر قربان! اور تمہارے اس نرالے ڈھنگ پر آفرین ہے۔ جاؤ! اور عمرو سعد کو علی کے خون کا جوہر دکھاؤ۔ جاؤ اور کوفیوں کو شمشیر حیدری کے جوش دکھاؤ۔ جاؤ! یزیدیت کو حسینیت کا راز بتا دو پھر تیغ حیدری لشکر یزید پر صاعقہ بن کر چمکی ایک ہی وار میں بارہ یزیدی واصل جہنم ہوئے کبھی نیزے کی ضرب تھی اور کبھی تلوار کی کاٹ بڑے بڑے بہادروں کے حوصلے ٹوٹ گئے اور ہاشمی جوان کی تیغ براں کے آگے نامور اور بہادروں کے دل ٹوٹ گئے۔

عمرو سعد نے طارق بن شیث سے کہا کہ بڑے شرم کی بات ہے کہ اہل بیت کا ایک جوان ہزاروں پر غالب آتا جا رہا ہے اس کو اگر تھوڑی سی مہلت اور دے دی گئی تو ہم سب کو میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑے گا۔ جاؤ! حسین کے اس بیٹے کو اور یزید کے اس باغی کو قتل کر دو اور اس کے بدلے تمہیں ابن زیاد سے موصل کی حکومت دلاؤں گا۔ طارق بن شیث نے جواب دیا مجھے اندیشہ ہے کہ میں اولاد فاطمہ کے اس فرزند کو قتل کر کے اپنی عاقبت بھی خراب کروں اور تو بھی اپنے وعدے سے پھر جائے تو پھر نہ میری دنیا اور نہ میرا دین۔ عمرو سعد نے اس کو اپنی انگوٹھی دے دی۔

چنانچہ طارق بن شیث اپنے نیزے کو لہراتا ہوا سامنے آیا ادھر بھی ہاشمی خون جوش میں آیا اس نے آتے ہی نیزہ مارا علی اکبر نے روک لیا اس کے سینے میں ایک ایسا برچھا مارا کہ پار ہو گیا اور وہ بے ہوش ہو کر گھوڑے سے گر پڑا آپ نے کمال ہوشیاری سے اپنے گھوڑے کو چاروں قدم اٹھایا اور اس کو روند ڈالا اس کے بعد اس کا بیٹا عمرو بن طارق اپنی فولادی تلوار کو فضا میں چمکاتا ہوا مقابلے پر آیا مگر ہاشمی شہزادے نے اس کو سنبھلنے ہی نہ دیا نیزہ مار کر ہلاک کر دیا

Marfat.com

اور پھر طارق کا دوسرا بیٹا غضبناک ہو کر اپنے باپ اور بھائی کا بدلہ لینے کے لئے میدان میں آیا اس نے آتے ہی کئی وار علی اکبر پر کیے مگر سب خالی گئے شہزادے نے اس کی آنکھ میں نیزہ مارا جس سے اس کی دائیں آنکھ نکل گئی اور وہ بھی اپنی آنکھ پر پٹی باندھ رہا تھا کہ علی اکبر کی تلوار نے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ ہاشمی جوان نے کوفیوں کے دل ہلا دیئے اور عمر و سعد کانپ اٹھا اس جرات و شجاعت پر حضرت فاطمہ خوش ہو رہی تھیں اس انداز جنگ پر حضرت علی حیران تھے اور نانا مصطفیٰ بھی جھوم رہے تھے اور روح فطرت مرحبا پکار رہی تھی علی اکبر تازہ دم ہونے کے لئے پھر میدان کارزار سے نکلے پھر باپ کے پاؤں کو بوسہ دیا اور عرض کی ابا جان! پانی! فرمایا بیٹا حوض کوثر سے پیو۔ کہا ابا حضور خدا کی قسم آج اگر علی اکبر کو پانی کے چند قطرے کہیں سے مل جاتے تو کوفیوں کو باطل پرستی کا مزہ چکھا دیتا اور دنیا کو بتا دیتا کہ نبی کے غلام جب حق و اسلام کی حمایت کے لئے نکلتے ہیں تو پھر ان کی تیغ براں اس وقت تک میان میں نہیں آتی جب تک وہ صفحہ ہستی سے کفر و باطل کے نام و نشان نہ مٹا دیں۔ فرمایا علی اکبر مجھے یقین ہے کہ تم یہ سب کچھ کر سکتے ہو مگر میں مجبور ہوں۔ اور بیٹا آسمان کی طرف دیکھو علی اکبر نے دیکھا تو فاطمہ دامن پھیلائے اور حضرت علی بازو کھولے اور نانا مصطفیٰ ﷺ اپنے ہاتھوں جام کوثر لئے کھڑے ہیں اور پھر آپ کا مرکب تیز رفتار پھر دشمنوں کے سر پر تھا اور آپ پھر لشکر یزید پر حملہ آور ہو گئے اور ان کا یہ حملہ اتنا شدید تھا کہ لشکر یزید کے پاؤں اکھڑ گئے لاشوں پر لاشیں تڑپنے لگیں اور سروں پر سر گرنے لگے اور چاروں طرف قتل عام ہونے لگا عمر و سعد نے ایک مشہور شاہ سوار محکم بن طفیل کو ایک ہزار سپاہیوں کا دستہ دے کر ہاشمی جوان کے مقابلے میں بھیجا وہ آتے ہی پکارا کہ جانتے ہو میری بہادری کی دھوم شام و عراق میں ہے آپ نے فرمایا میری بھی شجاعت کا چرچا زمین و آسمان میں ہے پھر آپ نے تیغ حیدری کے وہ جوہر دکھائے کہ کوفیوں کے بہادروں کا یہ دستہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا اور آپ لشکر کے اندر گھس گئے اور آپ کی تلوار کے ایک ایک وار سے کئی یزیدی خزاں کے پتوں کی طرح کٹ کٹ کر گرنے لگے ابن تمیر نے دھوکہ دے کر نیزہ مارا جو علی اکبر کے سینے سے پار ہو گیا آپ گھوڑے کی زین سے گر پڑے گویا چودھویں کا چاند

Marfat.com

ڈوب گیااور چمستان زہرہ کاایک پھول تھاجوٹوٹ گیا۔انا لله وانا الیه راجعون۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

عمر وسعد پکارا اپنے جوان بیٹے کی لاش بھی لے جاؤ سیدہ زینب نے آواز سنی تو خیمے سے نکل کر چیخ اٹھیں۔ہائے میرے علی اکبر!اور لاش کی طرف دوڑیں کہ امام پاک نے ہاتھ پکڑ لیااور فرمایانہیں صبر کرو۔صبر کا وقت ہے نواسہ رسول اپنے بیٹے کی لاش پر پہنچے تو دیکھا کہ ظالم لاش پر گھوڑے دوڑا رہے ہیں حضرت حسین ادھر متوجہ ہوئے تو ادھر سے آواز اٹھی ابا جان مجھے پکڑنا آخر کار امام حسین نے لشکر یزید کو للکارا تو وہ بھاگ گئے اور آپ نے علی اکبر کی لاش کے ٹکڑے اکٹھے کئے اپنی چادر میں باندھے اٹھانے لگے تو لاش اٹھتی نہیں اور اٹھتی بھی کیونکر کہ امام الانبیاءﷺ کے کندھوں پر کھیلنے والا حسین آج کربلا کے میدان میں اپنے بھانجوں، بھتیجوں، بیٹوں اور بھائیوں کی لاشیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک گیا تھا فرمایا اٹھتے کیوں نہیں لاش علی اکبر سے آواز آئی ابا جان ذرا ٹھہریئے علی اور نانا مصطفیﷺ اٹھانے کے لئے آرہے ہیں۔

ہاشمی شہزادے کی لاش خیمے میں پہنچی عابد بیمار فرش پر دھاڑیں مار رہا تھا اور معصوم اصغر جھولے میں تڑپ رہا تھا بی بی شیر بانو آہیں بھر رہی تھیں بی بی زینب لاش سے لپٹ گئیں ہوش میں آئی تو لاش کو جھولی میں لے کر خون آلود زخموں کو چوما اور فریاد کی اور پھر امام عالی مقام نے بیٹے کی لاش کو گود میں اٹھایا آنکھوں سے آنسو کی نہریں بہہ رہی تھیں اور دیر تک علی اکبر کی لاش پر رونے کے بعد مظلوم نے خود ہی لاش کو اٹھایا کہ مردوں میں سے کوئی اور نہ تھا جو اکبر کی لاش کو سید کے ساتھ اٹھاتا تمام حق وصداقت کی بلندی کے لئے قربان ہو چکے تھے ایک ایک کر کے شریعت محمدی اور خلافت الٰہیہ کی حفاظت کی خاطر شہادت پا چکے تھے چاند غروب ہو چکا تھا ستارے ڈوب چکے تھے اور پھول بکھر چکے تھے عابد بیمار تھا اور اصغر شیر خوار تھا اور پھر ساتھ جاتا بھی تو کون؟ قبر کھودی اور اپنے لخت جگر کی لاش کو بڑے ہی صبر وسکون کے ساتھ دفن

Marfat.com

کردیااور زمین کربلا کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اٹھارہ سال کی ہے یہ دولت حسین کی
اب ہے تیرے سپرد دولت حسین کی
اے خاک کربلا تو اس احساں کو نہ بھول
لیٹے ہیں تیری خاک میں جگر گوشہ بتول

شہزادہ علی اصغر کی شہادت

اپنے اٹھارہ سالہ جوان بیٹے علی اکبر کو دفن کرنے کے بعد امام عالی مقام خیمے میں واپس تشریف لائے تو آپ کے کانوں میں پاک بیبیوں کی رونے کی آوازیں آ رہی تھیں خیمے میں گئے اور فرمایا صابروں کی اولاد ہو۔صبر کرو۔سیدہ زینب نے عرض کی یا حسین عون ومحمد قربان ہو گئے میں نے خوشی سے قبول کیا قاسم نثار ہوئے صبر کیا علی اکبر شہید ہوئے تو کوئی شکایت نہیں کی اللہ کی راہ میں اور بھی مصیبتیں آئیں برداشت کیں مگر معصوم اصغر کی قابل رحم حالت دیکھی نہیں جاتی شدت پیاس سے تڑپ رہا ہے اور بار بار اپنی خشک زبان نکال کر دکھا رہا ہے کہ شائد اب بھی پانی کے دو قطروں سے جان بچ جائے۔

اے بنت فاطمہ آپ کے قدموں کی خاک پہ صدقے آپ نے عورت ہو کر جس عزم واستقلال سے صبر وشکر کے ساتھ مقابلہ کیا اور مدینہ منورہ کی گلیوں سے لے کر میدان کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر جس غمگساری اور فداکاری سے اور جس ثابت قدمی سے اپنے بھائی کا ساتھ دیا قیامت تک مسلمان عورتیں آپ کے اس حوصلے پر فخر کرتی رہیں گی۔

حضرت زینب ابھی کچھ اور کہنا چاہتی تھی کہ شیر بانو نے ہاتھ جوڑ کر کہا آقا حسین! مدینہ پاک سے لے کر میدان کربلا تک اور عون ومحمد کی قربانی سے لے کر علی اکبر کی شہادت تک خاموش رہی ہوں اور اب تک کوئی شکایت نہیں کی اور نہ درخواست۔اور شائد آئندہ بھی نہ کرتی مگر

Marfat.com

دیکھیں میرے لال کی آنکھیں پتھرا گئی ہیں منکا ڈھل چکا ہے اور وہ تڑپ کر دم توڑ رہا ہے آج آقا دو دن سے اس کے حلق میں ایک قطرہ دودھ کا نہیں گیا ماتا کی ماری مجبور ہو کر درخواست کرتی ہوں کہ میرے لال کو لے جاؤ اور دشمنوں کو میرے لال کی بے تابی و بے کسی دکھاؤ اور کہو کہ ظالمو اگر قصور ہے تو ہمارا ہے اس معصوم بچے کا کوئی قصور نہیں۔ اس لئے ہمارے لئے نہیں صرف اس شیر خوار بچے کے لئے دو گھونٹ پانی دے دو۔ یا سید! مجھے امید ہے اگر عمرو سعد نہیں تو نہ سہی اس لشکر میں اولاد والے بھی ہوں گے ان میں سے شائد کسی نہ کسی کو ضرور اس بچے پر رحم آ جائے گا۔

امام عالی مقام نے فرمایا۔ شیر بانو! یہ صرف تمہارا خیال ہے ورنہ مجھے ان سنگدل انسانوں سے تمہارے اصغر کے لئے بھی پانی ملنے کی کوئی توقع نہیں کیونکہ جن ظالموں کو عون ومحمد پر ترس نہیں آیا جن کو عباس اور قاسم پر ترس نہ آیا جنہوں نے علی اکبر کی لاش پر گھوڑے دوڑائے ان پر پتھر دل انسانوں کو تمہارے اصغر پر کیسے رحم آ سکتا ہے اور پھر کتنا دردناک تھا وہ منظر اور کتنا قیامت خیز سماں تھا جبکہ فاطمہ کے لال نے شیر بانو کی گود سے اپنے لخت جگر کو یہ کہتے ہوئے شوہر کی جھولی میں ڈال دیا کہ جاؤ۔ میرے لال اللہ کے حوالے۔ شیر بانو نے پھر عرض کی یا حسین! گرم تھپڑوں کی لو سے کہیں یہ میرا پھول کملا نہ جائے اس کو دامن میں چھپا کر سینے سے لگا لو اور عمرو سعد سے کہنا کہ یہ بچہ اس نبی کا نواسہ ہے جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو اور پھر میرے بچے کو ان کے سامنے کر دینا مجھے امید ہے کہ میرے اصغر کو تڑپتا دیکھ کر کسی کو ضرور ترس آ جائے گا شہزادہ عالم نے شیر خوار اصغر کو جھولی میں اٹھایا دامن میں چھپایا اور سینے سے لگا کر لشکر یزید کی طرف قدم بڑھایا حضرت شیر بانو نے سیدہ زینب سے فرمایا بہن دعا کرو کہ عمرو سعد کو میرے لال کی بے کسی و معصومیت پر رحم آ جائے سیدہ کے لال نے اپنے بچے کو اپنے دامن میں چھپا کر عمرو سعد کے سامنے کھڑے ہو گئے عمرو سعد نے امام حسین کو اپنے دامن میں کوئی چیز چھپا کر آتے دیکھا تو ساتھیوں سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ حسین ابن علی گھبرا گیا ہے تو صلح کے لئے قرآن اٹھا لیا ہے اور دیکھو اگر حسین یزیدی بیعت پر صلح کرے تو اس کا خیر مقدم کرنا اور

Marfat.com

یزید کی بیعت کے بغیر صلح کرنا چاہے تو پھر قرآن کا بھی احترام نہ کرنا اور تیروں سے قرآن کو بھی پھاڑ دینا۔ عمر وسعد نے امام عالی مقام کو اپنے سامنے دیکھا تو کہا حسین کیوں آئے ہو؟ نور نگاہ علی نے جواب دیا خدا کی قسم میں خود نہیں آیا ماں کی ممتا نے تیرے پاس بھیجا ہے اگر میں نے آنا ہوتا تو عون و محمد کی قربانی سے پہلے آتا عباس اور قاسم کی جان نثاری سے پہلے آتا غور کرو اگر میں نے آنا ہوتا تو علی اکبر کی شہادت سے پہلے آتا اور میں جب اس وقت نہیں آیا تو سمجھو اب بھی حسین اپنی مرضی سے نہیں آیا اور آئندہ بھی کبھی پانی نہ ملے تب بھی نہیں آؤں گا اور اگر تمہاری طرف سے اور بھی مصائب اٹھیں اور اگر کربلا کی تپتی ہوئی ریت کی چنگاریاں میرے جسم کو جھلسا بھی دیں تو پھر بھی حسین تمہارے پاس نہیں آئے گا اور میں اب بھی اپنی مرضی سے نہیں آیا بلکہ میں اپنے دامن میں جس ننھے منھے بچے کو لے کر آیا ہوں اس کی ماں کی درد بھری درخواست لے کر آیا ہوں۔

عمر وسعد! دیکھ اہل بیت کے اس شیر خوار بچے کو دیکھ کربلا کے اس معصوم بچے کو دیکھ اور شیر بانو کے اس لال کو دیکھ جو شدت پیاس سے دم توڑ رہا ہے جس کی آنکھیں پتھرا گئی ہیں جس کی زبان منہ سے باہر آ گئی ہے یہ معصوم ہے یہ بچہ ہے یہ شیر خوار ہے اور ابھی یہ یزید کی بیعت کو نہیں سمجھتا اور ابھی اسے کسی کی بغاوت کا پتہ نہیں ہے اس لئے اس کا کوئی قصور نہیں اس لئے مجھے نہیں مگر اس اصغر کے حلق میں زیادہ نہیں تو پانی کے دو قطرے اسکے منہ میں ڈال دو شیر بانو کے اس شیر خوار کو پانی کو دو بوندیں ہی دے دو۔

نہیں۔ نہیں۔ میرے اصغر کو نہیں۔ شیر بانو کے اس بچے کو نہیں اپنے نبی کے نواسے کو پانی دے دو تاریخ تیری اس رحم دلی پر فخر کرے گی۔ مسلمان تیرے اس ایثار کے قدر کریں گے اور میرے نانا پاک کی امت قیامت تک تیری اس نیکی پر شاباش کہتی رہے گی۔

عمر وسعد! یزید کی حکومت وسلطنت ابن زیاد کی عیش وعشرت تجھے مبارک ہو مگر دیکھ میرا اصغر میری جھولی میں کوفہ کے اس ریگستان میں چند ساعتوں کا مہمان ہے۔ دیکھ اسکی سانس کی کیفیت بدل چکی ہے اور دیکھ اسکا منکا ڈھل چکا ہے اس لئے خدا کے واسطے پانی کے دو گھونٹ

Marfat.com

عطا کر دو اتنا کہہ کر فاطمہ کے لال نے اپنے لخت جگر کو جھولی سے نکال کر اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیا اور پھر اصغر کے چہرے سے دامن ہٹا کر فرمایا۔ اصغر اٹھو۔ حق وصداقت کی نشانی بن جاؤ اور عظمت وسلام کی آخری دلیل بن کر اور دین شریعت کی آخری آیت بن کر آرام محبت کیلئے اپنی زبان عمرو بن سعد کو دکھاؤ تا کہ حشر کے میدان میں دربار خداوندی سے مجھ پر کوئی الزام نہ آ سکے۔

بچے کو اٹھا کر امام خاموش ہو گئے اور انتظار کرنے لگے ان ہزاروں لشکریوں میں سے کس کو اصغر پر رحم آتا ہے اور وہ دوڑ کر پانی کے چند قطرے اسکی زبان پر رکھ دے مگر انسان کہاں تھے جوان کو رحم آتا وہ انسانیت کے تمام اصولوں کو چھوڑ کو وحشت و بربریت کے گڑھے میں گر چکے تھے اور ان کے سینوں میں دل نہیں پتھر تھے بلکہ پتھر بھی نہیں بلکہ پتھروں کی چٹانیں تھیں تھوڑی دیر تک خاموشی چھائی رہی پھر عمر و سعد نے اس خاموشی کو توڑا اور کہا تیرے دادے اسماعیل نے پیاس کی شدت سے تنگ آ کر اپنی ایڑیاں رگڑی تھیں تو آب زمزم کا چشمہ جاری ہوا حسین تیرے نانے مصطفیٰ کی انگلیوں سے نہریں جاری ہوئیں حسین اپنے دادے سے پانی مانگ۔ اپنے نانے سے پانی مانگ عمر و سعد کی اس بے رحمانہ گفتگو سے امام عالی مقام جوش میں آ گئے اور فرمایا عمر و سعد میں بھی اگر چاہوں تو کوفہ کے اس ریگستان سے پانی کی نہریں جاری ہوسکتی ہیں تو میں بھی اگر چاہوں تو آسمان سے پانی کے پرنالے بہا سکتا ہوں مگر ظالمو آج خدا دیکھنا چاہتا ہے کہ تمہارے جبر کی انتہا کتنی ہے اور حسین کے صبر کی انتہا کتنی ہے۔

عمر و سعد نے پکارا حسین کا یہ بچہ بھی زندہ نہ جائے یہ دلخراش آواز سن کر امام حسین کا کلیجہ دھک سے رہ گیا اور جلدی جلدی اپنے بیٹے کو اپنے دامن میں چھپانے کی کوشش کی لیکن اتنے میں ظالم حرمل کا تیر شیر خوار اصغر کے گلے سے پار ہو گیا اور وہ تیر حضرت حسین کے بازو میں جا لگا اور پھر اس پیکر تسلیم ورضا نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی جھولی میں اپنے معصوم بچے کو دم توڑتے دیکھا اور ایک ننھی سی جان کو اپنی گود میں تڑپتے دیکھا۔ کربلا کے ننھے شہید نے آنکھ کھولی اور اپنی سوکھی زبان اپنے باپ کو دکھا کر ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا مظلوم کربلا

Marfat.com

نے اپنے بیٹے کو زمین پر لٹا کر اپنے ہاتھوں تیر کھینچا خون کا فوارہ بہہ نکلا۔ میرے آقا! حسین نے خون کا چلو بھر لیا آسمان کی طرف اچھالنا چاہا تو آواز آئی حسین خدا کے لئے اس بے گناہ کا خون اوپر نہ اچھالنا ورنہ قیامت تک آسمان سے پانی نہیں برسے گا تو پھر زمین پر گرانا چاہا تو زمین پکار اٹھی حسین مصطفیٰ کے واسطے اس بے گناہ کا خون مجھ پر نہ گرانا ورنہ قیامت تک زمین سے سبزی پیدا نہیں ہوگی اور پھر مجسمہ صبر و شکر نے اپنے بیٹے کے خون کو یہ کہتے ہوئے اپنے چہرے پر مل لیا۔

انکار آسماں کو ہے اور زمین راضی نہیں
اصغر تمہارے خون کا ٹھکانہ کہیں نہیں
اصغر کی ہچکی آخری کر رہی تھی صدا
بچہ بھی شیر خوار نہ۔ چھوڑا حسین کا

ننھے سے پھول پہ یہ ظلم وستم دیکھا تو کائنات لرز اٹھی۔ آسمان تھرا گیا زمین کانپ اٹھی فرشتوں کے سینے پھٹ گئے حوروں کے کلیجے کٹ گئے عرش تھرا اٹھا انسانیت لرزنے لگی معصومیت کی شہ رگ کٹ گئی امام عالی مقام نے معصوم شہزادے کی لاش کو ہاتھوں پر اٹھایا ہوا ہے اور بارگاہ ایزدی میں دعا کرتے ہیں بار الٰہا میری یہ معصوم قربانی قبول فرما۔ یا اللہ یہ معصوم بھی شوق شہادت سے سرشار تھا خداوند کریم تیرا شکر ہے کہ اسے بھی سرفرازی حاصل ہوگئی۔ الٰہی یہ تیرا احسان ہے کہ تو نے مجھے صبر و استقامت سے نواز رکھا ہے یا اللہ یہ ننھا شہید تیری امانت تھی یہ چل کر میدان نہیں آسکتا تھا میں نے اسے ہاتھوں پر اٹھا کر تیری دربار میں پیش کر دیا ہے۔ یا اللہ! حسین کی طرف سے یہ ننھی سی نذر قبول فرما۔

شاہ لاش کو ہاتھوں پہ اٹھا کے یہ پکارے
اے بار خدا خلق سے اصغر بھی سدھارے
صد شکر کہ تو نے میرے سب کام سنوارے

Marfat.com

کچھ اور پلے کچھ نہ تھا پاس ہمارے

یہ ہے پسر صاحب معراج کا ہدیہ

مقبول ہو اس بندہ محتاج کا ہدیہ

آپ اسی طرح شکر خداوندی کرتے ہوئے واپس ہونے لگے کہ قوم اشقیا کی طرف سے آواز آئی کہ اب بھی کسی بہانے پانی حاصل کرنے آؤ گے اب تمہارے اس بچہ کی پیاس بجھ چکی ہو گی۔

کہتے تھے عدو کیا حال ہے تمہارا

سیراب ہوا یا نہیں اب لال تمہارا

آپ کیا جواب دیتے آپ تو اپنے امتحان کا پرچہ پوری کامیابی کے ساتھ حل کر چکے تھے ملعونوں کے طعنوں کو کیا اہمیت دیتے مگر جب تک دنیا میں اانسانیت کا نام باقی رہے گا دنیا یزید اور ابن زیاد کے بھیجے ہوئے وحشی درندوں پر لعنت برستی رہے گی اور ان کے انسانیت سوز وظالم اور درندگی کو وحشت و بربریت کی انتہا کا نام دیتی رہے گی۔امام عالی مقام نے اصغر کی لاش اٹھاتے ہوئے خمیدہ کمر کئے ہوئے چلے آرہے ہیں کہ خیموں کے قریب آئے تو فضہ کنیز کو علی اصغر کا انتظار کرتے دیکھا وہ آگے بڑھی کہ ننھے کو گود میں اٹھا کر لے جاؤں مگر

لاش اس کو دکھا کے شہ مظلوم پکارے

فضہ بس تو اب علی اصغر کو مدھارے

کہہ دینا یہ بانو سے کہ پیاسے گئے سارے

ہم ساتھ ہیں اب ان کے یہ ساتھ ہمارے

تا حشر نہ چونکیں گے نہ روئیں گے اصغر

آرام سے پہلو میں میرے سوئیں گے اصغر

فضہ یہ دردناک خبر سن کر اندر کو دوڑی اور امام مظلوم کے خیموں کے باہر کچھ کھڑے سوچ رہے

Marfat.com

ہیں کہ اب اصغر کو اس حالت میں اندر بھیجا گیا تو کیا عالم ہو گا ناموس محمد اس انتظار میں ہو گی کہ اصغر پانی پی کر آ رہے ہیں

لہو میں غرق کھڑے تھے سر جھکائے ہوئے
بچے کی ننھی سے میت گلے لگائے ہوئے
لہو بھرا ہوا ہے دامن سے اڑائے ہوئے
کفن کی فکر نہیں منہ کو خیمہ میں جھکائے ہوئے

اسی عالم میں خیموں کے اندر سے درد والم سے ڈوبی ہوئی چیخوں کی آوازیں آ جاتی ہیں۔ فضہ تڑپتی ہوئی باہر آئی امام عالی مقام کی گود سے شہزادہ علی اصغر کا ننھا سا لاشہ اندر لے گئی او معصوم کو خون میں ڈوبا ہوا دیکھ کر پاک بیبیوں کا جو حال ہوا وہ بیان سے باہر ہے آپ بھی اندر تشریف لے گئے جا کر دیکھا حضرت سکینہ نے علی اصغر کی لاش کو سینے سے چمٹایا ہوا ہے اور فریاد پر فریاد کئے جا رہی ہے سیدزادیاں یہ حالت دیکھتی ہیں تو وہ بھی بے قرار ہو جاتی ہیں۔

امام عالی مقام نے سینے پر صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکدامنوں کو صبر کی تلقین کی اور لاشہ علی اصغر کو گود میں اٹھا کر باہر آ گئے۔ امام عالی مقام علی اصغر کو دفنانے کے لئے گرم گرم ریت کو کبھی ہاتھ سے کبھی تلوار سے ہٹا کر ننھی سی قبر تیار کرتے ہیں اور پھر آپ تصور میں علی اصغر سے باتیں کرتے ہیں

اے میرے چاند

اس وقت کلیجہ کا کسے حال سناؤں
اے چاند تجھے خاک میں کس طرح ملاؤں
ہاتھوں سے میرے خاک گرائی نہیں جاتی
صورت تیری مٹی میں ملائی نہیں جاتی
یہ کہتے ہی پھر گردن تسلیم جھکائی

Marfat.com

پھر خاک میں وہ چاند سی تصویر چھپائی

فرمایا ڈر ڈر کر نہ رونا علی اصغر

ہم آتے ہیں آرام سے سونا علی اصغر

امام عالی مقام نے جب کربلا کے اس ننھے شہید کو سپرد خاک کیا اس وقت سورج کی گرمی دم بدم بڑھتی جارہی تھی ریت آگ کے شعلوں کی طرح گرم ہو چکی تھی امام مظلوم انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ رہے تھے اور قبر شہید کو اشکوں کی بارش سے ٹھنڈی کر رہے تھے۔

ننھی سی قبر کھود کر ننھے کو گاڑ کر

حسین اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کر

☆☆☆☆

Marfat.com

امام عالی مقام کے حضور سلام عقیدت

جن کو دھوکے سے کوفے بلایا گیا　　جس کے بھائی کو زہر پلایا گیا
جس کا جنت سے جوڑا منگایا گیا　　جس نے نانے کا وعدہ وفا کر دیا

اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

خاصہ رب داور پہ لاکھوں سلام　　نور عین پیغمبر پہ لاکھوں سلام
تشنہ آب خنجر پہ لاکھوں سلام　　مالک نہر کوثر پہ لاکھوں سلام

اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

جس کا جھولا فرشتے جھلاتے رہے　　لوریاں دے کے نوری سلاتے رہے
جن کو کندھوں پہ آقا بٹھاتے رہے　　جس پہ سفاک خنجر چلاتے رہے

اس شہیدوں کے افسر پہ لاکھوں سلام

اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

جو جواناں جنت کا سردار ہے　　جسکا نانا دو عالم کا سردار ہے
جو سراپائے محبوب غفار ہے　　جس کا سر دشت میں زیر تلوار ہے

اس صداقت کے پیکر پہ لاکھوں سلام

جس کے بچوں کو پیاسا رلایا گیا　　جس کی گردن پہ خنجر چلایا گیا
جس کو تیروں سے چھلنی بنایا گیا　　کر لیا نوش جس نے شہادت کا جام

اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

تکمیل شہادت

تکمیل ہو رہی بذبح عظیم کی

شمر بار بار آوازیں دے رہا ہے حسین آگے بڑھو۔ اب کس کا انتظار ہے اب تمہارے لئے جان دینے والا کوئی نہیں اب سہارے تلاش نہ کرو اور میدان میں نکل آؤ۔ امام مظلوم نے شمر کی یہ گفتگو سنی تو تڑپ کر رہ گئے خیمے میں اجازت لینے گئے بار بار بیٹا عابد کو وصیت کرتے ہیں بیٹا کوئی صبح ایسی نہیں جس کی کوئی شام نہ ہو اور کوئی دن ایسا نہیں جس کی کوئی شام نہ ہو چمن میں بہاریں بھی آتی ہیں اور خزاں بھی۔ پھول بھی کھلتے ہیں اور مرجھا بھی جاتے ہیں تارے بھی کھلتے ہیں سورج بھی نکلتا ہے اور ڈوبتا بھی ہے انسان پیدا بھی ہوتا ہے اور مرتا بھی ہے زندگی کی انتہا موت ہے اور ایک انسان موت کے فرشتے کا استقبال مسکرا کر کرتا ہے اور پیش آنے والی ہر مصیبت کا مقابلہ ہنس کر کرتا ہے بیٹا عابد۔ تم بھی ایک بہادر باپ کے بیٹے ہو اور شیر خدا کے پوتے ہو اور تمہاری رگوں میں بھی علی کا خون ہے اور فاطمہ کا دودھ ہے میرے بعد علی کی شجاعت کو بدنام نہ ہونے دینا اپنے باپ کے صبر کو دھبہ نہ لگانا نانا حق پرستی ہمارا شیوہ ہے اور حق گوئی ہمارا منصب۔ جاؤ جا کر خیمے میں آرام کرو اور پھر آپ نے بی بی شہر بانو سے فرمایا۔ شہر بانو۔ میں تمہاری خدمت گزاری کا حق ادا نہیں کر سکتا تو نے ایران کی شہزادی ہو کر بھی میرے فقر و فاقہ پر شکر کیا تو نے ہر مصیبت میں میرا ساتھ دیا۔ اور پھر میری وجہ سے تو نے عمر بھر کی کمائی اس کربلا کے میدان میں لٹا دی۔ تو نے اللہ کی راہ میں اپنے بچوں کو نثار کیا ۔ بھوک اور پیاس برداشت کی تاریخ اس پر فخر کریگی نانے کی امتی ہونے پر تیرے نام کو بوسہ دیں گے اور مسلمان عورتیں اس ایثار پر فخر کریں گی مگر جس شان سے تو نے بچوں کو نثار کیا میرے بعد صبر و شکر کا مظاہرہ کرنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری لاش پر گھوڑے دوڑاتے دیکھ کر اور

Marfat.com

میرے جسم کے ٹکڑے دیکھ کر صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دو اور سب کچھ کیا ہو ضائع ہو جائے۔ میں جانتا ہوں کہ تم اپنی زندگی بھر کی دولت یہاں چھوڑ کر جاؤ گی اور اکبر اور اصغر کی میتیں اس تپتے ہوئے ریگستان میں چھوڑ جاؤ گی مگر پھر بھی فاطمہ کے نام کو بدنام نہ کرنا۔

اور پھر آپ نے اپنی بہن کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور فرمایا میرا امتحان تو آج ختم ہو رہا ہے مگر تمہارا امتحان اب شروع ہوا گا کہیں بے صبری میں آ کر فیل نہ ہو جانا اور زینب۔ دنیا میں بھائیوں کی بہنیں ہوتی رہیں گی مگر تم جیسی صبر و رضا کی پیکر نہیں ہو گی تم نے مدینے کی پاک گلیوں سے لے کر کوفہ کے اس تپتے ہوئے ریگستان تک جس ہمت اور استقلال کے ساتھ ساتھ دیا اور نانے پاک کی شریعت کی آن کی خاطر بچوں کی قربانی دی اور اپنے بھائی حسین پر عون و محمد کو قربان کیا۔ دنیا کی بہنیں تیرے اس عمل پر قیامت تک آنسو بہاتی رہیں گی حوریں فخر کریں گی اور روح مصطفیٰ جھومتی رہے گی لیکن جس طرح آج تک تم نے ہر مصیبت کا مقابلہ کیا اور ہر میدان میں ثابت قدم رہیں میرے بعد بھی ہر مشکل اور دکھ کو مسکرا کر برداشت کرنا اور جس طرح میں نے دنیا کو علی کی شان دکھائی ہے اسی طرح تم بھی زمانے کو فاطمہ کی شان دکھانا۔ میں جانتا ہوں میرے بعد تم پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹیں گے قدم قدم پر مشکل پیش آئے گی اور ہر گھڑی آزمائش کی گھڑی ہو گی تم نے ابن زیاد کے سامنے بھی پیش ہونا ہے اور یزید کے سامنے بھی۔

مگر میری بہن ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرنا اور ہر مصیبت میں صبر کرنا عمر و سعد۔ ابن زیاد اور یزید کو فاطمہ کی اولاد کا پتہ چل جائے ان کو اہل بیت کی پردہ داری کا پتہ لگ جائے اور عزت پیغمبر اور ناموس رسالت کی خبر ہو جائے۔ بہن تمہارے سر پر چادر تطہیر ہے یہ پھٹ نہ جائے اور اس کی عزت و آبرو پر کوئی حرف نہ آنے پائے اور میں جانتا ہوں کہ جہاں عمر و سعد اور اس کے لشکر کی خوشیاں منانے اور ہنستے ہوں گے اور وہاں سے تم غم کے اندھیروں میں روتی جاؤ گی اور اہل بیت کے شہیدوں کے مرثیے پڑھتے جاؤ گی یہ سب کچھ ہو گا۔ مگر میری بہن۔ اپنی ثابت قدمی میں فرق نہ آنے دنیا اور تمہارے پاؤں میں لغزش نہ آئے اور صبر و رضا کا

Marfat.com

دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے اور یہ ہے میری بیٹی سکینہ۔ یہ ہیں بیمار عابد اور یہ ہے مسلم شہید کی یتیم بچی ان کا خیال رکھنا ان کو اداس نہ ہونے دینا اور ان کے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھنا جب مدینہ پاک جاؤ تو درود پاک پڑھکر داخل ہونا نانے پاک کے روضے پر جاؤ تو میرا بھی سلام عرض کرنا اور میری بیٹی صغریٰ کو پیار دینا تمہارا اللہ نگہبان ہے اور زینب اٹھو اور اپنے بھائی حسین کی صورت جی بھر کے دیکھ لو پھر قیامت تک نظر نہیں آئیں گی۔

فاطمہ کا لعل اٹھا۔ نانا پاک کا عمامہ سر پر باندھا ماں فاطمہ کی چادر کمر میں لپیٹی اور باپ علی کی تلوار ہاتھ میں پکڑی گھوڑے پر سوار ہونے لگے گھوڑے کا منہ میدان کی طرف کیا چلنے کا حکم دیا مگر گھوڑا اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں امام پاک گھوڑے کو بار بار چلنے کا حکم دیتے مگر وہ حرکت میں نہ آیا امام حسین حیران رہ گئے یااللہ یہ کیا ماجرہ ہے کہ گھوڑا میدان کی طرف بڑھتا نہیں کیا میں اس امتحان میں فیل تو نہیں ہو گیا گھوڑے نے گردن اوپر اٹھائی اور زبان حال سے اپنے سوار کو کچھ کہا مظلوم گھوڑے سے نیچے اترے تو دیکھا بیٹی سکینہ نے گھوڑے کے پاؤں پکڑے ہوئے ہیں امام عالی مقام نے بیٹی کو سینے سے لگایا اور فرمایا عون ومحمد قربان ہو گئے تو تم نے صبر کیا تھا قاسم وعباس نثار ہو گئے تو تم نے شکر ادا کیا تھا علی اکبر شہید ہوا تو تم نے فریاد نہ کی علی اصغر نے دم توڑا تو تم نے حوصلہ نہ ہارا مگر اب میں جا رہا ہوں تو تم رو رہی ہو۔ عرض کی ابا جان۔ عون ومحمد قربان ہوئے تو مجھے فکر نہ تھا قاسم اور عباس نثار ہوئے تو مجھے کوئی غم نہ تھا اکبر اور اصغر شہید ہوئے تو مجھے کوئی پرواہ نہ تھی مگر ابا جان آپ جا رہے ہیں۔ تو سکینہ یتیم ہو جائے گی۔ بے سہارا ہو جائے گی بے آسرا ہو جائے گی۔ میرے سر پر دست شفقت کون رکھے گا مجھے مدینے میں کون لے جائے گا میں روتی رہ جاؤں گی ٹھوکریں کھاتی رہوں گی آپکے بعد بیٹی کہہ کر مجھے سینے سے کون لگائے گا۔ اور مجھے گود میں کون بٹھائے گا۔

امام عالی مقام نے بیٹی کو دلاسہ دیا اور فرمایا تو صابر حسین کی بیٹی ہے صبر کرو۔ شہر بانو تمہارا ہر طرح خیال رکھے گی۔ اور پھوپھی زینب تمہیں۔ یتیمی کا احساس نہیں ہونے دیگی۔ جاؤ جا کر خیمے میں آرام کرو۔ تمہارا خدا حافظ

Marfat.com

پھر علی کے شیر نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور چشم زدن میں لشکر یزید میں جا پہنچے فسق و فجور کے اندھیروں میں حق وصداقت کا آفتاب طلوع ہوا جس کی سنہری کرنوں سے کوفہ کا ریگستان جگمگا اٹھا وحشت و بربریت کی تاریکیوں سے کربلا کے ذرے ذرے چمک اٹھے اور ملوکیت اور آمریت کی خزاں پر رسوم کی روح جمہوریت کی بہار کا موسم آ گیا۔جس کی مست ہواؤں سے سر جھکائے ہوئے پتے گرنے لگے۔جمال مصطفیٰ چمک اٹھا جس کی تجلی سے کربلا کے ذرے ذرے دمک اٹھے اور جلال حیدری جوش میں آ گیا۔جس کے رعب و دبدبے سے لشکر یزید میں ہنگامہ بپا ہو گیا اور عمرو سعد گھبرا گیا۔سیدہ کے لال نے میدان میں آ کر کوفیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے کوفہ کے دغاباز انسانو۔میں اپنی خوشی سے نہیں آیا تمہارے بلانے پر آیا ہوں تمہارے خطوں پر آیا ہوں تمہارے قاصدوں کے کہنے پر آیا ہوں تم نے میرے ساتھ وعدے کئے تھے وہ کہاں گئے تم نے میری حمایت میں مر مٹنے کی جو قسمیں کھائی تھیں وہ کہاں گئیں۔تم نے کہا تھا کہ ہم اہل بیت کے غلام ہیں اور عترت پیغمبر کے خادم ہیں اب جبکہ میں آ گیا ہوں تو تم نے وہ تمام وعدے بھلا دیئے یہ دھوکہ ہے یہ فریب ہے یہ عیاری ہے یہ دغا بازی ہے تم نے دنیا کے لالچ میں میرے بال بچوں کو بھوکا پیاسا شہید کر دیا ہے تم نے اہل بیت پر ظلم کیا ہے اور اب میرے خون کے بھی پیاسے ہو مگر یاد رکھو کہ تم دنیا کے جس جال میں پھنس چکے ہو وہ ایک دن ٹوٹ جائے گا اور دنیا کی ہر چیز فانی ہے تم نے دنیا کے عارضی ساز و سامان کے بدلے میں اپنی عاقبت خراب کر لی ہے تم نے چند روزہ عیش و عشرت کے عوض اپنے دین و ایمان کا سودا کیا ہے اور میں تم سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی تمہاری تلواروں سے ڈرتا ہوں البتہ میری وجہ سے تم پر جو قہر نازل ہونے والا ہے میں اس سے ڈرتا ہوں آؤ۔اب بھی سمجھ جاؤ اہل بیت کے دامن میں پناہ لے کر اور یزید کی غیر اسلامی اور باطل پرست حکومت کے جال سے نکل کر ایک غیرت مند مسلمان ہونے کا ثبوت دو دیکھو اور غور سے دیکھو میرے سر پر اسی کا عمامہ ہے جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو۔اور کمر میں اسی فاطمہ کی چادر ہے جس سے یہ فرشتے بھی شرم کرتے ہیں ابھی آپ تقریر کر ہی رہے تھے کہ عمرو سعد بول اٹھا۔حسین۔یہ وعظ و نصیحت کا وقت نہیں

Marfat.com

مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اگر پیاسا مرنا پسند نہیں تو اب بھی یزید کی بیعت کا اقرار کر لو پھر نہر فرات تیرے حوالے کر دی جائے گی۔

عمر وسعد کی اس گستاخی سے ہاشمی خون، جوش میں آ گیا اور فرمایا۔ عمر وسعد اگر میں نے یزید کی بیعت کرنی ہوتی تو نانا مصطفیٰ کا روضہ چھوڑ کر کوفہ کے اس ریگستان میں نہ آتا اور اگر مجھے یزید کی بیعت کرنی ہوتی تو عون و محمد قربان نہ ہوتے عباس کے بازو قلم نہ ہوتے قاسم کی جوانی نہ لٹتی اکبر کی لاش پر گھوڑے نہ دوڑتے اور اصغر میری جھولی پر نہ دم توڑتا اور اب یہ سب کچھ ہو چکا ہے اور میں کروا چکا ہوں اور اس لئے کروا چکا ہوں کہ اسلام میں ایک فاسق فاجر کی بیعت ایک سچے مسلمان کے لئے حرام ہے اور میں جانتا ہوں کہ یزید ایک فاسق فاجر حکمران ہے اسکی حکومت غیر اسلامی ہے اور اس کا نظام سلطنت بھی غیر شرعی ہے اور میں جو اس کی بیعت کر کے مسلمانوں کے لئے تباہی کا راستہ نہیں کھول سکتا اور جب میں خلافت اسلامیہ کی خاطر اپنا سب کچھ لٹا چکا ہوں تو پھر مجھ سے کیسے توقع رکھ سکتا ہے کہ حسین تمہاری خون آشام تلواروں سے ڈر کر اور پیاس سے تنگ آ کر باطل کے آگے اپنا سر جھکا دے گا اور میں جانتا ہوں کہ اگر میں یزید کی بیعت کر لوں تو پھر میرے خون کی یہی پیاسی تلواریں پھولوں کا ہار بن جائیں گی اور یزید کا یہی لشکر جو میرا سر لینے کے آیا ہے اپنا سر میرے قدموں میں جھکا دے گا اور دنیا کی ہر نعمت اور عیش و عشرت بھی مل سکتی ہے۔ مگر نہیں! ضرورت اس بات کی ہے کہ میں دین حق کی حفاظت اور خلاف الٰہیہ کی پاسبانی کی خاطر حق و ہدایت کے دشمنوں اور دین و شریعت کے باغیوں کے مقابلے میں ایک ایسی بنیاد قائم کر جاؤں جس پر میرے نانے کی امت آسانی سے عمارتیں تعمیر کر سکیں اور دنیا کو ملوکیت اور آمریت کے پنجہ استبداد سے نجات حاصل کرنے کی راہ دکھاؤں جس پر چل کر مسلمان منزل مقصود تک پہنچ جائیں اور اپنے ماننے والوں کو استقلال اور صبر و رضا کا ایسا درس دے جاؤں جس پر عمل کر کے حسین اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت دین کی لٹی ہوئی آبرو اور حق و صداقت کی چھینی قوت واپس لا سکوں آپ پر ایمان افروز تقریر کر ہی رہے تھے کہ کسی شقی نے طعنہ دیا کہ حسین ادھر دیکھو نہر فرات لہریں مار رہی ہیں

Marfat.com

مگرتم اس میں سے ایک قطرہ بھی نہیں پی سکتے علی کے لال کی آنکھیں سرخ ہوگئیں اور منہ موڑ کر فرمایا او کمینے ادھر دیکھ حوض کوثر کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہے مگرتم اس میں سے ایک بوند بھی نہیں پی سکتے اور پھر آپ نے عمرو سعد کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ تو نے دنیا کے بدلے دین کو بیچ کر اور حق وصداقت کے عوض باطل کا سودا کر کے اور یزیدیت کا پرستار بن کر اور حسینیت کے دامن کو چھوڑ کر اپنی عاقبت خراب کر دی ہے اور قیامت کے دن تیرے پاس میرے خون ناحق کے سوال کا کوئی جواب نہیں ہوگا اب بھی وقت ہے اپنی آنکھوں سے غفلت کے پردے اٹھا اور اپنے دل سے دشمنی اہل بیت کے غبار کو جھاڑ اور دیکھ میرے سر پر اس رسول کا عمامہ ہے جس کا تو کلمہ پڑھتا ہے جو کچھ تو نے کرنا تھا کر لیا اور جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا لیکن تو اگر اب بھی غیر اسلامی حکومت کے پنجے سے نکل کر اور ملوکیت کے جال کو توڑ کر اور غیر شرعی نظام سلطنت کے چنگل سے نجات حاصل کر کے دین اسلام اور حق وشریعت کے دامن کو تھام لے اور خلافت اسلامیہ اور امانت خداوندی کی رسی کو پکڑے تو میں سب کچھ بھول جاؤنگا۔ عمرو سعد نے جواب دیا حسین اگر یزید کی بیعت منظور ہے تو میرے قریب آ جاؤ اور اگر انکار ہے تو پھر ہماری طرف سے اعلان جنگ ہے۔

نواسہ رسول نے نہایت حوصلے سے فرمایا انکار ہے اور ساتھ ہی سنان بن انس کا ایک تیر سرسراتا ہوا مظلوم کربلا کے سر کے اوپر سے گزر گیا۔ ہاشمی شہزادے نے بھی شمشیر حیدری کو ہوا میں لہرایا اور جعفری نیزے کو جنبش دی انس بن سنان بڑے غرور اور تکبر کے ساتھ تلوار چمکاتا ہوا مقابلے کو آیا۔ مگر وہ ابھی سنبھلنے نہ پایا تھا کہ تیغ علی نے اس کے ٹکڑے کر دیئے اور پھر اس کا بھائی کانپتا ہوا سامنے آیا اور بڑے ہی کروفر سے بولا۔ کہ شام وعراق کا مشہور شاہ سوار ہوں سید مظلوم نے بڑے جوش سے فرمایا میں بھی حیدر کرار ہوں اس نے تلوار ماری امام عالی مقام نے ڈھال پر روکی اور پھر ابن علی نے سینے پر نیزہ مارا جو پار ہو گیا اس کی لاش خون میں تڑپنے لگی اور پھر یکے بعد دیگرے آٹھ یزیدی میدان میں آئے لیکن سب واصل جہنم ہوئے عمرو سعد کا خیال تھا کہ علی کا شیر تین دن سے بھوکا پیاسا ہے مگر اسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس شیر کے

Marfat.com

پنجہ میں شیر خدا کی طاقت ہے اور اسکی رگوں میں حیدر کا خون ہے عمر وسعد نے تیغ علی کی جب یہ کاٹ دیکھی اور اللہ کے شیر کا یہ انداز جنگ دیکھا تو اپنی عادت کے مطابق پکار اٹھا کہ ساتھیو کہ اگر ایک ایک ہو کر حسین ابن علی کے سامنے جاؤ گے تو لڑائی کبھی ختم نہیں ہو گی اور فیصلہ اہل بیت کے حق میں ہو گا اٹھو ہمت کرو اور سب مل کر حملہ کرو اور پھر ہر طرف سے تیروں کی بارش ہونے لگی تلواروں کے وار ہونے لگے اور نیزوں کی بوچھاڑ ہونے لگی مگر قربان جائیں آقا تیری شجاعت پر۔ صدقے جائیں تیری بہادری پر اور نثار جائیں تیرے استقلال پر کہ تو نے ابن علی ہونے کا حق ادا کیا تیری تلوار تھی یا بجلی تھی جس طرف گری دشمنوں کو خون میں نہلا گئی تیری تیغ تھی کہ رعد و برق تھی جس جانب پلٹی یزیدیوں کو واصل جہنم کرتی گئی۔ اور تیری شمشیر تھی کہ قہر الٰہی جس سمت اٹھی تباہ کرتی گئی علی کا لال لشکر یزید پر بپھرے ہوئے شیر کی طرح لپکا اور شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھائے کہ فرشتے بھی حیران رہ گئے کبھی میسرہ کی طرف بڑھتے تو لاشوں کے ڈھیر لگا دیتے۔ کبھی میمنہ کی طرف بڑھتے تو یزیدی خزاں کے پتوں کی طرح گرنے لگے اور پھر لشکر قلب میں گھس گئے تو تباہی مچا دی اس ہاشمی تلوار کے انگاروں سے یزیدی جل رہے تھے۔

لشکر یزید میں ایک ہنگامہ بپا ہو گیا جہاں تھوڑی دیر پہلے قہقہے تھے وہاں اب آہ و فغاں کی صدائیں اٹھ رہی تھیں تھوڑی دیر پہلے خوشی اور مسرت تھی۔ وہاں اب کہرام مچا ہوا تھا اور جہاں پہلے اپنی قوت اور طاقت پر ناز تھا وہاں اب مایوسی و نامرادی تھی جہاں سے تکبر اور غرور تھا وہاں اب حسرت و یاس تھی۔ عمر وسعد گھبرا کر پھر بول اٹھا کہ بہادرو۔ تمہاری بہادری کہاں گئی حسین ابن علی سے نہیں نہیں علی کا شیر ہے اس کے بازوؤں میں علی کی قوت ہے اس کی رگوں میں علی کا خون ہے اس کے ہاتھوں میں شمشیر حیدری ہے اور اگر اس کو تھوڑی ہی مہلت دی گئی تو یہ جنگ کا نقشہ بدل دے گا اور دنیا سے ہمارا نام ونشان مٹا دے گا جاؤ اور فوج کا ایک دستہ لے کر اہل بیت کے خیموں میں آگ لگا دو تاکہ پردہ دار خواتین باہر نکل آئیں اور میں حسین کے خون سے اپنا ہاتھ رنگ لوں فاطمہ کے لعل نے ڈانٹ کر کہا عمر وسعد خبردار ابھی حسین

Marfat.com

ابن علی زندہ ہے تیرا ایک دستہ تو کیا سارے لشکر میں بھی ہمت نہیں ہے کہ وہ ناموس رسالت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے۔ کمینے انسان۔ کیا شجاعت اور بہادری اسی کا نام ہے یہ شجاعت نہیں بزدلی ہے بہادری نہیں کمینگی ہے ہمت ہے تو خود میرے سامنے آتا کہ علی کا شیر تجھے باطل پرستی کا مزہ چکھادے ہر طرف سے تیر برس رہے تھے تلواریں چمک رہی تھیں اور نیزے لہرا رہے تھے مگر حسین شمع اسلام کا پروانہ خلافت الٰہیہ کا محافظ اور حدود اسلامیہ کا رکھوالا بیس ہزار لشکر یزید کے سامنے پورے عزم اور استقلال کے ساتھ ڈٹا ہوا تھا ہاتھ میں تلوار تھی اور لبوں پر تبسم کمر میں شمشیر تھی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ پشت پر ڈھال تھی اور چہرے پر چمک قربان جائیں اس کی شجاعت کے جو صدموں سے چور ہونے کے بعد بھی کربلا کے میدان میں علی کی شان دکھا گیا درود فاطمہ کے اس لعل پر جو شریعت کی آن بچا گیا اور اسلام محمد کے نواسے پر جس نے حق پرست ہونے کا حق ادا کر دیا۔ تیروں کی بارش اور تلواروں کی بھرمار میں حضرت امام حسین کے گھوڑے نے نہر فرات کی طرف رخ کیا اور ایک جست میں کنارے پر پہنچ گیا اس لئے کہ وہ اپنے سوار کو پیاسا شہید نہیں ہونے دینا چاہتا تھا اس طرح وہ اپنی وفاداری کا حق ادا کر دینا چاہتا تھا گھوڑے نے پانی میں منہ ڈالا مگر پیا نہیں اس لئے کہ اس کا سوار پیاسا تھا امام پاک نے بھی چلو بھر لیا مگر پیا نہیں اسلئے کہ سب پیاسے شہید ہو گئے تھے۔

عمر و سعد پھر پکار اٹھا کہ او یزید کے نمک خوار آج اپنی وفاداری کا ثبوت دو اور ہمت سے کام لو اگر پانی کا ایک قطرہ بھی اس کے حلق میں چلا گیا تو پھر ہمارے خون کے دریا بہہ جائیں گے چاروں طرف سے گھیرا ڈال لو اور تیروں کی بارش برسا دو اور پھر مظلوم پر ایسا وقت آ گیا۔

چلتے تھے چاروں طرف سے بھالے حسین پر
ٹوٹے ہوئے برچھیوں والے حسین پر
یہ دکھ نبی کے پالے حسین پر

Marfat.com

قاتل تھے خنجروں کو نکالے حسین پر
تیر ستم نکالنے والا کوئی نہ تھا
گرتے تھے آپ کو سنبھالنے والا کوئی نہ تھا

یہ کون تھے جو سبط پیغمبر پر تیروں کی بارش برسا رہے تھے جو نواسہ رسول پر تلواریں چلا رہے تھے جو جگر گوشہ بتول پر نیزے مار رہے تھے جو علی کے شیر کو زخمی کر رہے تھے اور جو برچھیوں سے قرآن پھاڑ رہے تھے کیا یہ یہودی تھے عیسائی تھے کافر مشرک تھے۔ نہیں۔ یہ اس کے نانے کے امتی تھے یہ اس کے باپ کے مقتدی تھے تو پھر انہوں ے ایسا کیوں کیا اس لئے اور صرف اس لئے کہ وہ یزید کی ملوکیت کا شکار ہو چکے تھے وہ باطل پرستی کے جال میں آ چکے تھے اور شخصی حکومت کا قہر وغضب ان کے دل و دماغ پر چھا چکا تھا لالچ نے ان کی آنکھیں اندھی کر دی تھیں اور ان کے ضمیر مردہ ہو چکے تھے اور بنو امیہ اور بنو ہاشم کے ساتھ پرانی دشمنی مکمل طور پر سامنے آ چکی تھی اور ان کا خیال تھا کہ ہم تلواروں کے سائے میں جان و مال کا خوف دلا کر اور پانی بند کر کے اور قہر وغضب کا لشکر لے کر علی کے شیر سے جبراً یزید کی بیعت لے لینگے اور جبر و تشدد اور ظلم وستم کا مظاہرہ کر کے فاطمہ کے لال کا سر باطل کے آگے جھکا دیں گے لیکن ان کا خیال غلط نکلا اور وہ ایسا نہ کر سکے انہوں نے پانی بھی بند کیا اور اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے بچوں کو بھی ذبح کیا اور پھر ہزاروں تلواروں کا مظاہرہ بھی کیا مگر اس پیکر صبر ورضا اور حق و صداقت کے مجسمے کا یزید کی باطل حکومت کے آگے نہ جھک سکا اس لئے کہ حسین آخری دم تک بھی اس نظریے پر قائم رہے کہ دین فطرت کی پاسبانی اور حق وصداقت کی سربلندی کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دینا مومن کی معراج ہے اور وہ اپنا سب کچھ اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھکر بھی کہتے تھے کہ میں اپنا ایک فرض ادا کر رہا ہوں اور اپنے خون کو اپنے نانے کی امت کے لئے تلاش حق کے ہر قدم پر نشان راہ بنا رہا ہوں۔ دشمنوں کا گھیرا تنگ ہوتا گیا اور سید مظلوم کی شہادت کا وقت قریب آ گیا مگر لشکر یزید کے اس خطرناک گھیرے میں سیدہ کا لعل پورے

Marfat.com

استقلال اور ثابت قدمی سے ڈٹا ہوا تھا اور آپ کی تلوار جدھر بھی گرتی صفوں کی صفیں الٹ دیتی

چمکی جو خود سر پر تو سر سے نکل گئی
مثل قہر سب کے جگر سے نکل گئی
سینہ میں دم لیا تو کمر سے نکل گئی
خود حیران تھا بدن کہ کدھر سے نکل گئی

آخر خولی نے ایک نیزہ چلایا جو امام پاک کی پیشانی پر لگا وہ پیشانی جو نبی کی بوسہ گاہ تھی جس کو علی چوما کرتے تھے اور جس کو فاطمہ چوما کرتی تھیں آپ کو چکر آ گیا عمر و سعد نے کہا ضرب کاری ہے دوڑ کر سامنے آیا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ زخمی شیر کتنا خطرناک ہوتا ہے اور پھر اللہ کے شیر جب عمر و سعد کے سامنے آیا تو ڈانٹ کر فرمایا دور ہو جا میری آنکھوں سے کمینے انسان وہ بد بخت پیچھے ہٹ گیا اور شمر سے کہا دیکھتے کیا ہو اب وقت ہے ہمت کرو اور اپنے دستے کو لے کر ٹوٹ پڑو شمر نے ایک سو سواروں کے دستے سے حضرت حسین کو نرغے میں لے لیا مگر اس خدا کے شیر نے ان تمام لومڑیوں کو ختم کر دیا اور یہ شائد حق و باطل کا معرکہ قیامت تک ختم نہ ہوتا کہ شمر نے ایک چال چلی اور بلند آواز میں پکارا وہ دیکھو بھائی کی محبت میں زینب خیمہ سے باہر آ گئی۔

سید مظلوم نے پلٹ کر دیکھا تو ذرعا بن شارق نے برچھے کا وار کیا جس سے آپ کا بایاں بازو کٹ گیا آپ نے ذرعا کو حملے کا جواب دینا چاہا مگر نقاہت سے دایاں بازو نہ اٹھ سکا اور اشقیا پے در پے حملے کرنے لگے اور مظلوم کربلا اپنے جسم پر بہتر زخم کھانے کے بعد

قرآن رحل زمین سے فرش پر گر پڑا
دیوار کعبہ بیٹھ گئی اور عرش گر پڑا

گھوڑے نے جب دیکھا میرا سوار میری زمین سے فرش پر گرنے والا ہے تو اس نے بڑے ادب سے گھٹنے ٹیک دیئے۔ گھوڑے کی زین سے گرتے وقت آپ نے مدینے پاک کی طرف

Marfat.com

دیکھا اور عرض کی نانا جان آپ نے میری شہادت کی خبر جو دی تھی وہ پوری ہوگئی اور میں نے اپنے تمام وعدے پورے کئے اور آپ کی شریعت کی آن بچالی پھر آپ کے کانوں میں یہ آواز آئی۔

صیغم علی کا ظلم کے جنگل میں گھر گیا
زہرا کا چاند شام کے بادل میں گھر گیا

ہاشمی سورج ڈوب گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ حضرت فاطمہ کی آواز تھی۔ آپ فرش پر گرے تو خولی آگے بڑھا اور سر قلم کرنا چاہا مگر ہاشمی شیر کی ہیبت اور حیدری جلال کے رعب سے زمین پر گر پڑا پھر شمر لعین آگے بڑھا اور آپ کے سینے مبارک پر سوار ہوگیا جس کو نبی آنکھوں سے لگایا کرتے تھے جسکو علی بوسے دیا کرتے تھے اور جس کو فاطمہ چوما کرتی تھیں۔ جمعہ کا دن تھا اور نماز جمعہ کا وقت بھی ہو چکا تھا شمر لعین حضرت فاطمہ کے لال کے سینے پر سوار تھا امام مظلوم نے پوچھا کون سا وقت ہے تو شمر نے جواب دیا جمعہ کی اذان ہو رہی ہے تو جگر گوشہ بتول نے فرمایا شمر ذرا ٹھہر جا میں بارگاہ ایزدی میں دو فرض ادا کرلوں خون سے وضو تو پہلے ہی کر چکے تھے قبلہ رخ ہو گئے اور تہ خنجر بھی دو رکعت نماز ادا کر گئے

دیکھو شاہ کربلا مقتل کے میدان میں
سامنے تھے موت کے نہ چھوڑی پر نماز
زیر خنجر جس کا سجدہ عظمت اسلام ہے
جس کا سر تیور رسول پاک کا پیغام ہے

اور پھر کوفہ کے میدان میں اور کربلا کے ریگستان میں اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی اور ادھر شمر فاطمہ کے لال کے گلے پر خنجر پھیر دیا اس طرح مظلوم کربلا۔ کربلا کے میدان میں ذبح عظیم تفسیر بن گیا۔

Marfat.com

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کے دیواروں کے سائے میں
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

حضرت ابراہیمؑ نے عرب کے صحرا میں منیٰ کے مقام پر اپنے بیٹے کی قربانی دی مگر اس کا ظہور نہ ہوسکا حضرت اسماعیلؑ کی جگہ دنبہ ذبح کردیا گیا مگر ان کو پھر بھی ان ارادوں کے پیش نظر۔ انی جاعلک للناس اماما۔ کا اعزاز خدا کی طرف سے مل گیا مگر کوفہ کے اس ریگستان میں کربلا کے مقام پر جو قربانی دی گئی اس کا ظہور بھی ہوگیا اور یہ ذبح ہونے والا دنبہ کوئی معمولی دنبہ نہ تھا بلکہ خود امام حسین نواسہ رسول اور جگر گوشہ بتول تھے اور نور نظر علی تھے جو خدا کے سامنے ذبح ہوئے نبی کے علم میں ذبح ہوئے کافروں سے نہیں اپنے نانا کی امت کے ہاتھوں ذبح ہوئے تو پھر آپ کی امامت و خلافت پر بحث کرنا گمراہی اور بے دینی نہیں تو اور کیا ہے۔ یزیدیو اور یزید کے چیلو۔ مجھے بتاؤ کہ کیا امام حسین کی قربانی اسماعیل کی قربانی سے کم ہے اور علی کے شیر کے ارادے حضرت خلیل اللہ کے ارادوں سے کم تھے نہیں ہرگز نہیں۔ خلیل اللہ نے چھری چلاتے وقت اپنی آنکھوں پر پٹی باندھی لیکن امام حسین کی جھولی میں اصغر نے دم توڑا اگر وہاں انی جاعلک للناس اماما۔ کا اعزاز حاصل ہوسکتا ہے تو یہاں پر یہ انعام کیوں نہیں مل سکتا اور کوئی اس کی مخالفت کیسے کرسکتا یہ منیٰ میں اگر خواب تھا تو کربلا میں اس کی تعبیر تھی منیٰ میں آیت تھی تو کربلا میں اس کی تفسیر۔ منیٰ میں عرش کا دنبہ تھا تو کربلا میں والی عرش کے حسینؑ کا۔

شمر کا خنجر گلوئے خشک پر چلتا رہا
شمع حق روشن رہی حق کا دیا جلتا رہا
چشمِ گریاں مزرعِ دیں میں گہر ہوتی رہی
کٹ گیا سر پر نمازِ عشق ادا ہوتی رہی

بی بی شہربانو اور سیدہ زینب صبح سے رو رو کر تھک چکی تھیں اور آنسو خشک ہو چکے تھے آنکھیں تھرا

Marfat.com

گئیں تھیں وہ قیامت خیز منظر تھا جس کو وہ دیکھ رہی تھیں نظریں اٹھائیں تو سید مظلوم کا سر مبارک نیزے پر تھا دونوں کی چیخیں نکل گئیں اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں ہوش میں آئیں تو پھر دیکھا تو دوش مصطفیٰ کے سوار کی لاش پر گھوڑے دوڑ رہے تھے بی بی زینب سے ضبط نہ ہو سکا اور آواز دی۔

عمرو سعد۔ اگر ہمارا سب کچھ لوٹ لینے کے بعد بھی تیری عداوت کی آگ نہیں بجھی تو ذرا اپنے لشکر کو پیچھے ہٹا دے تا کہ میں اپنے بھائی کی لاش کو جھولی میں ڈال لوں اور پھر تیرے گھوڑے شہید بھائی کے ساتھ اس کی بہن کو بھی کچل دیں امام پاک کا وفادار گھوڑا میدان کربلا میں ایدھر اودھر دوڑتا پھرتا تھا اور زمین پر اپنا سر مارتا تھا کہ بی بی زینب کے پاس کس منہ سے جاؤں جب وہ میری پیٹھ پر بیٹھ کر اپنے بھائی کو نہیں دیکھیں گی تو ان کا کیا حال ہوگا آخر وہ سید مظلوم کے خون میں اپنے منہ کو ڈبو کر زمین پر پٹختا ہوا خیموں میں گیا سیدہ مظلوم نے گھوڑے کو خالی دیکھا تو گریہ وزاری سے عرش ہلا دیا گھوڑے نے پاک بی بی کے قدموں میں سر جھکا دیا اور زبان حال سے گویا ہوا کہ اے پاک سیدہ میرے بھی جسم پر سینکڑوں تیروں اور نیزوں کے زخم دیکھ لو۔

اس سے بڑھ کر اور قیامت کیا ہوگی اور اس سے بڑھ کر کیا حشر برپا ہوگا جبکہ یزیدی لشکر اہل بیت کے خیموں کو آگ لگا رہا تھا اور لٹے ہوئے قافلے کا سارا ساز وسامان لوٹ رہا تھا اور ناموس رسالت کے سروں سے چادریں تک چھین رہا تھا ایک خیمہ جلتا دیکھ کر نبی کی نواسیاں دوسرے خیمے میں چلی جاتیں دوسرا بھی جل جاتا تو تیسرے میں چلی جاتیں امام حسین کی بیٹی سکینہ بھی شہر بانو کے دامن سے لپٹ کر روتی اور نانے کی دہائی دیتی اور کبھی پھوپھی زینب کے گلے لگ کر پناہ ڈھونڈتی مسلم کی بیٹی کبھی خیموں کی دریاں اوپر لے کر اپنے جسم کو چھپاتی اور کبھی کسی جلی ہوئی قنات کے ٹکڑے سے اپنے سر کو ڈھانپ لیتی فضہ جو حضرت امام حسین کی کنیز تھی اس نے اپنی غلامی کا حق ادا اس طرح کیا کہ اپنی چادر پھاڑ کر آدھی شہر بانو کے سر پر اوڑھا دی سیدہ زینب کو اوڑھا دی۔ حضرت زینب نے فرمایا فضہ اپنے چہرے کا بھی

Marfat.com

خیال رکھو تو عرض کی اے سیدہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں۔اس قیامت خیز گھڑی میں شمر لعین نے آواز دی کہ حسین ابن علی کی بہن میرے سامنے آئیے تو جلے ہوئے خیموں سے کسی کی للکار سنائی دی او لعین۔خبردار علی کی عزت ابھی زندہ ہے یہ عابد بیمار کی آواز تھی جنہوں نے تلوار لے کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اٹھ نہ سکے۔شمر نے ارادہ کیا کہ عابد کو بھی قتل کر کے دنیا سے سادات کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دے اور نسلِ حسینؑ کا نام ونشان تک مٹا دیا جائے کہ پردے کے اندر سے آواز آئی خبردار اگر کسی نے عابد بیمار کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو ابھی قیامت برپا کر دی جائے گی یہ سیدہ زینب کی آواز تھی جس نے عمرو سعد کے دل کو ہلا دیا اور اس نے شمر کو یہ کہہ کر روک دیا کہ اس کا فیصلہ یزید پر چھوڑ دیا جائے۔

عروہ بن قیس راوی ہے کہ میں میدان کربلا کے راستے کوفہ جا رہا تھا جب میں کربلا پہنچا تو میں نے دیکھا کہ خیمے جل رہے تھے اور چند ایک پردہ دار خواتین محمد کی دہائی دے رہی تھیں اور دہائی دیتی ادھر ادھر دوڑ رہی تھیں کوئی چھپنے کی جگہ تلاش کر رہی تھیں کہ میں نے دیکھا ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے ایک بچی کے کانوں سے بالیاں کھینچ لیں جس سے اس بچی کے کان زخمی ہو گئے۔یہ بچی امام حسین کی بیٹی سکینہ تھی اور پھر میں نے دیکھا کہ ایک عورت ایک جلتے ہوئے خیمے میں جاتی ہے مگر آگ کے شعلوں کے اندر چلی جاتی ہے اور وہ پھر باہر آتی ہے تو اس کے کندھوں پر کوئی سوار تھا یہ بنت علی سیدہ زینب تھیں جو عابد بیمار کو جلتے ہوئے خیمے سے اپنے کندھوں پر اٹھا کر باہر لائی تھیں۔

عروہ بن قیس آگے کہتا ہے کہ میں نے جو دردناک منظر دیکھا ہے کہ ایک لڑکی کے کپڑوں کو آگ لگی ہوئی ہے اور چیختی اور چلاتی ادھر ادھر دوڑتی پھر رہی ہے مجھ سے یہ پرسوز منظر نہ دیکھا گیا اور میں دوڑ کر اس لڑکی کے پاس گیا اور کہا بیٹی ٹھہر جا میں تمہاری آگ بجھاتا ہوں تو اس لڑکی نے مجھے ڈانٹ کر کہا کہ میرے کپڑوں کو ہاتھ نہ لگانا کیا تو جانتا نہیں کہ میں امام حسین کی بیٹی سکینہ ہوں اس لڑکی کی بات سے میں ساری بات سمجھ گیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے سیدزادی میں بھی تمہارے باپ امام حسین کا غلام ہوں تو میں نے اس کے کپڑوں

Marfat.com

کی آگ بجھائی۔ عروہ بن قیس کہتا تھا کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا جس نے جلے ہوئے خیمے کا ایک ٹکڑا پھٹا ہوا اپنے اوپر رکھا تھا اور فریاد کر رہی تھی کہ اے محمد ﷺ کہ تجھ پر آسمان کے فرشتوں کا درود و سلام ہو۔ یہ دیکھو تیرا حسین ریگستان میں پڑا ہے خاک و خون سے آلودہ ہے تمام بدن ٹکڑے ٹکڑے ہے تیری بیٹیاں اور تیری اولاد مقتول ہو رہی ہے اور ہوا ان پر خاک ڈال رہی ہے راوی کہتا ہے کہ اس عورت کی گریہ وزاری سے اپنے تو اپنے دشمن بھی رونے لگے

سورج اہل بیت کی اس مظلومی پر روتا ہوا غروب ہو چکا تھا اور اس کی کرنیں شہیدوں پر آنسو بہاتی ہوئی اوجھل ہو چکی تھیں یزید کا تمام لشکر چمنستان زہرا کو لوٹ کر عترت پیغمبر کو ذبح کر کے آل مصطفیٰ کے خیمے جلا کر دوش رسول کے سوار کا سر نیزے پر چڑھا کر قہقہے لگاتا ہوا سو چکا تھا کربلا کی ریت اہل بیت کے شہیدوں کے خون کو اپنے اندر جذب کر رہی تھی ہر طرف خاموشی ہی خاموشی تھی کہ امام مظلوم کی ہمشیرہ بی بی زینب اٹھیں لاشوں کے ٹکڑوں کو اکٹھا کیا شمشیر حیدری ہاتھ میں پکڑی اور پہرہ دینے لگی بھائی کی لاش کو جھولی میں اٹھایا اپنے سر سے چادر تطہیر اتاری اور لاش پر سے مٹی جھاڑی گرد و غبار کو صاف کیا اور فریاد کی آدھی رات ہوگئی تو بنت علی نے دیکھا کہ ایک گھڑ سوار لاشوں کے گرد چکر لگا رہا ہے

سیدہ نے حیران ہو کر سوار سے پوچھا تو کون ہے اور لاشوں کے گرد کیوں چکر لگا رہا ہے سوار نے پوچھا اے بی بی یہ لاشیں کس کی ہیں زہرا کی جائی نے جواب دیا یہ علی اکبر کی لاش ہے یہ علی اصغر کی لاش ہے سوار نے پھر پوچھا اے نیک بی بی۔ یہ چھوٹی چھوٹی لاشیں کس کی ہیں سیدہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور فرمایا یہ میرے بیٹوں عون و محمد کی لاشیں ہیں فاطمہ کی لاڈلی کا جواب سن کر سوار جانے لگا تو بی بی نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور پوچھا اے سوار تو بھی بتا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور کیوں آیا ہے سوار نے چہرے سے نقاب اٹھایا اور فرمایا۔

Marfat.com

ذے آواز نبی نے اگوں ایہہ جواب سنایا

میں تدھ غریب دا نانا بچیا تیرا پردہ ویکھن آیا

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جو حضرت امام حسین کی شہادت کے وقت زندہ تھیں ان کے بارے میں حضرت سلمیٰ کہتی ہیں۔ دخلت علی ام سلمیٰ دھی تبکی . فقلت ما یبکیک قالت رائیت رسول الله ا فی المقام واعلی ولحیتہ التراب . فقلت مالک یا رسول الله ﷺ قال شهدت قتل الحسین النفاً ۔ ترجمہ۔ میں حضرت ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہ رو رہی تھیں میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں۔ تو حضرت ام سلمہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر اور داڑھی پر گرد و غبار ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا بات ہے یہ گرد و ﷺ غبار کیسا ہے آپ نے فرمایا میں نے ابھی ابھی حسین کو شہید ہوتے دیکھا ہے۔

•

شہادت حسین مشہود بالنبی

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ شہید کو مرتے وقت دیدار مصطفیٰ نصیب ہوتا ہے اور وہ کس کیف و سرور میں ہوتا ہے کہ اسے موت کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی اس کے علاوہ وہ موت کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں تا کہ وہ اعزاز کے ساتھ اس کی روح کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے جا سکیں اور فرشتوں کے جھرمٹ میں ایک جلوس کی شکل میں شہید کی روح کو بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جائے حضرت امام حسین کی شہادت کے وقت حضور اکرم کے موجود ہونے کا سبب یہی نظارا آتا ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ کو پتہ تھا کہ یہ شہادت کائنات کی تمام شہادتوں سے نرالی ہے آپ سمجھتے تھے کہ جس بے کسی اور بے بسی اور ظلم و ستم کے عالم میں میرے حسین کو شہید کیا جائے گا وہ اس وقت ضروری ہے کہ میں حسین کے سامنے کھڑا رہوں تا کہ مجھے دیکھ کر

Marfat.com

حسین کی جرات و بہادری قائم رہے اور اس جرات و بہادری اور عزم و استقلال کی حالت میں وہ اپنی جان۔ جان آفریں کے حوالے کر دے (سنن ترمذی باب ابواب المناقب)

بلاشبہ وہ بلا تمثیل جس طرح کشتی لڑتے وقت ایک پہلوان کو ایک استاد کی موجودگی میں ڈھارس رہتی ہے اور اس کا حوصلہ قائم رہتا ہے ممکن ہے ایسے ہی امام عالی مقام نبی کریم ﷺ کی موجودگی کی وجہ عزم و استقلال کا پیکر بن کر میدان کارزار میں ڈٹے رہے ہوں تاکہ آقائے دو جہاں ﷺ کی نگاہوں کے سامنے رہے ہوں اور یہ فرما رہے ہوں کہ بیٹے حسین آج نیزے کی نوک پر سوار ہو کر میرے کندھوں کی سواری کی لاج رکھ لینا۔ کربلا کے تپتے صحرا میں شدت پیاس کی حالت میں اپنی جان قربان کر کے میری چوسی ہوئی زبان کا خیال رکھنا۔ اے حسین علی شیر خدا کا خون تیرے رگ و ریشہ میں دوڑ رہا ہے آج اس خون کے تقدس میری بیٹی فاطمہ کے پئے ہوئے دودھ کی لاج رکھ لینا۔

چنانچہ امام عالی مقام نے اپنے نانا جان کی حوصلہ افزائی پر جرات و شجاعت کے ساتھ اپنے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کروا دیئے لیکن پیشانی پر بل بھی نہ آنے دیا یوں آپ نے حضرت علی و فاطمہ کے لخت جگر اور آقائے دو جہاں کے لاڈلے نواسے ہونے کا حق ادا کر دیا۔

شہادت کے بعد گواہی دینا

شہید زندہ ہوتے ہیں مگر ان کی زندگی ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوتی ہے کسی شخص نے شہید ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے اس قول کی کہ شہید زندہ ہوتے ہیں گواہی نہیں دی لیکن امام حسین کی شہادت ہے کہ آپ کے سر انور نے کٹ کر اور نیزے پر چڑھ کر گواہی دی کہ شہید زندہ ہوتے ہیں اور ثابت کر دیا کہ شہداء کے بارے میں قول سچا ہے۔

Marfat.com

کٹے ہوئے سر کی گواہی

حضرت نہال بن عمر فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم جب حسین کے سر کو نیزے کے اوپر چڑھائے گلیوں اور بازاروں میں پھرایا جا رہا تھا تو میں اس وقت دمشق میں موجود تھا اس نے بچشم خود دیکھا کہ سر مبارک کے سامنے ایک شخص سورہ کہف پڑھ رہا تھا اور وہ اس آیت پر پہنچا کہ۔ام حسبت ان اصحاب الکھف و الرقیم کانو من آیا تناعجبا ۔کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ بے شک اصحاب کیف اور رقیم ہماری نشانیوں میں سے ایک عجوبہ تھے تو اللہ تعالیٰ نے سر مبارک کو قوت گویائی دی اور اس نے بزبان فصیح کہا۔ اعجب من اصحاب الکھف قتلی و حملی ۔اصحاب کیف سے زیادہ میرا قتل اور میرے سر کو لئے پھرنا زیادہ عجیب ہے۔(سرالشہادتین ص ۳۵ نور الاصبار ۴۹ شرح الصدور ص ۸۸)

پورے گھرانے کی قربانی

تاریخ اسلام میں بہت شہادتیں ہوئی ہیں اور ہر شہادت کی اہمیت اور اطراف و اکناف میں مسلم ہے مگر امام حسین کی شہادت دوسری شہادتوں کے مقابلے میں اکناف عالم میں اسکی شہادت دوسری سب شہادتوں سے بڑھ کر اس لئے ہے کہ اسمیں شہید ہونے والوں کی حضورؐ کے ساتھ خاص نسبتیں ہیں پھر یہ کہ یہ داستان شہادت گلشن نبوت کے کسی ایک فرد پر مشتمل نہیں بلکہ یہ سب سارے کے سارے گلشن کی قربانی ہے باقی واقعات شہادت ایک بار دو تین چار نفوس پر مشتمل ہے مگر کربلا میں گلشن نبوت کے پھولوں کی بے شمار قربانی کی داستان ہے۔لہذا تاریخ کے کسی بھی دور میں امت مسلمہ، واقعہ کربلا اس کی تفصیلات اور اس کی اہمیت کو فراموش نہیں کر سکتی بلکہ غم حسین کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھنے کی طرف اشارہ

Marfat.com

کرتی ہیں جس امام حسین کی شہادت پر امام الانبیاء علیہ ﷺ روضہ اقدس میں تڑپ گئے اور پھر اپنے دوش مبارک کے سوار کی شہادت گاہ میں پہنچے۔

اس لئے سفر کا گرد وغبار آپ کے چہرہ مبارک پر عیاں تھا اور پھر اس نبی کی امت پر لازم ہے کہ غم حسین کو قیامت تک زندہ رکھا جائے اس لئے میں بھی (مصنف) اس حقیقت کا قائل ہوں کہ غم حسین کو دس دنوں میں مخصوص و محدود کرلیا جائے بلکہ اس عظیم قربانی کی لامحدود غم انگیزیوں کو ہمیشہ یاد رکھا جائے اور جو لوگ دس دنوں میں ایسا کرتے ہیں دراصل وہ اس عظمت حسینی کے راز کو نہیں سمجھ سکے اس لئے کہ فاطمہ کے لال کی شہادت عظمیٰ کے جان سوز صدمے کو چند دنوں میں گریہ وزاری بھی ہوتی ہے آنسو بھی بہائے جاتے ہیں غم حسین میں ماتم بھی کیا جاتا ہے مگر مجھ سے پوچھو کہ یہ سب کچھ ہونے کے بعد بھی کچھ نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ یہ تو امام حسین کی لاش پر اور سیدہ زینب کے گرائے ہوئے ایک آنسو کی قیمت بھی نہیں اور یہ تو علی اکبر کے بدن پر لگے ہوئے نیزوں کے ایک زخم کا بھی صلہ نہیں اور یہ تو معصوم علی اصغر کی آخری ہچکی کا بھی بدلہ نہیں اور یہ تو عابد بیمار کے پاؤں کی بیڑیوں کی ایک جھنکار کا حق بھی نہیں اور پھر امام حسین کی یاد کو سال کے صرف دس دنوں میں محدود کر دینا کیا یہ بے انصافی نہیں ہے اور غم حسین کو محرم کے چند دنوں میں مخصوص کرنا حماقت ہے اس لئے میں کہتا ہوں اور نسل انسانی سے کہتا ہوں اور تمام امت اسلامیہ سے کہتا ہوں آؤ دنیا میں عزت و آبرو کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو غم حسین اور اس کے کردار میں کھو جاؤ رگ رگ میں حسینیت کا کردار اپنا لو تمہارے خون کے ایک ایک قطرے سے غم حسین کا دریا ابل پڑے اور تمہارا ہر دن غم حسین ہو اور ہر شب شب عاشورہ ہو۔

آخر رات کٹ گئی۔ کیسے کٹی۔ زینب کے دل سے پوچھو شہر بانو کی آنکھوں سے پوچھو یا عابد کے جگر سے پوچھو یا سکینہ کے سینے سے پوچھو بلکہ دوش مصطفیٰ سے پوچھو یا آغوش فاطمہ یا نگاہ علی سے پوچھو اور روح فطرت سے پوچھو۔ صبح ہوئی تو کوفہ کے اس ریگستان میں علی

Marfat.com

عابد کی صدائے توحید و رسالت بلند ہوئی اور بیمار سید نے میدان کربلا میں دنیا کو بتادیا کہ آل مصطفیٰ پر پانی بند کر کے ان کو تڑپایا تو جا سکتا ہے ان کے بچوں کو قتل تو کیا جا سکتا ہے ان کے خیموں کو جلایا تو جا سکتا ہے۔ لیکن خانہ سادات سے صدائے توحید و رسالت کو بند نہیں کیا جا سکتا اور انتہائی مظلومی اور بے کسی کے عالم میں بھی اور اللہ کی راہ میں بھی سب کچھ قربان کرنے کے بعد بھی ان کی جان صدموں سے چور چور ہو جانے کے بعد بھی ایک سید کے گھر سے حق و صداقت کی آواز آتی رہے گی انشاء اللہ العزیز۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب پنجم

شام غریباں

چاک گریباں اہل بیت

اور دامن ہے لہولہو

Marfat.com

شام غریباں

اب شام غریباں آتی ہے درد والم میں ڈوبی ہوئی شام ،خون شہیداں میں ڈوبی ہوئی شام ، افسردہ اور نڈھال شام ، لٹی پٹی شام ، اندھی اور کالی شام ، المناک شام ، چیخوں والی شام ، لٹی پٹی ہوئی شام ، تڑپتی اور بھڑکتی دبی دبی آہوں والی شام ، خون کے آنسو رلاتی شام ، جاں سوز دلدوز شام ، سوز گداز میں لپٹی ہوئی شام ، فریاد کرتی ہوئی شام ، اور ستائی ہوئی شام ، مرثیے پڑھتی ہوئی شام ، سنسان اور ویران شام ، حیران و پریشان شام ، شام کالی شام ، اندھی شام ، خوف انگیز شام بے ضیا بے نور شام ، وحشت ناک شام ، عسرت خیز شام ، خونیں شام ، ظلمت بار شام ، خونریز اور خونچکاں شام ، خون انگیز اور خونخوار شام ، قہر آگیں شام ، ماتمی غمگین اور غم اندوز شام ، پرنم اور پر درد شام ، پر الم اور پر سوز شام ، ڈوبتے سورج کی گرمی سے لپٹی ہوئی شام ، یوم عاشورہ کی شام ، گرمی سے جلی ہوئی شام (سیماب اکبر آبادی)

•

جاں سوز منظر

آہ دو جہاں سوز منظر الامان والحفیظ ۔ بے سر اور مجروح لاشیں شعلہ افشاں ریت پر

کوئی ان پر ماتمی تھا اور نہ کوئی نوحہ خواں
صرف تنہائی مجاور بے کسی تھی پاسباں
ریت کے ذروں سے اک فریاد نکلی ناگہاں
نوحہ گستر نوحہ آں نوحہ فروز و نوحہ خوان
آہ اس جنگل میں مہماں حجازی لٹ گیا
شام کے میدان میں مکے کا غازی لٹ گیا

(سیماب اکبر آبادی)

Marfat.com

تاراج و نیم بسمل قافلہ قدم قدم پر

خون بکھیرتا ہوا کوفہ کی طرف رواں دواں

امام عالی مقام و دیگر شہدائے کربلا کے ارواح طیبات ملائکہ رحمت کے جلوس شہید اعظم کی روح عالم بالا میں پہنچی ہر طرف ابن حیدر کی امانت و یکتائی کا غلغلہ بلند ہو رہا تھا ادھر خیموں میں آگ لگی ہوئی تھی صبر و شکیب کا خرمن جل رہا تھا یتیموں، بیواؤں سوگواروں کی آہ و فغاں سے دھرتی کا کلیجہ پھٹ رہا تھا امیدوں کی دنیا لٹ چکی تھی۔ آہ] بیچ منجدھار کے کشتی کا ناخدا چل بسا اور اب بنو ہاشم کے یتیم کہاں جائیں اور اس کا منہ دیکھیں۔ کاشانہ نبوت کی شہزادیاں جنکی عفت سرا میں روح الامین بھی بغیر اجازت کے اندر داخل نہ ہوں نسیم صبا بھی جن کے آنچلوں کے قریب پہنچ کر ادب سانچے میں ڈھل جائے آج کربلا کے میدان میں کون ان کا محرم ہے جس سے اپنے دکھ کی بات کریں ذرا اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیے کہ ہمارے یہاں ایک میت ہو جاتی ہے تو گھر والوں کا کیا حال ہوتا ہے غم گساروں کی بھیڑ اور دوست واحباب کی طرف سے صبر کی تلقین کے باوجود آنسو نہیں تھمتے اضطراب کی آگ نہیں بجھتی اور نالہ و فریاد کا شور کم نہیں ہوتا پھر کربلا کے میدان میں حرم کی ان سوگوار عورتوں پر کیا گذر رہی ہو گی جن کے سامنے بیٹوں، شوہروں اور عزیزوں کی لاشوں کا انبار لگا ہوا تھا غمگساروں اور شریک حال کے جھرمٹ میں نہیں خونخوار دشمنوں اور سفاک درندوں کے نرغے میں تھیں۔ امام عالی مقام کا سر مبارک قلم کرنے کے بعد بدن کے پیرہن اتار لیے جسم اطہر پر نیزوں کے زخم اور تلوار کے گھاؤ تھے عمرو سعد کے حکم پر یزیدی فوج کے ان تابکاروں نے سیدہ جگر کی لاش کو گھوڑوں کے ٹاپوں سے روند ڈالا۔ سیدہ زینب اور شیر بانو خیمے سے یہ لرزہ خیز منظر دیکھ کر بلبلا اٹھیں اور چیخ مار کر زمین پر گر پڑیں اس کے بعد شمر اور ابن سعد دندناتے ہوئے خیمے کی طرف بڑھے بدبخت شمر نے اندر گھس کر پردہ داران کی چادریں چھین لیں سامان لوٹ لیا گیا حضرت زینب نے غیرت کی آگ میں سلگتے ہوئے کہا شمر تیری آنکھیں پھوٹ جائیں تو

Marfat.com

رسول اللہ کی بیٹیوں کو بے پردہ کرنا چاہتا ہے ہمارے چہروں کے محافظ شہید ہو گئے اب دنیا میں ہمارا کوئی نہیں ہے یہ مانا کہ ہماری بے بسی نے تجھے دلیر بنا دیا ہے لیکن کیا کلمہ پڑھنے کا احسان بھی تو بھول گیا۔ سنگدل، ظالم انسان ناموس محمدی کی بے حرمتی کر کے غیرت خداوند کو حرکت میں نہ لا تجھے اتنا لحاظ بھی نہیں کہ ہم اسی رسول کی نواسیاں ہیں جس نے حاتم طائی کی قیدی لڑکی کو اپنی چادر اوڑھائی تھی حضرت زینب کی گرجتی ہوئی آواز سن کر لڑکھڑاتے ہوئے عابد اپنے بستر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور شمشیر پر ہاتھ رکھ کر اٹھنا چاہتے تھے کہ ضعف و نقاہت سے زمین پر گر پڑے۔ شمر نے یہ معلوم کرنے کے بعد کہ امام حسین کی یہ آخری نشانی ہے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اسے بھی قتل کر ڈالو کہ امام حسین کا نام و نشان بھی دنیا میں باقی نہ رہے لیکن ابن سعد نے اس رائے سے اتفاق نہ کیا اور یہ معاملہ یزید کے حکم پر چھوڑ دیا۔ شام ہو چکی تھی یزیدی فوج کے سردار جشن فتح میں مشغول ہو گئے ایک پہر گئے رات تک سرور انبیا کی محفل جمی ہوئی ہے ادھر خیمے والوں کی شام غریباں قیامت سے کم نہیں تھی حرم کے پاسبانوں کے گھر میں چراغ نہیں جل سکا تھا ساری فضا سوگ میں ڈوبی ہوئی تھی مقتل میں امام پاک کا کچلا ہوا لاشہ بے گور کفن پڑا تھا خیموں کے قریب گلشن زہرا کے پامال پھولوں پر دردناک حسرت برس رہی تھی رات کے بھیانک اور وحشت ناک تاریکی میں اہل خیمہ چونک پڑتے تھے زندگی کی یہ پہلی سوگوار اور اداس رات حضرت زینب اور شہر بانو سے رات کاٹے نہیں کٹتی تھی رات بھر خیموں سے سسکیوں کی آواز آتی رہی آہوں کا طوفان اٹھتا رہا اور روحوں کے قافلے اترتے رہے آج پہلی رات خدا کا گھر بسانے کے لئے اہل حرم نے سب کچھ لٹا دیا تھا۔

پردیس، چٹیل میدان، قتل کی زمین، خاک و خون میں لپٹے ہوئے چہرے، میت کا گھر، پاس قریب ہی بیمار عابد کے کراہنے کی آواز، بھوک پیاس کی ناتوانی، خونخوار درندوں کا نرغہ، مستقبل کا اندیشہ، ہجر و فراق کی آگ، آہ! کلیجہ شق کرنے والے سارے اسباب مقتل کی پہلی رات میں جمع ہو گئے تھے بڑی مشکل سے صبح ہوئی اجالا پھیلا اور دن چڑھنے پر عمرو سعد سپاہیوں کے ساتھ اونٹنی لے کر آیا اس کی ننگی پیٹھ پر حضرت زینب اور حضرت شہر بانو اور حضرت

Marfat.com

زین العابدین سوار کرائے گئے پھول کی طرح نرم و نازک کو رسیوں سے جکڑا گیا عابد بیمار اپنی والدہ اور پھوپھی کے ساتھ اس طرح باندھ دیئے گئے کہ جنبش بھی نہ کر سکتے تھے۔

دوسرے اونٹوں پر باقی خواتین اور بچیاں اس طرح رسیوں سے بندھی ہوئی تھیں اور اس طرح سے سوار کرائی گئیں اہل بیت کا یہ لٹا ہوا قافلہ جس وقت کربلا کے میدان سے رخصت ہوا اس وقت کا قیامت خیز منظر ضبط تحریر سے باہر ہے واقعہ کربلا کے ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ جگر گوشہ بتول کا سر مبارک نیزے پر لٹکائے ہوئے اسیران حرم کے آگے آگے تھا ستر شہدا کے سر دوسرے اشقیا لئے ہوئے تھے خاندان نبوت کا یہ تاراج قافلہ جب مقتل سے گذرنے لگا تو حضرت امام حسین کی بے گور و کفن لاش اور دیگر شہدائے حرم کی جنازوں پر نظر پڑتے ہی خواتین اہل بیت بے تاب ہوگئیں دل کی چوٹ ضبط نہ ہوسکی آہ و فغاں کی فریاد سے کربلا کی زمین ہل گئی عابد بیمار شدت اضطراب سے غش پر غش کھا رہے تھے اور حضرت شہر بانو انہیں بڑی مشکل سے سنبھالا دے رہی تھیں قیامت کا یہ دلگداز منظر دیکھ کر پتھروں کی بھی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔

فاطمہ کی لاڈلی بیٹی کا حال سب سے زیادہ رقت انگیز تھا۔صدمہ جانگاہ کی بے خودی میں انہوں نے مدینے کی طرف رخ کیا اور دل سے ہلا دینے والی آواز میں اپنے نانا جان کو مخاطب کیا۔یا محمد! آپ پر آسمان کے فرشتوں کا سلام ہو یہ دیکھتے آپ کا لاڈ حسین ریگستان میں پڑا ہے اور خاک و خون میں آلودہ ہے تمام بدن ٹکڑے ٹکڑے ہے نعش کو گور و کفن بھی میسر نہیں۔نانا جان! آپ کی تمام اولاد قتل کر دی گئی ہے۔اور ان پر خاک اڑ رہی ہے آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں مشکیں کسی ہوئی ہیں پردیس میں کوئی ان کا شناسا نہیں تھا نانا جان! اپنے یتیموں کی فریاد کو پہنچیے۔ابن جریر کا بیان ہے کہ کوئی دوست دشمن ایسا نہ تھا جو حضرت زینب بی بی کی اس آہ و فغاں پر آبدیدہ نہ ہوگیا ہو اسیران حرم کا قافلہ اشکبار آنکھوں سے اور جاں گداز سسکیوں کے ساتھ کربلا سے رخصت ہوکر کوفہ کی طرف روانہ ہوگیا شام ہو چکی تھی ایک پہاڑ کے دامن میں یزیدی فوج کے سرداروں نے پڑاؤ کیا اسیران اہل بیت اپنی

Marfat.com

اپنی سواریوں سے نیچے اتارے گئے۔

چاندنی رات تھی رسیوں سے جکڑے ہوئے حرم کے یہ قیدی رات بھر سسکتے رہے پیشانی میں مچلتے ہوئے سجدوں کے لئے بھی ظالموں نے رسیوں کے بندھن ڈھیلی نہیں کی پچھلے پہر حضرت زینب مناجات میں مشغول تھیں عمر وسعد قریب آیا اور اس نے طنز کرتے ہوئے دریافت کیا کہ قیدیوں کا کیا حال ہے کئی بار پوچھنے کے بعد حضرت زینب نے منہ ڈھانپ لیا اور جواب دیا کہ خدا کا شکر ہے کہ نبی کا چمن تاراج ہو گیا ہے ان کی اولاد قید ہو گئی رسیوں سے سارے جسم نیلے پڑ گئے ایک بیمار جو نیم جاں ہو چکا ہے اس پر بھی تجھے رحم نہیں آیا اور اب ہماری بے کسی کا تماشہ دکھانے ابن زیاد اور یزید کی قربان گاہ میں لے جا رہا ہے۔ اتنا کہہ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں حضرت عابد نے پھوپھی کو تسلی دی اور کہا کہ خون کے قاتلوں سے جور وستم کا شکوہ کیا ہے۔

بس ایک آرزو ہے کہ بابا جان کا سر کوئی میری جھولی میں ڈال دے اور میں اسے اپنے سینے سے لگا لوں عمر وسعد نے کہا گود میں نہیں۔ تیرے قدموں کی ٹھوکر پر ڈال سکتا ہوں اگر راضی ہو تو اقرار کر۔ ظالموں پر پھر زخموں پر نمک چھڑ کا پھر حرم کے قیدی تلملا اٹھے اضطراب میں سہمی ہوئی آواز کان میں آئی بد بخت انسان، نوجوانان جنت کے سردار سے گستاخی کرتا ہے کیا تجھے خبر نہیں کہ کٹا ہوا سر اب بھی دو جہاں کا مالک ہے عرش سے رابطہ اب بھی قائم ہے۔ اس آواز پر ہر طرف سناٹا چھا گیا اسی عالم میں تھیں کہ ایک ہلکی سی آواز کانوں آئی بی بی میں حاضر ہو سکتی ہوں نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ ایک بڑھیا سر پر چادر ڈالے منہ چھپائے سامنے کھڑی ہو گئی اجازت ملتے ہی قدموں میں گر پڑی اور دست بستہ عرض کیا میں ایک غریب اور محتاج عورت ہوں بھوکے پیاسے آل رسول کے لئے تھوڑا سا کھانا اور پانی لے کر حاضر ہوئی ہوں۔ بی بی! میں تجھ پر نہیں میں مدت تک شہزادی رسول سیدہ فاطمہ کی کنیزی کا شرف حال رہا ہے یہ اس زمانے کی بات ہے جب سیدہ کی گود میں ایک ننھی سی بچی تھی جس کا نام زینب تھا۔ حضرت زینب نے اپنے ابلتے ہوئے جذبات پر قابو پا کر جواب دیا کہ تو نے اس جنگل اور پردیس میں

Marfat.com

ہم مظلوموں کی مہمان نوازی کی ہماری دعائیں تیرے ساتھ ہیں خدا تجھے دارین میں خوشی عطا فرمادے۔ بڑھیا کو جب معلوم ہوا کہ یہی حضرت زینب ہیں تو چیخ مار کر گلے سے لپٹ گئی اور اپنی جان بنت رسول کے قدموں میں قربان کردی عشق واخلاص کی تاریخ میں ایک نئے شہید کا اور اضافہ ہوا۔

دوسرے دن ظہر کے وقت اہل بیت کا لٹا ہوا کارواں کوفہ کی آبادی میں داخل ہوا بازار میں دونوں طرف سنگدل تماشائیوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے تھے خاندان نبوت کی بیبیاں شرم وغیرت سے گھڑی جارہی تھیں سجدے کی طرح سر جھکالیا تھا کہ معصوم چہروں پر غیر محرم کی نظر نہ پڑے وفور غم سے آنکھیں اشکبار تھیں دل رورہے تھے اس احساس سے زخموں کی ٹیس اور بڑھ گئی تھی کہ کربلا کے میدان میں قیامت ٹوٹنی تھی ٹوٹ گئی۔اب محمد عربی کے ناموس کو گلی گلی پھرایا جارہا تھا کلمہ پڑھنے والے کی امت کی غیرت دفن ہوگئی تھی خوشی کے جشن میں سارا کوفہ ننگا ناچ رہا تھا۔ ابن زیاد کے بے غیرت سپاہی فتح کا نعرہ بلند کرتے ہوئے آگے آگے چل رہے تھے جب اہل بیت کی سواری قلعہ کے قریب پہنچی کہ ابن زیاد کی بیٹی فاطمہ اپنے منہ پر نقاب ڈالے ہوئے باہر نکلی اور خاموش کھڑی رہی اور حسرت بھری نظر سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ابن زیاد اور شمر کے حکم سے سیدانیاں اتاری گئیں عابد بیمار اپنی والدہ اور پھوپھی کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور بخار کی شدت سے ضعف اور ناتوانی انتہا کو پہنچ چکی تھی اونٹ سے اترتے وقت غش آگیا اور بے حال ہوکر زمین پر گر پڑے سر زخمی ہوگیا خون کا فوارہ چل پڑا یہ دیکھ کر حضرت زینب بے تاب ہوگئیں دل بھرآیا ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے کہنے لگیں آل فاطمہ میں ایک ہی خون عابد بیمار کا رہ گیا تھا چلو اچھا ہوا کہ کوفے کی زمین پر یہ قرض بھی ادا ہو گیا۔

امام عالی مقام کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے

ابن زیاد کا دربار نہایت تزک واحتشام سے آراستہ کیا گیا تھا فتح کے نشے میں سرشار

Marfat.com

تخت پر بیٹھا ہوا فرعون اپنے فوج کے سرداروں کی زبانی کربلا کے واقعات سن رہا تھا سامنے ایک طشت میں امام عالی مقام کا سر مبارک رکھا ہوا تھا ابن زیاد کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی بار بار امام مبارک کے لب ہائے مبارک پر گستاخی کر رہا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ اسی منہ سے خلافت کا دعویدار تھا دیکھ لیا قدرت کا فیصلہ حق سر بلند ہوا اور باطل کو شکست ہوئی۔ صحابی رسول حضرت زید بن ارقمؓ اس وقت فرعونی دربار میں موجود تھے ان سے یہ گستاخی دیکھی نہ گئی عقیدت میں چیخ پڑے۔

ظالم کیا کرتا ہے چھڑی ہٹا لے۔ نسبت رسول کا احترام کر۔ میں نے بارہا سرکار کو اس چہرے کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے ابن زیاد نے غصہ سے پیچ وتاب کھاتے ہوئے کہا کہ اگر تو صحابی رسول نہ ہوتا تو میں تیرا سر قلم کروا دیتا حضرت ارقم نے غصے سے جواب دیا اتنا ہی تجھے نسبت رسول کا خیال ہوتا تو ان کے جگر گوشوں کو تو کبھی قتل نہ کراتا تجھے ذرہ بھی غیرت نہیں آئی کہ جس رسول کا تو کلمہ پڑھتا ہے انہیں کی اولاد کو تہ تیغ کرایا ہے اور اب ان کی عفت مآب بیٹیوں کو قیدی بنا کر گلی گلی پھرا رہا ہے ابن زیاد یہ زلزلہ خیز جواب سن کر تلملا کر رہ گیا لیکن مصلحتاً خون کے گھونٹ پی گیا۔

اسیران حرم کے ساتھ ایک بوسیدہ چادر میں لپٹی ہوئی حضرت زینب ایک گوشے میں بیٹھی ہوئی تھیں ان کنیزوں نے انہیں اپنی جھرمٹ میں لے رکھا تھا ابن زیاد کی نظر پڑی اور دریافت کیا کہ یہ عورت کون ہے کئی بار پوچھنے پر ایک کنیز نے جواب دیا زینب بنت علی۔ فرعون ابن زیاد نے حضرت زینب کو مخاطب کر کے کہا خدا نے تیرے سرکش سردار اور تیرے اہل بیت کے نافرمان باغیوں کی طرف سے میرا دل ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ اس اذیت ناک جملے پر اپنے آپ سنبھال نہ سکیں بے اختیار رو پڑیں واللہ تو نے میرے سردار کو قتل کر ڈالا اور میرے خاندان کا نشان مٹا دیا میری شاخیں کاٹ دیں میری قبر اکھاڑ دی اگر اس سے تیرا دل ٹھنڈا ہو سکتا ہے تو ہو جائے۔ اس کے بعد ابن زیاد کی نظر عابد بیمار پر پڑی وہ انہیں بھی قتل کرنا چاہتا تھا کہ حضرت زینب بے قرار ہو گئیں اور چیخ اٹھیں میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں تو اگر اس بچے کو قتل کرنا

Marfat.com

چاہتا ہے تو مجھے بھی اسکے ساتھ قتل کر ڈال۔ابن زیاد پر دیر تک سکتے کا عالم طاری رہا اس نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ خون کا رشتہ بھی عجیب رشتہ ہوتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ سچے دل سے لڑکے کے ساتھ قتل ہونا چاہتی ہے اچھا اسے چھوڑ دو یہ بھی اپنے خاندان کی عورتوں کے ساتھ جائے۔

اس واقعہ کے بعد ابن زیاد نے جامع مسجد میں شہر والوں کو جمع کیا اور خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ اس خدا کی حمد و ستائش جس نے یزید بن معاویہ کو غالب کیا اور مخالف کو ہلاک کر ڈالا۔(استغفر اللہ) اس اجتماع میں مشہور اہل بیت کے محبّ حضرت ابن عفیف بھی تھے ان سے ابن زیاد کے یہ الفاظ سن کر نہ رہ سکے قہر و غضب سے کانپتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور ابن زیاد کو للکارتے ہوئے کہا خدا کی قسم تو ہی کذاب ابن کذاب ہے حسین سچا اس کا باپ سچا اور اسکے نانا سچے۔فرعون ابن زیاد اس جواب سے تلملا اٹھا اور جلاد کو حکم دیا شاہراہ عام پر لے جا کر اس کا سر قلم کر دو ابن عفیف شوق شہادت میں مچلتے ہوئے اٹھے اور مقتل میں جا کر چمکتی ہوئی تلوار کا مسکرا کر خیر مقدم کیا خون بہا۔لاش تڑپی اور ٹھنڈی ہو گئی کوفہ کے ساحل پر جاں نثاروں کی تعداد میں ایک شہید کا اور اضافہ ہو گیا۔

دوسرے دن ابن زیاد نے اہل بیت کا تاراج قافلہ ابن سعد کی سرکردگی میں دمشق کی طرف روانہ کیا حضرت امام کا سر مبارک نیزے پر آگے آگے چل رہا تھا پیچھے اہل بیت کے اونٹ تھے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ امام عالی مقام اب بھی اپنے حرم کے قافلے کی نگرانی کر رہے ہیں اثنائے سفر میں سر مبارک سے عجیب و غریب خوارق و کرامات کا ظہور ہوا سر مبارک سے تلاوت کلام پاک کی آواز آتی رہی رات کے سناٹے میں ماتم و فغاں کی رقت آمیز صدائیں گونجتی رہیں کبھی کبھی سر مبارک کے گرد نور کی کرنیں پھوٹتی تھیں۔(سر الشہادتین ص ۳۵ نور الابصار ص ۱۴۹ شرح الصدور ص ۸۸ تاریخ الخلفا) ایک شاعر نے اس کا نقشہ یوں پیش کیا ہے۔

Marfat.com

یوں تو پڑھنے کو کبھی قرآن پڑھتے ہیں مگر
نوک نیزے پر سنایا فاطمہ کے لال نے
صبر کا ڈنکا بجایا فاطمہ کے لال نے
جبر کو نیچا دکھایا فاطمہ کے لال نے

ہر دور میں یزید پیدا ہوتا رہے گا اور ہر دور میں حسین بھی پیدا ہوتا رہے گا اسی طرح تا قیامت حق و باطل اور ظالم و مظلوم برسر پیکار رہیں گے۔

زیر خنجر جس کا سجدہ عظمت اسلام ہے
جس کا ہر تیور رسول پاک کا پیغام ہے

جس آبادی سے یہ قافلہ گذرتا گیا ایک کہرام بپا ہو جاتا تھا دمشق کا شہر نظر آتے ہی یزیدی فوج کے سردار خوشی سے ناچنے لگے فتح کی خوشخبری سنانے کے لئے ہر قاتل اپنی جگہ بے قرار تھا۔ سب سے پہلے یہ خبر زبیر بن قیس نے یزید کو فتح کی خوشخبری سنائی کہ حسین ابن علی اپنے اٹھارہ اہل بیت کے ساتھ اعوان و انصار ہم تک پہنچے ہم نے چند گھنٹوں میں ان کا صفایا کر دیا اس وقت کربلا کے ریگستان میں ان سب کے لاشے برہنہ پڑے ہوئے ہیں ان کے کپڑے خون سے تر ہیں ان کے رخسار گرد و غبار سے اٹے پڑے ہیں ان کے جسم دھوپ کی تمازت اور ہوا کی شدت سے خشک ہو گئے ہیں۔

یہ خوشخبری سن کر یزید جھوم اٹھا لیکن اس زلزلہ خیز و ہلاکت آفرین اقدام کا ہولناک انجام جب نظر کے سامنے آیا تو کانپ اٹھا بار بار چھاتی پیٹتا تھا کہ ہائے اس واقعہ نے ہمیشہ کے لئے مجھے ننگ اسلام اور ننگ دین بنا دیا مسلمانوں کے دلوں میں میرے لئے نفرت اور دشمنی کی آگ ہمیشہ سلگتی رہے گی قاتل کی پشیمانی مقتول کی اہمیت تو بڑھا سکتی ہے لیکن قتل کا الزام نہیں مٹا سکتی اس مقام پر بہت لوگوں نے دھوکہ کھایا ہے۔

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

Marfat.com

اسے لوگوں کو نفسیاتی طور پر صورت حال کا مطالعہ کرنا چاہیے اس کے بعد یزید نے شام کے سرداروں کو اپنی مجلس میں بلایا اہل بیت کو بھی جمع کیا اور امام زین العابدین سے خطاب کرتے ہوئے کہا اے ابن علی! تمہارے ہی باپ نے میرا رشتہ کاٹا میری حکومت چھیننی چاہی اس پر خدا نے جو کچھ کیا وہ تم دیکھ رہے ہو۔ اس جواب میں امام زین العابدین نے قرآن کریم کی ایک آیت پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے کہ تمہارے کوئی مصیبت ایسی نہیں جو پہلے سے نہ لکھی گئی ہو دیر تک خاموشی رہی پھر یزید نے شامی سرداروں کو متوجہ ہو کر کہا کہ اہل بیت کے ان اسیروں کے معاملے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ بعضوں نے سخت کلامی کے ساتھ بدسلوکی کا مشورہ دیا مگر نعمان بن شبیر نے کہا کہ ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو رسول کریم ﷺ انہیں اس حال میں دیکھ کر کرتے۔ یزید نے حکم دیا کہ اسیروں کی رسیاں کھول دی جائیں اور سیدانیوں کو شاہی محل میں پہنچا دیا جائے یہ سن کر حضرت زینب رو پڑیں اور انہوں نے گلوگیر آواز میں یہ خطبہ دیا۔

سیدہ زینب کا خطاب یزید کی مجلس میں

کوفہ والے پریشان ہیں اور رو رہے ہیں اور اپنے کیے پر سخت نادم ہیں ح اور پشیمان ہیں ان کوفیوں کی آہ وزاری اور فریاد زینب نے دیکھی اور فرط غضب سے کھڑی ہو گئیں اور ارشاد فرمایا فصیح العرب کی نواسی اور باب العلم کی بیٹی نے بڑا فصیح خطبہ ارشاد فرمایا اور کوفیوں کو چپ کرا دیا آپ نے فرمایا۔ **نحمده ونصلی علی رسوله الکریم۔**

اے بدنصیب کوفیو! اور رو کر آہ وزاری کر کے سچے ہونے کی کوشش نہ کرو اہل بیت کے خون سے ہاتھ رنگنے والو تو تم خود حسین کا کنبہ شہید کر کے رونے والو تم ہو میرے بھائی پر تیر چلانے والے تم ہو میرے بھائی کا گلا کاٹنے والے تم ہو ہمیں قیدی بنا کر یہاں لانے والو تم ہو۔ میرے بھائی کو خط لکھ کر بلانے والے تم ہو۔ بے وفا کوفیو! مسلم اور اس کے بچوں کو شہید کرنے والے تم ہو اہل بیت کی اس رسوائی پر بازاروں میں پھرانے والے تم ہو۔ دولت کی

Marfat.com

لالچ اور یزید کے ہاتھوں فروخت ہونے والے تم ہو۔ یزیدیو! اور ابن زیاد جو ہماری بربادی کا باعث ہے اس کو بلانے والے تم ہو تم بکاؤ مال ہو تم دولت کے خبط میں برسر بازار فروخت ہونے والے تم ہو تمہیں یزید کی دولت نے خرید لیا تم نے یزیدی بن کر گلستان نبوت کو اجاڑ دیا۔ فاطمہ کا گھرانہ لوٹ لیا پردہ داروں کی چادریں چھین لیں ناموس رسول کا بازاروں میں جلوس نکال لیا اب ہمیں رو رو کر کیا دکھاتے ہو تمہارے آنسو مگرمچھ کی طرح آنسو ہیں اور یاد رکھو اب تمہارا رونا کبھی نہیں رکے گا اب تم قیامت تک دو ہتڑ مار مار کر روتے رہو گے کہ وہ ہم تھے اور تمہیں بک جانے پر افسوس ہوگا۔ تمہارا یہ رونا عبث ہوگا بیکار ہوگا تم نے یزید اور ابن زیاد کو خوش کرنے کے لئے خدا اور رسول کو ناراض کیا تم نے اپنے ہاتھوں سے شمع رسالت گل کی ہے اور اب ہمیشہ اندھیروں میں بھٹکتے رہو گے۔ کوفیوں نے سیدہ کی یہ تقریر حقیقت افروزسنی تو ندامت سے سروں کو جھکا کر گھروں کو واپس ہونے لگے تو سیدہ زینب نے کوفیوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے عہد شکنو! اپنی زبان سے پھر جانے والے اور اپنے الفاظ بھول جانے والے کوفیو! تمہاری مثال اس عورت جیسی ہے جو پہلے سوت تیار کرتی ہے پھر کپڑا بناتی ہے پھر اسے اپنے ہی ہاتھوں کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے تم سب ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہو تم میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو کذاب، بدعہد، بے وفا اور دل کا کھوٹا نہ ہو۔ تم لومڑیوں کی طرح مکار کینہ پرور، کینہ توڑ، خوشامدی، اور دوست نما دشمن، مکار، باطل نواز اور جھگڑالو ہو یاد رکھو جو تم نے اپنی عاقبت کے لئے کیا ہے وہ بہت برا ہے تم پر عنقریب خدا کا غضب اور قہر نازل ہونے والا ہے کذاب کوفیو! تم نے میرے بھائی پر اب گریہ وزاری اور نوحہ خوانی کر رہے ہو اور تمہیں رونا ہی مناسب ہے۔ تم رو‌ؤ۔ اور خوب گریہ وزاری کرو تم نے میری باتوں کی آرزو کی تھی وہ آرزوئیں تمہارے دامن سے چمٹ گئیں اور تمہارا رونا تمہارے دامن کو صاف نہیں کر سکے گا تم نے نواسہ رسول کو قتل کیا ہے یہ خون کے دھبے کب دھل سکیں گے کوفہ والو تمہیں معلوم ہے کہ تم نے محمد کے کس گوشہ جگر کے ٹکڑے کئے ہیں کون سے عہد کو توڑا ہے تم نے کس کی بیٹی کی بے حرمتی کی ہے اور کس مقدس خون کو تم نے بہایا ہے یہ تمہارا وہ جرم ہے جسکی تلافی نہیں ہوسکتی تم سے وہ

Marfat.com

حادثہ سرزد ہوا جو تمہیں بہت جلد عذاب میں مبتلا کرے گا اور پھر آخرت کا عذاب تمہیں ذلیل و خوار اور رسوا کرنے والا ہے اور وہاں ایسے لوگوں کی کوئی مدد یا سفارش نہیں کی جائے گی اور کوئی طاقت خدا کے کاموں میں دخل نہیں دے سکتی اور نہ ہی اس کے انتقام کو کوئی روک سکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب نافرمانوں کی تاک میں رہتا ہے۔ کوفیوں نے جب یہ تقریر سنی تو ندامت سے گردنیں جھکا کر تتر بتر ہو گئے سیدہ زینب کے خطاب نے کوفیوں کے دل ہلا کر رکھ دیئے یزید تلملا کر رہ گیا اب اسے ڈر پیدا ہو گیا اگر سیدہ زینب کا خطاب جاری رہا تو پھر میری خیر نہیں اس لئے یزید نے حکم دیا کہ اسیروں کی رسیاں کھول دی جائیں اور سیدانیوں کو شاہی محل میں پہنچا دیا جائے یہ سن کر حضرت زینب رو پڑیں اور گلوگیر آواز میں کہا کہ تو اپنی حکومت میں سیدانیوں کو بازاروں میں پھرا چکا ہے اور اب ہماری بے بسی کا تماشہ اپنی عورتوں کو نہ دکھا ہم خاک نشینوں کو کوئی ٹوٹی پھوٹی جگہ دے دیں جہاں ہم اپنا سر چھپا سکیں بالآخر یزید نے ان کے قیام کے لئے علیحدہ مکان کا بندوبست کر دیا۔

امام عالی مقام کا سر مبارک یزید کے سامنے رکھا ہوا تھا بد بخت ہاتھ کی چھڑی سے پیشانی مبارک کے ساتھ گستاخی کر رہا تھا صحابی رسول حضرت اسلمیؓ نے ڈانٹتے ہوئے کہا ظالم یہ بوسہ گاہ رسول ہے اس کا احترام کر۔ یزید یہ سن کر تلملا کر رہ گیا صحابی رسول کے ساتھ کچھ کرنے کی ہمت نہ ہو سکی حضرت زینب کی خواہش پر ان کے حوالے کر دیا گیا سامنے رکھ کر روتی رہیں اور کبھی شہر بانو اور کبھی ام رباب سینے سے لگائے ہوئے دنوں میں کھو جاتیں۔

ایک رات کا ذکر ہے نصف شب گذر چکی تھی سارے دمشق میں نیند کا سناٹا چھایا ہوا تھا اہل بیت کے مصائب پر ستارے آسمان پر ٹوٹ رہے تھے اچانک سادات کی قیام گاہ سے کسی عورت کا نالہ وفریاد بلند ہوا باطل کی دیواریں ہل گئیں دل کی آگ سے فضا میں چنگاریاں اڑنے لگیں یزید دہشت سے کانپنے لگا جا کر دیکھا تو حضرت زینب بھائی کا سر گود میں لئے بلبلا رہی تھیں اور درد و کرب کی ایک قیامت جاگ اٹھی ہے اس دردانگیز نالے سے اسکے دل میں جو دہشت پیدا ہوئی عمر کے آخری سانس تک نہیں نکل سکی۔ اسے اندیشہ پیدا ہو گیا کہ کلیجہ شق کر

Marfat.com

دینے والی فریاد اگر دمشق کے در و دیوار سے ٹکرا گئی تو شاہی محل کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی کیونکہ دمشق کی جامع مسجد میں حضرت امام زین العابدین نے اہل بیت کے فضائل اور مناقب بیان کر کے اور یزید کے مظالم پر جو تاریخی خطبہ دیا تھا اس نے لوگوں کے دل ہلا دیئے اور ماحول میں اسکی اثر انگیزی ابھی باقی تھی۔

اگر امام زین العابدین کی تقریر کا سلسلہ کچھ دیر اور جاری رہتا اور یزید نے اذان نہ دلوائی ہوتی تو اس دن یزید کی شاہی اقتدار کی اینٹ سے اینٹ بج جاتی اور اس کے خلاف بغاوت پھیل جاتی اس لئے دوسرے دن نعمان بن شبیر کی سرکردگی میں مع تیس سرداروں کے اہل بیت کا یہ تاراج اور نیم بسمل قافلہ اور کاروان مدینے کی طرف روانہ کر دیا گیا۔

ہزار کوشش کی گئی کہ کربلا کی یہ دہکتی ہوئی چنگاری کسی طرح ٹھنڈی ہو جائے لیکن جو آگ بحر و بر میں لگ چکی تھی اس کا سرد ہونا ناممکن تھا صبح کی نماز کے بعد اہل بیت کا یہ دلگداز اور نورانی قافلہ مدینہ کے لئے روانہ ہو گیا۔

حضرت سلمان بن بشیر بہت رقیق القلب، پاکباز، اور محب اہل بیت تھے دمشق کی آبادی سے جوں ہی یہ قافلہ باہر نکلا حضرت نعمان حضرت زین العابدین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دست بستہ عرض کی یہ نیاز مند حکم کا غلام ہے جہاں جی چاہے تشریف لے جایئے میری تکلیف کا خیال نہ کریں جہاں حکم دیں گے وہاں پڑاؤ کروں گا اور جب حکم دیں گے تو کوچ کروں گا۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے حضرت زین العابدین وہیں سے کربلا واپس آئے اور شہدائے اہل بیت کو دفن کیا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کربلا کی آس پاس کی آبادیوں کو جب خبر ہوئی تو وہ ماتم کناں آئے اور شہیدوں کی تجہیز تکفین کا فرض سرانجام دیا آخر الذکر روایت زیادہ قابل اعتماد ہے۔

Marfat.com

سیدہ زینب کے حضور ان کی جرات اور حوصلے پر نذرانہ عقیدت

فرمایا امانت ہے خبر دار رہو زینب
ہم جاتے ہیں تم قافلہ سالار ہو زینب
یہ دین کی آواز تھی ایماں کی ضرورت
یہ آہ بھی پیغام شہیدوں کی ضرورت
شبیر کو تھی دل سوزاں کی ضرورت
تفسیر ہوں جس طرح قرآں کی ضرورت
ایمان کی منہ بولتی تصویر تھی زینب
شبیر کا سر کٹتے ہی شبیر تھی زینب
عجب کام کیا تو نے اے مرحبا زینب
معین مقصد سلطاں کو بلا زینب
حسین منزل حق ہیں تو حق نما زینب
ا بتدائے شہادت تو انتہائے زینب
سلام بھیجتے ہیں اپنی شہزادی پر
کہ جس کو سونپ گئے چلتے وقت اپنا گھر
مسافرت نے عجب یہ بے بسی دکھائی
نثار کر دیئے بچے نہ بچ سکا بھائی
جو کچھ ہے میرے پاس وہ فرمان ہے بھائی
دو بیٹے اور میری اک جان ہے بھائی

امام عالی مقام کا سر مبارک اب نیزے پر نہیں تھا بلکہ حضرت زینب اور حضرت شہر بانو اور حضرت عابد کی گود میں تھا۔ پہاڑوں، صحراؤں، اور ریگستانوں کو عبور کرتا ہوا قافلہ مدینے پاک کی طرف بڑھتا رہا منزلیں طے ہوتی رہیں اور بدلتی رہیں اور مدینے کے جذبات مچلتے رہے یہاں تک کہ کئی دنوں کے بعد اب حجاز مقدس کی حد شروع ہوگئی اچانک سویا ہوا درد جاگ اٹھا رحمت ونور کی شہزادیاں اپنے چمن کا موسم بہار یاد کر کے مچل گئیں کربلا جاتے ہوئے عاطفت میں تھیں زندگی شام وسحر کی مسکراہٹوں سے اس راستے سے گذرے تھے کشور امامت کی رانیاں اس وقت اپنے تاجداروں اور سرداروں کے ساتھ تھیں زندگی شام وسحر کی مسکراہٹوں سے معمور تھی کلیوں سے غنچوں تک سارا چمن بھرا ہوا تھا ذرا چہرہ اداس ہوا بارہ گروہوں کا ہجوم لگ گیا پلکوں پر ہلکا سا قطرہ چمکا اور پیار کے ساگر میں طوفان امڈنے لگا سونے میں ذرا سا چونک گئے تو آنکھوں کی نیند اڑ گئی۔ اب اسی راہ سے لوٹ رہے ہیں قدموں کے نیچے کانٹوں کی برچھیاں کھڑی ہیں تڑپ تڑپ کر قیامت بھی سر پر اٹھا لیں تو کوئی تسکین دینے والا نہیں

Marfat.com

خیمہ اجڑا پڑا ہے قافلہ ویران ہو چکا ہے شہزادیوں اور اپنوں کی جگہ اب آشفقتہ حال یتیموں اور بیواؤں کی ایک جماعت ہے جنکے سر پر صرف آسمان کا سایہ رہ گیا ہے لبوں کی جنبش اور ابرو کے اشاروں سے اسیروں کی زنجیریں توڑنے والے آج اسیر کرب و بلا ہیں۔ مدینے کی مسافت کم ہوتے ہوتے اب چند منزل رہ گئی ہے ابھی سے پہاڑوں کا جگر کانپ رہا ہے زمین کی چھاتی ہل رہی ہے قیامت کو پسینہ آ رہا ہے کربلا کے قیدی مالک کونین کے پاس جا رہے ہیں قافلے میں حسین نہیں ہے اس کا کٹا ہوا سر چل رہا ہے اثنائے ثبوت کے لئے کہیں سے گواہ لانا نہیں ہے بغیر جسم کے جب حسین اپنے نانا جان کی تربت پر حاضر کیا جائے گا تو خاکدان گیتی کا انجام دیکھنے کے لئے کس کے ہوش سلامت رہ سکتے ہیں پردیس میں کربلا کے مسافروں کی آج آخری رات تھی نہایت بے قراری میں گذری انگاروں پر کروٹ بدلتے رہے صبح سویرے ہی کوچ کے لئے تیار ہو گئے نعمان بن بشیر آگے آگے چل رہا ہے ان کے پیچھے اہل بیت کی سواریاں تھیں آخر میں تیس محافظ سپاہیوں کا دستہ تھا۔

دوپہر کے بعد مدینے کی حد شروع ہو گئی اب فریادیوں کا حال بدلنے لگا سینے کی آگ تیز ہونے لگی جیسے جیسے مدینہ قریب آتا جا رہا تھا جذبات کے سمندر میں طوفان کا تلاطم بڑھتا جا رہا تھا کچھ دیر چلنے کے بعد مدینے کی پہاڑیاں نظر آنے لگیں کھجوروں کی قطار اور سبزہ زاروں کا سلسلہ شروع ہو گیا جونہی مدینے پاک کی آبادی نظر آئی صبر و شکیب کا پیمانہ چھلک پڑا کلیجہ توڑ کر آہوں کا دھواں نکلا اور ساری فضا پر چھا گیا ارمانوں کا گہوارہ دیکھ کر دل کی چوٹ ابھر آئی حضرت زینب حضرت شہر بانو اور حضرت عابد بیمار ابلتے ہوئے جذبات کی تاب نہ لا سکے اہل حرم کے دردناک ناموں سے زمین کانپنے لگی اور پتھروں کا کلیجہ پھٹ گیا۔ ایک سانڈنی سوار نے بجلی کی طرح سارے مدینے میں یہ خبر اڑا دی کہ کربلا سے نبی زادوں کا لٹا ہوا قافلہ آ رہا ہے شہزادہ رسول کا کٹا ہوا سر مبارک ان کے ساتھ ہے یہ خبر سنتے ہی ہر طرف کہرام مچ گیا قیامت سے پہلے قیامت آ گئی وفور غم سے اور جذبہ بے خودی میں اہل مدینہ باہر نکل آئے جیسے ہی آمنا سامنا ہوا اور نگاہیں چار ہوئیں دونوں طرف سے شور و غل کی قیامت ٹوٹ پڑی آہ

Marfat.com

وفغاں کے شور سے مدینے کا آسمان ہل گیا حضرت امام حسین کا کٹا ہوا سر دیکھ کر لوگ بے قابو ہو گئے دھاڑیں مار مار کر رونے لگے ہر طرف صف ماتم بچھ گئی حضرت زینب فریاد کرتی ہوئی مدینہ میں داخل ہوئیں۔

کشتگان خنجر وتسلیم کی دربار رسول پر حاضری

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن جعفر، اور عبداللہ بن زبیرؓ رقت آمیز اور رقت انگیز کیفیت تاب سے باہر تھی۔ حضرت سیدہ زینب روضہ رسول میں داخل ہو کر عرض کرتی ہے نانا جان اٹھیے اب قیامت کا کوئی دن نہیں آئے گا آپ کا سارا کنبہ لٹ گیا آپ کے لاڈلے شہید ہو گئے آپ کے بعد آپ کی امت نے ہمارا سہاگ چھین لیا بے آب ودانہ آپ کے بچوں کو تڑپا تڑپا کر مارا آپ کا لاڈلا حسین آپ کے نام کی دہائی دیتا رہا لیکن ظالموں کو رحم نہ آیا وہ اسی طرح چل بسا کربلا کے میدان میں ہمارے جگر کے ٹکڑے ہماری نگاہوں کے سامنے ذبح کئے گئے آپ کے پیارے کا سینچا ہوا چمن تاراج ہو گیا نانا جان! حسین کا یہ کٹا ہوا سر لیجیے آپ کے انتظار میں اسکی آنکھیں اب تک کھلی ہوئی ہیں۔ مرقد انور سے نکل کر اپنی آشفتہ نصیب بیٹیوں کا دردناک حال دیکھیے حضرت زینب کی اس آہ وبکا سے سننے والوں کے کلیجے کٹ گئے۔

حضرت عقیل کے گھر کے بچے یہ مرثیہ پڑھ رہے تھے قیامت کے دن وہ امت کیا جواب دے گی کہ جب ان کا رسول ان سے پوچھے گا کہ تم نے ہمارے بعد ہماری اولاد کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ ان میں سے بعض خاک وخون میں لپٹے ہوئے ہیں تلواروں، نیزوں، اور تیروں سے ان کے جسم گھائل ہیں ان کی لاشیں بے آب وگیاہ وادی میں پڑی ہوئی ہیں ان میں سے بعض قیدی ہیں رسیوں سے ان کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ حضرت صغرائی پچھاڑیں کھا کھا کر گر رہی تھیں بار بار اپنی والدہ اور پھوپھی سے رو رو کر لپٹ لپٹ کر پوچھتی تھیں کہ ہمارے ابا جان کہاں ہیں ہمارے ننھے اصغر کو کہیں چھوڑ آئے ہو بابا جان وعدہ کر گئے

Marfat.com

تھے کہ جلدی وہ واپس آئیں گے جس طرح بھی ہو انہیں منا کر لایئے امام عالی مقام کا کٹا ہوا سر لئے اہل بیت کا یہ تاراج قافلہ جس وقت روضہ رسول پر حاضر ہوا تو ہوائیں رک گئیں گردش وقت ٹھہر گئیں بہتے ہوئے دھارے تھم گئے آسمانوں میں ہلچل مچ گئی پوری کائنات دم بخود تھی کہ کہیں آج ہی قیامت نہ آ جائے۔ اس وقت کا دلگداز اور روح فرسا منظر ضبط تحریر سے باہر ہے قلم کو سہارا نہیں کہ درد والم کی وہ تصویر کھینچ سکے جس کی یاد اہل بیت کو صدیوں تڑپاتی رہی اہل حرم کے سوا کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ حجرہ صدیقہ میں کیا ہوا۔ کربلا کے فریادی اپنے نانا جان کی تربت سے کس طرح واپس ہوئے پروردہ ناز کا سر مبارک مرقد انور سے باہر تھا رحمت کی جلوہ گاہ خاص ہیں جب جنت کے پھول ہی ٹھہرے تو نرگس کے چشم محرم سے اہل چمن کا کیا پردہ تھا برزخ کی دیوار تو غیروں میں حائل ہوتی ہے انہیں کے پروروں سے کیا حجاب حضرت زینب حضرت شہر بانو حضرت ام رباب حضرت عابد بیمار اور ام کلثوم وسکینہ سب کے سب محرم اسرار ہی تھے اندرون خانہ کیا واقعہ پیش آیا کون جانے اشکبار آنکھوں پر رحمت کی آستین کی طرح رکھی گئی کربلا کے پس منظر میں مشیت الٰہی کا سربستہ راز کن لفظوں میں سمجھایا گیا پس دیوار رہنے والوں کو علم غیب کی ان سرگذشتہ حال کیا معلوم؟ مرقد رسول سے سیدہ کی خوابگاہ بھی دو ہی قدم کے فاصلے پر تھی کون جانتا ہے کہ لاڈلے کے سینے سے لگانے اور اپنے یتیموں کے آنسو آنچل میں جذب کرنے کے لئے مامتا کے اضطراب میں وہ بھی کسی مخفی گذرگاہ سے اپنے نانا جان کے دہلیز پاک تک آ گئی ہوں۔

تاریخ صرف اتنا بتاتی ہے کہ حضرت زینب نے بلک بلک کر کربلا کی داستان لرزہ خیز سنائی شہر بانو نے کہا کہ خاندان رسالت کی بیوہ اپنا سہاگ لٹا کر دولت کدہ پر حاضر ہے عابد بیمار نے عرض کیا یتیمی کا داغ لئے حسین کی آخری نشانی ایک بیمار نیم جاں شفقت وکرم اور صبر و ضبط کی بھیک مانگتا ہے۔ آہ وفغاں کا یہ ابلتا ہوا ساگر تھم جانے کے بعد شہزادہ کونین امام عالی مقام کا سر مبارک اور مشفقہ سیدہ فاطمہؓ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا دریا کا بچھڑا ہوا قطرہ پھر دریا میں جا ملا پھر اٹھتی ہوئی موجوں نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا اور مرج البحرین

Marfat.com

یلتقیان بینهما برزخ لا یبغیان کا مقصد پورا ہوگیا۔

نیا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

شہادت امام حسین پر جنات کی نوحہ خوانی

یوں تو ہر مومن میت پر زمین و آسمان دن اور راتیں روتے ہیں اللہ رب العزت نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا۔ **فما بکت علیهم السماء و الارض وما کانو منظرین**۔ (دخان آیت)

یہ آیت قوم فرعون کے غرق ہونے پر نازل ہوئی فرمایا گیا ان فرعونیوں کے غرق ہونے پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین علمائے مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ ہر مومن کے مرنے پر چالیس دن اور راتیں آسمان اور زمین روتے ہیں۔ جب عام مومنین امت کے لئے یہ حکم ہے تو پھر شہدائے کربلا کے لئے زمین و آسمان کیوں نہ روئیں یہی نہیں بلکہ کوئی ذی روح ایسا نہیں تھا جس نے امام حسین کی شہادت پر آنسو نہ بہائے ہوں اور آہ وزاری نہ کی ہو چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ عبدالرحمٰن بن مہدی بن اسلم سے وہ عمار سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ام سلمہؓ سے سنا کہ امام حسین کی شہادت پر جنوں نے نوحہ خوانی کی اور وہ رو رہے تھے اور یہ مرثیہ پڑھ رہے تھے۔

مسح النبی جبینه. فله بریق فی الخدود ترجمہ:۔ اس جبین کو نبی نے چوما تھا۔

ابواه من علیا قریش. جده خیر الجدود

اسکے ماں باپ بہترین قریش۔ اسکے نانا جان جہان سے بہتر ہیں۔

ایها القاتلون جهلا حسیناً .ابشر باالعذاب و الشکیل
کل اهل السماء ویدعو علیکم. ونبی و مرسل و قبیل
قدلعنم علی لسان دائود .موسیٰ و صباحب الانجیل

Marfat.com

دوسری روایت ابوخباب کلبی وغیرہ سے ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم کربلا میں موجود تھے تو جنات کی یہ نوحہ خوانی سنی تھی۔

خرجو به وهذا اليه. فيهم فی شرا لوجود

قتلوا ابن بنت فيهم. مکتوبه ذات الخلود

جسکی پیشانی پر رسول اللہ نے دست مبارک پھیرا اور ان کے رخساروں پر بہت چمک تھی ان کے والدین قریش کے اعلیٰ خاندان سے تھے اور ان کے جد تمام اجداد سے بہتر تھے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۸۔۲ خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۲۰۹ البدایہ والنہایہ ۸ ص ۳۰۰)

تاریخ خلفا اور ما ثبت بالسنۃ میں ہے کہ امام عالی مقام کی شہادت کے بعد دنیا میں سات دن ادھیرا رہا سورج کو گرہن لگ گیا دھوپ دیوار پر پڑتی تھی تو انتہائی پھیکی اور زرد رنگ کی ہوتی کوفیوں کی فوج کے پاس زرد رنگ کی گھاس تھی وہ سب مٹی ہوگئی اور بیت المقدس کے جس پتھر کو اٹھایا جاتا اس کے نیچے خون ہوتا ابن زیاد کے مکان سے خون نکل رہا تھا آسمان کے کنارے سرخ ہوگئے تھے پھر یہ سرخی ہلکی ہوتی گئی سورج گہنا گیا تھا سات روز تک تارے ٹوٹتے رہے ایک شقی نے کربلا میں عالی مقام کی شان میں گستاخی کی تھی ایک تارہ ٹوٹ کر آیا اس کو اندھا کر گیا عراقی فوج کے آدمی اونٹوں کو ذبح کر کے پکاتے تو وہ گوشت آگ کے انگارے بن جاتا پھر ہمت کر کے کھاتے تو کڑوا ہوتا۔

راوی کا بیان ہے کہ شہادت حسین کے بعد ہم صبح کو اٹھتے تو تمام برتن خون سے بھرے ہوتے ابوسعید کہتے ہیں دنیا میں کہیں سے پتھر اٹھایا جاتا اس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا آسمان سے بھی خون برسا اور جس کپڑے پر خون پڑا کپڑا پھٹنے تک سرخ رہتا خراسان، شام، اور کوفہ کے ہر گھر میں خون ہی خون تھا کوفہ میں ایک شخص نے کہا غلط ہے میں بھی اس جنگ میں موجود تھا مجھے کچھ نہیں ہوا پچھلی رات وہ چراغ کی بتی درست کرنے لگا تو آگ نے اس کے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور آگ آگ کرتا ہوا جہنم میں پہنچ گیا جسم لکڑی کے کوئلے کی طرح سیاہ ہوگیا۔

Marfat.com

امام مظلوم کے قاتل ایسی شدید قسم کی پیاس میں مبتلا ہوئے کہ مشکوں کی مشکیں پانی پی جانے کے بعد ان کی پیاس نہ بجھتی چند لوگ ذکر کر رہے تھے کہ امام عالی مقام کے مقابلہ میں جس جس نے بھی حصہ لیا وہ بری طرح مبتلائے مصیبت رہا۔

واقدی کہتے ہیں کہ ایک شخص کو رسول اللہ خواب میں آئے تو آپ نے آستین چڑھائی ہوئی تھیں اور ہاتھ میں تلوار تھی امام حسین کے قاتلوں میں سے دس آدمی ذبح کئے ہوئے آپ کے سامنے پڑے ہوئے تھے آپ نے مجھے غضبناک ہو کر فرمایا کہ تو نے میرے بیٹے کے قاتلوں کی تعداد کیوں بڑھائی اور خون کی ایک سلائی میری آنکھوں میں بھر دی جب میں بیدار ہوا تو اندھا ہو چکا تھا۔ سعید ابن جوزی فرماتے ہیں کہ جس شخص نے کوفہ سے شام جاتے ہوئے امام عالی مقام کا سر مبارک کپڑے میں باندھ کر گھوڑے کی گردن میں لٹکایا تھا اس کا منہ انتہائی بدصورت اور کالا ہو گیا تھا لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو بڑا خوبصورت جوان تھا تجھے کیا ہو گیا تو اس نے کہا کہ میں نے عالی مقام کے سر کو جس دن سے لٹکایا ہے اس دن سے مصیبت میں مبتلا ہوں دو شخص رات کو آتے ہیں اور مجھ کو اٹھا کر جھڑکتی ہوئی آگ پر لے جاتے ہیں پھر اس میں دھکا دیتے ہیں میرا سر جھلتا ہے اور آگ میرے چہرے کو جھلسا دیتی ہے پھر وہ اسی بری حالت میں اس عذاب سے مرا۔

امام الانبیاء ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ مجھے جبریل نے بتایا کہ حضرت یحیٰ کے بدلہ میں ستر ہزار آدمی قتل ہوئے اور میرے نواسے کے بدلہ میں دوبار ستر ہزار قتل ہوں گے۔ اور پھر یہ فرمان ایسا ہی پورا ہو کر رہا۔ قاتلان حسین پر قہر الٰہی اور غضب خداوندی ٹوٹ پڑا تھا اور وہ خوفناک حالت میں مر رہے تھے۔

یزیدی حکومت کی تباہ کاریاں

آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ آئے ہیں کہ امیر معاویہ نے اپنی زندگی میں ہی یزید کی خلافت اور بیعت کے لئے کوشش کر دی تھی یزید کو پاس بٹھا کر کہا کہ میں نے تیرے لئے ملک

Marfat.com

مدینہ منورہ پرحملہ

بد بخت یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ میں وہ طوفان بدتمیزی برپا کیا کہ تصور سے ہی روح کانپ اٹھتی ہے اس لشکر نے ساکنان مدینہ پاک اور ہمسائیگان رسول خداؐ پر مظالم کی انتہا کردی قتل وغارت، لوٹ مار، اور آبرو ریزی کا وہ بازار گرم ہوا کہ الامان والحفیظ۔ اہل حرم سے یزید کی غلامی پر بالجبر بیعت لی جاتی کہ اس بات پر یزید کی بیعت کرو چاہے وہ تمہیں بیچ دے غلام بنائے یا آزاد کردے جو کہتا کہ میں خدا اور رسولؐ کے حکم پر اور کتاب وسنت پر اطاعت کرتا ہوں تو اس کو شہید کردیا جاتا بہت لوگ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے ان میں سے سترہ سو مہاجرین وانصار صحابہ، سات سو حفاظ کرام، تابعین اور مستورات سمیت دیگر اشخاص کو شامل کر کے دس ہزار افراد کو شہید کردیا گیا اور ان کے گھروں کو لوٹ لیا گیا اور ظالموں نے تین دن کے لئے مدینہ منورہ کو مباح قرار دے کر جس بربریت اور درندگی کا مظاہرہ کیا ان کا تفصیلاً ذکر کرنا سخت ناگفتہ ہے اور ناگوار ہے مدینے پاک کے مقدس عورتوں کی بے حرمتی کی گئی ایک ہزار عورتوں کے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا تاریخوں میں آتا ہے کہ ایک ہزار عورتوں نے ناجائز بچے جنے۔ (تاریخ الخلفاص ۴۲۹) انا للہ وانا الیہ راجعون۔

انہوں نے مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے امام الانبیاءﷺ کے منبر شریف کو غلاظت سے آلودہ کیا جنت کی کیاریوں میں ان کے گھوڑے لید اور پیشاب کرتے رہے اور وہ وحشت اور بربریت کی انتہا کرتے ہوئے مدینۃ الرسول کی بہو بیٹوں کی عصمت لوٹ رہے تھے حجرہ رسول کے باہر ستر ہزار ملائکہ ایک طرف درود وسلام کے تحفے بھیج رہے تھے اور دوسری طرف یزید کے بدمعاش رزالت اور ذلالت کی انتہا کر رہے تھے یہ تھا یزید کا کارنامہ۔ شہادت حسین کے بعد۔

صحابی رسول حضرت ابوسعید خدریؓ کی ڈاڑھی مبارک سفید تھی اور وہ نابینا ہو گئے

Marfat.com

مسلم کے مرنے کا پتہ چلا تو وہ چند آدمیوں کے ہمراہ اس جگہ پر آئی جہاں مسلم کی قبر تھی تا کہ اس کو قبر سے نکال کر جلائے اور اپنی قسم پوری کرے جب قبر کھودی گئی تو دیکھا کہ ایک اژدھا مسلم بن عقبہ کی گردن سے لپٹا ہوا ہے اور اسکی ناک کی ہڈی پکڑ کر چوس رہا ہے یہ دیکھ کر سارے ڈر گئے اور اس عورت سے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ خود ہی اسکے اعمال کی سزا دے رہا ہے اور اس نے عذاب کا فرشتہ مقرر رکھا ہے لہٰذا تو اس کو رہنے دے اور اسے جلانے کا خیال چھوڑ دے اس عورت نے جواب دیا۔ نہیں! خدا کی قسم میں اپنا عہد اور قسم پورا کروں گی اور اسے جلا کر اپنے دل کو ٹھنڈا کروں گی مجبور ہو کر لوگوں نے مسلم کو پاؤں کی طرف سے کھولنا چاہا اور ادھر سے جب مٹی ہٹائی تو دیکھا کہ پاؤں کی طرف سے بھی اسی طرح ایک اژدھا لپٹا ہوا ہے سب نے عورت کو کہا کہ اب اسکو جلانے کا خیال دل سے نکال دے اسکے لئے یہی عذاب کافی ہے مگر عورت نہ مانی، اس نے وضو کر کے دو رکعت نفل ادا کئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ الٰہی تو خوب جانتا ہے کہ اس ظالم پر میرا غصہ تیری رضا کے لئے ہے مجھے قدرت دے کہ میں اپنی قسم پوری کروں اور اس کو جلاؤں اس نے دعا کرنے کے بعد ایک لکڑی سانپ پر ماری وہ گردن سے اتر کر چلا گیا پھر دوسرے سانپ کو ماری وہ بھی چلا گیا انہوں نے مسلم کی لاش کو قبر سے نکال کر جلا دیا گویا اللہ تعالیٰ اسکی پہلی سزا کو نا کافی سمجھتا تھا لہٰذا اس نے اس خاتون کے ذریعے اسکو آگ میں جلانے کی سزا دی۔ مسلم بن عقبہ نے قتل و غارت اور ہتک حرمت مدینہ میں اس قدر بدبختی اور زیادتی کا مظاہرہ کیا کہ اسکے بعد اس کا نام سرف رکھا گیا اور مدینہ منورہ جس کے باسیوں کے بارے میں آقائے دو جہاں کا ارشاد گرامی ہے۔ من اراد اهل المدينته بسوء اذاب الله كما بذوب المسلح فى الماء۔ یعنی جو شخص بھی اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ میں اس طرح پگھلائے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ لا يريد اهل المدينته ومن خاف اهل المدينته ظلماً اخاف الله وعليه اللعنته و الملائكته المقربين والناس اجمعين لايقبل الله يوم القيامته حرفاً ولا عدلاً۔ یعنی جو اہل

Marfat.com

مدینہ کو بلا وجہ خوفزدہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے مبتلائے خوف کرے گا اور اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں اور انسانوں کی قیامت تک۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا۔ (جذب القلوب صفحہ ۴۸)

مکۃ المکرّمہ پر حملہ

یزید نے تخت نشین ہوتے ہی گورنر مدینہ ولید بن عقبہ کے ذریعے حضرت امام حسین حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت عبداللہ بن عمر سے بیعت طلب کی جب حضرت امام حسین کو مدینہ کے گورنر نے بلایا تو آپ اس کے ہاں تشریف لے گئے اور یزید کی بیعت سے انکار کر کے واپس تشریف لے آئے تھے مدینہ کے گورنر نے عبداللہ بن زبیر کو بھی بلایا مگر وہ اس کے پاس نہیں گئے اور وہ اسی رات مدینہ منورہ سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ میں آ گئے تھے ہجرت کے بعد تک مکہ مکرمہ کی پناہ میں سکون اور اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے جب اہل حجاز یزید کی حرکات بد سے سخت متنفر ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن زبیر نے اہل مکہ کو جمع ہونے کی دعوت دی اور ان کے سامنے ایک موثر تقریر فرمائی خلاصہ اس کا یہ ہے۔ اہل عراق خصوصاً اہل کوفہ سوائے چند ایک کے ایسے غدار اور بدکردار ہیں کہ انہوں نے فرزند رسول ﷺ کو بلایا کہ ان کی نصرت و امداد کی جائے گی اور ہم فرمانبردار رہیں گے مگر ان غداروں نے ایسا نہ کیا اور وہ یزیدی حکومت کے ساتھ مل گئے اور کہنے لگے خود کو ہمارے حوالے کر دیں تا کہ آپ کو ابن زیاد کے حوالے کیا جائے یا پھر ہمارے ساتھ جنگ کریں حضرت امام حسین نے ذلت کی زندگی پر موت کو ترجیح دی اور دشمن کے انبوہ کثیر کے سامنے گردن نہ جھکائی اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کے قاتلوں کو ذلیل وخوار کرے ان لوگوں نے حضرت امام حسین کے ساتھ جو کچھ کیا اس کے بعد ہم ان لوگوں سے کس طرح مطمئن ہو سکتے ہیں اور ان کی اطاعت کس طرح کر سکتے ہیں وہ اس چیز کے اہل نہیں ہیں کہ ان کی اطاعت کی جائے خدا کی قسم بلاشبہ ان لوگوں نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو قائم اللیل اور صائم النہار تھا وہ ان لوگوں سے امور سلطنت سپرد کئے جانے کا زیادہ

Marfat.com

حقدار تھا اور اپنے دین اور فضیلت میں ان سے بہت بہتر تھا۔ خدا کی قسم وہ قرآن کے بدلے میں گمراہی پھیلانے والا نہ تھا اللہ کے خوف سے اس کی گریہ وزاری کی کوئی انتہا نہ تھی یہ باتیں حضرت عبداللہ بن زبیر نے یزید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہیں اسکے بعد ابن زبیر نے کہا عنقریب یزیدی لوگ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ (مظہری ۶ ص ۳۵)

حضرت عبداللہ بن زبیر کی اس تقریر کے بعد لوگوں نے آپ سے اپنی بیعت کے متعلق درخواست کی کہ آپ اپنی بیعت کے متعلق اعلان کریں چنانچہ آپ نے اپنی بیعت کے متعلق اعلان کر دیا مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے سب لوگوں نے سوائے ابن عباس اور محمد بن حنفیہ کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی لوگوں نے یزید کے تمام عاملوں کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے نکال دیا اور حجاز مقدس سے یزیدی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ یزید کو جب ان حالات کی خبر ہوئی تو اس نے ایک بہت بڑا لشکر مدینہ منورہ پر حملہ کے لئے بھیجا۔ اس لشکر نے مدینہ منورہ کے لوگوں کے ساتھ جو سلوک کیا اس کی تفصیلات کا ذکر ہو چکا ہے مدینہ منورہ کے بعد اس لشکر نے حصن بن عمیر کی قیادت میں مکہ مکرمہ پر حملہ کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر مکہ مکرمہ میں محصور ہو گئے یزیدی لشکر نے جو چند روز تک مسلسل مکہ مکرمہ کا محاصرہ کئے رکھا لوگوں کو قتل کرتے رہے منجنیقوں سے اس قدر سنگ باری کی گئی کہ مکہ مکرمہ کے صحن کو پتھروں سے بھر دیا مکہ مکرمہ پر سنگ باری کرتے ہوئے یہ شعر پڑھتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے ذرہ ام فروہ (منجنیق کا نام) کو دیکھو وہ صفا اور مروہ کے درمیان لوگوں کو کیسے نشانہ بناتی ہے۔ یہ منجنیق موئے کفدار اونٹ کی مثل ہے جس کے ساتھ اس مسجد (حرام) کی دیواروں پر سنگ باری کی جاتی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں۔

منجنیق کے پتھروں کے شراروں سے کعبہ شریف کا پردہ جل گیا کعبہ کی چھت اور اس دنبہ کا سینگ جو فدیہ حضرت اسماعیل کے لئے جنت سے بھیجا گیا تھا وہ کعبہ کی چھت کے ساتھ

Marfat.com

آویزاں تھا سب کچھ جل گیا اسی آتشزدگی کے باعث اس کو واقعہ حرہ کہتے ہیں یہ واقعہ حرہ ماہ صفر ۶۴ھ کو پیش آیا کعبہ شریف کی دیواریں بھی جل گئیں مسجد حرام کے ستون ٹوٹ گئے مکہ مکرمہ کئی روز تک بے لباس رہا جنگ ابھی جاری تھی کہ ملک الموت نے یزید کو دبوچ لیا اور وہ واصل جہنم ہوا۔

جونہی یزید کی ہلاکت کی خبر آئی حضرت زبیر نے پکار کر کہا اے ظالمو تمہارا طاغوت مر گیا یزید کی موت سے اہل شام کے حوصلے پست ہو گئے جبکہ عبداللہ بن زبیر اور ان کے حامیوں کے حوصلے بلند ہو گئے چنانچہ عبداللہ بن زبیر نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ یزیدی لشکر پر بھرپور حملہ کیا یزید کی موت سے لشکریوں کے حوصلے ٹوٹ چکے تھے اس حملے کی تاب نہ لا سکے چنانچہ یزیدی لشکر پسپا ہو کر واپس شام چلا گیا اہل مکہ کو یزیدیوں کی درندگی اور بربریت سے نجات مل گئی۔

تو مشو مغرور بر حلم خدا • دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب ششم

رنگ لاتا ہے شہیدوں کا لہو
خدا کی لاٹھی مختار ثقفی کی شکل میں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ولا تحسبن الله غافلاً عما یعمل الظالمون ۔ظالم یہ گمان نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ظلم سے غافل ہے وہ دیکھتا ہے اور مہلت دیتا ہے اور پھر جب پکڑتا ہے تو پھر ان ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوتا یزید کی حکومت تین سال اور آٹھ ماہ رہی ان تین سالوں میں اس نے جو کچھ کیا ہم پچھلے صفحات میں لکھ آئے ہیں اب ان کا انجام بھی دیکھیں کہ خدا کی بے آواز لاٹھی کس طرح حرکت میں آتی ہے اور خون حسین کا انتقام کس طرح لیا جاتا ہے اور امام حسین کی شہادت کا مقام کیا ہے اب لگے ہاتھوں امام عالی مقام کے مقابلے میں آنے والے مشہور لوگوں کا انجام ملاحظہ فرمائیں۔

مندرجہ ذیل واقعات کا پس منظر یہ ہے کہ امام عالی مقام کو خط لکھ کر منگوانے والوں میں ایک شخص مختار ثقفی تھا اس نے خون حسین کا انتقام لینے کے لئے محمد بن حنفیہ کا سہارا لیا جو حضرت امام حسین کے بھائی تھے اس نے اعلان کیا کہ ہم خون حسین کا انتقام لیں گے لوگوں کو ایک تحریر دکھائی جو محمد بن حنفیہ برادر امام حسین کی تھی کہ ہم تجھے اس امر کی اجازت دیتے ہیں کہ

Marfat.com

امام حسین کا انتقام لیا جائے محمد بن حنفیہ کو جب اس تحریر کی اطلاع ملی۔تو انہوں نے فرمایا۔ اگر چہ ہم نے ایسی تحریر کوئی نہیں بھیجی تاہم اسے اجازت دیتے ہیں کہ وہ امام حسین کا انتقام لے۔

اگر کوئی نواسہ رسول کا انتقام لیتا ہے تو اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ ایسے ظالم لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچائے مختصر یہ مختار ثقفی کی تحریک چلتی رہی اور زور پکڑتی گئی کوفہ کے لوگ اپنی غلطی پر پچھتا رہے تھے اور تلافی کے طور پر اس تحریک کو مضبوط کرتے گئے بالآخر ابن زیاد کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا اور قاتلوں نے ہی قاتلوں سے انتقام لینا شروع کیا اور خدا کے حکم کی عملی تفسیر بن کر سامنے آ گئی جو قوم موسیٰ کو بچھڑا پوجنے کی سزا ہوئی تھی۔

یزید بن معاویہ کا انجام

یزید کے بھرے دربار میں اہل بیت کے ایک مظلوم نے یزید کو مخاطب کر کے کہا تھا اے یزید! سن لے حسین کے خون سے جس سلطنت کی بنیاد تو نے رکھی ہے تیری اولاد بھی اس پر نہیں تھوکے گی اس جرات مندانہ خطاب پر سارا دربار سناٹے میں آ گیا اور سامعین کے دلوں پر یہ بات اتر گئی تھی کہ مظلوم کی یہ آہ کبھی خالی نہیں جائے گی۔

واقعہ کربلا کے کچھ دنوں بعد یزید ایک ہلاکت آفرین اور انتہائی موذی مرض میں مبتلا ہوا پیٹ کے درد اور آنتوں کے زخم کی ٹیسیں بے آب ماہی کی طرح تڑپتا رہتا تھا حمص میں جب اسے اپنی موت کا یقین ہو گیا تو اپنے بڑے لڑکے معاویہ کو بستر مرگ پر بلایا اور امور سلطنت کے بارے میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ بے ساختہ بیٹے کے منہ سے چیخ نکلی اور نہایت ذلت اور حقارت کے ساتھ یہ کہتے ہوئے باپ کی پیشکش کو ٹھکرا دیا کہ جس تاج وتخت پر آل رسول کے خون کے دھبے ہوں میں اسے ہرگز قبول نہیں کروں گا خدا اس منحوس سلطنت کی وراثت سے مجھے محروم رکھے جسکی بنیادیں آل رسول کے خون سے رکھی گئی ہیں۔

یزید اپنے بیٹے کے منہ سے یہ الفاظ سن کر تڑپ گیا اور شدت رنج والم سے بستر پر

Marfat.com

پاؤں پٹخنے لگا موت سے کچھ دن پہلے یزید کی آنتیں سڑ گئیں اوران میں کیڑے پڑ گئے تکلیف کی شدت سے خنزیر کی طرح چیختا تھا پانی کا قطرہ حلق سے نیچے اترنے کے بعد نشتر کی طرح چبھنے لگتا عجیب قہر الٰہی کی مار تھی پانی کے بغیر تڑپتا تھا بالآخر اسی درد کی شدت سے تڑپ تڑپ کر اسکی جان نکل گئی۔

ابن زیاد کا انجام

عبید اللہ بن زیاد وہ بد بخت اور بدنما انسان ہے جو یزید کی طرف سے کوفہ کا گورنر مقرر کیا گیا تھا اسی بد بخت کے حکم سے حضرت مسلم بن عقیل ان کے بیٹوں اور امام حسین اور آپ کے اہل بیت واصحاب کو تمام ایذائیں پہنچائی گئیں یہی ابن زیاد موصل میں تیس ہزار کی فوج کے ساتھ اترا۔مختار نے ابراہیم بن اشتر اسکے مقابلے کے لئے ایک فوج کثیر دے کر بھیجا موصل سے تقریباً پچیس کلومیٹر کے فاصلے پر دریائے فرات کے کنارے دونوں لشکروں میں مقابلہ ہوا صبح سے شام تک خوب جنگ رہی جب دن ختم ہونے والا تھا اور آفتاب غروب ہونے کے قریب تھا اس وقت ابراہیم کی فوج غالب آ گئی ابن زیاد کو شکست ہوئی اوراس کے ہمراہی بھاگ نکلے ابراہیم نے حکم دیا جو فوج مخالف میں سے ہاتھ آئے اس کو زندہ نہ چھوڑا جائے چنانچہ بہت سے لوگ ہلاک کئے گئے اسی اثنا میں ابن زیاد بھی فرات کے کنارے دسویں تاریخ ۶۷ھ میں مارا گیا اوراس کا سر کاٹ کر ابراہیم کے پاس بھیجا گیا ابراہیم نے مختار کے پاس کوفہ بھیج دیا مختار نے دارالحکومت کوفہ کو آراستہ کیا اوراہل کوفہ کو جمع کر کے ابن زیاد کا ناپاک سر اسی جگہ رکھوا دیا جس جگہ مغرور حکومت دنیا نے حضرت امام حسین کا سر مبارک رکھا تھا مختار نے اہل کوفہ کو خطاب کر کے کہا کہ اے اہل کوفہ دیکھو حضرت امام حسینؓ کے خون ناحق نے ابن زیاد کو نہ چھوڑا آج اس نامراد کا سر اس ذلت ورسوائی کے ساتھ یہاں رکھا ہوا ہے چھ سال ہوئے ہیں وہی تاریخ ہے وہی جگہ ہے خداوند عالم نے اس مغرور فرعون کو ایسی ذلت ورسوائی کے ساتھ ہلاک کیا اسی کوفہ اسی دارالحکومت میں اس بے دین کے قتل وہلاکت پر جشن منایا جا

Marfat.com

رہا ہے۔

ترمذی شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ جس وقت ابن زیاد اور اسکے سرداروں کے سر مختار ثقفی کے سامنے لاکر رکھے گئے تو ایک بڑا سانپ نمودار ہوا کہ اسکی ہیبت سے لوگ ڈر گئے وہ تمام سروں پر پھرا جب عبداللہ بن زیاد کے سر کے پاس آیا تو اسکے نتھنے میں گھس گیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر اسکے منہ سے نکلا اسی طرح تین بار اسکے سر کے اندر داخل ہوا اور غائب ہو گیا۔ (ترمذی شریف جلد ۲ ص ۷۹۴)

عمرو بن سعد کا انجام

عمرو بن سعد وہی شقی ازلی ہے جسکی دسوں انگلیاں آل بیت کے خون میں ڈوبی ہوئی ہیں جس کی کمان میں کربلا کا خون ریز معرکہ ہوا اور خاندان رسالت کے لعل و جواہر خاک و خون میں اسودہ ہوئے ملک رے کی حکومت کی لالچ میں اس ظالم نے بی بی بتول کا ہرا بھرا چمن تاراج کیا جب مختار کے حکم سے یزیدی کتوں کا قتل عام ہوا تو سعد کتوں کی طرح ادھر ادھر بھاگنے لگا لیکن مختار کے جانباز سپاہیوں نے اسکو پکڑ لیا جس وقت ابن سعد سامنے آیا تو مختار کی آنکھوں کی سے چنگاریاں نکلنے لگیں گرجتے ہوئے کہا او دشمن رسول بتا تجھے کیا سزا دوں جس سے دنیائے اسلام کے کلیجوں کی آگ ٹھنڈی ہو جائے جو تیرے ناپاک ہاتھوں نے کربلا میں لگائی ہے ابن سعد نے جواب دیا میں بے گناہ ہوں واقعات کربلا کی ساری ذمہ داری یزید اور ابن زیاد پر تھی میں نے صرف حکم کی تعمیل کی تھی مختار کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہو گئیں اور کہا او ننگ اسلام! سچ بتا یزید اگر تیرے خون کی اولاد کے قتل کا حکم دیتا تو کیا تو اس کی تعمیل کرسکتا تھا یزید کے حکم کی تو نے تعمیل کی اور نبی کے حکم کا جنازہ نکال دیا۔

اسی درمیان خبر ملی کہ ابن سعد کا بیٹا حفص جو کربلا میں امام عالی مقام کے خلاف اپنے باپ کی مدد کر رہا تھا وہ بھی گرفتار ہو کر لایا گیا مختار نے حکم دیا کہ اسے فوراً حاضر کیا جائے جب وہ سامنے آیا تو جلاد سے کہا ابن سعد کی آنکھوں کے سامنے اسکے بیٹے کا سر تن سے جدا کر

Marfat.com

دیا جائے تا کہ اسے معلوم ہو جائے کہ حضرت علی اکبر اور حضرت علی اصغر کی تڑپتی لاش دیکھ کر امام عالی مقام کے دل پر کیا گذری ہو گی جلاد نے جوں ہی آگے بڑھ کر ان پر تلوار چلائی ابن سعد چیخ پڑا اپنا وہ سر پیٹ ہی رہا تھا کہ اشارہ پاتے ہی جلاد نے ابن سعد کی گردن اڑا دی اس طرح ظلم اور شقاوت کے ایک بہت بڑے عفریت کے ناپاک وجود سے دھرتی کا بوجھ ہلکا ہوا تاریخ طبری میں ہے کہ مختار کے سپاہیوں نے ابن سعد کو اس کے مکان میں قتل کر کے اس کا سر مختار کے سامنے پیش کیا اس وقت اس کا بیٹا حمص وہاں ہی موجود تھا باپ کا سر دیکھ کر تڑپ اٹھا اسکے بعد مختار نے اس کا سر بھی قلم کر دینے کا حکم دیا اور دونوں کے سر حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس مدینہ بھیج دیئے۔ (تاریخ طبری جلد۵ ص۵۰۴)

☆☆☆☆☆

دیکھ عمرو بن سعد یہ بیداد تو نہیں

اے ابن سعد رے کی حکومت تو کیا ملی — ظلم و جفا کی جلد ہی تجھ کو سزا ملی
اے شمر نابکار شہیدوں کے خون کی — کیسی سزا تجھے اے ناسزا ملی
اے تشنگان خون جوانان اہل بیت — دیکھا کہ ان کو ظلم کی کیسی سزا ملی
کتوں کی طرح لاشے تمہارے جلائے گئے — گھوڑے کو بھی ناگوار تم کم سزا ملی
رسوائے حق ہو گئے برباد ہو گئے — مردود تم کو ذلت پرور سزا ملی
تم نے اجاڑا حضرت زہرا کا گلستان — تم خود اجڑ گئے تم کو یہ بددعا ملی
دنیا پرستو دین سے منہ موڑ کر تمہیں — دنیا ملی نہ عیش و طرب کی ہوا ملی
آخر دکھایا رنگ وشہیدوں کے خون نے — سر کٹ گئے پر تمہیں مال ملا نہ حکومت ملی
پائی ہے کیا نعیم انہوں نے ابھی سزا — دیکھیں گے وہ جہنم میں جس دم سزا ملی

(سید نعیم الدین مراد آبادی)

Marfat.com

شمر لعین کا انجام

یہ وہی سیاہ بخت انسان ہے جس نے جگر گوشہ رسول کی گردن پر تلوار چلائی تھی اور فاطمہ کے چاند کو خاک و خون میں ڈبویا تھا ابن سعد کے قتل سے فارغ ہو کر اسے سامنے کھڑا کیا مارے خوف اور دہشت کے تھر تھر کانپنے لگا۔ مختار نے گرجتے ہوئے کہا نا ہنجار تجھے ذرا بھی غیرت نہ آئی کہ تو نے اپنے ہاتھوں سے کعبہ کی دیوار گرائی۔ اونٹ اور بکری کی طرح فاطمہ کے لعل کو ذبح کیا۔ افسوس! حرم کا چراغ اور عرش کی قندیل تو نے پھونکوں سے بجھا دی اے شقی القلب! تین دن کے بھوکے پیاسے نازنینوں کو تہہ تیغ کرتے ہوئے تجھے ذرا بھی ترس نہ آیا تیرا زندہ جسم پھونک کر اسکی راکھ ہواؤں میں اڑا دی جائے تو بھی حسین کا بدلہ نہیں ہو سکے گا سنگدل قاتل! ذرہ ذرہ حسین کا نعرہ بلند کر رہا ہے تیرے ہاتھوں نے بحر و بر میں آگ لگا دی ہے اب اسے کون بجھا سکتا ہے عالم غضب نے جوں ہی مختار نے تلوار اٹھائی شمر نے گڑ گڑاتے ہوئے کہا پیاس سے تڑپ رہا ہوں ایک گھونٹ پانی پلا دے۔ مختار نے کہا ذرا وہ وقت یاد کرو جب تیری فوج نے فرات کی نہروں پر ۲۲ ہزار تلواروں کا پہرہ بٹھا دیا تھا اور اہل بیت کے معصوم بچے اور پردہ نشین سیدانیاں تین شبانہ روز پانی کے ایک ایک قطرے کو ترس رہی تھیں اس لئے تجھے پانی نہیں مل سکتا جہنم کا ماء حمیم تیرے انتظار میں ہے شمر کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ مختار نے اشارہ کیا اور جلاد نے آگے بڑھ کر سر تن سے جدا کر دیا۔

تاریخ طبری میں ہے کہ مختار کے سپاہیوں نے شمر لعین پر حملہ کیا اور اسکے سر کو کاٹ کر مختار کے پاس بھیج دیا اور لاش کو کتوں کے آگے پھینک دیا۔ صواعق محرقہ میں ہے کہ شمر کی لاش کو گھوڑوں کے ٹاپوں سے روند ڈالا گیا۔ (طبری جلد ۵ ص ۴۹۶ صواعق محرقہ ص ۱۶۵۸ الحسین عربی ص ۱۶۵)

Marfat.com

خولی بن یزید کا انجام

یہ وہی ظالم اور بے رحم انسان ہے جس نے امام حسین کے کلیجے میں برچھا مارا تھا اور سر کو نیزے پر چڑھا کر خوشی میں ناچتا تھا مختار کے سامنے جب لایا گیا تو بید کی طرح کانپ رہا تھا اسے دیکھتے ہی مختار کی غضب کی آگ بھڑک اٹھی جلاد کو حکم دیا کہ اسکے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالو جب اسکے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے گئے اور پھر دونوں پاؤں کاٹنے کا حکم دیا تکلیف کی شدت سے وہ زمین پر اچھلنے لگا مختار نے کہا ضبط سے کام لو تیرے قتل کے بعد تیری لگائی ہوئی آگ مسلمانوں کے سینوں میں بھڑکتی رہے گی تیرے اعمال کی سزا کافی نہیں ہے تو جس دردناک عذاب کا مستحق ہے اس کا سلسلہ تیری آخری ہچکیوں کے بعد شروع ہوگا تاریخ طبری میں ہے کہ مختار نے خولی کے گھر والوں کے سامنے اسے قتل کیا اور پھر اس کو جلا دیا اور اس وقت تک اس کی لاش کے پاس کھڑا رہا جب تک اسکی لاش جل کر راکھ نہیں ہو گئی۔ (طبری جلد۵ص۵۰۲)

حکیم بن طفیل الکائی کا انجام

حکیم طفیل الکائی وہ بدنصیب انسان ہے جس نے کربلا میں حضرت عباس علمدار کو شہید کر کے ان کے لباس اور اسلحہ پر قبضہ کر لیا تھا اور آپ کے مشکیزے پر تیروں کی بارش کر کے ان میں چھید کر دیا تھا جس سے تمام پانی گر گیا تھا جب مختار کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کے چہرے پر تیروں کی بارش کر دو چنانچہ جب تیر لگنے لگے تو حکیم بن طفیل اس کی تکلیف سے چیخنے لگا مختار نے کہا بس یہی تکلیف اور یہی صدمہ امام حسینؓ حضرت عباس پر تیروں کی بارش کی تو اس وقت تجھے خیال نہ آیا تھا آخر تیروں ہی کی بوچھاڑ میں وہ مر گیا۔ (شہادت حسین ص ۴۷)

Marfat.com

حرملا کا انجام

حرملا بن کامل یہ وہ نابکار ہے جس نے شیر خوار حضرت علی اصغرؓ پھول جیسے نرم ونازک حلقوم پر تیر چلایا تھا اور باغ رسالت کا وہ ننھا پودا دم کے دم میں مرجھا گیا تھا جب وہ بد بخت مختار کے سامنے لایا گیا تو مختار کربلا کا وہ منظر یاد کر کے تلملا اٹھا اور جلاد کو حکم دیا کہ حرملا کے گلے پر تیروں کی بارش کی جائے اور نزع کے وقت آخری تیر گلے کے آر پار ہو جائے اسی طرح تڑپ تڑپ کر بہت دیر میں وہ واصل جہنم ہوا۔

مالک بن بشیر کا انجام

یہ بھی امام عالی مقام پر تیر برسانے والوں میں پیش تھا اسکے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کا دھڑ باہر پھینک دیا اور وہ اسی طرح واصل جہنم ہوا۔

سنان بن انس

اس شقی القلب نے امام عالی مقام کے سینے کے آر پار نیزہ کا وار کیا تھا اور آپ کے سر کو بھی کاٹا تھا آگے آگے بھاگتا تھا اور پناہیں ڈھونڈتا تھا مختار کی فوج اسکے پیچھے پڑی ہوئی تھی پہلے بصرہ گیا وہاں سے قادسیہ اور پھر قادسیہ کے درمیان گرفتار ہو گیا اسکی پہلے آنکھیں نکالی گئیں انگلیاں کاٹی گئیں پھر ہاتھ کاٹے گئے پھر پاؤں کاٹے گئے اور پھر اسکا کان چیرے گئے اور روغن زیتون کی ریگ آگ پر چڑھا کر اس میں زندہ ڈال دیا گیا۔

مسلم بن عقبہ

ابن عساکر نے محمد بن سعید سے روایت کی ہے اس کا ذکر پچھلے صفحات میں آچکا ہے یہ واقعہ کتاب طی الفراسخ الیٰ منازل البرازخ مولانا ذوالفقار علی بھوپالی میں تحریر کیا ہے۔

Marfat.com

عذاب ابن ملجم

عصمہ آبادانی سے مروی ہے کہ میں جنگل میں گشت کر رہا تھا کہ میں نے ایک دیر دیکھا یعنی ایک صومعہ عبادت خانہ تھا اس میں ایک راہب تھا میں نے اس سے کہا کہ تو مجھ سے بیان کر عجیب سے عجیب بات جو تو نے اس جگہ دیکھی ہے اس نے کہا۔ ہاں! کہ ایک دن میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے ایک پرندہ سفید دیکھا یعنی شتر مرغ کی طرح کا وہ اس پتھر پر گر پڑا اس نے ایک سر کو قے کیا پھر ایک پاؤں کو اور ایک پنڈلی کو اور ناگاہ وہ جبکہ کسی کو ان اعضا سے قے کرتا تو وہ بجلی سے بھی زیادہ تر بعض جان کے ساتھ جڑ جاتے۔ یہاں تک ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا وہ درست ہو گیا اور جب اس نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو اس پرندے نے چونچ ماری پھر اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے پھر اس کو نگلنے لگا پھر اسی طرح کئی دن کرتا رہا پھر میرا تعجب بڑھ گیا اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا یقین ہو گیا میں نے اسکی طرف رجوع کیا اور کہا۔ اے طائر! میں تجھ سے اللہ کے نام سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے پیدا کیا ہے تو کچھ وقت مہلت دے تا کہ میں اس سے پوچھوں اور وہ اس قصے کی خبر دے اس طائر نے عربی میں جواب دیا کہ میں ایک فرشتہ ہوں اللہ کے فرشتوں میں سے ایک اسکے جسم پر مجھے مقرر کیا ہے جس وقت سے اس نے جرم کیا ہے پھر میں اس شخص کی طرف متوجہ ہوا میں نے کہا کہ اے آدم اپنی جان کی برائی کرنے والے تیرا کیا قصور ہے اور تو کون ہے اس نے کہا میں عبدالرحمٰن ابن ملجم ہوں اور قاتل علی المرتضیٰ کا ہوں میں نے جب ان کو قتل کیا اور میری روح اللہ کے سامنے گئی تو اس نے مجھے ایک صحیفہ دیا اس میں لکھا ہوا تھا کہ جو کچھ میں نے عمل خیر و شر سے کیا اس وقت سے جب میری جان سے مجھے جنا اس وقت تک جب میں نے حضرت علی کو قتل کیا سو اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو میرے عذاب کا حکم دیا ہے قیامت تک جو کچھ وہ کرتا ہے دیکھ لیا ہے پھر وہ خاموش ہو گیا پھر اس طائر نے ایک چونچ ماری جس سے اسکے اعضا کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے پھر وہ ایک ایک عضو کو نگلنے لگا پھر وہ چلا گیا۔

Marfat.com

یہ واقعات تھے قاتلان حسین اور شہیدان کربلا کے خونخوار درندے جن کا ذکر آپ نے پڑھ لیا اب لگے ہاتھوں عاشقان اہل بیت اور محبان اہل بیت کا واقعہ بھی پڑھیے۔

اہل بیت کا احترام اور اس کا انعام

جنید پہلوان

جنید پہلوان خلیفہ بغداد کا درباری پہلوان اور مملکت کا مشہور پہلوان تھا وقت کے بڑے بڑے پہلوان اسکی طاقت اور فن کا لوہا مانتے تھے ڈیل ڈول اور قد وقامت کے لحاظ سے بھی دیکھنے والوں کے لئے بھی ایک تماشہ تھا شخصیت و رعب اور دبدبے کا یہ حال تھا کہ بڑے بڑے پہلوانوں کو نظر ملانے کی تاب نہ تھی ساری مملکت میں جنید کا کوئی حریف مقابل نہ تھا اب جنید صرف شاہانہ سلطنت کا نشان رہ گیا تھا وہ بن سنور کر دربار میں کلفی لگائے خلیفہ کے دائیں جانب بیٹھا کرتا تھا۔

دربار لگا ہوا تھا لیکن سلطنت اپنی اپنی کرسیوں پر فروکش تھے جنید بھی اپنے مخصوص لباس میں زینت دربار تھے ایک چوبدار نے آ کر اطلاع دی کہ صحن کے دروازے پر ایک لاغر ونیم جاں شخص کھڑا ہے صورت وشکل کی پراگندگی اور لباس و پیرہن کی شکستگی سے وہ ایک فقیر معلوم ہوتا تھا ضعیف ونقاہت سے اسکے قدم ڈگمگا رہے تھے زمین پر کھڑا رہنا مشکل نظر آ رہا تھا لیکن اس کی آواز کے تیور اور پیشانی کی شکن سے فاتحانہ شان ٹپکتی تھی وہ آج صبح سے برابر اصرار کر رہا تھا کہ میرا چیلنج جنید تک پہنچا دو کہ میں اس سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں قلعہ کے پاسبان ہر چند اسے سمجھاتے ہیں کہ چھوٹا منہ بڑی بات نہ کرو لیکن وہ بضد ہے کہ اس کا پیغام شاہی دربار تک پہنچایا جائے۔

تھوڑی دیر بعد چوبدار اسے اپنے ہمراہ لئے حاضر ہوا اسکے قدم ڈگمگا رہے تھے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں بڑی مشکل سے وہ دربار میں کھڑا ہوا۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

Marfat.com

وزیر نے دریافت کیا جنید سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں اجنبی نے جواب دیا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جنید کا نام سن کر لوگ کانپ اٹھتے ہیں تمہاری یہ ہمت کیسے ہوئی جنید کی شہرت ہی مجھے یہاں کھینچ لائی ہے میں اس اعتقاد موہوم کی تردید کرتا ہوں کہ ریاست میں جنید کا کوئی مد مقابل نہیں قد و قامت کا شکوہ اور بازوؤں کی قوت ہی فتح و شکست کا معیار نہیں فن کی ذہانت ہی ایک مقام رکھتی ہے یقین جانیے میرا دماغی توازن بالکل درست ہے میری نظر کے سامنے غیر ضروری بحث کی ضرورت نہیں وقت ضائع کرنے کے بجائے مجھے اثبات یا نفی میں جواب دیا جائے۔

اجنبی شخص کی گفتار پر ساز پر سارا دربار دم بخود ہو گیا آپس میں سرگوشیاں شروع ہو گئیں جنید بھی اس اجنبی شخص کو حیرت سے دیکھ رہے تھے سخت حیران تھے کہ کس چیز نے اسے جری بنا دیا ہے مسئلہ بہت پیچیدہ بن گیا تھا اس لئے خلیفۃ المسلمین کے اشارے پر وزیر نے اہل دربار سے رائے طلب کی سارا نشیب و فراز سمجھانے کے بعد اگر یہ بضد ہے تو اس کا چیلنج منظور کر لیا جائے انجام کا یہ خود ہی ذمہ دار ہوگا مقابلے میں شکست کھا گیا تو یہ توقع کے عین مطابق ہوگی اور اگر فتح یاب ہو گیا تو ایک پر اسرار شخصیت کے جوہر کمال سے پہلی بار دنیا کو روشناس کرانے کا فخر ہمیں حاصل ہوگا۔

اہل دربار نے نہایت آزادی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کیا آخر طے ہوا کہ اس کا چیلنج قبول کر لیا جائے خلیفہ وقت نے اجازت دے دی پھر ساری مملکت میں اس دنگل کا اعلان کر دیا گیا اور اجنبی رخصت ہو گیا۔

ایک لمحے کے لئے سارے مجمع پر سکتے کی کیفیت طاری رہی نحیف و ناتوان چیلنج دے گیا بہر حال تاریخ دن اور وقت گذرتا گیا جنید کو اپنی کیفیت کی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اس بار اس کا مقابلہ اتنا پر اسرار ہے کہ پہلے ہی جنید پر ایک نامعلوم ہیبت طاری ہو گئی اب مقابلے کی تاریخ قریب آ رہی تھی بغداد کے بڑے وسیع میدان میں لاکھوں تماشاہیوں کا ہجوم ہے جو بے قابو ہوا جا رہا تھا تھوڑی دیر کے بعد نقیبوں کی آواز گونجنے لگی بادشاہ کی سواری آ رہی تھی اب اس شخص کا انتظار تھا جس نے چیلنج کر کے سارے علاقے میں تہلکہ مچا دیا تھا منٹ منٹ پر جنید کے

Marfat.com

حامیوں کا جوش مسرت بڑھتا جا رہا تھا حضرت جنید گہری سوچ میں کھو گئے لاشعوری طور پر پیش آنے والے کسی حیرت انگیز واقعہ کا انتظار کر رہے تھے کہ اتنے میں وہ اجنبی شخص آ پہنچا اور اکھاڑے میں اتر گیا دنگل کا وقت ہو چکا تھا اعلان ہوتے ہی جنید تیار ہو کر اکھاڑے میں اتر گئے وہ اجنبی شخص بھی کمر کس کر ایک کنارے کھڑا ہو گیا لاکھوں تماشائیوں کے لئے بڑا ہی حیرت انگیز منظر تھا جنید کے سامنے وہ اجنبی شخص گرد راہ معلوم ہوتا تھا پھٹی آنکھوں سے سارا مجمع دونوں کی نقل و حرکت دیکھ رہا تھا جنید نے خم ٹھونک کر زور آزمائی کے لئے پنجہ بڑھایا کہ اس شخص نے دبی زبان سے کہا کان قریب لایئے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔

نہ جانے اس آواز میں کیا جادو تھا یہ سنتے ہی جنید پر ایک سکتہ طاری ہو گیا اچانک پھیلے ہوئے سمٹ گئے کان قریب کرتے ہوئے فرمایا۔ فرمایئے! اجنبی کی آواز گلوگیر ہو گئی بڑی مشکل سے اتنی بات منہ سے نکل سکی جنید میں کوئی پہلوان نہیں ہوں زمانے کا ستایا ہوا ایک آل رسول ہوں سیدہ فاطمہ کا ایک چھوٹا سا کنبہ کئی ہفتے سے جنگل میں پڑا ہوا ہے فاقوں سے نیم جان ہے سیدانیوں کے بدن پر کپڑے بھی نہیں کہ وہ گھنی جھاڑیوں سے باہر نکل سکیں چھوٹے چھوٹے بچے بھوک کی شدت سے بے حال ہو گئے ہیں ہر صبح یہ کہہ کر شہر آتا ہوں کہ شام تک کوئی انتظام کر کے واپس لوٹوں گا لیکن خاندانی غیرت کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانے دیتی اور نہ ہی منہ کھولنے کی اجازت دیتی ہے گرتے پڑتے بڑی مشکل آج یہاں تک پہنچا ہوں فاتح خیبر کا خون ہاشمی رگوں میں سوکھتا جا رہا ہے چلنے کی سکت نہیں رہی شرم سے بھیک مانگنے کو ہاتھ اٹھتے نہیں میں نے تمہیں اس امید پر چیلنج کیا تھا کہ آل رسول کی عقیدت تمہارے دل میں ہے آج اس کی آبرو رکھ لو وعدہ کرتا ہوں کہ کل قیامت کے دن نانا جان سے کہہ کر تمہارے سر پر فتح کی دستار بندھوا دوں گا۔

فاطمی چمن کی مرجھائی ہوئی کلیوں کی اداسی نہیں دیکھی جاتی یقین کرو جنید آل رسول خانہ بدوش قافلہ کی حرمت کے لئے تمہاری عزت و ناموس کا ایثار رائیگاں نہیں جائیگا ہمارے خاندان کی ریت احسان کا بدلہ ضائع نہیں ہونے دیتی۔

Marfat.com

چند باتیں سن کر جنید کی آنکھوں میں آنسو آ گئے فرمانے لگے چمنستان قدس کی پژمردہ کلیوں کی شادابی کے لئے میرے جگر کا خون کام آ سکے تو اس کا آخری قطرہ بھی تمہاری نقش پا میں جذب کرنے کے لئے تیار ہوں اتنا کہہ کہ خم ٹھونک کر للکارتے ہوئے جنید آگے بڑھے اور اجنبی شخص سے گتھم گتھا ہو گئے سچ مچ کشتی لڑنے کے انداز میں تھوڑی دیر تک پینترا بدلتے رہے سارا مجمع نتیجے کے انتظار میں خاموش و ساکت نظریں جھکائے دیکھتا رہا چند ہی لمحے کے بعد بجلی کی تیزی کے ساتھ جنید نے ایک داؤ چلایا آنکھیں کھلیں تو جنید کے حامیوں نے نعرہ ہائے تحسین سے میدان گونج اٹھا حیرت سے دیکھنے والوں کی آنکھیں بھیگ گئیں لیکن دوسرے ہی لمحے جنید چاروں شانے چت پڑے تھے اور سینے پر سیدہ کا ایک ضعیف و ناتواں شہزادہ فتح کا پرچم لہرا رہا تھا۔

جنید کی فاتحانہ زندگی کا نقشہ دیکھنے والی آنکھیں اس حیرت انگیز نظارے کی تاب نہ لا سکیں ایک لمحے کے لئے سارے مجمع پر سکتے کی کیفیت طاری تھی نحیف و ناتواں سید کو گود میں اٹھا لیا گیا میدان کا فاتح اب سروں سے گذر رہا تھا ہر طرف سے انعام و اکرام کی بارش ہو رہی تھی ہر طرف سے خلعت و انعامات کا ذخیرہ لے کر جنگل میں روپوش ہو گئے۔

جنید پہلوان شرم و ندامت سے کپڑے جھاڑتے ہوئے گھر کی طرف چل دیئے رات کو سونے سے پہلے بے شمار خیالات دل میں آئے رات کی زلف سیاہ رات آدھی ڈھل چکی تھی بغداد کا سارا شہر تاروں کی ٹھنڈی چھاؤں میں محو خواب تھا عشا کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد جنید اپنے بستر پر لیٹے تو بار بار کان میں یہ الفاظ گونج رہے تھے وعدہ کرتا ہوں کہ کل میدان قیامت میں نانا جان سے کہہ کر تمہارے سر پر فتح کی دستار بندھواؤں گا کیا سچ مچ ایسا ہو سکتا ہے نبی زادوں کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا اے کاش آج ہی قیامت آ جاتی آج یہی میدان حشر کا وہ روح پرور نظارہ نگاہوں کے سامنے ہوتا۔

یہ سوچتے سوچتے آنکھیں بند ہو گئیں نیند کا ایک ہلکا جھونکا آیا اور وہ خاکدان گیتی سے بہت دور دوسری دنیا میں پہنچ چکے تھے پہاڑوں، صحراؤں اور آبادیوں کے سارے حجابات

Marfat.com

نظر کے سامنے سے اٹھ چکے تھے اب بغداد سے گنبد خضریٰ کا عکس صاف دکھائی دیتا تھا جب تک آنکھ کھلی رہی نظر کا قافلہ بہاروں کے جلوہ شاداب سے سیراب ہوتا رہا تھوڑی دیر کے بعد سنہری جالیوں سے ایک کرن پھوٹی اور مدینے کا آسمان روشنی سے معمور ہو گیا پھر ایسا معلوم ہوا کہ نور کا ایک سفید بادل مدینے کے افق سے بغداد کی طرف بڑھتا آ رہا ہے جہاں جہاں سے گذرا نور برساتا گیا فضا نکھرتی گئی اندھیرا چھٹتا گیا سحر پھیلتی گئی قریب آتے آتے رحمت اور تجلی کا وہ روشن قافلہ بغداد کے آسمان پر جگمگا رہا تھا چند لمحے کے بعد وہ نیچے اترنا شروع ہوا ایوانوں کے کنگرے جھک گئے پہاڑوں کی چوٹیاں سرنگوں ہو گئیں درختوں کی شاخیں سجدے میں گر پڑیں بغداد کی زمین جھومنے لگی بہاروں نے پھول برسائے صبا نے خوشبو اڑائی۔ سحر نے اجالا کیا رحمتوں نے فرش بچھائے اور درخشاں کرنوں سے حضرت جنید کے صحن کا چپہ چپہ معمور ہو گیا۔ طلعت جمال سے آنکھیں خیرہ ہو گئیں دل کیف و سرور میں ڈوب گیا در و دیوار اور شجر و حجر کو زبان مل گئی الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کے نغموں سے فضا گونج اٹھی عالم بے خودی میں حضرت جنید سلطان کونین ﷺ کے قدموں میں لیٹ گئے سرکار نے رحمتوں کے ہجوم میں مسکراتے ہوئے فرمایا۔ جنید اٹھو قیامت سے پہلے اپنے نصیبے کی سرفرازیوں کا نظارہ کر لو نبی زادوں کے نام کے لئے شکست کی ذلتوں کا انعام قیامت تک نہیں رکھا جائے گا سر اٹھاؤ تمہارے لئے فتح و کرامت کی دستار لیکر آیا ہوں آج سے تمہیں عرفان و تقرب کی سب سے اونچی بساط پر فائز کیا گیا ہے تجلیات کی بارش سے اپنی ننگی پیٹھ کا غبار اور چہرے پر گرد کا نشان دھو ڈالو اب تمہارے رخ تاباں میں خاکدان گیتی کے ہی نہیں عالم قدس کے رہنے والے بھی اپنا منہ دیکھیں گے بلکہ بارگاہ نیزدانی سے گروہ اولیا کی سرداری کا تاج اور اعزاز تمہیں مبارک ہو ان الفاظ سے سرفراز فرمانے کے بعد سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے سینے سے لگایا اس عالم کیف و بار میں اپنے جاں نثاروں کو کیا ملا اور کیا عطا فرمایا اس کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی جاننے والے اتنا ہی جان سکے کہ صبح کو جب حضرت جنید کی آنکھ کھلی تو پیشانی کی موجوں میں نور کی کرن لہرا رہی تھی آنکھوں سے عشق و عرفان کی شراب کے میخانے چھلک رہے تھے دل کی

Marfat.com

انجمن تجلیات کا گہوارہ بن چکی تھی لبوں کی جنبش پر کارکنان قضاوقدر کے پہرے بٹھا دیئے تھے غیوب وشہود کی ساری کائنات شفاف آئینہ کی طرح تار نظر کی گرفت میں آ چکی تھی نفس نفس میں عشق ویقین کی دہکتی ہوئی چنگاری پھوٹ رہی تھی نظر نظر میں دلوں کی تسخیر کا جلال انگڑائی لے رہا تھا کل کی شام جو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا گیا تھا آج صبح اسکی راہ گذر میں پلکیں بچھی جا رہی تھیں خواب کی حقیقت بادصبا نے گھر گھر پہنچا دی تھی طلوع سحر سے پہلے ہی حضرت جنید کے دروازے پر درویشوں کی بھیڑ جمع ہو چکی تھی جونہی باہر تشریف لائے خراج عقیدت کے لئے ہزاروں گردنیں جھک گئیں خلیفہ بغداد نے اپنے سر کا تاج اتار کر قدموں میں رکھ دیا سارا شہر پشیمانی کی حالت میں سر جھکائے کھڑا تھا مسکراتے ہوئے ایک بار نظر اٹھائی اور ہیبت سے لرزتے ہوئے دلوں کو سکون بخشا پاس ہی کسی گوشے سے آواز آئی گروہ اولیا کی سروری کا اعزاز مبارک ہو منہ پھیر کر دیکھا تو وہی نحیف وناتواں آل رسول خوشی سے مسکرا رہا تھا ساری فضا سید الطائفہ کی مبارکبادی سے گونج اٹھی ہاں جنید پہلوان جو بعد میں سلطان الاولیا حضرت جنید بغدادی کے نام سے مشہور ہوئے سچ ہے۔

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑی نصیب کی بلت ہے

☆☆☆☆☆

Marfat.com

سخن ہائے گفتی

اگر کچھ کہنا چاہتا ہوں تو مزہ الفت کا جاتا ہے
اگر خاموش رہتا ہوں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے

قارئین حضرات فضائل اہل بیت اور ناموس صحابہ کے سلسلے میں کتاب کے شروع میں مختصر ذکر ہو چکا ہے یہاں ایک جائزہ پیش کرنا ہے۔

موجودہ دور کے علمائے اہل سنت فضائل اہل بیت اور ناموس صحابہ کے سلسلے میں تذبذب کا شکار ہیں ان کے سامنے نہ جائے ماندن اور نہ پائے رفتن والا معاملہ ہے۔

ایک طرف شان صحابہ اور ناموس صحابہ کا عنوان ہے دوسری طرف فضائل اہل بیت کا عنوان جو مسلمان کے لئے جزو ایمان ہے حضور کا ارشاد گرامی ہے اصحابی کالنجوم بالھم اقتدیتم اھدیتم ۔یعنی میرے صحابی ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

دوسری جانب اپنی اہل بیت کے متعلق فرمایا۔ قل لااسئلکم علیہ اجراً الاالمودۃ فی القربیٰ ۔اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ میرے اہل بیت کشتی نوح کی مانند ہیں جو اس میں سوار ہوا وہ پار ہو گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ ڈوب گیا۔

حقیقت میں یہ سارا معاملہ اقتدار کا ہے ہابیل اور قابیل بھی اسی اقتدار کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ مد مقابل ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو حکم دیا اپنی زندگی میں نبوت کا بار امانت اپنی اولاد کے سپرد کر دو بڑا قابیل تھا دستور کے مطابق نبوت کی سرداری اسے ہی ملنی چاہیے تھی لیکن وہ خصائل کے لحاظ سے دوسرا یزید تھا آدمؑ کی نظر ہابیل پر تھی یہی مخالفت تھی کہ قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا علمائے کرام نے جو کچھ تحریر کیا ہے یہ سب اسرائیلی روایات ہیں کہ سب سے پہلا قتل عورت کی وجہ سے ہوا۔ (العیاذ باللہ)

Marfat.com

اقتدار سیاسی ہو یا مذہبی نبوت کا ہو یا شخصی حکومت کا اس وقت سے لے کر آج تک اقتدار کی خاطر ایک دوسرے کا خون بہایا جا رہا ہے یہاں تک کہ بھائی بھائی کو قتل کر دیتا ہے باپ بیٹے کو اور بیٹا باپ کو قتل کر دیتا ہے یہ فتنہ شروع سے چلا آیا ہے۔

حضور رحمت دو جہاں ﷺ کے جدامجد حضرت عبدالمناف کے بیٹوں حضرت ہاشم اور عبدالشمس کے درمیان اقتدار کا معاملہ پیش آیا اور پھر حضرت عبدالمطلب اور امیہ کے درمیان اقتدار کا جھگڑا رہا اسی طرح حضور اور ابوسفیان کے درمیان مخالفت رہی حضرت علی کے مقابلے میں معاویہ آئے اور امام حسین کے مقابلہ میں یزید آیا۔

خاندانی رقابت کب دل سے نکلتی ہے اگرچہ مصلحت کے تحت خاموش رہنا پڑتا ہے لیکن جب خاندانی رقابت بھڑکتی ہے تو آگ لگا دیتی ہے۔

حضور کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے دور میں یہ چنگاری دبی رہی لیکن حضرت عثمان غنی جب برسر اقتدار آئے تو گویا خلافت کی بھاگ دوڑ بنو امیہ کے پاس آ گئی کیونکہ حضرت عثمان غنی کی اقربا پروری کام آئی اور پھر سابق عامل معزول کر کے تمام عامل بنوامیہ مقرر کر دیئے گئے تو پھر جلتی پر تیل نے کام کر دکھایا۔

ہر حکومت کے امور سلطنت اچھے مشیروں پر چلتے ہیں حضرت عثمان غنی کا مشیر اور معاون مروان جیسا بدبخت بدطینت منتقیم مزاج آدمی تھا وہ حضرت عثمان غنی کا مشیر بھی تھا اور وزیر اعظم بھی۔ گویا تمام امور سلطنت مروان کے پاس تھے حضرت عثمان غنی اسی پر بھروسہ کر کے حکومت چلاتے تھے۔ اسی مروان کی سازش سے حضرت عثمان غنی کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

حضرت عثمان غنی کی شہادت کے بعد سیدنا علی ابن طالب خلیفہ مقرر ہوئے آپ نے اپنی خلافت کی بیعت کے لئے تمام اطراف و اکناف کے عاملوں کو حکم بھیجا کہ حضرت علی کی خلافت پر بیعت لیں چونکہ علاقہ شام بلکہ پوری مملکت اسلامیہ خلافت کے تحت ہوتی تھی اس لئے امیر معاویہ جو اس وقت والئی شام تھے ان کو بھی بیعت کے لئے حکم بھیجا تو انہوں نے

Marfat.com

حضرت عثمان غنی کی شہادت کی آڑ لے کر بیعت سے انکار کر دیا جس سے جنگ جمل اور جنگ صفین کے واقعات پیش آئے پھر حضرت علی کی شہادت کا واقعہ پیش آیا حضرت علی کی شہادت کے بعد حضرت امام حسنؓ خلافت کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں لیکن کسی مصلحت کے تحت چھ ماہ کے بعد حکومت کی بھاگ دوڑ امیر معاویہ کے حوالے کر دیتے ہیں اب امیر معاویہ کے مقابلہ میں پوری مملکت اسلامیہ میں ان کا مدمقابل کوئی نہ رہا اور پھر ان کا آخری وقت آ پہنچا تحریری معاہدہ کے مطابق امیر معاویہ کے بعد خلافت امام حسن کو واپس کر دینی چاہیے تھی لیکن امیر معاویہ نے یزید کے متعلق اور اسکی ولی عہدی کے متعلق اسے وصیت کر دی سید الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے صحابی کو برا مت کہو۔ اس میں شک نہیں کہ صحابی قیامت تک کوئی نہیں بن سکتا یہ صدقہ چہرہ مصطفیٰ کے دیدار کا۔

امیر معاویہ بھی صحابی ہیں اور کاتب وحی بھی۔ ہم جب اس مقام کو دیکھتے ہیں تو احترام سے گردنیں جھک جاتی ہیں لیکن جب ان کے کردار پر نظر ڈالتے ہیں تو مشیت ایزدی پر ہی سارے معاملات ڈال دیتے ہیں جس طرح تمام انبیا کرام کے اپنے اپنے درجات ہیں اسی طرح صحابہ کرام میں بھی اپنے اپنے درجات ہیں کوئی سابقون الاولون میں شمار ہوتے ہیں اور کوئی عشرہ مبشرہ ہیں اور کچھ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق رب کریم نے ارشاد فرمایا۔

لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل. اولیئک اعظم درجتہ۔ جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا اور مال خرچ کیا وہ کیسے برابر ہو سکتے ہیں جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے اور مال خرچ کیا جن لوگوں نے گرم ریت پر اور پتھروں کی سلوں سے جان جلا کر اسلام کے چمن کی آبیاری کی ان کو ان لوگوں میں شامل کیا جائے گا جو ہمیشہ پیغمبر اسلام اور اسلام دشمنی میں پیش پیش رہے فتح مکہ کے دن جو ابوسفیان حضور کی شان و شوکت دیکھ کر کہنے لگے اے عباس تمہارا بھتیجا تو بادشاہ نظر آتا ہے تو حضرت عباس نے جواب دیا تھا اسلام تو تم نے قبول کر ہی لیا ہے لیکن تمہارے دل سے ابھی کدورت نہیں گئی۔ اسی کو کہتے ہیں جیسا باپ ایسا بیٹا اس میں شک نہیں کہ امیر معاویہ بھی صحابی تھے لیکن کردار دیکھیں حضرت

Marfat.com

عثمان کی شہادت کی آڑ لے کر اقتدار کی خاطر ان کی چالبازیوں اور سیدنا علی المرتضٰی کے ساتھ ذاتی دشمنی۔ حضور کے صحابی اور یہ سازش، جوڑ توڑ، اور ہیر پھیر، العیاذ باللہ۔ پھر حضرت علی پر لعن طعن، گالی گلوچ، حضور کے فرمان کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حضرت علی پر سب وشتم، تبرہ بازی لگاتار چالیس برس تک جاری رہا آخر عمر بن عبدالعزیز نے آ کر اس کو بند کیا اس کی جگہ۔ **ان اللہ یا مر با العدل و الاحسان**۔ والے جاری کئے۔

امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ میں چار قباحتیں تھیں ان میں ایک قباحت بھی ان کی ہلاکت کے لئے کافی تھی خلافت سے بغاوت، یزید کو ولی عہد بنانا، حضرت علی پر سب وشتم اور گالی گلوچ کرنا اور دوسرے کا حق غصب کرنا۔

ناموس صحابہ اور ناموس اور محبت اہل بیت ان سے عہدہ برآ نا چکی کے دو پاٹوں کے مثل ہے ان سے صحیح سلامت اور محفوظ ایمان سلامت کی نشانی ہے۔

مضمون طویل سے طویل ہوتا جا رہا ہے دل چاہتا تھا کہ پوری تفصیل اور شرح وسبط کے ساتھ حالات قلمبند کرتا۔ لیکن

کئی باتیں ہیں کہنے کی کئی باتیں ہیں لکھنے کی
جنہیں میں کہہ نہیں سکتا جنہیں میں لکھ نہیں سکتا

کیوں؟

سچ آکھاں تے بھانبڑ مچدا اے

دعا علینا الا البلاغ.

Marfat.com

شہنشاہ ولایت کے حضور

نذرانہ عقیدت

اے حبیب مصطفیٰ ۔اے مرتضیٰ مولا علی۔ اے میرے مشکل کشا مقتدیٰ مولا علی

اے حریم ناز عرفاں اے گلستان حیات۔ اے شہ والائے تخت کبریا مولا علی

اے شہ کشور کشا سلطان کشور ہائے دل۔دستگیر و ہادی بے نورا مولا علی

اے علاج درد عصیاں اے آشنائے دل۔اے دعائے نکہت جورو جفا مولا علی

اے در علم لائی کان عرفاں معرفت۔اے ضیائے معدلت شمع ہدیٰ مولا علی

اے پناہ بے کساں مونس و شاہ وگدا۔اے کہ محکم تجھ سے ہے یہ دست و پا مولا علی

اے کہ ہے سیراب تجھ سے ہی ولایت کا شجر۔ اے طریق معفرت کے پیشوا مولا علی

اے کہ ہے تجھ سے درخشاں ہر عالم کا وجود۔ اے سیادت کے در عالی بہا مولا علی

اے کہ ہے میرے خیال عشق کی تو ابتدا۔تجھ سے باغ حسن کی ہے انتہا مولا علی

رہے تجھی سے بارور میرا بھی نخل آرزو۔میری قسمت کا ہے تو سرخیل مولا علی

کارزار ہستی فانی میں ہوں الجھا ہوا ۔المدد بہر خدا شیر خدا مولا علی

بحر ظلمت موجزن دریائے ناپیدا کنار۔تو ہی طوفان بلا میں نا خدا مولا علی

مجھ کو حب پنجتن سے بہرہ ور کر دے خدا۔ڈال دے مجھ پر بھی شفقت کی قبا مولا علی

گر تیری الفت کا دم ہوتا رہے عرفاں سدا۔خود بخود مٹ جائیں گے جرم و خطا مولا علی

عرفاں رضوی

Marfat.com

سید الشہدا امام حسینؑ کے حضور

نذرانہ عقیدت

حسن محبوب سے کوثر کے سجانے والے۔عشق کی محبت میرے دل میں لگانے والے
دل کی اجڑی ہوئی بستی کو سجانے والے۔داغ آلام و مصائب کو مٹانے والے
تجھ کو ہے ابن علی سبط پیغمبر کی قسم
ہو نظر اک ایدھر ڈھل جائیں میرے رنج والم

وہ خدا جس نے ابراہیم کو خلت بخشی۔وہ خدا جس نے شۂ مصر کو حکومت بخشی
وہ خدا جس نے سلیمان کو حکومت بخشی۔وہ خدا جس نے محمد کو رسالت بخشی
اس خدا کی تجھے شبیر میں دیتا ہوں قسم
اپنی الفت میں عطا کر مجھے چشم پرنم

وہ محمد کہ ہے عرفان حقیقت کا امین۔وہ محمد کہ ہے انگشت دو عالم کا نگین
وہ محمد کہ ہے تمکین بر عرش بریں۔وہ محمد کہ ہے تسکین دل چشم حزیں
اس محمد کا تجھے واسطہ اے سبط نبی
سرد کر دے میرے سینے سے جو آگ لگی

تجھ سے جس کو نہ الفت ہو وہ مسلماں کیسا۔تیرے در کا نہ گدا ہو وہ مسلماں کیسا
جو نہ جھکتا ہو تیرے در پہ وہ مسلماں کیسا۔جس کے دل میں نہ بسا تو وہ مسلماں کیسا
دولت عشق سے دامن تمنا بھر دے
کچھ تو زخم دل عرفاں کا مداوا کر دے

عرفاں رضوی

Marfat.com

شہیدان کربلا کے حضور

سلام عقیدت

اے چرخ کربلا کے ستارو تمہیں سلام۔اے دو جہاں کی آنکھ کے تارو تمہیں سلام
جلوہ تمہارے نور کا ہے حسن کائنات۔اے مصطفیٰ کے نور کے پارو تمہیں سلام
جان اپنی دے کے دین کو تم نے بچا لیا۔اے دین مصطفیٰ کے بہارو تمہیں سلام
گردن تمہاری مظہر عشق ازل نبی۔اے رب کائنات کے بہارو تمہیں سلام
جان عزیز دی ملا حسن ازل تمہیں۔اے گلشن ازل کی بہارو تمہیں سلام
ہستی تمہاری رنج و محسن کی ہے انتہا۔اے درد غم کے مارو تمہیں سلام
تم سے رگ حیات کو رنگ بقا ملا۔اے حسن جاوداں کے ستارو تمہیں سلام
اسلام کی بقا کا ہے سر پر تمہارے تاج۔اے دو جہاں کے راج دلارو تمہیں سلام
پانی پیا نہ تم نے تھا امتحان عشق۔اے کوثر کرم کے پارو تمہیں سلام
صدمے سہے ہزارہا مگراف تک نہ کی۔اے دردسوز عشق کے مارو تمہیں سلام
در پر تمہارے آیا ہے کچھ خیر ہو عطا۔عرفاں کی زندگی کے سہارو تمہیں سلام
اے حسین ابن علی جان بتول۔یہ سلام عاجزانہ ہو قبول

عرفاں رضوی

Marfat.com

گلستان فاطمہ کے پھولوں کے نام

السلام اے خسروان کربلا۔السلام اے سروران اھتدیٰ
السلام اے ہادیان با کمال۔السلام اے خسروان پر جلال
السلام اے شاہکاران ہدیٰ۔السلام اے جانثاران مصطفیٰ
السلام اے پیشوایان امم۔السلام اے رہنمایان کرم
السلام اے عظمت دنیا و دین۔السلام اے نور چشم عالمین
السلام اے رفعت عرش بریں۔السلام اے سطوت عزم ویقین
السلام اے روح یزداں السلام۔السلام اے روح رحماں السلام
السلام اے جان امکاں السلام۔السلام اے نور انساں السلام
اے حفیظان شرافت السلام۔اے حسبنان نجابت السلام
اے وکیلان امامت السلام۔اے کفیلان شجاعت السلام
اے سلاطین ہدایت السلام۔اے براہین کرامت السلام
اے شہیدان محبت السلام۔اے معینان مروت السلام
اے نقیبان شرافت السلام۔اے امیران طریقت السلام
اے ضیائے مہرتاباں السلام۔اے جمال ماہ درخشاں السلام
اے سکون قلب عرفاں السلام۔اے حیات روح ایماں السلام
باغبان گلستان رسول۔یہ سلام عاجزانہ ہو قبول

عرفاں رضوی

Marfat.com

مظلوم کربلا کے حضور اس عاجز کی طرف سے نذرانہ عقیدت

اے حسین ابن علی اے تاجدار کربلا۔پیکر سرّنبی سرّ ذات کبریا
سید دنیا و دین سرور خلق مبین۔خوبیٔ حسن ازل نازش حسن وفا
تابش کونین ہے تیری ذات نوربیز۔تو ہے ابن علی عالم کن کی ضیا
اپنی جاں اور دوستوں اور اہل بیت کو۔دین کے حق کے واسطے تو نے قرباں کر دیا
اپنا سر کٹوا دیا مال و زر قرباں کیے۔تیرے اس ایثار پر جان امکاں ہے خدا
میں کہاں سمجھوں تجھے خام ہے میری خرد۔تو ہے محبوب نبی تو ہے محبوب خدا
اے حسین ابن علی عشق کے ہے رازداں۔اپنی رمز عشق سے مجھ کو کر دے آشنا
گنگ ہے میری زباں اور شکستہ ہے قلم۔کرنہیں سکتا رقم تیری توصیف و ثنا
بھیک دے اسکو کوئی اپنے در سے اے سخی۔یہ حبیب بے نوا تیرے در کا ہے گدا

اے حسین ابن علی کہتا ہے تیرا غلام
تجھ پر لاکھوں درود تجھ پر لاکھوں سلام

Marfat.com

مصنف کی دیگر کتب

۱۔ چراغ راہ۔ معمولات مروجہ اور اصلاح معاشرہ پر مفصل مدلل کتاب ص ۱۲۶، سائز ۲۲×۳۰

۲۔ نشان راہ۔ یعنی ندائے یارسول اللہ۔ جن میں معیار محبت مدارج محبت، معراج محبت اور حضور کے روضہ مبارک کا رنگ سبز اور غلاف کعبہ کا رنگ سیاہ، اس کا فلسفہ اور حکمت، انگوٹھے چومنے کا ثبوت ص ۱۷۶۔ ۴۰

۳۔ ضرب حیدریہ المعروف تاریخ وہابیہ۔ شیخ نجدی کے ابتدائی حالات سے لے کر آج تک خلیفہ سید احمد مولوی اسماعیل دہلوی عقائد اور کردار علمائے دیوبند تبلیغی جماعت کا کردار اور سپاہ صحابہ کی تنظیم کے حالات صفحات ۵۵۲۔ ۱۵۰

۴۔ بحالت صوم انجکشن لگوانے کا حکم۔ علماء فقہا اطباء، حکما اور ماہرین علم الابدان اور سائنسی تجزیہ سے مفصد صوم ہونے پر متفقہ فیصلہ ص ۱۴۶۔ ۴۰

۵۔ مکافات عمل، سزا اور جزا۔ عالم نزع اور عذاب قبر کا آنکھوں دیکھا حال ڈاکٹر نور احمد نور پروفیسر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے آنکھوں دیکھا حال ص ۷۲۔ ۲۰

۶۔ مصباح النور فی قرۃ العیون والصدور ص ۱۸۲ ہدیہ۔ ۸۰۔ حضور کی نورانیت پر تفصیلی بحث آپ کا پسینہ مبارک، سایہ مبارک، فضیلات مبارکہ اور دیگر اعمال درج ہیں۔

۷۔ مناقب آل بیت رسول شہادت جگر گوشہ بتول۔ از آدم تا وصال سید لولاک ﷺ بعد واقعات کربلا اور شہیدان کربلا پر پرسوز اور درد انگیز روح پرور کتاب۔

۸۔ رحمتہ للعالمین، غیر مسلموں کی نظر میں۔ میثاق اول، میثاق دوم، طلوع سحر، سابقہ کتب سے پیشن گوئیاں اور بشارات، طلوع آفتاب (ظہور قدسی) رحمتہ للعالمین مصنفین

Marfat.com

مورخین مفکرین مغربی دانشوروں اور غیر متعصب عیسائیوں کی نظر میں اسکے علاوہ امریکی اور یورپی معاشرہ میں عورت کا تصور، اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام یہ کتاب بھی زیر طبع ہے بہت جلد منظر عام پر آنے والی ہے۔ صفحات ۷۰۰

۹۔ مصباح النبوت فی خصائص النبوت زیر ترتیب۔ صفحات تقریباً ۵۰۰

۱۰۔ احسن البیان فی عظمت قرآن زیر طبع صفحات تقریباً ۱۵۰

تلک عشرۃ کاملۃ

☆☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

مصنف کی دیگر کتب

۱۔ چراغ راہ : اسلامی معاشرہ اور معمولات مروجہ پر			
مختصر مگر جامع مدلل کتاب	صفحات 126	قیمت -/50 روپے	
۲۔ نشان راہ یعنی ندائے یارسول اللہ	صفحات 176	قیمت -/50 روپے	
۳۔ ضرب حیدریہ المعروف تاریخ وہابیہ	صفحات 552	قیمت -/200 روپے	
۴۔ روزہ اور انجکشن	صفحات 146	قیمت -/50 روپے	
۵۔ مکافات عمل یعنی سزا اور جزا	صفحات 72	قیمت -/30 روپے	
۶۔ مصباح النور فی قرۃ العیون والصدور	صفحات 185	قیمت -/80 روپے	
۷۔ رحمتہ للعالمین غیر مسلموں کی نظر میں	صفحات 657	قیمت -/400 روپے	
۸۔ مصباح النبوت	صفحات 400	زیرِ طبع	
۹۔ احسن البیان فی عظمت قرآن مع ترجمہ القرآن	صفحات 102	زیرِ طبع	
۱۰۔ اندھیرے سے اجالے تک		زیرِ ترتیب وطبع	

ملنے کا پتہ

حافظ محمد حبیب اللہ قریشی الھاشمی پھگواڑی تحصیل کوہ مری

فون: 051-3276197، 0300-9122326

Marfat.com